جدید نظرثانی ایڈیشن

محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری سنتیں

اُسوۂ حسنہ

المعروف بہ

# شمائلِ کبریٰ

جلدِ دوم

حصہ چہارم

آپ کے بیان کردہ اسلام کے بلند پایہ مکارم اخلاق

کا بیان ۷۵ مضامین پر مشتمل ہے


مؤلفہ

مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب القاسمی مدظلہ العالی

اُستاذِ حدیث مدرسہ ریاض العلوم گورینی جون پور


پسند فرمودہ

حضرت مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ

اُستاذِ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی


ناشر

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد اُردو بازار کراچی

# آیاتِ حفاظت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَا يَئُودُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ○ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا ○ إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ○ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ○ لَهٗ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ○ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ○ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيْمٍ ○ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ○ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ○ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ○ وَحِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ○ اَللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ○ وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيْظٌ ○ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ○ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ○ إِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ○ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ○ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ○ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ○ هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ○ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ○ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ○ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ○ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ○ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ○

## فہرست مضامین

امانت اور دیانت داری ۳۳۶



وعدہ پورا کرنا ۳۴۱



حلم و بردباری ۳۴۵

## پڑوسیوں کا اکرام ۵۶۰



## تمام مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ۵۶۸



## جانوروں کے ساتھ بھی اچھے برتاؤ کا حکم ۵۷۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مقدمہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

خدائے پاک کا بے انتہا فضل وکرم ہے کہ ''شمائل کبریٰ'' کی جلد سوم آپ کے پاس پیش کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

اس کی جلد سوم اور چہارم ''اخلاق'' کی احادیث پر مشتمل ہے۔ پیش نظر جلد میں اسلام کے بلند پایہ صفات حسنہ کی احادیث کو نہایت ہی تفصیل اور جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور جلد چہارم میں آپ ﷺ کے خلقی اوصاف جسمانی احوال اور شمائل و خصائل کو جس کی تعبیر قرآن کی زبانی ''خلق عظیم'' سے کی گئی ہے، بیان کیا گیا ہے۔

احادیث پاک کے بے پایاں ذخیرہ سے اس کا انتخاب کیا گیا ہے۔

فن کی پچاسوں اہم کتابیں پیش نظر رہی ہیں، جس کا انکشاف اہل مطالعہ کو بخوبی ہوسکتا ہے۔ حوالوں میں اہم اور اساسی مستند کتابوں ہی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

کتاب کی جامعیت اور اپنے موضوع میں اہم ترین ماخذ ہونے کے پیش نظر اس امر کا اہتمام کیا گیا ہے کہ باب کے متعلق تمام احادیث ذخیرہ کتب سے جمع ہوجائیں۔ اور اپنے موضوع پر کوئی تشنگی باقی نہ رہے۔ مؤلف نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت ہی جامع اور مکمل ہو۔ کوئی احلاق فاضلہ چھوٹنے نہ پائے۔

باب الاخلاق پر احادیث کے پھیلے ہوئے ذخائر میں جو بھی قابل اخذ ہو امت کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ کہ آج کی اس دنیا میں عبادت کے بعد سب سے زیادہ انہیں پاکیزہ اخلاق کی ضرورت ہے۔

یہ وہ بیش بہا اعمال ہیں جن کا صلہ آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی ملنے لگتا ہے۔ اور جن کے نتائج حسنہ دنیا میں بھی بار آور ہونے لگتے ہیں۔ اسلام کے بلند پایہ پاکیزہ اخلاق فاضلہ پر مشتمل یہ کتاب آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ مساجد میں، مدارس میں اور گھروں میں پڑھ کر سنائی جائے۔ تاکہ بلند پایہ مکارم اخلاق جو ہم سے چھوٹ گئے ہیں اور ان کا علم بھی ہمیں نہیں ہے۔ گھروں میں اور ماحول میں رائج ہو جائیں۔ جن سے دین و دنیا کی بے شمار خوبیاں وابستہ ہیں۔

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارا یہ مذہب اسلام کتنا جامع اور مکمل ہے۔ محض عبادت وعقائد ہی سے اس کا تعلق نہیں ہے بلکہ دین و دنیا کے ہر ایسے امر کو جامعیت کے ساتھ سموئے ہوئے ہے، جو ارباب عقل و شرف کے نزدیک خیر و بھلائی کو شامل ہے۔ اور اس کے بہتر نتائج دنیا پر پڑتے ہیں کہ دنیا کے یہ اچھے امور دین سے کیسے الگ ہو سکتے ہیں۔ دین و مذہب تو ہر خوبی و بھلائی کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ آخرت کے اچھے نتائج دنیا کے اچھے اعمال ہی سے تو وابستہ ہیں۔

اور آخرت کی تعمیر کے لئے یہی دنیا کے امور حسنہ اساس اور بنیاد ہیں۔ خیال رہے کہ ہمارے مذہب کا یہ جامع پہلو آج کے دور میں "نئی دنیا" کے لوگوں پر یا تو مخفی ہے یا تغافل ہے کہ وہ دین اور مذہب کو صرف ذکر و عبادت میں محصور سمجھتے ہیں۔ اور انہی کو آخرت کے اعمال سمجھتے ہیں۔ یہ بڑی عظیم غلطی ہے۔ اسی وجہ سے وہ ان "پاکیزہ اخلاق" کو دین نہیں سمجھتے۔

کاش کہ وہ مذہب اسلام کا صحیح مطالعہ کرتے۔ کسی اہل خدا، اصحاب دین کی صحبت پاتے تو ان نظریات کے حامل نہ ہوتے۔ ان سے عاری یا گریز نہ کرتے۔ بلکہ ان اخلاق فاضلہ کے حامل ہو کر پوری دنیا کو اسلام کا خوگر بنا لیتے۔

اللہ ہی ہم سب کو دین کے صحیح راستے اور جادہ مستقیم کی رہنمائی فرمائے، اور موانع کو دور فرما کر پوری دنیا میں اسلام اور اسلامی ماحول کو رائج فرمائے۔ (آمین)

اس کتاب کی ترتیب میں صحاح ستہ، کتب مشہورہ کے علاوہ دیگر ایسی کمیاب و نادر کتابوں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جو بسہولت دستیاب نہیں۔ جس کا اندازہ اہل مطالعہ کو حوالوں اور ماخذ سے ہو سکتا ہے۔

موضوع سے متعلق تمام احادیث و آثار و مضامین منقولہ باحوالہ بقید جلد وصفحات درج ہیں۔ تاکہ بوقت ضرورت مراجعت میں آسانی ہو۔

کتاب کے آغاز میں ایک وسیع مقدمہ ہے۔ جو اخلاق کے موضوع پر ہے جس میں نہایت ہی تفصیل سے ان احادیث کو جمع کیا گیا ہے جس میں مکارم کی تاکید اور اس کی مختلف نوع کے فضائل و ترغیبات مذکور ہیں۔ اس کے بعد مکارم اخلاق کے ابواب ہیں ان شاء اللہ اس کے بعد جلد چہارم پیش کی جائے گی۔

ہمارے مخلص محترم مولانا محمد رفیق عبدالمجید صاحب، زمزم پبلشرز سے اس کی اشاعت کر کے امت میں

سنت کی ترویج اور شیوع کی عظیم خدمت انجام دے رہے ہیں۔ خدائے پاک ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اوران کو دارین کی سعادت وخوشحالی سے نوازے اور مکتبہ کو فروغ اور ترقی عطا فرمائے احیاء سنت اور ترویج شریعت میں ان کو امتیازی شان حاصل ہو۔ آمین۔

خدائے وحدہ لاشریک سے دعا ہے کہ شمائل کے اس وسیع سلسلہ کو جو امت کے لئے سنت اور دارین کی کامیابی کا ایک قیمتی سرمایہ ہے خلوص و عافیت کے ساتھ پائے تکمیل تک پہنچائے۔ رہتی دنیا تک امت کے ہر طبقہ کو اس سے مستفید فرمائے۔ عاجز کی لغزشوں کو معاف فرما کر ذخیرہ آخرت سرمایہ نجات اپنی رضا وتقرب کا باعث بنائے۔ آمین

والسلام

محمد ارشاد القاسمی بھاگل پوری

استاذ حدیث مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور

۱۴۱۹ھ مطابق ۱۹۹۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد عمدہ اخلاق کی ترویج اور اتمام کے لئے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بہترین اخلاق و عادات کے اتمام کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ (بیہقی فی الشعب صفحہ ۲۳۱، مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۲۰۰، مستدرک حاکم جلد ۲ صفحہ ۶۱۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری بعثت عمدہ اخلاق، اچھی عادات کو مکمل طور پر عمل میں لانے کے لئے ہوئی۔ (اتحاف السادۃ جلد ۷ صفحہ ۳۳۱)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہا: اے اللہ کے رسول، میں ایسا آدمی ہوں کہ میں تعریف کو پسند کرتا ہوں۔ گویا کہ وہ اپنے اوپر خوف کر رہے تھے (کہ میرا یہ مزاج کوئی گرفت کی بات تو نہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی تم کو منع کرتا ہے کہ تم اچھی زندگی گزارو، سعادت کے ساتھ وفات پاؤ۔ میں بھیجا گیا ہوں تاکہ تمام اچھے اخلاق کو مکمل کروں۔ یعنی مکمل طور سے ان کو جاری اور رائج کرو۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۶)

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے مؤطا میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بہترین اخلاق کے اتمام کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ (سیرۃ الشامی صفحہ ۶)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک نے مجھے عمدہ اخلاق اور کامل درجہ کے عمدہ افعال کے لئے بھیجا ہے۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۲۳۱)

حضرت ابن عجلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں صالح اخلاق کو مکمل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ (بیہقی جلد ۶ صفحہ ۲۳۰)

# مکارم اخلاق کی تاکید واہمیت وفضائل احادیث پاک میں

## اخلاق فاضلہ کیا ہیں؟

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں تیزی سے آگے بڑھا۔ اور آپ کا دست مبارک پکڑا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اپنے ہاتھ میں میرا ہاتھ لیا اور فرمایا۔ اے عقبہ میں تجھے نہ بتا دوں کہ دنیا اور آخرت کے اخلاق فاضلہ کیا ہیں۔

(پھر فرمایا) تم اس سے جوڑ رکھو جو تم سے توڑ رکھے۔ اور جو تم کو محروم کرے نہ دے، تم اسے دو۔ جو تمہیں تکلیف پہنچائے تم اسے معاف کرو۔ (شرح السنۃ جلد۳ صفحہ ۱۱۳، مجمع الزوائد، حاکم جلد۸ صفحہ ۱۸۸)

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ میری ملاقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور آپ سے پوچھا اللہ کے رسول اچھے اعمال کیا ہیں۔ مجھے بتا دیجئے۔ تو آپ نے فرمایا: اے عقبہ جو تم سے قطع تعلق رکھے تم اس سے جوڑ رکھو۔ جو تم کو محروم کرے تو اسے نوازو۔ جو تم پر ظلم کرے اس سے اعراض کرو۔ (اسے چھوڑ دو بدلہ نہ لو) (ترغیب جلد۳ صفحہ ۳۴۲، مجمع الزوائد جلد۸ صفحہ ۱۸۹)

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ افضل ترین خصائل یہ ہیں کہ تم توڑ رکھنے والوں سے جوڑ رکھو۔ جو تم کو محروم رکھے تم اسے نوازو۔ جو تمہیں برا بھلا کہے تم اسے درگزر کرو۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۳۴۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جن میں تین (اخلاق فاضلہ) ہوں گے۔ اللہ پاک ان کا حساب بھی آسان لے گا اور انہیں اپنے فضل سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ اے خدا کے رسول ہمارے ماں باپ آپ پر فدا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے دیا کرو جو تم کو محروم رکھے۔ اس کے ساتھ حسن سلوک کرو جو تم سے قطع تعلق رکھے اسے معاف کر دیا کرو جو تم پر زیادتی کرے۔ جب تم یہ اخلاق اختیار کرو گے تو خدا تم کو جنت میں داخل فرما دے گا۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۳۴۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ اے علی تم کو دین و دنیا کے بلند اخلاق نہ بتا دوں۔ یہ کہ تم اس سے رابطہ رکھو جو تم کو کاٹے اور دور رکھے۔ جو تمہیں محروم رکھے تم اسے نوازو۔ جو تم کو تکلیف دے تم اسے معاف کرو۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۳۴۲)

حضرت عبداللہ بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تم کو دین و دنیا کے بہترین اخلاق نہ بتا دوں؟ جو اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کو معاف کرے۔ جو اسے نہ دے تو وہ اسے دے۔ جو اس سے لڑائی رکھے تو وہ اس سے جوڑ رکھے۔ (مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۳۳)

اس قسم کی متعدد احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تاکید فرمائی ہے اور زور دیا ہے کہ تمہارے حسن اخلاق میں یہ ہے کہ تم ان لوگوں سے جو تم سے توڑ اور قطع تعلق رکھتے ہیں۔ تمہیں نیچا سمجھ کر یا ماحول میں کمزور وضعیف سمجھ کر یا اور کسی سوء ظن وعقیدت کی بنیاد پر یا رشتہ داری میں کسی امر سے متاثر ہو کر تم سے قطع تعلق رکھتے ہیں۔ شادی بیاہ غمی خوشی میں تم کو یاد نہیں رکھتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں اگر تم بھی ان سے تعلق کاٹ دو گے اور توڑ پیدا کر لو گے تو اس طرح آپس کے حقوق ضائع ہو جائیں گے۔ اور اس توڑ کے برے نتائج ظاہر ہوں گے۔ نسل در

نسل اس توڑ کا سلسلہ چلے گا۔ بہت سے منافع ضائع ہوں گے۔ نفرتیں پیدا ہوں گی۔ اس لئے تمہارا اخلاقی فریضہ ہے کہ تم جوڑ اور ربط پیدا کرو گے۔ وہ توڑ پر جمے رہیں تو تم جوڑ پر جمے رہو۔ وہ کسی معاملہ میں تم کو نہ پوچھیں اور نہ دیں تو تم ایسا نہ کرو تم ان کو ہدایا تحائف سے نوازتے رہو، ایک دن شرمندہ ہو کر وہ تم سے مربوط ہو جائیں گے۔ اور تم سے مخلصانہ برتاؤ کریں گے۔ ہاں اگر وہ حد درجہ متکبر اور کمین فطرت ہیں تو تمہارا آخرت کا ثواب تو کہیں گیا ہی نہیں۔

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ مکارم اخلاق (اخلاق حسنہ کے بلند پایہ اعمال) یہ ہیں۔

جو تکلیف دے اسے معاف کرو۔ جو تم سے لڑے تم اس سے جوڑ رکھو۔ جو تم کو محروم رکھے۔ تم اس کو نوازو۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

"خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ" (اتحاف السادۃ جلد ۷ صفحہ ۳۱۸)

حضرت معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حسن اخلاق کے بلند پایہ اعمال یہ ہیں۔ توڑ رکھنے والوں سے جوڑ، محروم کر دینے والوں کے ساتھ دینے کا معاملہ، گالی دینے والوں کو معاف کرنا۔

(اتحاف جلد ۷ صفحہ ۳۱۸)

امیر المؤمنین عبداللہ بن المبارک رَحْمَہُ اللہُ تَعَالٰی سے مروی ہے کہ حسن خلق لوگوں سے کشادہ روئی سے ملنا۔ بھلائی کا معاملہ کرنا۔ تکلیف دہ امور سے بچانا ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱)

حافظ ابن حجر رَحْمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے شرح بخاری میں ذکر کیا ہے کہ عفو (معافی)، سخاوت، صبر، تحمل، شفقت و رحمت، لوگوں کی حاجتیں پوری کرنا، لوگوں سے محبت و اخوت کا برتاؤ، نرمی معاملہ، یہ سب حسن اخلاق کے اعمال ہیں۔ (صفحہ ۴۵۷)

شرح احیاء میں ہے کہ لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملنا، نرمی سے معاملہ کرنا، مختلف طبائع اور مزاجوں کی رعایت کرتے ہوئے ان سے خوشگواری کا برتاؤ کرنا۔ حسن اخلاق سے ہیں۔ (جلد ۷ صفحہ ۳۱۹)

## افضل ترین اعمال؟

حضرت ابن عنبسہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ آپ کی کن لوگوں نے اتباع کی ہے۔ آپ نے فرمایا آزاد اور غلاموں نے۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول اسلام کیا ہے؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا عمدہ کلام، اور لوگوں کو کھانا کھلانا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! ایمان کیا ہے؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا صبر اور درگزر کرنا۔ میں نے کہا اسلام میں افضل ترین عمل کیا ہے؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نے فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں۔ میں نے کہا افضل الایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اچھے اخلاق، میں نے کہا نماز میں افضل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا طول قیام۔ میں نے پوچھا ہجرت میں افضل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تم برائیوں کو چھوڑ دو۔ (مجمع الزوائد جلد ا صفحہ ۶۶)

## حسن اخلاق والوں کا جنت میں مرتبہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ جس نے جھوٹ کو چھوڑ دیا کہ وہ غلط تھا اس کے لئے محل جنت کے شروع میں ہوگا۔ اور جس نے جھگڑے کو ختم کر دیا باوجودیکہ وہ حق پر تھا اس کے لئے جنت کے بیچ میں محل بنایا جائے گا۔ اور جس نے عمدہ اخلاق اختیار کئے اس کے لئے جنت کے بلند و بالا حصہ میں محل بنایا جائے گا۔ (مجمع الزوائد جلد ا صفحہ ۶۶)

## کون زیادہ محبوب، کون زیادہ قریب؟

عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: کیا میں تم کو اپنے سے زیادہ محبوب اور قیامت میں سب سے زیادہ ہمنشیں ہونے کی اطلاع نہ دے دوں؟ تو لوگ خاموش رہے۔ پھر آپ ﷺ نے دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا۔ تب لوگوں نے کہا۔ ہاں اے اللہ کے رسول، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں جو سب سے زیادہ اخلاق کے اعتبار سے بہتر ہو۔

(بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۲۳۳)

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا. تم میں سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ قیامت میں قریب مجلس کے اعتبار سے وہ ہوگا جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوگا۔ اور تم میں سب سے زیادہ قیامت میں مجھ سے دور وہ ہوگا جو اخلاق کے اعتبار سے بدتر ہوگا۔

(طبرانی، مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۱)

## اخلاق بھی رزق کی طرح خداوندی تقسیم ہے

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ رب العزت نے تمہارے اخلاق تم میں اس طرح تقسیم کئے، جس طرح تمہارا رزق تقسیم کیا ہے۔ (ادب مفرد صفحہ ۹۱)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ یہ عظیم الشان دولت بھی خدائی تقسیم ہے۔ خدائے پاک جس کو اس کا اہل پاتے ہیں انہیں کو نوازتے ہیں۔

## کمال ایمان کے اعمال کیا ہیں؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان کے اعتبار سے کامل وہ ہے

جو اخلاق کے اعتبار سے اچھا ہو۔ اور اپنے بال بچوں پر مہربان ہو۔ (بیہقی فی الشعب جلد۶ صفحہ۲۲۲)

**فَائِدَہ:** بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ بال بچوں کے حق میں بڑے ہی بداخلاق ہوتے ہیں، ان کی ضرورتوں کی رعایت نہیں کرتے ہر وقت ناراضگی والی باتیں کرتے ہیں، برخلاف اس کے غیروں پر بڑے خوش اخلاق ہوتے ہیں سو یہ مذموم ہے۔ بال بچوں کا بھی حق ہے۔ ان سے پیار ومحبت کا برتاؤ کرنا اہل اللہ کے اوصاف میں سے ہے۔

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں ایمان کے اعتبار سے کامل ترین وہ ہے، جو اخلاق کے اعتبار سے عمدہ ہو اور جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہو۔ (بیہقی جلد۷ صفحہ۲۲۲)

**فَائِدَہ:** خیال رہے کہ بیوی کے بڑے حقوق ہیں۔ عموماً مردوں سے اس کی شدید کوتاہی ہوتی ہے۔ اکثر مرد ان کے حق میں جابر وظالم ہوتے ہیں۔ ڈانٹ ڈپٹ، اور سخت سست معمولی معمولی باتوں پر کہتے رہتے ہیں اور وہ بے چاری مظلوم وماتحت ہونے کی وجہ سے برداشت کرتی ہے۔ سو عورتوں کے ساتھ حسن برتاؤ ان کی غلطیوں پر درگزر حضرات انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اور اہل اللہ کی شان ہے۔

## عمدہ اخلاق اور عبادت گزاری کے درمیان ثواب کا فرق

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ دو آدمی ایسے آئیں گے جن کی نمازیں، جن کا روزہ، جن کا حج، جن کا جہاد، جن کی نیکیاں یکساں اور برابر ہوں گی۔ البتہ ان میں سے ایک حسن اخلاق سے متصف ہوگا۔ جس کی وجہ سے دونوں کے درجوں میں مشرق ومغرب کا فرق ہوگا۔ (بیہقی جلد۶ صفحہ۲۴۸)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ حسن اخلاق کی وجہ سے اپنے ساتھی پر یہ اتنا بڑھ جائے گا۔

## دین ودنیا کی بھلائی کیسے حاصل؟

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ام حبیبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا: اے ام حبیبہ! حسن اخلاق والے دین ودنیا کی بھلائی حاصل کریں گے۔ (ترغیب صفحہ۴۰۱)

**فَائِدَہ:** دنیا میں بھی لوگوں کے نزدیک محبوب ومقبول اور آخرت میں خدا کا محبوب ومقرب۔

## حسن اخلاق جنت کے اعمال ہیں

حضرت حسن بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھے اخلاق جنت کے اعمال ہیں۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۴۰۷، طبرانی)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ اچھے اخلاق جنت میں جانے کا ذریعہ ہیں اور ان کا حامل، اہل جنت سے ہے۔

## اعمال میں ہلکے مگر ترازو میں وزنی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا اے ابوذر! تم کو میں دو خصلت کی نشاندہی نہ کردوں جو کرنے میں ہلکے اور ترازو میں دوسرے اعمال کے مقابلے میں بہت وزنی ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہاں ضرور اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اخلاق اور خاموشی کو لازم پکڑ لو۔ ان دونوں سے کوئی بہتر وصف نہیں۔ جس سے انسان مزین ہو۔ (بیہقی جلد ۶ صفحہ ۲۳۹، مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۲، ترغیب صفحہ ۴۰۸)

**فائدہ:** واقعۃً یہ بڑے جامع ترین اوصاف ہیں۔ آج کے دور میں خاموشی کو بے وقوفی سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا شخص زبان کی برائیوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ذکر وفکر کا موقع ملتا ہے۔

## حساب بھی آسان اور جنت میں بھی داخلہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں تین خصلتیں موجود ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حساب بھی آسان لے گا۔ اور اپنی رحمت سے جنت میں بھی داخل فرمائے گا۔ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان وہ کیا اخلاق ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو تم کو محروم رکھے تم اس کے ساتھ نوازنے کا معاملہ کرو، جو تم سے تعلق منقطع رکھے تم اس سے جوڑ اور ربط رکھو۔ جو تم پر زیادتی کرے تم اسے معاف کرو۔ جب تم یہ کرو گے تو خدا تم کو جنت میں داخل کردے گا۔

(ترغیب، مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۸۹)

## جنت کے بلند و بالا درجات کس کے لئے؟

عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو وہ اعمال نہ بتادوں جس سے جنت میں تمہارا درجہ بلند ہو جائے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا۔ ہاں اللہ کے رسول۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم پر جہالت کرے (تمہارے مرتبہ کی رعایت نہ کرے تکلیف دہ باتیں کرے) تم اسے برداشت کرو۔ جو تم پر ظلم زیادتی کرے تم اسے درگزر کرو۔ جو تم کو محروم رکھے تم اسے دو۔ (ترغیب صفحہ ۳۴۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت میں منقول ہے کہ اللہ کے نزدیک بلند مرتبہ حاصل کرو۔ پوچھا گیا وہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا: جوڑ رکھو اس سے جو تم سے توڑ رکھے۔ دو اسے جو تم کو نہ دے۔ برداشت کرو اس سے جو تم پر جہالت کرے۔ (مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۳۱)

**فائدہ:** احادیث پاک میں جوڑ رکھنے اور تحمل و برداشت کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ توڑ اور جوابی کاروائی کی وجہ سے باہم مخالفت اور عناد کا سلسلہ قائم رہتا ہے۔ ان اخلاق فاضلہ کو اگر دائرہ عمل میں رکھا جائے تو دشمن اور معاند

بھی دوست اور موافق ہو جائے گا۔ اور محبت اور ربط رکھے گا۔ اور شریف آدمی شرمندہ ہوکر محبت پر مجبور ہوگا۔ توڑ پر جوڑ، ظلم پر تحمل اہل اللہ کے اوصاف ہیں۔

## عبادت میں کمزور مگر مرتبہ میں بلند و بالا

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ آدمی بلند اخلاق کی وجہ سے آخرت کے اونچے مرتبہ کو اور اچھے درجہ کو پالیتا ہے۔ حالانکہ وہ عبادت میں کمزور ہوتا ہے۔

(مکارم اخلاق خرائطی، طبرانی صفحہ ۹۷، اتحاف جلد ۷ صفحہ ۳۲۴)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آدمی بسا اوقات عبادت گزار نہ ہونے کے باوجود جنت کے بلند درجوں کو عمدہ اخلاق کی وجہ سے حاصل کر لیتا ہے۔ اسی طرح جہنم کے اسفل درجہ کو بدخلقی کی وجہ سے حاصل کر لیتا ہے۔ (مکارم اخلاق خرائطی، اتحاف جلد ۷ صفحہ ۳۲۴)

**فَائِدَہ:** ابوالقاسم جنید بغدادی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا کہ چار خصلتیں انسان کو بلند و بالا درجات پر پہنچا دیتی ہیں۔ گو اس کا عمل (عبادت) کم ہو۔ ① حلم، ② سخا، ③ تواضع، ④ حسن خلق۔

اور ابوالعباس رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ کوئی شخص بلند و بالا درجات بغیر حسن اخلاق کے نہیں پا سکتا۔

(اتحاف جلد ۷ صفحہ ۴۲۵)

## حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا فرمان مبارک

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا قول ہے لوگوں کے ساتھ اخلاق سے ملو، گو ان کے اعمال کی مخالفت کرو۔ (اتحاف السادۃ جلد ۷ صفحہ ۴۲۵)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ کسی کے اعمال سے اختلاف ہونے پر بھی اس کے ساتھ اخلاق سے ملو۔

## حسن اخلاق کی وجہ سے اہل جنت میں

ایک صحابی رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی روایت ہے کہ میں نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ گزشتہ رات عجیب خواب دیکھا۔ میری امت کا ایک شخص گھٹنے کے سہارے آیا۔ اس کے اور خدا کے درمیان حجاب تھا۔ (یعنی خدا سے بعد ہونے کی وجہ سے جنت سے دور نظر آ رہا تھا) پس اس کے عمدہ اخلاق نے (جو اس نے دنیا میں اختیار کئے تھے) آکر اسے جنت میں داخل کرا دیا۔

(خرائطی فی المکارم، اتحاف جلد ۷ صفحہ ۳۲۴)

## عورت کے دو شوہر ہوں، تو وہ کس شوہر کو ملے گی؟

حضرت ام حبیبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے پوچھا گیا کہ جس عورت کے دو شوہر

ہوں اور وہ عورت انتقال کر جائے۔ اور وہ دونوں (شوہر) بھی انتقال کر جائیں۔ اور سب جنت میں داخل ہو جائیں تو وہ عورت کس شوہر کو ملے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کے اخلاق اچھے ہوں گے۔ وہ اس کے پاس رہے گی۔ اے ام حبیبہ! حسن اخلاق والے دنیا اور آخرت کی بھلائی لے گئے۔

(ترغیب جلد۳ صفحہ ۴۱۰، مجمع جلد۸ صفحہ ۲۴، اتحاف صفحہ ۳۲۳)

**فائدہ:** کس قدر فضیلت کی بات ہے حسن اخلاق کی وجہ سے دنیا اور آخرت دونوں میں فائق رہیں گے اور بیوی کے بھی حقدار ہوں گے۔

## برکت حسن اخلاق میں ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عین برکت حسن اخلاق میں ہے۔

(مکارم خرائطی جلد ۱ صفحہ ۵۵)

## حسن اخلاق سے آخرت کا بلند و بالا مرتبہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا بندہ حسن اخلاق کی وجہ سے آخرت کے بلند درجہ کو اور معزز مقام کو پالیتا ہے۔ حالانکہ وہ عبادت میں کمزور ہوتا ہے۔ اور بدخلقی کی وجہ سے جہنم کے نچلے طبقہ میں پہنچ جاتا ہے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۴۰۴)

**فائدہ:** کس قدر فضیلت کا باعث ہے حسن اخلاق۔ مصروف اور مشغول زندگی والوں کے لئے جن کو عبادت و تلاوت کا موقعہ نہیں وہ معاملات میں، ملنے جلنے میں حسن اخلاق کے برتاؤ سے جنت کے بلند و بالا مرتبہ کو حاصل کر سکتے ہیں۔ کس قدر سہل اور آسان نسخہ ہے۔

## حسن اخلاق سے بہتر کوئی شرف نہیں

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ تدبیر سے بہتر کوئی سمجھداری نہیں۔ انبساط سے بڑھ کر کوئی تقویٰ نہیں۔ حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں۔ (ابن ماجہ صفحہ ۳۱۱)

## اسلام بلند اخلاق کا نام ہے

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بنی سلمہ کے ایک آدمی نے حضور پاک ﷺ سے اسلام کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ حسن اخلاق ہے۔ وہ یوں سوال کرتے رہے آپ ﷺ یہی جواب دیتے رہے۔ یہاں تک کہ اس نے پانچ مرتبہ پوچھا اور آپ ﷺ نے یہی جواب دیا کہ وہ حسن اخلاق ہے۔ (بیہقی فی الشعب جلد۶ صفحہ ۲۴۲)

## جنت میں اکثر داخلہ تقویٰ اور حسن اخلاق کی وجہ سے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا۔ جنت میں اکثر داخلہ کن اعمال کی وجہ سے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تقویٰ اور حسن اخلاق کی وجہ سے۔ پھر پوچھا گیا زیادہ تر جہنم میں کس وجہ سے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: زبان اور شرم گاہ کی وجہ سے۔

(ترمذی جلد۲ صفحہ۲۱، بیہقی فی الشعب جلد۶ صفحہ۲۳۹، فتح الباری جلد۱۰ صفحہ۴۵۹)

**فائدہ:** غور کیا جائے تو تقویٰ اور حسن اخلاق سے بیشتر لوگ محروم ہیں۔ اسی طرح زبان کے مسئلے میں اکثر لوگ غیر محتاط ہیں۔ تقویٰ اور حسن اخلاق یہ دو ایسے اعمال ہیں جو جنت کو لازم کرنے والے ہیں۔ افسوس آج ہم انہی سے محروم ہیں۔

## عمدہ اخلاق خدا کو محبوب

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو اچھے بلند عادات پسند ہیں اور برے اخلاق ناپسند ہیں۔ (مکارم خرائطی صفحہ۵)

اور حاکم میں یہ اس طرح ہے اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ کرم اور شرافت کے امور کو پسند کرتا ہے اور اچھے اخلاق کو پسند اور برے اخلاق کو ناپسند کرتا ہے۔ (جامع صغیر جلد۱ صفحہ۱۱۱)

**فائدہ:** خدائے تعالیٰ صفات حسنہ اوصاف جمیلہ کا مالک ہے۔ اس لئے اچھے عمدہ اوصاف کو پسند فرماتا ہے اور خدا کا پسند کردہ بھلا اس کا کیا کہنا۔ عمدہ اخلاق والا سعید اور اہل جنت میں سے ہے۔

## حسن اخلاق سے بہتر کوئی شے نہیں

حضرت اسامہ بن شریک فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں کو سب سے زیادہ بہتر کیا دیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو حسن اخلاق سے بہتر کسی چیز سے نہیں نوازا گیا۔ یعنی خدا کی عطا کردہ اشیاء میں سب سے بہتر حسن اخلاق ہے۔ (حاکم جلد۱ صفحہ۱۲۱، ابن ماجہ صفحہ۲۳۵)

قبیلہ مزینہ کے ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ مسلمان کو سب سے افضل ترین کس شئے سے نوازا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا حسن اخلاق سے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۴۱۱)

ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! مسلمانوں کو سب سے زیادہ بہترین کیا چیز دی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا اخلاق حسنہ۔ پھر پوچھا بدترین چیز کیا دی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: قلب تو سیاہ ہو لیکن صورت اچھی ہو۔ اپنے کو دیکھے تو خوش ہو جائے۔ (بیہقی فی الشعب جلد۶ صفحہ۲۳۵)

## حسن اخلاق گناہوں کو پگھلا دیتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اخلاق گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح سورج اولے کو پگھلا دیتا ہے۔ (بیہقی فی الشعب جلد۶ صفحہ۲۴۷)

## اہل فقر مالداروں پر کس طرح سبقت حاصل کریں؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مالداروں پر سبقت حاصل نہ کرسکو تو تم کشادہ روئی اور حسن اخلاق سے سبقت حاصل کرسکتے ہو۔

(مجمع جلد۸ صفحہ۲۲، اتحاف جلد۷ صفحہ۳۲۰، مکارم طبرانی صفحہ۳۱۸، فتح صفحہ۴۵۹)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ مالدار جب خدا کی راہ میں مال خرچ کرکے ثواب حاصل کرنے لگیں اور تمہارے پاس اس کی گنجائش نہ ہو تو تم لوگوں کے ساتھ کشادہ روئی اور حسن اخلاق سے پیش آؤ تو ان سے مرتبہ میں بڑھ جاؤ گے۔

## میزان اعمال میں سب سے زیادہ وزنی کون؟

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ ترازو میں جو وزنی ہوگا وہ حسن اخلاق ہوگا۔ (بیہقی صفحہ۲۳۸، ترمذی جلد۲ صفحہ۲۱، فتح الباری جلد۱۰ صفحہ۴۵۸، اتحاف جلد۷ صفحہ۳۲۰)

## کون کامیاب ہوگا؟

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کامیاب فائز المرام ہوگیا۔ جس نے قلب کو ایمان کے لئے خالص کرلیا قلب کو گناہوں سے محفوظ کرلیا زبان کو سچا کردیا نفس کو مطمئن کرلیا اور اپنے اخلاق کے اعتبار سے بہتر بنالیا۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۴۰۵)

**فائدہ:** بڑی جامع حدیث ہے نفس کو مطمئن کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کا عادی بنالیا۔ چونکہ نفس مطمئنہ عبادت ہی سے اطمینان حاصل کرتی ہے اور اپنی طبیعت کو اچھے اخلاق کا خوگر بنالیا۔

## دین حسن اخلاق کا نام ہے

ابوالعلاء بن شخیر سے مرسلاً مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔ جس نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا۔ دین کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حسن اخلاق۔'' پھر اس نے دائیں رخ سے آکر سوال کیا۔ دین کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حسن اخلاق۔'' اس نے پھر بائیں جانب سے آکر سوال کیا دین کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حسن اخلاق۔'' پھر اس نے پیچھے سے آکر سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم

سمجھتے نہیں ہو کیا (یعنی میں نے کئی مرتبہ بتایا کہ دین ''حسن اخلاق'' ہے۔ پھر پوچھتے ہو) اور آپ ﷺ غصہ نہیں ہوئے تھے۔ یعنی غصہ سے آپ ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۴۰۵، اتحاف السادۃ جلد ۷ صفحہ ۳۱۸)

فَائِدَہ: دیکھئے ہر مرتبہ آپ نے سوال پر فرمایا کہ دین حسن اخلاق ہے اس سے معلوم ہوا کہ دین یہی ہے۔

## حسن اخلاق زیادتی خیر کا باعث

حضرت عمر بن عتبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے معلوم کیا۔ افضل الایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''حسن اخلاق۔'' (مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۶۶)

حضرت رافع بن مکیث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا حسن اخلاق خیر کا باعث ہے اور بد خلقی بری شئے ہے۔ بھلائی عمر میں زیادتی کرتی ہے۔ صدقہ بری موت سے بچاتا ہے۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۱۲)

فَائِدَہ: اس حدیث میں مخصوص اعمال کے مخصوص نتائج کا بیان ہے۔ جس طرح ہر شئے کی ایک خاصیت ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض اعمال کی بھی خاصیت ہوتی ہے۔ چنانچہ حسن اخلاق سے خیر کا اضافہ ہوتا ہے۔ اور صدقہ سے بری موت سے حفاظت ہوتی ہے۔

## حسن اخلاق ایمان ہے

حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں افضل وہ ہے جس کے اخلاق عمدہ ہوں اور حسن خلق ایمان ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۴)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ حسن خلق ایمان کے بلند ترین اعمال میں سے ہے۔ اور حسن خلق ایک ایسا معیاری عمل صالح ہے جسے ایمان کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔

## آدمی کا حسب اس کا خلق ہے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا کرم اس کے دین میں ہے۔ اس کا حسب (شرافت) اس کے اخلاق میں ہے۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۲۴۰)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ حسب جس پر آدمی فخر کرتا ہے اصل میں حسن اخلاق ہے۔ اس پر آدمی فخر کرے تو زیبا ہے۔ حسن اخلاق جیسی کوئی شرافت نہیں۔

حضرت ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں۔ احتیاط جیسی کوئی پرہیزگاری نہیں۔ حسن خلق جیسی کوئی شرافت نہیں۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۲۴۶)

**فَائِدَہ:** بڑی جامع حدیث ہے۔ تدبیر ہی سے زندگی خوش عیش ہوتی ہے۔ ہر مشتبہ نامناسب سے بچ جانا یہی پرہیز گاری ہے۔ اچھے عادات کی وجہ سے لوگوں میں شریف مانا جاتا ہے، برے اخلاق والے تو کمینہ سے موصوف کیے جاتے ہیں۔

## جنت میں داخلہ بھی نہیں

حضرت ابو بردہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ مکارم اخلاق، بلند اخلاق کو پسند کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بلا حسن خلق کوئی جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۲۴۲)

**فَائِدَہ:** اس حدیث پاک میں اخلاق کی کیسی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ اس کے بغیر جنت میں داخلہ بھی نہیں۔

## بہتر کون ہے؟

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے جو بہتر ہے اس کی خبر نہ دے دوں؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو تم میں سے اخلاق کے اعتبار سے بہتر ہو۔

حضرت جابر بن سمرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام کے اعتبار سے بہتر وہ ہے جو اخلاق و عادات میں سب سے بہتر ہو۔ (مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۸۹، فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۴۵۸)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نہ بتا دوں تم میں سب سے بہتر کون ہے؟ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے بہتر ہو۔ (مکارم خرائطی جلد ۱ صفحہ ۳۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں بہتر وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے اچھا ہو۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۱)

## ایمان کامل والے کون؟

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں ایمان کے اعتبار سے کامل وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے عمدہ ہو۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۲۳۰، دارمی، مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۵۰، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۸۹)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ ایمان کے کامل ہونے کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ آدمی کے اخلاق اچھے ہوں۔ اور اپنے گھر والوں میں مہربان و شفیق ہو۔ (جامع صغیر صفحہ ۳۰۷، صفحہ ۲۴، حاکم)

حضرت قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا ایمان میں کامل کون ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا، جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۰۹)

## قیامت کے دن آپ ﷺ سے قریب کون؟

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور قیامت کے دن سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ ہوگا جو اخلاق کے اعتبار سے عمدہ ہوگا۔

(فتح الباری جلد۱۰ صفحہ۴۵۸، ترمذی جلد۲ صفحہ۲۲)

ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجلس میں قریب وہ شخص ہوگا جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوگا۔

(مجمع جلد۸ صفحہ۲۱، بیہقی جلد۶ صفحہ۲۳۴)

## مؤمنین میں افضل کون؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان والوں میں افضل وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے بہتر ہو۔ (ابن ماجہ)

## محبوب خدا کون ہوگا؟

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے نبی پاک ﷺ سے معلوم کیا کہ بندوں میں اللہ کے نزدیک محبوب ترین بندہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اخلاق کے اعتبار سے عمدہ ہو۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۴۰۸)

**فائدہ:** چونکہ اللہ پاک کو اپنے بندوں سے محبت ہے لہٰذا جو بندگان خدا سے اخلاق و محبت کا برتاؤ کرے گا، محبوب خدا ہوگا۔

## محبوب رسول ﷺ کون؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے زیادہ مجھے وہ محبوب ہے۔ جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے بہتر ہو۔ (اتحاف السادۃ جلد۷ صفحہ۳۲۲، فتح الباری جلد۱۰ صفحہ۴۵۸)

**فائدہ:** ظاہر ہے جس چیز سے خدا کو بھی محبت ہے اس سے رسول خدا کو محبت ہوگی۔ اور رسول خدا کی مقبولیت دارین میں مقبولیت کی علامت ہے۔

## حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسن اخلاق کی تاکید

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ نے فرمایا: تم صورت کے اعتبار سے اچھے ہو۔ اخلاق کے اعتبار سے بھی اچھے ہو جاؤ۔

**فائدہ:** حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت خوبصورت جوان تھے ان کو اس امت کا یوسف کہا گیا۔

آپ ﷺ نے ان کو فرمایا: جب تم کو خدا نے ظاہری حسن سے نوازا ہے تو تم اخلاق کے اعتبار سے بھی اچھے ہو جاؤ۔

## حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حسن اخلاق کی نصیحت

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ جب حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے سفر کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ کی خدمت میں آکر کچھ نصیحت چاہی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی عبادت کرو اس کا شریک نہ بناؤ۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول کچھ اور نصیحت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دین پر مضبوطی سے جمے رہو، عمدہ اخلاق اختیار کرو۔ (مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۵۴)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ (آپ ﷺ نے ان کو یہ نصیحت فرمائی) جب لوگ تمہارے ساتھ برا برتاؤ کریں تو تم اچھا برتاؤ کرو۔ انہوں نے کہا اور نصیحت فرمائیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا دین پر مستحکم رہو اور اچھے اخلاق اختیار کرو۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۳)

حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ سب سے آخری نصیحت جو مجھے حضور پاک ﷺ نے فرمائی جب کہ میرا پیر سواری کے رکاب پر آچکا تھا۔ کہ اے معاذ! لوگوں کے لئے اپنے اخلاق کو اچھا رکھنا۔

(بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۲۴۶)

حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے ان کو ایک قوم کی جانب بھیجا تو انہوں نے آپ ﷺ سے نصیحت کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: سلام کو رائج کرنا، لوگوں کو کھانا کھلانا، خدا سے اس طرح حیا کرنا جس طرح اپنے لوگوں سے حیا کرتے ہو۔ جو برائی کرے اس کے ساتھ اچھائی کرو۔ اور اپنے اخلاق کو عمدہ رکھو جس قدر بھی ممکن ہو سکے۔ (مجمع جلد ۸ صفحہ ۲۳)

**فائدہ:** حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو آپ ﷺ نے یمن کا قاضی بنایا تھا۔ شاید کہ سفر یمن کی جانب روانہ ہوتے ہوئے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے وصیت چاہی۔ آپ ﷺ نے دو مہتم بالشان امور کی نصیحت فرمائی ایک دین پر مضبوطی سے جمنا۔ بسا اوقات دنیا سے متاثر ہو کر آدمی دین میں تغافل برتنے لگتا ہے۔ دوسری بات حسن اخلاق کی آپ ﷺ نے تاکید فرمائی۔ عہدہ والے کو اس کی خاص ضرورت ہوتی ہے۔ وقار اور عہدہ کی وجہ سے عموماً لوگ حسن اخلاق سے غافل ہو جاتے ہیں۔ مزید سفر کے موقع پر حسن اخلاق کی خصوصیت سے ضرورت پڑتی ہے۔ لوگ مربوط رہتے ہیں۔ لوگوں کی اعانت حاصل ہوتی ہے۔ جس سے سفری پریشانیوں میں سہولت ہوتی ہے۔

ابونعیم نے حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ان سے فرمایا:

اے معاذ جاؤ۔ سواری لے کر آؤ۔ میں تمہیں یمن بھیجوں گا۔

چنانچہ وہ گئے اور سواری لے کر آئے۔ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ کہ آپ ﷺ مجھے اجازت دیں۔ (حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں) آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور میرے ساتھ چلے۔ اور (نصیحت فرماتے ہوئے) مجھ سے فرمایا: اے معاذ! میں تجھے وصیت کرتا ہوں خدا سے تقویٰ کی، بات میں سچائی کی، وفائے عہد کی، ادائے امانت کی، ترک خیانت کی، شفقت یتیم کی، پڑوسی کے رعایت کی، غصہ پی جانے کی، تواضع کی، سلام خوب کرنے کی، نرمی کلام کی، لزوم ایمان کی، تفقہ قرآن کی (قرآن پاک سمجھنے کی محض تلاوت پر اکتفا کی نہیں) محبت آخرت کی، خوف حساب کی، (قیامت کے دن کے حساب کی) امید کم رکھنے کی، حسن عمل کی، اور اس بات سے منع کرتا ہوں کہ کسی مسلمان کو برا کہو، یا جھوٹ کو سچ کہو، یا کسی صاحب عدل امام و حاکم کی مخالفت کرو۔

اے معاذ! ہر درخت و پتھر پر گزرتے ہوئے اللہ کا ذکر کرو، ہر گناہ پر توبہ کرو، مخفی پر مخفی توبہ، علانیہ پر علانیہ توبہ۔ (اتحاف السادۃ جلد۷ صفحہ۹۵)

**فائدہ:** کتنی جامع نصیحت ہے۔

## لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق کا حکم

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ مکارم اخلاق کا حکم دیتے تھے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۸۹۸)

## انسان کی سعادت کس میں ہے؟

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: انسان کی سعادت عمدہ اخلاق میں ہے۔ (اتحاف جلد۷ صفحہ۳۲۳، مکارم الخرائطی جلد۱ صفحہ۵۴)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے جو میزان میں تولا جائے گا وہ حسن اخلاق اور سخاوت ہوگی۔ (اتحاف صفحہ۳۱۹)

**فائدہ:** اعمال میں بلند پایہ اور معیاری ہونے کی وجہ سے اولاً اسے وزن کیا جائے گا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عبادات میں نماز۔ معاملات میں حسن خلق۔ حدود میں خون کا حساب پہلے ہوگا۔

## جن کے ساتھ خدا بھلائی کا ارادہ کرتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ خداوند قدوس نے فرمایا: میں نے بندے کو اپنے علم سے پیدا کیا۔ پس جس کے ساتھ میں بھلائی کا ارادہ کرتا ہوں اسے حسن اخلاق سے نوازتا

ہوں اور جس کے بارے میں برائی چاہتا ہوں اسے برے اخلاق سے نوازتا ہوں۔

(مجمع جلد ۸ صفحہ ۲۰، اتحاف جلد ۷ صفحہ ۳۲۰، مکارم طبرانی صفحہ ۳۱۴)

## عمدہ اخلاق سے شب گزار صائم النہار کا درجہ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن اخلاق میں اچھے ہونے کی وجہ سے دن کو روزہ اور رات کو نماز پڑھنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۰۴)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ آدمی حسن اخلاق اور حسن برتاؤ کی وجہ سے اس مرتبہ اور درجہ کو پہنچ جاتا ہے جو دن کو روزہ رکھنے اور رات کو عبادت کرنے والا پاتا ہے۔

(مکارم اخلاق صفحہ ۳۱۳، اتحاف صفحہ ۳۲۳، فتح صفحہ ۴۵۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آدمی حسن اخلاق کی وجہ سے راتوں کو جاگ کر اور شدید دوپہر کی گرمی کی شدت پیاس برداشت کر کے روزہ رکھنے کے ثواب کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔

(بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۳۳۷، مکارم صفحہ ۳۱۲)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میزان میں حسن خلق سے زیادہ وزنی کوئی شئے نہیں۔ اور یہ کہ آدمی حسن اخلاق کی وجہ سے عبادت گزار اور روزہ رکھنے والے کا درجہ پالیتا ہے۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱، مجمع جلد ۸ صفحہ ۲۲)

## عمدہ اخلاق خدا کی بخشش

حضرت ابوالمنہال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو گائے، بکری، اونٹنی کا ریوڑ رکھتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مہمان ہوئے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمانی نہیں کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا جس کے پاس کچھ چھوٹی بکریاں تھیں۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمانی کی، بکری کو ذبح کیا (اور کھلایا) آپ نے فرمایا: تم نے دیکھا، ہمارا گزر گائے اونٹ بکری کے ریوڑ والے پر ہوا۔ ہم ان کے مہمان ہوئے پھر بھی اس نے ہماری مہمانی نہیں کی اور اس عورت پر سے گزرے جس کے پاس چند چھوٹی بکریاں تھیں اس نے اسے ایک کو ذبح کیا اور ہماری میزبانی کی۔ یہ اچھے اخلاق اللہ کے قبضے میں ہیں جسے چاہتا ہے اسے نوازتا ہے۔

ابن طاؤس اپنے والد سے نقل کرتے ہیں یہ عمدہ اخلاق اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے۔ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے اس سے نوازتا ہے۔

ابن فدیک نے بعض مشائخ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ یہ حسن اخلاق خدا کے خزانے ہیں۔ جب کسی بندے

سے خدا محبت کرتا ہے۔ تو اسے اپنے خزانے سے عمدہ اخلاق سے نوازتا ہے۔ (اتحاف، مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۳۸، ۳۹)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں۔ اسے حسن اخلاق سے نوازتے ہیں۔ (طبرانی، اتحاف السادۃ صفحہ ۳۲۰)

## اخلاق حسنہ کے حامل کون؟

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے میرے بیٹے! یہ بلند اخلاق کریمانہ آسان اور سہل ہوتے تو یہ دنیادار کمینہ لوگ اس میں آگے بڑھ جاتے۔

**فائدہ:** چونکہ یہ نفس کی رعایت کے ساتھ کام کرتے ہیں اور اخلاق عالیہ نفس پر گراں ہوتے ہیں۔ کہ یہ سخت اور مشقت آمیز ہیں۔ ان پر صبر کرنے والا اور ان کا حامل وہی ہوسکتا ہے جو ان کے فضل وثواب کو جانتا ہو اور انہیں حاصل کرنا چاہتا ہو اور مخالفت نفس پر قادر ہو۔

**فائدہ:** ظاہر ہے کہ یہ بلند پایہ اخلاق مثلاً توڑنے والوں سے جوڑ رکھنا۔ گالیوں، مخالفتوں اور اذیتوں کو برداشت کرنا۔ نفس کے خلاف مجاہدانہ امور ہیں۔ ہر ایک انسان یہی چاہتا ہے۔ طبیعت انسانی یہ کہتی ہے کہ جب وہ توڑ اور نفرت کرتا ہے تو ہم کیوں محبت اور میل کے لئے مریں۔ کیا ہم ذلیل اور بے وقوف ہیں۔ ہم کیوں ظلم و دشنام برداشت کریں کیا ہم ضعیف کمزور اور مجبور ہیں۔ کیا ہمارے ہاتھ پیر نہیں۔ ہمارے پاس طاقت نہیں۔

اسی طرح جو ہمیں نہیں دیتا، نہیں پوچھتا ہم کیوں پوچھیں اور دیں۔ کیا ہم ان کے غلام اور نوکر ہیں۔ ظاہر ہے آج ہمارا ماحول اور مزاج ایسا ہی ہے۔ خصوصاً عورتوں کی دنیا میں۔

لہٰذا جو شخص نفس اور اس کے تقاضے کے خلاف ان اخلاق کو اختیار کرے گا۔ جنت کے عظیم درجات اور محلات کا مالک ہوگا۔ خدائے پاک ہم سب کو اخلاق حسنہ سے نوازے۔ آمین۔

## جن میں یہ چار چیزیں موجود ہوں

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں یہ چار خصلتیں موجود ہوں۔ اگر دنیا اس سے فوت ہوجائے تو کوئی حرج نہیں کہ (دنیا سے بہتر اسے حاصل ہے) ① بات کی سچائی ② امانت کی حفاظت ③ حسن اخلاق اور ④ پاکیزہ لقمہ۔

(حاکم جلد ۴ صفحہ ۳۱۴، خرائطی فی المکارم جلد ۱ صفحہ ۴۲)

## جن میں یہ تین چیزیں نہ ہوں

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں یہ تین اوصاف نہ ہوں وہ اپنے کسی عمل پر اچھے کام کا گمان نہ کرے۔

❶ ایسا خوف خدا جو اسے خدا کی منع کردہ چیزوں سے روک نہ سکے۔
❷ وہ بردباری جو اسے بے راہ روی سے نہ روک سکے۔ (کہ غصے سے آدمی بے راہ روی اختیار کر لیتا ہے)
❸ عمدہ اخلاق نہ ہو کہ لوگوں کے ساتھ زندگی گزار سکے۔ (مکارم طبرانی صفحہ ۳۲۲)

## دین میں دو چیزیں مطلوب ہیں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مبارک نقل کیا ہے یہ دین وہ ہے جسے میں نے اپنے لئے منتخب کیا اور پسند کیا ہے۔ اور یہ دین سخاوت اور حسن اخلاق کے علاوہ کسی کی گنجائش نہیں رکھتا۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۰۶)

**فائدہ:** ① سخاوت۔ ② حسن اخلاق۔ اس سے معلوم ہوا کہ اچھی عادت، اچھے احوال و برتاؤ کی خدائے پاک کے نزدیک کس درجہ قدر ہے۔ بڑے سعید ہیں وہ لوگ جو اس میدان میں سبقت کر گئے۔

## حسن خلق جنت کا باعث خواہ کفار کے ساتھ ہی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ وحی بھیجی کہ اے میرے دوست! حسن اخلاق کا برتاؤ کرو خواہ کافروں کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔ جنت میں ابرار کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ اور میرا یہ فیصل شدہ کلمہ ہے۔ جو حسن اخلاق کا حامل ہوگا اسے اپنے عرش کے سایہ میں رکھوں گا۔ اور میں اسے ظہیرہ قدس سے سیراب کروں گا۔ اور اسے بالکل اپنے قریب جگہ دوں گا۔ (ترغیب صفحہ ۴۰۷، مجمع صفحہ ۲۰)

**فائدہ:** اس حدیث پاک سے حسن اخلاق کی بڑی فضیلت و اہمیت معلوم ہو رہی ہے۔ اللہ پاک کے نزدیک اس کی اتنی وقعت ہے اور اس قدر محبوب ہے کہ دشمنان اسلام کفار کے ساتھ بھی اسے اختیار کیا جائے تو قرب عرش کی سکونت اور ابرار کے ساتھ داخلہ ہوگا۔ عرش کا قرب ہی کافی تھا مگر ظہیرہ قدس جو نہایت ہی بلند مقرب ہستیوں، ملائکہ کا مقام ہوگا۔ اس کے متبرک پانی سے سیراب کیا جائے گا۔ کس قدر انتہائی تقرب کا باعث ہوگا۔ اس سے زیادہ اور کیا اس باب میں فضیلت و منقبت پر حدیث ہوگی۔ خیال رہے کہ حسن اخلاق کے حامل اللہ کے برگزیدہ بندے ہی ہوتے ہیں۔ عموماً جو لوگ دنیا میں کسی بڑے وقار و عزت کے عہدہ پر یا انتظامی امور میں فائز ہوتے ہیں ان سے وسعت اخلاق اور حسن اخلاق کا برتاؤ بہت ہی کم ہوتا ہے۔ وہ اپنے وقار، جاہ اور حکمرانی کی وجہ سے اس وصف عظیم کو اپنے ماتحتوں پر باقی نہیں رکھ پاتے۔

ان فضائل اور منقبت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر مؤمن کو چاہئے کہ اپنے تمام معاملات اور برتاؤ میں حسن اخلاق کے وصف عظیم کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ غصہ اور ناراضگی کے موقع پر اس کا دھیان رکھے۔ مخالفین اور

کمزوروں کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ حسن اخلاق کی رعایت رکھے کہ بسا اوقات انہی جیسے لوگوں پر غم وغصہ کے ذریعہ سے بداخلاقی پر اتر جاتا ہے۔ خدائے پاک ہم سب کو اخلاق حسنہ پر ہمیشہ قائم رکھے۔ خاص کر ماتحتوں، کمزوروں، غریبوں کے ساتھ حسن برتاؤ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔

## حسن اخلاق کے متعلق آثار

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا فرمان ہے کہ لوگوں کا مرتبہ اخلاق کے اعتبار سے ہے۔ یحییٰ بن معاذ رازی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا قول ہے: اخلاق کی وسعت رزق کا خزانہ ہے۔ یعنی اس کے ذریعہ سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

حضرت جنید بغدادی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا قول ہے کہ یہ چار اخلاق حسنہ اور عادات فاضلہ بندے کو بالا مرتبہ اور درجات پر پہنچا دیتے ہیں۔ خواہ وہ علم اور عمل کے اعتبار سے کم ہی کیوں نہ ہو۔ ① حلم و بردباری، ② تواضع و انکساری، ③ سخاوت، ④ حسن اخلاق۔ انہیں امور سے ایمان میں کمال پیدا ہوتا ہے۔ (اتحاف جلد ۷ صفحہ ۳۲۵)

کہا گیا ہے کہ ہر شئے کی اساس اور بنیاد ہوتی ہے۔ ایمان کی اساس و بنیاد اخلاق فاضلہ ہیں۔

ابوالعباس بن احمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ جس نے بھی بلند مرتبہ پایا ہے حسن اخلاق ہی کی وجہ سے پایا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ توفیق بہترین قائد ہے۔ اور حسن اخلاق بہترین ساتھی ہے۔

(اتحاف السادۃ جلد ۷ صفحہ ۳۲۵)

ابی بکر کتانی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ تصوف حسن اخلاق کا نام ہے۔ جس کے اخلاق فاضلہ زائد ہوں گے اس کا تصوف زائد ہوگا۔

حضرت حسن بصری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے مرسلا منقول ہے کہ جس شخص میں ان تین چیزوں میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو تو کتا اس سے بہتر ہے۔

1. ایسا تقویٰ جو اسے خدا کے حرام کردہ امور سے بچائے۔
2. وہ بردباری جس کی وجہ سے جاہل کی جہالت سے محفوظ رہے۔
3. وہ حسن خلق جس کے ساتھ وہ لوگوں سے مل جل کر رہے۔ (اتحاف السادۃ جلد ۷ صفحہ ۳۲۴)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے۔ اچھے اخلاق رحمت خداوندی کے لگام ہیں اور یہ لگام خداوند قدوس کے دست مبارک میں ہیں۔ جسے خدا خیر کی طرف کھینچتا ہے اور خیر اسے جنت کی طرف کھینچتی ہے۔

(اتحاف السادۃ جلد ۷ صفحہ ۳۲۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حسن اخلاق تین امور ہیں:

1. ممنوع امور کے ارتکاب سے گریز کرنا۔
2. مباح امور میں مشغول ہونا۔
3. اہل وعیال پر توسع اختیار کرنا۔

حضرت امیر المؤمنین عبداللہ بن المبارک رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں حسن اخلاق یہ ہے کہ تم لوگوں سے کشادہ روئی سے ملو۔ اچھے اخلاق کا برتاؤ کرو۔ اور تکلیف دہ امور سے ان کو بچاؤ۔

حضرت حسن بصری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سے بھی اسی طرح حسن اخلاق کی تفسیر منقول ہے۔

ابوسعید القرشی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے بیان کیا کہ حسن اخلاق یہ امور ہیں۔ بخشش، کرم، درگزر کرنا، احسان کرنا۔ (اتحاف السادۃ جلد ۷ صفحہ ۳۲۶)

## حسن اخلاق کی بنیاد دس امور ہیں

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ مکارم اخلاق ''بلند اخلاق'' دس ہیں۔

1. بات میں سچا ہونا۔
2. خدا کی اطاعت میں سچا خوف۔
3. سائل کو بخشنا۔
4. احسان کا بدلہ۔
5. صلہ رحمی کرنا۔
6. امانت ادا کرنا۔
7. اپنے پڑوسی کے لئے یا۔
8. اپنے رفیق کے لئے برائی برداشت کرنا۔
9. مہمان کا اکرام۔
10. اور ان کی اصل حیا ہے۔ (مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۴۱، بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۱۳۸)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ مکارم اخلاق یہ ہیں۔ اللہ کے لئے ایک دوسرے کی ملاقات، آنے والے کا اکرام اس سے جو اس کو میسر ہو کچھ نہ پائے تو پانی کا گھونٹ سہی۔ (کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۳۹)

حضرت حسن بصری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سے پوچھا گیا اچھے اخلاق کیا ہیں؟ تو انہوں نے کہا کشادہ روئی اور ''لوگوں پر خرچ'' کرنا اور لوگوں کو تکلیف واذیت دینے سے بچانا۔ (اتحاف السادۃ جلد ۷ صفحہ ۳۲۶)

### اچھے اخلاق کے حصول کی دعا

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي"

ترجمہ: "اے اللہ! آپ نے مجھے عمدہ پیدا کیا پس میرے اخلاق کو بھی عمدہ بنا دیجئے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعَافِيَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ"

ترجمہ: "اے اللہ! میں آپ سے صحت، وعافیت اور حسن خلق کا سوال کرتا ہوں۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا شروع نماز (نفل ہی) میں پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَآ اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَآ اِلَّا اَنْتَ"

ترجمہ: "اے اللہ! مجھے حسن اخلاق کی رہنمائی فرما سوائے تیرے حسن اخلاق کی کوئی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ اور برے اخلاق کو مجھ سے دور فرما۔ سوائے تیرے مجھ سے کوئی برے اخلاق دور نہیں کر سکتا۔" (اتحاف جلد ۷ صفحہ ۳۲۳، مسلم)

# بدخلقی کی مذمت احادیث پاک میں

### بدخلقی ایمان کو فاسد کر دیتی ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدخلقی ایمان کو اس طرح فاسد کر دیتی ہے جس طرح ایلوا کھانے کو فاسد کر دیتا ہے۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۲۴۷)

### کسی کے ساتھ برائی کا ارادہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اخلاق خدا کی نوازشوں میں سے ہیں۔ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے اچھے اخلاق سے نوازتا ہے۔ اور جس کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے اسے بدخلقی سے نوازتا ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۱۱)

## بدبختی بد خلقی میں ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کی بدبختی اس کے برے اخلاق میں ہے۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۲۴۹)

**فائدہ:** اس لئے کہ ایسا آدمی دین دنیا کی بھلائی سے محروم رہتا ہے۔

## بد خلقی سے پناہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ یہ دعا کرتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ" (ابوداؤد، ترغیب صفحہ ۱۳)

**فائدہ:** جس چیز سے آپ ﷺ نے پناہ مانگی وہ یقیناً بری چیز ہوگی ظاہر ہے۔

## مبغوض اور قیامت کے دن آپ ﷺ سے دور کون ہوگا؟

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے زیادہ مبغوض اور مجلس کے اعتبار سے قیامت میں سب سے زیادہ دور وہ ہوگا جو اخلاق کے اعتبار سے برا ہوگا۔

(مجمع صفحہ ۲۱، بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۲۳۴)

**فائدہ:** چونکہ خدائے پاک کو ایسا شخص پسند نہ ہوگا۔ لہٰذا خدا کی رحمت سے یہ دور ہوگا۔

## مؤمن بدخلق نہیں ہوسکتا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دو خصلتیں مؤمنین میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ ① بد خلقی اور ② بخل۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۲۴۳)

**فائدہ:** ظاہر ہے کہ مؤمن تو اچھے اوصاف کا حامل ہوتا ہے۔ اخلاق ذمیمہ سے پاک ہوتا ہے۔

## بد خلقی منحوس شئے ہے

ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بد خلقی منحوس شئے ہے، اچھے اخلاق باعث برکت ہیں اور صدقہ بری موت کو دفع کرتا ہے۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۲۴۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا نحوست (بے برکتی کا باعث) کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بد خلقی ہے۔

**فائدہ:** چونکہ وہ لوگوں کی بد دعائیں لیتا ہے۔ اس وجہ سے آپ ﷺ نے انسانوں میں سب سے بدتر قرار

دیا ہے۔ (اتحاف السادۃ جلد ۷ صفحہ ۳۱۹)

## بداخلاق کے لئے توبہ بھی نہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر گناہ کے لئے توبہ ہے مگر بداخلاق کے لئے توبہ نہیں۔ (جلد ۳ صفحہ ۴۱۳)

**فائدہ:** آپ نے زجراً وتوبیخاً فرمایا۔ ورنہ تو ہر کبیرہ کے لئے توبہ ہے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ اس سے مخلوق اور خدا کے بندے کو اذیت اور تکلیف ہوتی ہے۔ جس کا تعلق حق العباد سے ہے۔ لہٰذا یہ توبہ سے معاف نہ ہوگا بلکہ بندے سے معافی مانگنی ہوگی۔

## خدا کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟

حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدخلقی سے زائد کوئی بڑا گناہ نہیں۔ چونکہ ایسا شخص ایک گناہ سے نکلتا ہے تو دوسرے گناہ میں داخل ہو جاتا ہے۔
(ترغیب صفحہ ۴۱۳)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ اس کی بری عادت سے لوگوں کو اذیت اور تکلیف پہنچتی رہتی ہے۔ اور اللہ پاک کے نزدیک بندوں کی تکلیف بڑے گناہ کی بات ہے۔ اور یہ اگر کسی سے معافی مانگ کر معاملہ صاف بھی کر لیتا ہے تو اپنی عادت کی وجہ سے اسی کو یا دوسرے کو پھر تکلیف پہنچاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک گناہ سے نکل کر پھر دوسرے میں داخل ہو جاتا ہے۔

## بدخلقی کی وجہ سے جہنم کے نچلے طبقہ میں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدخلقی کی وجہ سے آدمی جہنم کے نچلے طبقہ میں پہنچ جاتا ہے۔

**فائدہ:** اللہ کی پناہ بداخلاقی کس درجہ بری چیز ہے۔ کہ اس کی وجہ سے آدمی جہنم کے نچلے طبقہ میں پہنچ جاتا ہے۔ اسی وجہ سے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔

## صائم النہار، عبادت گزار مگر پھر بھی جہنمی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا کہ فلاں عورت دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات بھر عبادت کرتی ہے مگر اپنے پڑوسی کو تکلیف دیتی ہے۔ (ایک روایت میں ہے مگر بدخلق ہے پڑوسی کو تکلیف دیتی ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اہل جہنم میں سے ہے)۔ (مسند احمد، حاکم، اتحاف صفحہ ۳۱۹)

فَائِدَة: یعنی بدخلقی اتنی بری چیز ہے کہ ساری رات عبادت گزاری اور روزہ کی کثرت بھی اسے جہنم سے نہیں بچا سکی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ بدخلقی مخلوق کی اذیت اور تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔ اور بندہ جو عیال خدا ہے اس کی اذیت اور تکلیف خدا کو گوارہ نہیں۔

## جس میں حسن خلق نہیں وہ کتے سے بدتر

حضرت حسن بصری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سے مرسلاً مروی ہے کہ جس میں تین وصف میں سے ایک بھی نہ ہو تو وہ کتے سے بھی بدتر ہے۔

1. وہ تقویٰ اور خوف جو اسے خدا کے حرام کردہ امور سے روک دے۔
2. وہ حلم بردباری جو اسے جاہل کی شرارت سے محفوظ رکھے۔
3. وہ اخلاق فاضلہ جس کی وجہ سے وہ لوگوں کے ساتھ مل کر زندگی گزار سکے۔ (بیہقی، اتحاف السادۃ جلد ۷ صفحہ ۴۲۳)

فَائِدَة: واقعۃً جس میں اخلاق نہیں اس کی زندگی جانور سے بھی بدتر ہے کہ انسان کو جو جانور سے امتیازی مقام درجہ ملا ہے وہ اسی اخلاق فاضلہ اور مکارم اخلاق کی وجہ سے ملا ہے، اسی وجہ سے ایسوں کو نیکیاں بھی فائدہ نہیں دیتی۔

## یحییٰ رازی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کا قول

یحییٰ بن معاذ رازی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کا قول ہے کہ بدخلقی کے ساتھ نیکیوں کی کثرت بھی فائدہ نہیں پہنچاتی۔ اس کے برمقابل حسن اخلاق ایسا ہے کہ اس کے ساتھ گناہ کی کثرت نقصان نہیں دیتی (بلکہ عفو و مغفرت کے اسباب پائے جاتے ہیں) جس کی وجہ سے گناہ کی تلافی ہوتی رہتی ہے۔ اور ادھر حسن اخلاق کی وجہ سے ثواب اور نیکی کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ نیز دوسروں کی دلی خوشی اور دعائیں پاتا رہتا ہے۔ (اتحاف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اسلام کے بلند پایہ پاکیزہ اخلاق

## اخلاص

### نیکی اور بھلائی اللہ کے واسطے کرنا

حکم الٰہی ہے:

"مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَالَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ" (سورہ شوریٰ)

ترجمہ: "جو آخرت کی کھیتی (ثواب) کا ارادہ کرتا ہے۔ ہم اس میں مزید اضافہ کر دیتے ہیں۔ اور جو محض دنیا (دنیا میں ہی بدلہ) کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اسے دنیا ہی میں دے دیتے ہیں۔ آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔"

متعدد آیات قرآنیہ میں خدائے پاک نے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ تمام اعمال و افعال میں اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی اور آخرت کا ثواب مدنظر رکھا کریں۔

کسی بھی عمل کا خواہ از قبیل عبادات ہو یا معاملات و احسانات میں سے ہو، اس کا بدلہ دنیا میں نہ چاہیں۔ اور نہ اس کی امید رکھیں۔ بلکہ اللہ کے واسطے کریں۔ اگر اس کا بدلہ بلا طلب و خواہش کے مل جائے تو خدا کا شکر ادا کریں۔ شکایت اور حسرت افسوس زبان پر نہ لائیں۔ جس کا بدلہ انسان دنیا میں چاہتا ہے آخرت میں اسے کوئی بدلہ اور ثواب نہیں ملتا۔ آخرت اور رضائے الٰہی کے بدلے دنیاوی جزا کی خواہش حماقت اور جہالت ہے۔ اسی وجہ سے اعمال و افعال میں اخلاص کو اساس اور رأس کا درجہ حاصل ہے۔ جس طرح تعمیر بلا بنیاد کے اور جسم بلا سر کے بے کار و ضائع ہے اسی طرح عمل و فعل بلا اخلاص کے بے کار ہیں۔ آخرت میں اس کا کوئی اثر نہیں ظاہر ہوگا

اور دنیا میں بھی ان کا معقول و مؤثر خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوتا۔ ہاں اللہ کے واسطے کیا جائے پھر دنیا میں خدائے پاک کی جانب سے فائدہ ہو جائے تو اس میں برکت ہوتی ہے۔

## اخلاص اور اس کا مفہوم

اخلاص خالص کرنے کو کہتے ہیں شرکت غیر سے۔ جیسے دودھ خالص اسے کہتے ہیں جس میں پانی کی ملونی نہ ہو۔ (وصیۃ الاخلاص صفحہ ۳۱)

اعمال صالحہ، اخلاق فاضلہ ہیں اخلاق کا مفہوم یہ ہے کہ وہ خالص اللہ کے لئے ہوں۔ دوسرا کوئی ارادہ و منشا ان میں شامل نہ ہو۔ چنانچہ علامہ قرطبی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں:

"الاحلاص من عمل القلب وهو الذى يراد به وحه الله لا غبره" (جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۳)

تَرجَمَہ: "اخلاص کا تعلق دل سے ہے۔ جس کا مقصد صرف اللہ کو خوش کرنا ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔"

روح المعانی میں ہے

"لا يريدون بطاعتهم الا وجهه ورضاه لا رباء الناس ودفع الضرر"

تَرجَمَہ: "(حاصل یہ ہے کہ) دین اغراض نفسانیہ دفع ضرر، جلب منفعت کے لئے نہ اختیار کیا جائے۔"

یہ تو اپنے مطلب کے لئے دین (اس کے اعمال) ہوا۔ جیسے تجارت و زراعت اپنے مطلب کے لئے ہوا کرتی ہے۔ خدا کا دین (اس کے اعمال) خدا کے لئے اختیار کرنا چاہئے۔ (وصیۃ الاخلاص صفحہ ۳۳)

## حضرات انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی دعوت میں اخلاص اہم

(حجۃ الہند حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ حجۃ اللہ البالغۃ میں لکھتے ہیں) حضرات انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نے جن امور کے قائم کرنے کی دعوت دی ہے ان میں بڑے بڑے تین ہیں۔ ایک تو مبدأ معاد، جزا و سزا کے متعلق۔ دوسرے طاعت مقربہ میں عمل کی تصحیح کرنا (یعنی اس کا طریقہ شریعت و سنت کے موافق ہو) تیسرے اخلاص و احسان کی تصحیح۔ (یعنی اعمال خدا کی رضا کے لئے کرنا)۔ (وصیۃ الاخلاص صفحہ ۳۸)

## اخلاص کے ساتھ دین میں تھوڑا عمل بھی کافی

حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ جب ان کو یمن کی جانب بھیجا جا رہا تھا تو انہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے پوچھا اے اللہ کے رسول! مجھے نصیحت کیجئے۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: دین میں (یعنی دین کے اعمال میں) اخلاص پیدا کرو تھوڑا عمل بھی کافی ہو جائے گا۔ (اتحاف جلد ۱۰ صفحہ ۴۵، حاکم، ترغیب جلد ۱ صفحہ ۵۴)

**فائدہ:** اسی لئے حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے علماء ربانیین اور اولیاء کرام کے تھوڑے اعمال آثار ونتائج میں بہت زائد ہوتے ہیں۔

## جہنم میں پھینک دیا جائے گا

عمر بن عتبہ سے موقوفاً مروی ہے کہ قیامت کے دن عمل دنیا کو لایا جائے گا۔ جو اللہ کے لئے ہوگا اسے چھانٹ کر نکال لیا جائے گا۔ اور جو اللہ کے علاوہ کے لئے کیا گیا اسے جہنم میں پھینک مارا جائے گا۔

(ترغیب جلد ا صفحہ ۵۵)

**فائدہ:** کس قدر خوف کی بات ہے۔ جو اللہ کے غیر کے لئے کیا جائے گا اس کا کس قدر خوف ناک انجام ہوگا۔

## سب ملعون

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے سب ملعون ہے مگر وہ جس سے اللہ کی خوشی کا ارادہ کیا گیا ہو۔ (ترغیب جلد ا صفحہ ۵۵)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ خدا کی خوشی اور آخرت کے ثواب کے علاوہ جو اعمال وافعال ہوں گے وہ سب ضائع اور بے کار ہوں گے۔

## اخلاص کو دیکھے کثرت وقلت کو نہ دیکھے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عمل کی قلت کو مت دیکھو بلکہ اس کی قبولیت پر نظر رکھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا۔ عمل میں اخلاص اختیار کرو۔ تھوڑا بھی کافی ہوگا۔

(اتحاف السادۃ جلد ۱۰ صفحہ ۴۵)

## اخلاص کی وجہ سے اس امت کی مدد

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت کی مدد اور نصرت ضعیف کمزوروں کی دعاؤں اور ان کی نماز اور ان کے اخلاص کی وجہ سے ہے۔ (اتحاف السادۃ جلد ۱۰ صفحہ ۴۵)

**فائدہ:** چونکہ خدائے پاک کے نزدیک اخلاص ہی کی قدر ہے۔ اور یہی قابل جزا واثر ہے۔ اور مالداروں اور اہل وجاہت کے مقابلہ میں یہ بات ضعیفوں وکمزوروں میں زائد ہوتی ہے کہ ان کے اعمال ریاء سمعہ وشہرت سے اکثر خالی ہوتے ہیں۔

## اخلاص کی دولت خدا کے محبوب بندوں کو نصیب

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے (مرسلاً) مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں اخلاص میرے رازوں میں سے ایک راز ہے (مخصوص بخششوں میں سے ایک خاص بخشش ہے) اپنے بندوں میں سے اس بندے کے دل میں ڈالتا ہوں جس سے میں محبت رکھتا ہوں۔ (اتحاف السادۃ جلد ۱۰ صفحہ ۴۳)

**فائدہ:** واقعی عمل خیر کرنے والے اور خدا کے راستہ میں جان و مال لٹانے والے تو بہت ہیں مگر ان میں اہل اخلاص حضرات کم ہیں۔ کسی کام کو اللہ کے واسطے کرنا۔ کسی کے حق میں نیکی کر کے بھول جانا بہت اہم ہے۔

## دنیا کے لئے کرنے کا برا انجام

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی نیت آخرت کی طلب (ثواب آخرت) کے لئے ہوگی خدائے پاک اس کے قلب میں غنا ڈال دے گا اور اس کو اطمینان سے نواز دے گا۔ اور دنیا اس کے نہ چاہنے کے باوجود اس کے پاس آئے گی۔ اور جو دنیا کے واسطے کوئی کام کرے گا اللہ پاک اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے فقر لکھ دے گا اور اس کے امر کو پراگندہ کردے گا۔ اور دنیا اتنی آئے گی جتنی مقدر میں لکھی ہوگی۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۴، ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو دین کے ذریعہ سے دنیا حاصل کریں گے (یعنی آخرت کے ثواب کے لئے نہ کریں گے بلکہ اس کی جزا بدلہ دنیا میں چاہیں گے)۔ (مختصراً مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۵، ترمذی)

## دنیا میں بدلہ چاہنے والوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت کو نصرت، خوش حالی، طمانیت کی بشارت دے دو۔ اور ان میں سے جو آخرت کا کام (جس کا ثواب آخرت میں ملتا ہے) دنیا کے واسطے کرے گا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ (احسان صفحہ ۱۳۲، حاکم جلد ۴ صفحہ ۳۱۱)

## اللہ پاک دل کو دیکھتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک تمہاری صورتوں کو اور تمہارے اجسام کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے اعمال اور تمہارے دل (خلوص) کو دیکھتا ہے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۳۰۶، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۱۷)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ تمہاری صورت تمہارا نسب کیا ہے کس قبیلہ کس خاندان کا ہے کس رنگ و روپ اور کس حیثیت کا ہے، نہیں دیکھتا ہے بلکہ دل کو دیکھتا ہے کہ کس خلوص سے یہ اعمال نکل رہے ہیں۔ دنیوی مقصد اور ارادہ ہے یا خالص رضاء مولیٰ۔ اگر خدا کی رضا و خوشنودی کے لئے تو قابل قبول و جزاء ہے ورنہ قابل رد۔ کہ اس پر آخرت میں کوئی بدلہ نہیں اور نہ اس کے نتائج حسنہ دنیا میں۔

## اخلاص نہ ہونے پر قیامت میں وحشت ناک برا انجام

سفیان اصبحی ذکر کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں حاضر ہوا۔ تو ایک شخص کے اردگرد لوگوں کا مجمع دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں ان کے قریب گیا اور بالکل سامنے بیٹھ گیا۔ اور لوگوں کے سامنے وہ حدیث پاک بیان کر رہے تھے۔ جب وہ خاموش ہو گئے اور تنہائی ہوگئی۔ تو میں نے ان سے حق کا واسطہ دے کر کہا۔ تم مجھے وہ حدیث سناؤ۔ جو تم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی، اسے محفوظ رکھا اور اسے سمجھا ہے۔ انہوں نے کہا میں تم کو ایسی حدیث بتاؤں گا جسے میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور محفوظ رکھا۔ یہ کہہ کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غشی طاری ہوگئی۔ ہوش میں آئے تو کہا کہ میں ایسی حدیث تمہیں سناؤں گا جسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھر میں مجھ سے بیان کیا تھا۔ پھر بہت سخت بے ہوش ہو گئے، پھر منہ کے بل گر پڑے۔ میں نے اپنے سہارے سے لگا کر رکھا۔ کافی دیر کے بعد ہوش میں آئے۔ تو فرمایا: اللہ پاک قیامت کے دن بندوں کے حساب کے لئے نزول فرمائیں گے۔ ہر امت گھٹنوں کے بل ہوگی۔ سب سے پہلے ان لوگوں کو بلایا جائے گا۔ جنہوں نے قرآن (علم قرآن) حاصل کیا ہوگا۔ (یعنی عالم)۔ اور جنہوں نے راہ خدا میں جہاد کیا۔ اور ان کو جنہوں نے مال جمع کیا۔

پھر اللہ پاک عالم سے پوچھیں گے، کیا میں نے تم کو جو میں نے اپنے رسول پر نازل کیا اس کا علم نہیں دیا تھا؟ وہ کہے گا، ہاں۔ فرمائیں گے، جو تم نے علم پایا اس پر کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا، میں دن رات اسی میں لگا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، تو جھوٹا ہے۔ ملائکہ بھی فرمائیں گے تم جھوٹ کہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، ہاں تم نے یہ چاہا تھا کہ لوگ تمہیں کہیں کہ عالم ہے، سو کہا جا چکا۔ (تمہارا بدلہ جو تم نے چاہا مل گیا)۔

پھر مال والا لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے، کیا میں نے تم کو خوب مال نہیں دیا تھا کہ تم کسی کے محتاج نہیں ہوئے۔ (یعنی ہر قسم کی فراوانی دی تھی) پھر تم نے کیا کیا خرچ کیا؟ وہ کہے گا، میں نے صلہ رحمی کی، صدقہ کیا۔ اللہ پاک فرمائیں گے، تم نے چاہا تھا کہ لوگ تجھے سخی کہیں، سو کہا جا چکا۔ پھر اسے لایا جائے گا جو اللہ کے راستے میں شہید ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کیوں شہید ہوئے؟ وہ کہے گا۔ آپ نے حکم دیا تھا اپنے راستہ میں جہاد کا سو میں نے جہاد کیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، تم نے تو ارادہ کیا تھا لوگ تجھے بہادر کہیں سو کہا جا چکا۔ پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اے ابوہریرہ! یہی وہ پہلے لوگ ہیں۔ جن کے لئے قیامت میں جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۶۲)

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ ہر ایک کو یہ کہہ کر کہ تم جھوٹے ہو (جو تم نے چاہا تھا کہا جا چکا) حکم دیا جائے گا کہ ان کو منہ کے بل جہنم کی طرف گھسیٹو پھر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم شریف صفحہ ۱۴۰، احسان جلد۲ صفحہ ۱۳۷)

**فَائِدَۃ**: ان تمام روایتوں کا حاصل مقصد یہ ہے کہ تمام اعمال حسنہ میں خواہ وہ عبادت خالصہ ہوں جیسے نماز، تلاوت یا دوسرے شرعی احکامات ہوں جیسے صدقہ خیرات، کسی کے ساتھ احسان وسلوک غرض کہ تمام اعمال حسنہ میں آخرت کے ثواب اور خدا کی رضا کے لئے خلوص ضروری ہے۔ خیال رہے کہ کسی کے ساتھ نیکی اور بھلائی کر کے اس سے بدلہ کے طور پر بھلائی اور نیکی کی امید رکھنا اخلاص کے خلاف ہے۔

بسا اوقات لوگ ایک دوسرے کے بارے میں کہتے ہیں کہ میں نے اس کے ساتھ یہ یہ احسانات اور بھلائی کی اور اس نے تو ایک چائے پان کو بھی نہ پوچھا۔ میں نے ان کی یہ یہ خدمات کیں ہمدردی اور اخوت کا یہ برتاؤ کیا انہوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ میں ان کے وقت پر کام آیا وہ میرے کب کام آئے؟ تو اس قسم کے جملے اور شکایتیں کرنا خلوص اور للّٰہیت کے خلاف ہے۔ یوں سوچے ہم نے اللہ واسطے نیکی اور بھلائی کی۔ سو اس کا ثواب ہمیں آخرت میں ملے گا۔ ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں خواہ ہمارے ساتھ بھلائی نیکی کرے یا نہ کرے۔ اگر اخلاص کے ساتھ عمل ہوگا اور نیکی ہوگی تو لوگوں سے یہ شکایت نہ ہوگی۔ اور اس سے نیکی اور بھلائی کا سلسلہ بھی جاری رہے گا۔ اور سوء ظن ومخالفت بھی نہ ہوگی۔ عموماً لوگ نیکی اور بھلائی کا بدلہ کسی طرح نہ ملنے پر نیکی چھوڑ دیتے ہیں۔ سو یہ غلط اور اخلاص کے خلاف ہے۔ اگر اللہ واسطے کیا تو پھر بندے سے بدلہ نہ ملنے پر کیوں ناراض ہو۔ اس لئے اللہ واسطے اخلاص کے ساتھ کرنے کی وجہ سے یہ باتیں پیدا نہ ہوں گی۔ ہاں اس کی ذمہ داری اور اخلاق یہ ہے کہ وہ اپنے محسنین کا خیال رکھے۔ وسعت کے مطابق اپنی جانب سے بھی نیکی اور بھلائی کا سلسلہ رکھے کہ دین ودنیا دونوں کے لئے باعث برکت ہے۔

# صدق

## سچائی میں نجات ہے

حضرت منصور بن معتمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سچائی اختیار کرو۔ اسی میں نجات اور سلامتی ہے گو تمہیں ہلاکت نظر آئے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۵۹۰)

## سچائی جنت کی رہنما ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر سچائی لازم ہے۔ سچائی بھلائی کا راستہ بتاتی ہے اور بھلائی جنت کی رہنما ہے اور آدمی ہمیشہ سچ بولنے کی وجہ سے صدیقین میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۹۷، ترغیب صفحہ ۵۹۱، بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۰۰)

## سچائی جنت کا دروازہ ہے

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ سچائی جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔
(کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۳۴۶)

## صدق میں جنت کی ضمانت

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہاری جنت کا ضامن ہوں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ بولو تو سچ بولو۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۵۸۷)

## سچائی کو ترجیح نہ دے تو مؤمن نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ اس وقت تک پورے طور پر مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ سچائی کو ترجیح نہ دے۔ اور جھوٹ کو نہ چھوڑے یہاں تک کہ مزاح اور لڑائی میں بھی جھوٹ نہ بولے اگر وہ سچا ہے۔" (مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۱۱۲)

## کامل ایمان کی علامت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ پورا مؤمن اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ سچائی کو ترجیح نہ دے۔ اور جھوٹ کو نہ چھوڑ دے۔ حتی کہ مزاح میں اور لڑائی جھگڑے میں بھی۔ اگرچہ وہ میں ہونا چاہتا ہو۔ (مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۱۱۲)

فَائِدَہ: بسا اوقات مزاحاً خوش کرنے کے لئے خلاف واقعہ بات کہہ دیتا ہے۔ سو ایسا بھی نہ ہو۔ تب وہ سچا اور سچوں کی فضیلت میں داخل ہو سکتا ہے۔

## معاملات میں سچائی سے برکت

حضرت حکیم بن حزام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: خرید و فروخت کرنے والے کو اس وقت تک اختیار ہے جب تک کہ دونوں جدا نہ ہو جائیں۔ اگر دونوں نے سچائی کے ساتھ معاملہ کیا تو ان کی خرید و فروخت میں برکت دی جاتی ہے۔ اگر حقیقت کو چھپایا جھوٹ بولا تو ان کے درمیان سے برکت ختم کر دی جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم صفحہ ۲۷۹)

## سچائی جنت کے اعمال میں سے ہے

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ سچائی جنت کے اعمال میں سے ہے۔

(مختصراً کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۳۴۴)

## دنیا کے فوت ہونے کا کوئی غم نہیں

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جب تمہارے اندر یہ چار اوصاف ہوں۔ تو اگر دنیا (مال و جاہ) نہ ہو تو کوئی فکر و غم نہ کرو۔

1. امانت کی حفاظت۔
2. بات کی سچائی۔
3. حسن اخلاق۔
4. کمائی میں پاکیزگی۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۵۸۹)

## سچائی میں اطمینان ہے

حضرت حسن بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ میں نے رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے یاد کیا ہے۔ شک والی بات چھوڑ کر جس میں شک نہ ہو اسے اختیار کرو۔ سچائی میں اطمینان ہے۔ جھوٹ شک ہے۔

(ترمذی ترغیب جلد ۳ صفحہ ۵۸۹)

فَائِدَہ: حضرت حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کم عمری میں اس حدیث کو سن کر یاد کر لیا تھا۔ اس لئے کہ آپ کی وفات کے وقت یہ بہت چھوٹے تھے ان کی عمر ۷، ۸ سال تھی۔

جس چیز کے حرام، مکروہ یا درست ہونے میں شبہ ہو اسے چھوڑ کر ایسی چیز اختیار کرے جس میں شک نہ ہو۔ مثلاً شبہ ہو رہا ہے کہ یہ مال چوری کا ہے۔ اس میں کسی ناجائز شئے کی آمیزش کا شبہ ہے تو ایسی چیز کو چھوڑ دے۔

یہ کمال ایمان اور تقویٰ ہے۔اور پرہیزگاری کا معیار ہے۔

## جسے خدا اور رسول سے محبت ہو

حضرت عبدالرحمٰن بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم کو پسند ہو کہ خدا اور اس کے رسول کے نزدیک محبوب رہو تو امانت کا حق ادا کرو۔ جب بولو تو سچ بولو۔ اور جو پڑوس میں ہو اس پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۵۸۹)

## "صدق کا مفہوم اور فوائد"

انسان کے ہر قول و عمل کے درستی کی بنیاد یہ ہے کہ اس کے لئے اس کا دل اس کی زبان باہم ایک دوسرے کے مطابق اور ہم آہنگ ہوں۔اسی کا نام صدق یا سچائی ہے۔ جو سچا نہیں اس کا دل ہر برائی کا گھر ہو سکتا ہے۔اور جو سچا ہے اس کے لئے ہر نیکی کے حصول کا راستہ آسان ہے۔

سچائی کی عادت انسان کو بہت سی برائیوں سے بچاتی ہے۔ جو سچا ہوگا وہ ہر برائی سے پاک ہونے کی کوشش کرے گا۔ وہ راست باز ہوگا، راست گو ہوگا ایمان دار ہوگا، وعدے کو پورے کرے گا، عہد کو وفا کرے گا، دلیر ہوگا، دل کا صاف ہوگا، ریا کار نہ ہوگا، اس کے دل میں نفاق نہ ہوگا، پیچھے کچھ اور سامنے کچھ اس کی شان نہ ہوگی، خوشامدی نہ ہوگا، سب کے بھروسہ کے قابل ہوگا، لوگوں کو اس کے قول و فعل پر اعتبار ہوگا، جو کہے گا کرے گا۔ غرض جس پہلو سے دیکھیے سچائی بہت سی اخلاقی خوبیوں کی اصلی بنیاد قرار پائے گی۔

## سچائی کا وسیع مفہوم

سچائی کے معنی عام طور سے سچ بولنے کے سمجھے جاتے ہیں مگر اسلام کی نگاہ میں اس کے بڑے وسیع معنی ہیں۔

## سچائی کی اقسام

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سچائی کی چھ قسمیں بیان کی ہیں۔ اور قرآن و حدیث سے انہیں ثابت کیا ہے۔جن میں تین بنیادی مرتبہ رکھتے ہیں۔

❶ **زبان کی سچائی:** یعنی زبان سے جو بولا جائے سچ بولا جائے۔ یہ سچائی کی عام و مشہور قسم ہے۔ وعدے اور عہد کو پورا کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔ یہ اسلام و ایمان کی بنیاد ہے اس کے برخلاف ہر قسم کا جھوٹ دل کے نفاق کے ہم معنی ہے۔ کہ منافق کی علامت ہے۔ جب کہے تو جھوٹ کہے۔

❷ **دل کی سچائی:** سچائی کی یہ قسم قلب و دل و باطن سے متعلق ہے۔اسے اخلاص سے تعبیر کر سکتے ہیں۔بعض

موقعوں پر زبان سے سچ کا اظہار اس لئے جھوٹ ہو جاتا ہے کہ وہ دل اور اخلاص سے نہیں نکلتا۔ چنانچہ منافقین کو شہادت رسول میں اس لئے جھوٹا کہا گیا کہ انہوں نے صرف زبان سے کہا تھا ان کا دل اس کے موافق نہ تھا۔

۳ عمل کی سچائی: عمل کی سچائی یہ ہے کہ جو نیک عمل ہو وہ اخلاص کے مطابق ہو۔ یعنی ظاہری اعمال باطنی اوصاف کے مطابق ہو۔ مثلاً ایک شخص نماز پڑھتا ہے لیکن اس کا مقصد ریا ہے تو یہ عمل کی سچائی نہیں ہے۔ صدق عملی کے کئی مرتبے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ جو ارادہ کیا جائے اس میں کسی قسم کا ضعف و تردد نہ پیدا ہو۔ مثلاً ایک شخص احکام الٰہی کی تعمیل کا ارادہ ظاہر کرتا ہے۔ لیکن جب اس کی آزمائش کا وقت آتا ہے تو اس کے ارادہ کا ضعف ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس لئے ایسے شخص کو صادق العزم یعنی ارادہ کا پکا نہیں کہہ سکتے۔

صدق عملی کی سب سے اعلیٰ قسم یہ ہے کہ انسان کے ظاہر و باطن یعنی اس کی زبان کا ہر حرف، دل کا ہر ارادہ اور عمل کی ہر جنبش حق و صداقت کا پورا مظہر ہو جائے۔ قرآن نے ایسے ہی لوگوں کو صدیق کہا ہے۔ ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ دل سے مانتے ہیں عمل سے اس کی تصدیق اور زبان سے اس کا برملا اقرار۔ اور یقین کی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ (قرآن میں) جس کو صادق کہا گیا ہے۔ ان کے تین قسم کے اوصاف بتائے گئے ہیں۔ اول، ان کے ایمان کا کمال۔ دوم، ان کے نیک عمل۔ اور تیسرے جانچ میں ان کا ہر طرح پورا اترنا۔ اور جو لوگ علم و عمل کے ان تمام فضائل کے درجہ کمال کو پہنچ جاتے ہیں ان کو شریعت کی زبان میں صدیق کہتے ہیں۔ جو نبوت کے بعد انسانیت کا سب سے پہلا مرتبۂ کمال ہے۔ (سیرۃ النبی)

چنانچہ صدیقین کی تعریف کرتے ہوئے معارف القرآن میں ہے۔ "وہ لوگ ہیں جو معرفت میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہیں۔" (جلد ۶ صفحہ ۱۲۲)

تفسیر ماجدی میں ہے۔ "صدیقین یعنی بات کے کھرے اور معاملے کے سچے۔ ایسے کہ سچائی اور حق پسندی گویا ان کی فطرت میں رچ گئی۔ اور ان کی طبیعت کا جز بن گئی ہو۔" (جلد ۱ صفحہ ۷۵۸)

# آپس میں محبت والفت

## جنت میں داخلہ نہیں

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا. قسم خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم اسلام نہ لے آؤ۔ اور اسلام اس وقت تک نہیں آ سکتا جب تک تم آپس میں محبت والفت سے نہ رہو۔ سلام کو رائج کرو کہ آپس میں محبت ہو۔ اور خبردار قطع تعلق، بغض سے بچنا۔ یہ تم کو مونڈ دے گا (تباہ کر دے گا) میں یہ نہیں کہتا تمہارے بال کو مونڈ دے گا۔

(ادب مفرد صفحہ ۲۶۰)

**فَائِدَہ:** دیکھیے اس حدیث پاک میں باہمی الفت کی تاکید اور اس کے خلاف باہمی نفرت واختلاف کے کیسے برے نتائج بیان کئے گئے ہیں۔ کہ یہ دنیا کو بھی برباد اور آخرت کو بھی نیست ونابود کر دیتا ہے۔ ایسا آدمی ہمیشہ زک اور نقصان پہنچانے کی فکر میں مال اور جان صرف کرتا رہتا ہے۔ اسی دھن میں چین سکون نہیں پاتا۔ اسی دھن میں آخرت کے اعمال کھو بیٹھتا ہے۔ اور دنیا میں سوائے ذلت وپریشانی کے کچھ نتیجہ نہیں نکلتا۔ اسی لئے شریعت نے اس سے بچنے کی سخت تاکید کرتے ہوئے الفت ومحبت کو قائم کرنے کی ترغیب دی ہے۔

## اہل محبت جنت میں ساتھ داخل ہوں گے

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی سے خالصۃً لوجہ اللہ محبت رکھے اور اسے کہہ دے کہ میں تم سے اللہ کے لئے محبت رکھتا ہوں تو دونوں جنت میں ساتھ داخل ہوں گے۔ جس نے اللہ کے واسطے محبت کی وہ اپنے ساتھی پر بلند درجہ پائے گا۔

**فَائِدَہ:** خیال رہے کہ خالص اللہ واسطے محبت وہ ہے کہ دنیا کی کوئی غرض (کہ اس سے کوئی نفع ونقصان متعلق ہو) نہ ہو۔ اس محبت وتعلق کی بڑی فضیلت ہے۔ آج کے دور میں خالصۃً لوجہ اللہ محبت قریب قریب اٹھ گئی ہے۔ اللہ کے برگزیدہ بندے ہی اس کے حامل ہیں۔ ورنہ تو ہر گروہ سے یہ اٹھتی جارہی ہے۔

## سب سے پہلے کیا چیز اٹھائی جائے گی؟

عمر بن اسحاق کہتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں تذکرہ کرتے تھے کہ سب سے پہلے جو چیز اٹھائی جائے گی وہ آپس کی محبت والفت ہوگی۔ (ادب مفرد صفحہ ۲۶۳)

فَائِدَہ: آج کے اس دور میں آپ اس کا بخوبی مشاہدہ کریں گے کہ ایک ماں باپ کی اولاد، ایک کنبہ اور خاندان سے مربوط، ایک ہی مسلک و مشرب کے حامل، ایک ہی جگہ رہنے بسنے والے، کس طرح ایک دوسرے سے نفرت عداوت مخالفت کا پہلو رکھتے ہیں۔ ایک دوسرے کے دشمن، بس چلے طاقت پائیں تو موت کے گھاٹ اتار دیں۔ کوئی مخالفت کے اس درجہ میں ہے کہ ظاہر سے قریب باطن سے دور نظر آتے ہیں۔ اجسام ملتے ہیں تو دل نہیں ملتے۔ بھائی بھائی، استاذ شاگرد جو سالہا سال تک ایک دوسرے سے مربوط رہے۔ ایک ماحول میں ایک مجلس میں پرورش پائی۔ پروان چڑھے، باہم ربط اور جوڑ نہیں۔ اللہ کی پناہ۔

ظاہر میں اگر ربط نظر آئے تو دلوں میں الفت و جوڑ نہیں۔ یہ الفت و محبت اٹھ جانے کی علامت نہیں تو اور کیا ہے۔ جس الفت اور محبت کو خدا نے اپنا انعام اور فضل فرمایا۔ آج اس سے ہمارا ماحول، خواہ عوام کا طبقہ ہو یا خواص کا طبقہ محروم اور خالی نظر آتا ہے۔

## کسی سے محبت و تعلق ہو تو اسے بیان کردے

حضرت معدیکرب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جب تم کسی سے محبت اور دوستی کرو تو اپنے بھائی کو بتادو۔ (مسند احمد، ادب مفرد صفحہ ۵۴۲)

مجاہد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ کسی صحابی رسول سے میری ملاقات ہوئی انہوں نے میرا کندھا پیچھے سے پکڑا۔ اور کہا میں تجھ سے محبت اور تعلق رکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا وہ تم سے محبت کرے جس کی وجہ سے تم مجھ سے محبت کرتے رہے ہو۔ اور کہا اگر حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یہ نہ فرماتے ہوئے سنتا، تو میں نہ بتاتا کہ جب کوئی آدمی کسی سے محبت والفت رکھے تو اسے ظاہر کردے کہ وہ اس سے محبت و تعلق رکھتا ہے۔ (ادب مفرد صفحہ ۵۴۳)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ کسی سے خصوصی محبت و تعلق یا عقیدت و قلبی رجحان ہو تو اسے بیان کردے تاکہ اسے بھی معلوم ہوجائے۔ اور وہ بھی حق الفت ادا کرے۔ اور یہ الفت باقی رہے۔ خیال رہے کہ یہ محبت والفت شرعی حدود اور اس کے دائرے میں ہو تو ٹھیک اور محمود ہے۔

اور خلاف شرع ہو تو یہ ہرگز نہ ظاہر کرے اور نہ اسے باقی رکھے۔ اور نہ اس الفت کو مشروع و محمود سمجھے۔ مثلاً کم عمر امارد سے تعلق کہ حدیث پاک کی مراد سے یہ خارج ہے۔ کہ یہ گناہ اور سخت ترین معصیت ہے۔

## محبت و تعلق میں عالی مرتبہ کون؟

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: دو آدمی جو آپس میں محبت و تعلق رکھتے ہیں ان میں عالی مرتبہ وہ ہوتا ہے جو زیادہ تعلق رکھتا ہو۔ (ادب مفرد صفحہ ۵۴۳)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ جو زیادہ تعلق و الفت رکھتا ہے وہ زیادہ فضیلت والا ہے۔ جو صفائی قلب کی ایک علامت ہے۔ نیز الفت جو ایک محمود وصف ہے۔ جس کے عطا کی خدائے پاک نے اپنی طرف نسبت کی ہے۔ جس میں یہ وصف زائد ہوگا وہ یقیناً بلند مرتبہ والا ہوگا۔ اسی سے معلوم ہوا طالب الفت کا مقام فائق ہے مطلوب الفت سے کہ تواضع اور سلامتی قلب کی پہچان ہے۔

## لوگوں سے الفت و محبت نصف عقل ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خرچ میں اعتدال نصف معیشت ہے۔ لوگوں سے محبت و الفت کا برتاؤ نصف عقل ہے۔ اور سوال کی عمدگی نصف علم ہے۔ (مکارم طبرانی صفحہ ۱۴۰)

**فائدہ:** اس حدیث پاک میں تین بڑی عمدہ خصلتوں کو بیان کیا ہے۔ خرچ میں اسراف سے آدمی مستقبل میں پریشان ہوتا ہے۔ محبت و الفت کے برتاؤ سے وہ اپنے بھائیوں سے نفع حاصل کر سکتا ہے۔ جو عقل کا تقاضا ہے۔

## ایمان کے بعد افضل ترین عمل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کے بعد افضل ترین عمل لوگوں سے محبت و الفت ہے۔ (مکارم طبرانی صفحہ ۱۴۱)

## کس میں بھلائی ہے

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن اہل محبت و الفت ہوتا ہے۔ اس میں کوئی بھلائی نہیں جو نہ الفت رکھے اور نہ اس سے الفت کی جائے۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۲۷۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن قابل محبت و الفت ہوتا ہے۔ اس میں کوئی بھلائی نہیں جو نہ الفت رکھے نہ اس سے محبت و الفت کی جائے۔ (یعنی شفیقانہ محبتانہ مزاج نہ ہو)۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۸۷، بیہقی جلد ۶ صفحہ ۲۷۰)

**فائدہ:** اہل ایمان کا آپس میں الفت و محبت کے بڑے فضائل ہیں اور اس کی بڑی ترغیب آئی ہے۔ ان کی صفت ہے آپس میں مالوف القلب رحم دل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کلام الٰہی میں ہے۔ ”رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ“

آج کل اس دور میں آپس میں الفت و محبت کمیاب ہے۔ باہمی تناؤ و اختلاف کا دور ہے۔ دلوں میں جوڑ نہیں۔ باہمی الفت دین و دنیا کی بھلائی کا معیار ہے۔ خدائے پاک نے اسے اپنے انعام میں شمار فرمایا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

”وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ"

تَرجَمَہ: "خدا نے ان کے قلوب کے درمیان الفت پیدا کی ہے۔ اگر تم ساری زمین کا خزانہ بھی خرچ کر دیتے تو ان کے دلوں کے درمیان الفت پیدا نہ کر سکتے تھے۔ لیکن خدا نے ان کے درمیان الفت پیدا کی ہے۔"

معلوم ہوا کہ لوگوں کے قلب میں باہمی الفت ومحبت اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ اس کے انعام کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ حصول انعام کے لئے اس کی اطاعت ورضا جوئی شرط ہے۔ ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے:

"اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا"

یعنی "جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اللہ تعالیٰ ان کے آپس میں محبت ومودت پیدا فرما دیتے ہیں۔" اس آیت نے واضح کر دیا کہ دلوں میں حقیقی محبت ومودت پیدا ہونے کا اصلی طریق ایمان وعمل صالح کی پابندی ہے۔ (معارف القرآن جلد۴ صفحہ۴۹)

# محبت اور ترک تعلق اللہ ہی کے واسطے

## افضل الاعمال

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام اعمال میں افضل ترین عمل اللہ کے واسطے محبت اور اللہ کے واسطے قطع تعلق ہے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ ۱۵)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت مروی ہے کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا افضل الایمان کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے لئے لوگوں سے محبت کرو۔ اللہ کے لئے لوگوں سے قطع تعلق رکھو۔ (مسند احمد، مشکوٰۃ صفحہ ۱۶)

## کس کا ایمان کامل؟

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. جس نے اللہ کے واسطے محبت کی اور اللہ کے واسطے قطع تعلق کیا، اللہ ہی کے واسطے دیا، اللہ ہی کے واسطے روکا۔ اس نے ایمان کامل کرلیا۔

**فَائِدَہ:** یعنی اللہ کے حکم کی وجہ سے محبت اور ترک تعلق کیا، اور کسی پر احسان کیا تو اللہ کے رسول کے حکم کے مطابق دیا اور احسان کیا۔ کسی کو محروم کیا نہ دیا اس میں بھی حکم خدا اور اس کی مرضی کو سامنے رکھا۔ دنیا اور اس کے نفع ونقصان کو مدنظر نہ رکھا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۴)

## نور کے منبروں پر

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کہاں ہیں میرے واسطے آپس میں محبت کرنے والے ان کے لئے نور کا منبر ہے۔ جن پر انبیاء اور شہداء رشک کریں گے۔ (ترغیب جلد۴ صفحہ ۲۴)

## قیامت کے دن سایہ میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے: خدا کے واسطے آج محبت کرنے والے کہاں ہیں۔ ان کو میں اپنے سایہ میں رکھوں گا۔ جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (ترغیب جلد۴ صفحہ ۲۴)

## دونوں جنت میں

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی کسی آدمی سے اللہ کے واسطے محبت کرے اور کہے میں تم سے اللہ کے واسطے محبت کرتا ہوں تو دونوں جنت میں داخل ہوں گے۔ جو زیادہ محبت کرتا تھا اس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک زائد ہوگا۔

**فَائِدَة**: اللہ کے واسطے محبت کی کس قدر فضیلت ہے کہ ہر ایک جنت میں جائے گا۔ اور جو زیادہ تعلق رکھتا ہوگا اس کا مرتبہ زائد ہوگا۔ اس سے تعلقات کے خوشگواری کی تاکید معلوم ہوتی ہے۔

## محبوب ترین عمل

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل ترین عمل اللہ کے واسطے محبت کرنا ہے اور اللہ کے واسطے ترک تعلق رکھنا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل "اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ" ہے۔ (ترغیب جلد۴ صفحہ۲۴)

## خدا کی محبت واجب

حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہے، جو میرے واسطے محبت کرتے ہیں، میری محبت ان پر واجب ہے جو میرے واسطے ملتے ہیں، میری محبت ان پر واجب ہے، جو میرے واسطے زیارت و ملاقات کرتے ہیں۔ میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہے، جو میرے واسطے خرچ کرتے ہیں۔ (جلد۴ صفحہ۱۹)

**فَائِدَة**: مطلب یہ ہے کہ جو لوگ محض اللہ کے واسطے، یعنی اس وجہ سے کہ شریعت خدا و رسول کا حکم ہے احباب سے، لوگوں سے ملتے جلتے ہیں۔ اور ان پر مال خرچ کرتے ہیں۔ خواہ کھلانے پلانے کے طور سے یا ہدایا وغیرہ کے اعتبار سے ایسے لوگ خدا کے محبوب ہیں۔ اور محبت خداوندی کے اولین مستحق ہیں۔

## جس سے محبت، اسی کے ساتھ شمار

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی اس کے ساتھ شمار کیا جائے گا جس کے ساتھ محبت کرے گا۔ (بخاری صفحہ۹۱۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ اس نے کہا کچھ نہیں سوائے اس کے کہ میں رسول خدا سے محبت کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسی کے ساتھ ہوگے جس سے محبت کرو گے۔ حضرت انس

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں اس سے زیادہ ہمیں کبھی خوشی نہیں ہوئی تھی جتنی خوشی آپ ﷺ کی اس بات سے ہوئی کہ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے گا۔ اس پر حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا میں نبی پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے محبت کرتا ہوں، مجھے امید ہے کہ ان کی محبت کی وجہ سے میں ان کے ساتھ ہوں گا۔ (بخاری، مسلم، ترغیب جلد۴ صفحہ۲۵)

**فَائِدَہ**: اس سے معلوم ہوا کہ آدمی جس کسی سے محبت و تعلق رکھے گا اسی کے ساتھ آخرت میں ہوگا۔ لہٰذا محبت و تعلق و ربط میں آدمی اس کے ایمان و اعمال صالحہ کا خیال رکھے تاکہ ان کی رفاقت و معیت قیامت و آخرت میں بہتر نتیجہ پیدا کر سکے۔ افسوس کہ آج محبت و صحبت میں اس کی رعایت نہیں کی جاتی۔ آدمی کے صلاح و تقویٰ و نیکی کو پیش نظر نہیں رکھا جاتا۔ بلا جھجک فاسق و فاجر خدا کے نافرمان آخرت سے غافل کی صحبت و دوستی اختیار کر لی جاتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں یہ ویسا نہیں بھی ہوتا ہے تو بھی اسی کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ چونکہ صحبت کا اثر لازم ہے۔

## کس سے محبت و تعلق رکھے؟

حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مؤمن کے علاوہ کسی کی مصاحبت اختیار نہ کرو۔ اور تمہارا کھانا متقی کے علاوہ اور کوئی دوسرا نہ کھائے۔ (ترغیب جلد۴ صفحہ۳۷)

**فَائِدَہ**: پاس بیٹھنے اور صحبت کا اثر بے ارادہ رفتہ رفتہ آدمی میں سرایت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ آدمی اسی کا مذہب اختیار کر لیتا ہے۔ اسی لئے غور کر لینا چاہئے کہ دیندار ہے یا بے دین۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی صحبت سے دین جیسی عظیم شئے لٹ جائے۔

صاحب مظاہر اور امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ متقیوں کو کھانا کھلانا نیکیوں پر اعانت ہے۔ اور فاسق کو کھانا کھلانا فسق و فجور پر اعانت ہے۔ (فضائل صدقات صفحہ۱۱۶)

## مخلصانہ محبت ایمان سے ہے

حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ آدمی کسی آدمی سے محبت و تعلق صرف اللہ کے واسطے کرے۔ اس واسطے نہیں کہ اس نے مال دیا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ کسی دنیاوی فائدے کی وجہ سے اس کا تعلق نہ ہو بلکہ دین کی وجہ سے ہو۔ (طبرانی، ترغیب جلد۴ صفحہ۱۶)

ماقبل کی مذکورہ احادیث سے اللہ کے واسطے تعلق رکھنے کی فضیلتیں اور ترغیب معلوم ہوئی۔ کہیں نور کے منبروں پر، کہیں خدا کے سایہ میں، کہیں جنت کا وجوب وغیرہ۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے خدا اور رسول کے نزدیک خدا کے واسطے محبت کی کتنی اہمیت ہے اور کس قدر مطلوب

ہے۔ مگر افسوس آج ہمارا تعلق ربط دنیاوی منفعت واغراض کے پیش نظر ہے۔ جس سے کوئی دنیاوی فائدہ نظر نہیں آتا۔ خواہ وہ علم فضل وعمل کے اعتبار سے کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو۔ اس سے ربط نہیں یا بہت کم ہوتا ہے۔ کس قدر محرومی اور غرض پرستی کی بات ہے۔ آج اس دور میں محض خدا کے واسطے محبت۔ صلاح نیکی وعلم کی وجہ سے محبت قریب قریب مفقود ہے۔ آج کی دنیا میں ایسا شخص نایاب ہے جو دینی اخوت اور اللہ کے واسطے محبت رکھے۔

اب تو نوبت یہاں تک ہے کہ شاگرد بھی استاد سے، ایک بھائی بھی دوسرے بھائی سے، ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار سے اس وقت تک محبت وتعلق نہیں رکھتے جب تک کہ کوئی نفع یا امید وابستہ نہ ہو، مؤمن کو چاہئے کہ بالغرض محبت کے علاوہ ایسی محبت بھی رکھے جو خدا کے واسطے ہو اور کل قیامت کے دن کام آئے۔

## غائبانہ محبت وتعلق

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دو شخص جو اللہ کے واسطے غائبانہ محبت کریں تو اللہ پاک ان سے زائد محبت کرتا ہے۔ جتنا یہ آپس میں کرتے ہیں۔ (ترغیب جلد۴ صفحہ۱۷)

**فَائِدَہ:** غائبانہ محبت کا مطلب یہ ہے کہ اس سے یا تو ملاقات نہ ہوئی ہو۔ اور ان کی خوبیوں سے واقف اور ان کی علمی وعملی اور اخلاق واحوال سے متاثر ہوا ہو۔ ملاقات تو ہوئی ہو مگر ایک دوسرے سے قریب نہ ہوں۔ مگر ایک دوسرے سے متعلق ہوں۔ محبت وربط کی باتیں معلوم ہوتی ہوں تو یہ غائبانہ محبت ہے۔ یہ بھی مطلوب ہے اور اس کی بھی ترغیب وفضیلت ہے۔

## ایمان کی حلاوت نصیب نہیں ہوگی

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک کوئی ایمان کی حلاوت نہیں پاسکتا جب تک کہ وہ محبت وتعلق رکھے تو اللہ کے واسطے نہ رکھے۔ (جلد ۱ صفحہ ۷، بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۹۲)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ بلاغرض نفع محض اللہ کے واسطے محبت وتعلق رکھے۔

آج یہ عظیم خصلت لوگوں سے قریب قریب ختم ہوگئی ہے۔ جو شخص بھی جس سے محبت وتعلق وربط رکھتا ہے کسی دنیاوی نفع ومفاد کے پیش نظر رکھتا ہے۔ چنانچہ آج دیکھا جاتا ہے، زہد، تقویٰ، نیکی، محبت والفت کی بنیاد نہیں ہے۔ بلکہ دنیاوی مفاد کا وابستہ ہونا معیار ہے۔ جس سے دنیاوی نفع ومفاد وابستہ اسی سے تعلق خواہ دین وعلم فضل سے عاری کیوں نہ ہو۔

## صریح ایمان نصیب نہیں

حضرت عمر بن الحمق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ آدمی صریحی (واضح اور عملی) ایمان نہیں پاسکتا جب تک کہ خدا ہی کے واسطے محبت نہ کرے اور خدا ہی کے واسطے بغض، ترک تعلق نہ

کرے۔ (مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۹۴)

## ولایت خداوندی کا مستحق کون؟

حضرت عمرو بن الجموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ صریحی ایمان اس وقت تک حاصل نہیں کرسکتا جب تک کہ وہ اللہ ہی کے واسطے محبت اور اللہ ہی کے واسطے ترک تعلق نہ کرے۔ اور جب بندہ اللہ ہی کے واسطے محبت اور ترک تعلق رکھتا ہے تو اللہ کی طرف سے ولایت (قربت) کا مستحق ہو جاتا ہے۔ یقیناً میرے اولیاء اور میرے محبوب بندے وہ ہیں جو مجھے یاد کرتے ہیں اور میں ان کو یاد کرتا ہوں۔ (مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۹۴)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے واسطے محبت اور ترک یہ ولایت اور تقرب خداوندی کی علامت ہے۔ خدا کے برگزیدہ بندے کسی دنیاوی غرض اور نفس کی وجہ سے کسی سے محبت و ترک تعلق نہیں اختیار کرتے وہ شریعت اور رضاء و خوشنودی خدا کے پیش نظر ایسا کرتے ہیں۔ آج کے اس دور میں بہت کم لوگ اس معیار پر پورے اتر رہے ہیں کہ وہ محبت و ترک تعلق محض اللہ کے واسطے کرتے ہیں۔ بیشتر کے دنیاوی امور اور دنیاوی مفاد وابستہ ہوتے ہیں۔ خواہ دنیاوی امیدیں پوری ہوں نہ ہوں۔ مؤمن کو چاہئے کہ کوئی محبت و تعلق ضرور صرف اللہ ہی کے واسطے ہو۔ تاکہ کمال ایمان نصیب ہو۔

# خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

## مؤمن کامل نہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی کامل مؤمن اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۱۲)

## حلاوت ایمانی نہیں پاسکتا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں یہ تین چیزیں ہوں وہی ایمان کا مزہ اور اس کی شیرینی پاسکتا ہے۔

1. یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔
2. اور کسی سے تعلق محبت رکھے تو اللہ کے واسطے رکھے۔
3. اور کفر سے نجات کے بعد کفر سے ایسی نفرت ہو جیسے آگ میں ڈالے جانے سے۔ (مجمع صفحہ ۹۴، مشکوٰۃ صفحہ ۱۲)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مؤمن کے دل میں خود اپنی ذات سے، اولاد سے، والدین اور رشتہ داروں سے زائد ہو، محبت سے مراد عقلی محبت ہے۔ اور حکم ماننے کے اعتبار سے ہے۔ مثلاً اپنا دل یا اولاد یا والدین ایسی چیز کا حکم یا مشورہ دے رہے ہوں جو خدا کی مرضی اور اس کے حکم کے خلاف ہو۔ پھر وہ ان سب کو چھوڑ کر خدا کی مرضی اور اس کے حکم پر عمل کرتا ہو تو اس نے خدا کی محبت اور اس کے حکم کو ان لوگوں کے مقابلہ میں ترجیح دی۔ یہ محبت خدا کی علامت ہے۔

اور یہی مطلب ہے حدیث پاک کا خدا و رسول کی ایسی محبت ہو کہ ان کی اطاعت کو وہ دیگروں کے مقابلہ میں ترجیح دے۔

# مؤمن کو خوش کرنا اور رکھنا

## افضل الاعمال

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مؤمن کو خوش کرنا افضل عمل ہے۔ (ترغیب جلد۲ صفحہ۳۹۴)

ایک روایت میں ہے کہ کسی مؤمن کو خوش کرنا اللہ کے نزدیک محبوب ترین اعمال میں سے ہے۔

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ کسی مؤمن کے دل کو کسی خدمت سے، تعاون سے، یا کم از کم خوش کن باتوں سے اپنے اخلاق سے برتاؤ سے خوش کرنا۔ یہ افضل عمل ہے۔ کہ بندوں کی خوشی سے خالق و مالک کی خوشی ہوتی ہے۔ اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ مؤمن کو کسی بھی اعتبار اور طریقہ سے رنج پہنچانا کس قدر بری بات ہوگی۔

## فرائض کے بعد کس کا درجہ؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ فرائض کے بعد (کوئی عمل ہے تو وہ) کسی مؤمن کو خوش کرنا ہے۔ (کتاب البر، ابن جوزی صفحہ۲۴۱)

**فائدہ:** کس قدر فضیلت کا باعث ہے کہ فرائض کے بعد کسی مؤمن کو خوش کرنے کا درجہ ہے۔ افسوس کہ آج رنج اور تکلیف کے اسباب اختیار کئے جاتے ہیں۔ اور یہ چالاکی اور کامیابی کی بات سمجھی جاتی ہے۔

## مغفرت کا باعث

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مسلمان بھائی کو خوش کرنا، مغفرت کے واجب کرنے والے اعمال میں سے ہے۔ (ترغیب جلد۲ صفحہ۳۴۹)

## خدا کے عہد و ذمہ میں کون داخل؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کو مسرت میں ڈالے اس نے مجھے خوشی میں ڈالا۔ اور اس کا اللہ سے عہد و پیمان ہوگا اور جس کا عہد و پیمان اللہ سے ہوگا وہ کبھی جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ (کتاب البر، ابن جوزی صفحہ۲۴۴)

**فائدہ:** سبحان اللہ، کتنی بڑی فضیلت ہے مؤمن کو خوش رکھنے والا جہنم میں نہ جائے گا۔ کتنا سہل نسخہ ہے۔ مگر افسوس کہ آج تکلیف و رنج میں ڈالنے کو کمال عقل سمجھا جاتا ہے۔ آج امت میں ان تعلیمات کو عام کرنے کی

ضرورت ہے۔

## کسی کو خوش کرنے کے لئے ملاقات کا ثواب

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے سلمان بھائی سے محبت کی وجہ سے اسے خوش کرنے کے لئے ملاقات کرتا ہے۔ تو اللہ پاک اسے قیامت کے دن خوش کرے گا۔
(ترغیب جلد۲ صفحہ ۳۹۴)

**فائدہ:** کتنا آسان نسخہ ہے کہ خوشی کے لئے ملاقات کا ثواب، قیامت کے دن خوش رہنے کا باعث ہے۔

## دنیا اور آخرت کے مصائب کا دفاع

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو مسرت اور خوشی میں ڈالے گا۔ خدائے پاک اس کی وجہ سے ایک مخلوق پیدا کرے گا۔

## ایک فرشتہ کی پیدائش

جعفر بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کو خوشی و مسرت میں ڈالے گا۔ اللہ پاک اس سرور سے ایک فرشتہ پیدا فرمائے گا۔ پھر جب اسے قبر میں رکھا جائے گا تو وہ فرشتہ آئے گا اور کہے گا۔ تم مجھے پہچانتے ہو میں وہی خوشی ہوں جسے تم نے دنیا کے اندر فلاں شخص کو ڈالا تھا۔ (یعنی اسے خوش کیا تھا)۔ میں آیا ہوں تاکہ تمہاری تنہائی کی وحشت کو دور کروں۔ انس پیدا کروں اور تمہیں حجت کی تلقین کروں۔ قیامت میں تمہارے پاس آؤں۔ اور تمہارے رب سے سفارش کروں اور تمہیں جنت میں اپنا مرتبہ دکھاؤں۔ (ترغیب صفحہ ۳۹۵، کتاب البر ابن جوزی صفحہ ۲۴۵)

**فائدہ:** سبحان اللہ کتنا بڑا فائدہ حاصل ہوگا کہ مؤمن کی خوشی سے برزخ کے مراحل میں فرشتوں کی مدد ہوگی۔ اعمال کا برزخ اور آخرت میں اجسام اور شکلوں میں متشکل ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ روزہ نماز کا سرہانے آکر کھڑا ہونا مروی ہے اسی طرح مسرت اور خوشی فرشتے کی شکل میں برزخ میں آکر نفع پہنچائیں گے۔

## جنت مباح

حضرت جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندے نے نیکی کے ساتھ ملاقات کی تو میں نے جنت ان کے لئے مباح کردی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ وہ کون سی نیکی تھی جس کے ساتھ بندے نے ملاقات کی اور آپ نے جنت سے نواز دیا؟ فرمایا: میرے مؤمن بندے کو خوش کرنے کی وجہ سے۔ (کتاب البر صفحہ ۲۴۵)

**فائدہ:** ماقبل میں جتنی روایتیں خوشی کی گزری اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی جائز اور مشروع طریقہ سے مؤمن کو

خوش کر دیا۔ خواہ امداد و تعاون سے یا کھانے پینے ہدایا و تحائف سے یا خدمت سے۔ تمام صورتوں میں ان ثوابوں کا حامل ہوگا۔ کیسے برگزیدہ وہ بندے ہیں جو لوگوں کی خوشی میں جان مال کی قربانی دیتے ہیں۔ یہ تو عام مؤمن کی خوشی کا ثواب ہے۔ خواص اللہ کے برگزیدہ بندوں کو اور اہل علم و فضل کو خوش کرنے کا اور زیادہ ثواب ہوگا۔

## قبر اطہر میں آپ ﷺ کی خوشی کا باعث

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو میرے بعد کسی مسلمان کو خوش کرے۔ اس نے گویا مجھے قبر میں خوش کیا۔ اور جس نے مجھے قبر میں خوش کیا اسے خدا قیامت کے دن خوش کرے گا۔ (کنز العمال، کتاب البر صفحہ ۲۴۴)

## جنت سے کم پر راضی نہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کے گھر والوں کو خوشی و مسرت میں ڈالا۔ تو اللہ پاک اس کے ثواب میں جنت سے کم پر راضی نہ ہوگا۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۳۹۴)

**فائدہ:** یعنی جنت سے نوازا جائے گا۔ ایک معمولی نیکی پر کتنا عظیم ثواب، افسوس کہ آج کے ماحول میں خوش کرنے کے بجائے رلانے کو، تنگ کرنے کو، پریشان کرنے کو، کمال اور عقل کی بات سمجھتے ہیں۔ تعجب ہے ماحول کیسا اسلامی تعلیم و طریق کے خلاف ہو گیا ہے۔ جنت کے اعمال متروک ہو گئے ہیں۔ اور جہنم کے اعمال رائج ہو گئے۔ اسی وجہ سے دنیا کی راحت اور برکت والی زندگی سے ہم محروم ہوتے جارہے ہیں۔

## خوش کرنے کا مفہوم اور اس کے طریقے

احادیث مذکورہ سے کسی مسلمان کو خصوصاً خوش کرنے کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی۔ خوش کرنے کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ ایسے اقوال احوال و معاملات اس سے برتے جائیں جن سے اسے راحت پہنچے۔

خوش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس سے میٹھی سنجیدگی بھائی چارگی سے بات کی جائے۔ افعال اور معاملہ کے ذریعہ سے خوش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کبھی اس کی دعوت کر دی جائے۔ کوئی سامان حسب استطاعت ہدیہ کر دیا جائے۔ پہننے کے لئے کپڑا دے دیا جائے۔ ضرورت نہ ہو تب بھی خوشی حاصل کرنے کے لئے ہدایا تحائف کا معاملہ کیا جائے۔ کبھی کچھ دے دیا، کبھی کچھ بھیج دیا۔ کبھی خوش کن باتوں کے ذریعہ سے ہنسا دیا۔ سچی مذاق کر لی۔ کسی مسئلہ میں تعاون کی ضرورت ہوئی۔ مالی یا جانی مدد کر دی۔ یہی سب خوشی کے امور ہیں۔ اور یہی جنت والے اعمال ہیں۔

# مسلمانوں کی مدد و نصرت

## مسلمانوں کی اعانت اور ان کی ضرورتوں میں کوشش کا ثواب

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ جو لوگوں کی ضرورتوں کی طرف بڑی تیزی سے لپکتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو کل قیامت کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۹۰، مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۳۴۱)

**فائدہ:** انسان کی ایک جماعت کو اس جذبہ سے نوازا۔

## پل صراط پر نور

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی مؤمن کے غم کو دور کرے گا۔ اللہ پاک پل صراط پر اس کے لئے دو نور کے شعلے دے گا۔ جس کی روشنی سے ایک عالم روشن ہو جائے گا۔ اور جس کے نور کا اللہ کے علاوہ کسی کو پورا علم نہ ہوگا۔ (مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۳۴۴)

## اللہ کا محبوب بندہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے۔ اللہ پاک کے نزدیک سب سے محبوب وہ ہے جو اس کی عیال کے لئے نفع بخش ہو۔

(مشکوۃ صفحہ ۴۱۲، مکارم ابن ابی الدنیا)

## پل صراط پر مضبوط قدم

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی مظلوم کی اعانت میں چل دے گا تا کہ اس کا حق دلائے۔ خدائے پاک جس دن پل صراط پر لوگوں کے قدم ڈگمگائیں گے اس کے قدم کو مضبوط رکھے گا۔ (ترغیب صفحہ ۳۹۰)

## پچھتر ہزار فرشتوں کی دعاء رحمت

حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت میں چلے کہ اس کا کام ہو جائے اللہ پاک اس کے لئے پچھتر ہزار ملائکہ مقرر کر دیتے ہیں جو اس کے لئے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ اگر صبح کو چلتا ہے تو شام تک، اگر شام کو چلتا ہے تو صبح تک۔ اور کوئی

قدم نہیں اٹھاتا مگر یہ کہ ایک گناہ معاف، ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ (ابن حبان، ترغیب جلد۳ صفحہ۳۹۲)

**فَائِدَہ:** سبحان اللہ کتنا عظیم ثواب ہے۔ کہ کسی مسلمان بھائی کی ضرورت میں آدمی دو قدم اٹھائے۔ مگر صد افسوس کہ آج ہمارا ماحول اور معاشرہ ایسا غرض پرست ہوگیا ہے کہ کسی عام آدمی یا غریب یا جس سے گہرے تعلقات نہ ہوں مدد اور اعانت میں ساتھ چلنے کو عار اور عزت کے خلاف محسوس کرتے ہیں۔

## خدا بندے کی ضرورت میں

حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت میں لگتا ہے خدائے پاک اس کی ضرورت میں لگتا ہے۔ (طبرانی، ترغیب جلد۳ صفحہ۳۹۲)

## ایک قدم پر ستر نیکیاں

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو اپنے بھائی کی کسی ضرورت میں چلے تو اللہ پاک اس کے لئے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھتے ہیں۔ ستر گناہ معاف کرتے ہیں یہاں تک کہ اسے چھوڑ کر آجائے اگر اس کے چلنے سے ضرورت پوری ہو جاتی ہے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے کہ اس کی ماں نے آج ہی اسے جنا ہو۔ اگر وہ اسی ضرورت میں (کسی وجہ سے) شہید ہو جائے تو بلا حساب جنت میں جائے گا۔ (ترغیب جلد۲ صفحہ۳۹۳)

**فَائِدَہ:** اگر کسی طرح اسی راستہ میں شہید ہو جائے تو بلا حساب جنت میں داخلہ۔ خیال رہے کہ بلا حساب جنت یہ بہت ہی بڑی دولت ہے۔

## جنت کا بلند درجہ

حضرت ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کے لئے کسی نیک کام میں کسی حاکم یا بادشاہ تک پہنچنے کا ذریعہ بنے۔ خدائے پاک جنت میں اسے بلند درجہ عطا فرمائے گا۔ (ترغیب جلد۲ صفحہ۲۹۳)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ وہ کام حاکم، گورنر، جج وغیرہ سے متعلق ہو۔ اور اس کی رسائی وہاں تک نہ ہو۔ یا اس سے کام نہ بنتا ہو۔ اور یہ شخص حاکم وغیرہ کا متعارف ہے وہاں تک پہنچا دے۔ اور اس تک کوشش کر دے۔ خواہ کام ہو یا نہ ہو۔ اس عظیم ثواب کا حامل ہوگا۔

## حج پر حج کرنے سے افضل

حضرت حسن بصری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اعمش رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی سے کہا: کیا تم نہیں جانتے ہو کہ تمہارا اپنے بھائی کی ضرورت میں جانا حج پر حج کرنے سے افضل ہے؟ جب حسن بصری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کی اس بات کو اعمش رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ثابت سے کہا تو انہوں نے اعتکاف کو چھوڑ کر ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کی۔ (کتاب

البرابن جوزی صفحہ ۲۲۸)

فَائِدَہ: کیا خلوص تھا اور کس طرح ثواب کے حریص تھے۔ یہی مخلصانہ جذبہ خدا کے تقرب کا باعث ہے۔ ذکر وعبادت تو آسان مگر یہ امور مشکل، اسی وجہ سے ثواب اس قدر ہے۔

## ایک ماہ کے اعتکاف سے افضل

حضرت حسن رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے مرسلاً منقول ہے کہ کسی بندے کا اپنے بھائی کی ایک دن مدد کرنا، ایک ماہ کے اعتکاف سے افضل ہے۔

افسوس کہ آج باہمی تعاون کا جذبہ عوام میں تو کچھ ہے بھی البتہ خواص سے جاتا رہا۔ یہ اپنے مشاغل ہی پر مسرور اور اکتفا کئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ جو یقیناً ثواب کی کمی کا باعث ہے۔

## پل صراط پر مضبوط قدم

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو کسی شخص کی حاجت پوری کرنے میں اعانت و مدد کرے۔ اللہ پاک اس دن اس کے قدم کو مضبوط رکھے گا جس دن لوگوں کے قدم ڈگمگا جائیں گے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۹۲)

فَائِدَہ: یہ صرف اعانت اور مدد کا ثواب ہے۔ اگر ضرورت پوری کر دے تو پھر اس کے ثواب کا کیا پوچھنا۔

## خدا کے عذاب سے کون مامون؟

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللہ کی ایک مخلوق ہے۔ جسے خدا نے لوگوں کی ضرورتوں اور حاجتوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ لوگ اپنی ضرورتوں میں اس کی طرف جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو خدا کے عذاب سے مامون ہیں۔ (طبرانی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۹۰)

فَائِدَہ: واقعۃً سب لوگوں کا یہ مزاج نہیں کہ لوگوں کی ضرورتوں کا خیال کریں۔ دنیا میں چند ہی لوگ ایسے خوش نصیب ہیں۔ بہتوں کے پاس مال و جائیداد کی فراوانی ہوتی ہے۔ مگر ان کی ذات سے کسی مخلوق کو فائدہ نہیں۔ بس ایک نام اور خدا کے نزدیک گرفت اور مواخذہ کا ذریعہ۔ دنیا میں امیر مگر آخرت میں غریب۔ نیک بخت اور خدائی عذاب سے وہ مامون ہے جو لوگوں کی ضرورتوں میں اللہ کے دیئے ہوئے مال کو خرچ کرتے ہیں۔

## خدا کی بھلائی کس کے ساتھ؟

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ بھلائی و خیر کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو لوگوں کی ضرورتیں ان سے وابستہ اور متعلق کر دیتے ہیں۔

(بیہقی، الدر المنثور جلد ۶ صفحہ ۱۰۹)

فَائِدَہ: لوگوں کی ضرورتوں اور حاجتوں میں کام آنا یہ علامت ہے اس بات کی کہ خدا نے اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا ہے۔ کتنے لوگ ایسے ہیں جو اس دولت سے محروم ہیں۔

## عمر بھر اطاعت کا ثواب

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو اپنے مسلمان بھائی کی کوئی ضرورت پوری کرتا ہے گویا اس نے عمر بھر خدا کی اطاعت کی۔ (کتاب البر ابن جوری صفحہ ۳۴۱، مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۳۴۳)

فَائِدَہ: خدمت خلق کا کتنا ثواب ہے کہ عمر بھر اطاعت کا ثواب۔ اسی وجہ سے اہل اللہ کو اس میں ممتاز پایا گیا ہے۔

## جنت میں خادم

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس نے کسی مؤمن کی مہمانی کی۔ یا کسی مؤمن کی ضرورت میں مدد یا سہولت پہنچائی تو اللہ پر حق ہے کہ اس کے لئے جنت میں ایک خادم متعین کر دے۔ (مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۳۴۵)

## مسجد نبوی میں دو ماہ کے اعتکاف سے افضل

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ جو اپنے کسی بھائی کی ضرورت میں چلے (اور اس کی اعانت کرے) میری مسجد (مسجد نبوی) کے دو ماہ کے اعتکاف سے افضل ہے۔ حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی ایک حدیث میں مسجد نبوی کے ایک ماہ کے اعتکاف سے افضل ہونا بھی منقول ہے۔

(مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۲۷۰، ترغیب جلد ۲ صفحہ ۳۹۱)

فَائِدَہ: اللہ اکبر، کس قدر فضیلت ہے کہ مسجد نبوی کا اعتکاف جس پر ہزاروں روپیہ خرچ کر کے جایا جاتا ہے۔ اس سے زائد فضیلت کا حامل یہ ہے کہ کسی ضرورت مند کی ضرورت میں چند قدم کوشش کرے۔ افسوس کہ آج امیر و خوش حال لوگوں کی ضرورت میں تو چند قدم چلنے کو فخر محسوس کرتے ہیں۔ چونکہ اس کا موہوم فائدہ سامنے نظر آتا ہے بخلاف غریب اور کمزور کے کہ اس کی خدمت میں کوشش کو ذلت کی بات سمجھتے ہیں۔ ایسے حضرات ان فضائل و ترغیب کی احادیث کو سنیں اور ثواب کا استحضار کریں تو ان شاء اللہ غریبوں، کمزوروں کی خدمت میں مزہ آئے گا۔

## مال و نعمت کی فراوانی کے باقی رہنے کا نسخہ

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللہ پاک نے ایک ایسی جماعت پیدا کی ہے۔ جن کو اپنی نعمتوں سے نوازا ہے۔ جن سے لوگوں کا نفع وابستہ ہے۔ جب تک وہ بندوں پر خرچ

کرتے رہتے ہیں تو خدا ان کی نعمتوں کو باقی رکھتا ہے۔ اور جب وہ بندوں سے ہاتھ روک لیتے ہیں۔ تو خدا ان سے لے کر دوسروں کو دے دیتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو نعمتوں (مال وغیرہ) سے نوازا ہے۔ جب تک وہ مسلمانوں کی ضرورت پوری کرتے رہتے ہیں۔ اللہ ان کے پاس نعمتوں کو باقی رکھتے ہیں۔ جب وہ بند کر دیتے ہیں تو خدائے پاک ان سے لے کر دوسرے کو دے دیتے ہیں۔ (طبرانی، ترغیب صفحہ ۳۹۰)

**فَائِدَة:** مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک کے کارخانۂ قدرت میں ایک نظام یہ ہے کہ بعض لوگوں کو مال کی فراوانی دیتے ہیں۔ اور لوگوں کی ضرورتیں، صدقات خیرات، ہدایا، تحائف یا معاملات ان سے متعلق کر دیتے ہیں۔ جب تک یہ شخص لوگوں کی اعانت کرتا رہتا ہے، نفع پہنچاتا رہتا ہے، خدا اس کے مال کو باقی رکھتا ہے، اور جب ہاتھ کھینچ لیتا ہے، سلسلہ بند کر دیتا ہے تو خدا ان سے مال کو فراوانی کو باقی رکھنا ہے۔ تو حسب استطاعت لوگوں کو نفع پہنچاتا رہے۔ مالی خدمت کرتا رہے۔

## مال اور نعمت کا زوال کب آتا ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایسا بندہ نہیں جس پر اللہ پاک نے نعمتوں کو بہایا ہو (مالدار بنایا ہو اور لوگوں کی ضرورتیں اس سے وابستہ کر دی ہوں مگر پھر بھی وہ کوتاہی کرتا ہو (لوگوں کو نفع نہ پہنچاتا ہو) تو وہ اللہ پاک کی اس نعمت کو زائل کر دیتا ہے۔

**فَائِدَة:** معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کو نفع پہنچانے سے مال باقی رہتا ہے۔ جب ادھر سے یہ سلسلہ بند کر دیتا ہے تو خدا بھی بند کر دیتا ہے۔ تجربہ شاہد ہے جن لوگوں نے بخشش کا سلسلہ قائم رکھا مال میں برکت ہوئی اور باقی رہا۔ جب ان کی اولاد آئی اور انہوں نے یہ سلسلہ بند کر دیا تو قدرت نے ان کو محروم کر دیا۔ اور پریشان حال غربت کے شکار ہو گئے۔

## اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی حرج نہیں کہ کوئی اپنے بھائی کی مدد کرے۔ خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ اگر وہ ظلم کر رہا ہے تو اسے ظلم سے روکے۔ اگر مظلوم ہے تو اس کی مدد کرے۔

(دارمی، جامع صغیر جلد ا صفحہ ۱۶۳)

## مظلوم کی مدد نہ کرنے پر لعنت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مظلوم کو دیکھا اور اس کی مدد نہ کی تو اس پر خدا کی لعنت ہے۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۴۱۴)

فَائِدَہ: مظلوم کی مدد اور اسے ظلم سے بچانا واجب ہے۔ قدرت کے باوجود مدد نہ کرنا اور اسے یونہی چھوڑ دینا باعث لعنت ہے۔

## جس نے مؤمن کو ذلیل ہوتے دیکھا اور مدد نہ کی

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس کوئی مؤمن ذلیل ہو رہا تھا اور اس نے باوجود قدرت و وسعت کے اس کی مدد نہ کی تو خدائے پاک تمام لوگوں کے سامنے قیامت کے دن اسے ذلیل کرے گا۔ (بیہقی، کنز العمال جلد۳ صفحہ ۴۱۵)

فَائِدَہ: باجود استطاعت اور طاقت کے مدد نہ کرنے پر قیامت میں یہ سزا ملے گی۔

## جہنم سے محفوظ

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کو ذلت سے بچایا خدائے پاک اسے قیامت کے دن جہنم سے بچائے گا۔ (ترمذی، کنز العمال صفحہ ۴۱۵)

## دس سال کے اعتکاف سے بڑھ کر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسجد نبوی میں معتکف تھے۔ ایک شخص آیا اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان سے پوچھا، اے فلاں! میں تم کو بڑا رنجیدہ و پریشان حال دیکھتا ہوں۔ اس نے کہا ہاں اے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے لڑکے! فلاں کا میرے اوپر قرضہ ہے اور قسم ہے اس صاحب قبر کی حرمت کی میں ادا کرنے پر قادر نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا تو میں اس سلسلے میں اس سے گفتگو کروں۔ اس نے کہا: اگر آپ بہتر سمجھیں تو ضرور کریں۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جوتا پہنا اور مسجد سے باہر آ گئے۔ اس آدمی نے کہا: کیا آپ جس میں تھے بھول گئے (یعنی اعتکاف کی حالت میں) انہوں نے کہا نہیں بھولا۔ لیکن میں نے اس صاحب قبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے اور ابھی کوئی زیادہ زمانہ نہیں گزرا اور راستے میں ان پر گریہ بھی طاری ہو گیا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جو اپنے کسی بھائی کی ضرورت میں چلے اور اس میں کوشش کرے اس کے لئے دس سال کے اعتکاف سے یہ بڑھ کر ہے اور جس نے ایک دن کا اعتکاف خدا کی رضا کے واسطے کیا خدائے پاک اس کے اور جہنم کے درمیان تین ایسی خندقیں حائل فرما دیتے ہیں جن کے درمیاں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا ہے۔ (طبرانی، حاکم، ترغیب جلد۲ صفحہ ۱۵۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس واقعہ سے کسی ضرورت مند پریشان حال کی اعانت میں چلنے اور کوشش کرنے کی کتنی اہمیت اور فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ اعتکاف جیسی اہم عبادت تک کو قربان کر دیا۔ دراصل

ان حضرات کے یہاں تمام عبادات وریاضات کا مقصد خدا کو خوش کرنا تھا اس میں ان کے نفس اور حظ نفس کو کوئی دخل نہ تھا۔ جب انہوں نے کسی ضرورت مند کی حاجت روائی اور اس کی اعانت میں چلنے کا ثواب اور خدا کی رضا کو زائد دیکھا تو اسی رخ کو اختیار کیا۔

آج اس دور میں کسی مسلمان غریب کی حاجت روائی میں چلنا اور اعانت کرنا عیب کی بات خیال کیا جاتا ہے۔ کسی پریشان حال مسافر آدمی کو چل کر راستہ تک بتانا مشکل ہے تو غریب کی اعانت میں چلنا تو بہت دور کی بات ہے۔

یہی وہ امور ہیں جو نفس کو توڑنے کے ساتھ خدا کے تقرب کا باعث ہیں۔

**خلاصہ:** ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ خدمت خلق میں سب سے زیادہ اور متعدد قسموں کا عظیم ترین ثواب کسی مسلمان بھائی کی حاجت اور ضرورت میں چلنا، کوشش کرنا، تعاون کرنا، مدد سعی کرنے میں ہے۔ اس سے زیادہ کسی اور امر میں ثواب نہیں۔ مزید یہ کہ عبادت الٰہی سے بھی اس کا ثواب زیادہ ہے۔ ایک شخص نفلی عبادت و ذکر میں ہو اور ایک شخص خالصۃً لوجہ اللہ کسی بندۂ خدا کی ضرورت پوری کرنے میں ہو اور دنیا کی کوئی غرض شامل نہ ہو تو اس کا ثواب زائد ہے۔ اس وجہ سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کا نفلی عبادت چھوڑ کر بندے کی ضرورت میں چلنا اور سعی کرنا منقول ہے۔ خدائے پاک ہماری بھی سمجھ میں ڈال دے۔

خیال رہے کہ یہ تمام فضیلتیں عام مؤمنین کے متعلق ہیں۔ اللہ والوں، اہل علم، اہلِ خدمت کی اعانت اور مدد کا ثواب اس سے بہت زائد ہے علم اور دین کی اشاعت کا ثواب مزید اضافہ کے ساتھ ملتا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس کا خیال رکھتے ہیں۔

## احباب اور رفقاء کی رعایت میں حج جیسی عبادت قربان

محدث معمر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ (جو مشہور جلیل القدر تابعین میں سے ہیں) کا ایک رفیق کی بیماری کی وجہ سے حج فوت ہوگیا۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ حج کو جا رہے تھے ان کی تیمار داری کی وجہ سے حج کا وقت گزر گیا۔ انہوں نے ان کی خدمت کو چھوڑ کر حج ادا نہ کیا۔ اسی طرح امام بیہقی نے ایوب سختیانی سے نقل کیا کہ ایک شخص حج کے ارادے سے نکلا ساتھی بیمار ہو گئے۔ تو ان کی خدمت اور ضرورت میں لگ گئے یہاں تک کہ حج کا وقت گزر گیا۔ اور وہ ان کو چھوڑ کر حج کے لئے نہیں گئے بلکہ کہا کہ اب میں عمرہ کر لوں گا۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۷ صفحہ ۸۶، ۸۷)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ ساتھی اور احباب کی رعایت، ضرورت پر ان کی خدمت کس قدر عظیم ترین ہے کہ ان کی وجہ سے حج جیسی عظیم ترین عبادت چھوڑ دی۔ یہ حج نفل ہوگا کیونکہ فرض میں تو اس کی گنجائش نہیں۔

# پریشان حال کی مدد واعانت

## خدا کے نزدیک پسندیدہ عمل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک پریشان حال کی مدد کو پسند کرتے ہیں۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۴۱۷، مکارم طبرانی صفحہ ۳۴۵)

## تہتر نیکیاں

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص پریشان حال کی کوئی مدد کرتا ہے۔ اسے ۷۳ نیکیاں ملتی ہیں۔ ایک نیکی (کی برکت) سے دنیا اور آخرت درست کی جاتی ہے۔ باقی سے اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ (کتاب البر صفحہ ۲۴۲، کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۴۱۵، بیہقی)

## قیامت کے دن پریشانی سے محفوظ

سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت میں ہوگا خدائے پاک اس کی ضرورت میں ہوگا۔ جو شخص کسی مسلمان کے غم اور پریشانی کو دور کرے گا خدائے پاک قیامت کے دن اس کے غم و پریشانی کو دور کرے گا۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۳۰، مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کو رنج غم پریشانی سے نجات دے۔ خدائے پاک اسے قیامت کے دن رنج و غم سے نجات دے گا۔ جو شخص کسی کی مشکلات کو حل کرے گا خدائے پاک اس کی دنیا اور آخرت کی مشکلات کو حل کرے گا۔ اور جو شخص اپنے بھائی کی اعانت اور مدد میں رہے گا خدائے پاک اس کی مدد میں رہے گا۔ جو شخص علم کے راستہ میں چلے گا خدائے پاک اس کے لئے جنت کا راستہ آسان بنائے گا۔ (مسلم صفحہ ۳۴۵، ترمذی صفحہ ۹۴، کتاب البر ابن جوزی صفحہ ۲۳۷)

## پل صراط پر نور کے چراغ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی مؤمن کو رنج و پریشانی سے نجات دے گا۔ تو اللہ پاک پل صراط پر اس کے لئے نور کے ایسے دو شعلے دیں گے کہ اس کی روشنی سے پوری دنیا روشن ہو جائے گی۔ جس کا احصاء اللہ رب العزت کے علاوہ کسی کو نہ ہوگا۔ (مکارم طبرانی صفحہ ۳۴۲)

## مستجاب الدعوات کیسے ہوگا؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو اور اس کی مصیبت و پریشانی دور ہو تو وہ پریشان حال کی مدد کرے، لوگوں کی مشکلات کو حل کرے۔

(مسند احمد جلد۲ صفحہ ۲۳، کتاب البر ابن جوزی صفحہ ۲۲۸)

## صدقہ خیرات نہ کر سکے تو

حضرت ابو بردہ سے عن ابیہ عن جدہ منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر صدقہ واجب ہے۔ پوچھا گیا اگر وہ (مال نہ پائے)؟ آپ نے فرمایا: کام کرے اور خود بھی فائدہ اٹھائے اور صدقہ کرے۔ پوچھا گیا اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھ سکے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کسی پریشان حال شخص کی مدد کرے۔

(بخاری کتاب الادب جلد۲ صفحہ ۸۹۰)

## زائد امور میں دوسرے کو شریک کرے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ ایک آدمی دبلے اونٹ پر آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ (یعنی کوئی اچھی صورت کی تلاش میں سرگرداں تھا) آپ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی کے پاس زائد سواری ہو تو جس کے پاس سواری نہ ہو اس کی مدد کرے اور جس کے پاس زائد توشہ ہو تو وہ اس کی مدد کرے جس کے پاس کوئی توشہ نہ ہو۔ پھر آپ ﷺ نے تمام مالوں کی قسموں کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ ہم سمجھنے لگے کہ زائد اور فارغ چیزوں میں ہمارا کوئی حق نہیں۔ (مکارم طبرانی صفحہ ۳۴۶)

مطلب یہ ہے کہ ضرورت مند اور پریشان حال لوگوں کی مدد خاص کر کے ان امور میں جو اس کے پاس ضرورت سے زائد ہو، ضرور مدد کرے۔ مثلاً کوئی شخص کپڑا چادر یا گھر کے مسئلہ میں پریشان ہو اور دوسرے کے پاس ضرورت سے زائد یہ چیزیں ہوں تو وہ ضرورت مند کا خصوصی خیال رکھے اور اس کی مدد کرے۔

## بھلائی بے کار نہیں جاتی ایک عجیب واقعہ

محدث ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو نعیم رحمہ اللہ تعالیٰ کے واسطے سے بیان کیا۔ کہ عبدالحمید رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ میں سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس میں موجود تھا۔ ان کی مجلس میں کم و بیش ایک ہزار لوگوں کا مجمع تھا۔ وہ مجلس کے آخر میں بیٹھے ایک شخص کی جانب متوجہ ہوئے جو دائیں جانب بیٹھے تھے، اور کہا کھڑے ہو جاؤ اور سانپ والا واقعہ بیان کرو۔ اس نے کہا سنو اور غور سے سنو۔ مجھ سے میرے والد نے دادا سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ ایک آدمی تھا جس کا نام محمد بن حمیر تھا۔ بڑا متقی پرہیزگار صائم النہار قائم اللیل تھا۔ مگر شکاری تھا۔ ایک دن شکار کر رہا تھا کہ اچانک ایک سانپ آ گیا۔ اور اس سے کہا: اے محمد بن حمیر! مجھے پناہ دو خدا تم

کو پناہ دے گا۔ میں نے کہا کس سے؟ کہا دشمن سے جو میری تلاش میں ہے۔ پوچھا کہاں ہے دشمن؟ اس نے کہا میرے پیچھے۔ میں نے پوچھا تم کس کی امت میں سے ہو۔ کہا محمد ﷺ کی امت میں سے۔ اور لا الہ الا اللہ پڑھا (یعنی جن بشکل سانپ تھا) اس نے کہا میں نے چادر کھولی اور کہا اس میں گھس جاؤ۔ اس نے کہا میرا دشمن دیکھ لے گا۔ میں نے کپڑا لیا اور کہا اس کپڑے اور میرے پیٹ کے بیچ میں گھس جاؤ۔ سانپ نے کہا دشمن میرا دیکھ لے گا۔ اس نے کہا پھر میں کیا کروں؟ سانپ نے کہا اگر تم میرے ساتھ بھلائی چاہتے ہو تو میرے لئے اپنا منہ کھولو کہ میں اس میں گھس جاؤں۔ اس نے کہا ارے تم مجھے مار ڈالو گے۔ اس نے کہا قسم خدا کی کبھی تم کو نہیں ماروں گا۔ اللہ کے فرشتے، اس کے رسول، حاملین عرش، سکان آسمان سب اس قسم پر گواہ ہیں کہ میں تم کو قتل نہیں کروں گا۔ محمد بن حمیر نے کہا: اس سانپ کی قسم پر میں مطمئن ہو گیا۔ چنانچہ (اس کی جان بچانے کی بھلائی میں) میں نے اپنا منہ کھولا تو وہ اس میں گھس گیا۔ پھر میں چلا تو ایک آدمی سے ملاقات ہوئی اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس نے مجھ سے کہا اے محمد! تم نے دشمن کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا: کون؟ اس نے کہا سانپ۔ میں نے کہا قسم بخدا نہیں۔ پھر میں نے نہیں کہنے پر سو مرتبہ استغفار کیا۔ ادھر سانپ نے میرے منہ سے سر نکال کر کہا دیکھو دشمن چلا گیا۔ میں نے دیکھا اور کہا ہاں وہ چلا گیا۔ نظر نہیں آ رہا ہے۔ میں نے کہا اب تم نکل جاؤ۔ اس نے کہا اے محمد اب دو میں سے ایک اختیار کر لو۔ یا تو تمہاری کلیجی ٹکڑے ٹکڑے کر دوں۔ یا دل میں چھید کر دوں اور تم کو مردہ چھوڑ دوں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! تمہارا عہد اور قسم کہاں گیا اتنی جلدی بھول گئے۔ اس نے کہا اے محمد! تم کو ہمارے اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان دشمنی نہیں معلوم کہ میں نے گمراہ کیا اور جنت سے نکالا۔ (ایک قول میں شیطان نے بشکل سانپ شجرہ کھانے کا مشورہ دیا تھا) تو پھر تم نے نالائق پر احسان بھلائی کیوں کی۔ میں نے کہا اچھا اگر ضروری ہی مجھے مارو گے تو کچھ موقعہ دو اس پہاڑ کے نیچے چلا جاؤں۔ چنانچہ زندگی سے ناامید آسمان کی طرف نگاہ کر کے یہ پڑھنے لگا:

”یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ اُلْطُفْ بِیْ بِلُطْفِكَ الْخَفِیِّ یَا لَطِیْفُ كَفَیْتَنِیْ هٰذِهِ الْحَیَّةَ“

پھر ایک خوش پوشاک معطر شخص نمودار ہوا اور اس نے سلام کیا۔ میں نے جواب دیا اس نے پوچھا کیا بات ہے تمہارا رنگ کیوں بدلا ہے؟ میں نے کہا ایک ظالم دشمن سے جو میرے پیٹ میں ہے۔ اس نے کہا منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا تو اس نے سبز زیتون کے پتے کے مانند منہ میں ڈالا اور کہا اسے نگل جاؤ۔ میں نگل گیا تو میرے پیٹ میں کچھ درد کا احساس ہوا۔ وہ سانپ پیٹ میں حرکت کرنے لگا۔ پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پاخانہ کے راہ نکل گیا۔ میں اس سے چمٹ گیا اور پوچھا بھائی تم کون ہو بتاؤ۔ اس نے کہا نہیں پہچانتے جب یہ سانپ تمہارے

درمیان حائل ہوا (تمہارے درپے ہوا) اورتم نے ان الفاظ سے دعا کی تو ساتوں آسمان کے فرشتے اللہ کی طرف گریہ وزاری کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا میری عزت و جاہ وجلال کی قسم سانپ نے جو میرے بندے کے ساتھ کیا وہ میری نگاہ میں ہے۔ اللہ پاک نے مجھے حکم دیا (اور میں ''معروف'' بھلائی واحسان ہوں جو فرشتے کی شکل میں متشکل ہوگیا۔ میرا مکان چوتھا آسمان ہے۔) کہ جنت جاؤ اور سبز پتے لے کر میرے بندے محمد بن حمیر کے پاس جاؤ۔ (پھر اس) فرشتہ نے کہا: اے محمد! تم پر احسان اور بھلائی لازم ہے یہ مصائب کو پچھاڑ دیتا ہے۔ اگر وہ جس پر تو نے احسان کیا ہے ضائع بھی کردے تو خدا تعالیٰ اسے ضائع نہیں کرتا۔

(رسائل ابن ابی الدنیا، الفرج صفحہ ۸۰، کتاب البر ابن جوزی)

**فَائِدَہ:** دیکھئے اس نے ایک موذی جانور کے ساتھ احسان کیا اس کی جان بچائی۔ جب اس نے دھوکا دیا تو خدائے پاک نے غیبی مدد و نصرت کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ احسان و بھلائی خواہ دشمن ہی پر سہی رائیگاں نہیں جاتی ضرورت کے وقت کام آتی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ کسی پر بھی احسان و بھلائی کرنے سے دریغ نہ کریں خواہ وہ دشمن یا جانور و کافر ہی سہی۔

# مظلوم کی مدد

## مظلوم کی مدد کا حکم

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگوں کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مظلوم (جس پر کسی نے ناحق ظلم کیا ہو) کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے۔ (مختصر از بخاری صفحہ ۳۳۱، مکارم الطہرانی صفحہ ۳۳۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک صحابی نے پوچھا کہ مظلوم ہو تو ہم اس کی مدد کریں گے مگر ظالم کی کس طرح مدد کریں گے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے ظلم سے باز رکھو اور منع کرو، یہ اس کی مدد ہے۔ (بخاری صفحہ ۳۳۱، ترمذی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۹۱)

## خدائے پاک مظلوم کی ضرور مدد کرے گا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدائے پاک عزوجل نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر فرمایا: میں ظالم سے ضرور انتقام لوں گا خواہ دنیا میں یا آخرت میں۔ اور اس سے بھی انتقام لوں گا جو مظلوم کی مدد پر قادر تھا اور اس نے مدد نہیں کی۔ (الترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۹۰)

## مظلوم کی مدد نہ کرنے پر گرفت و مواخذہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ بندوں میں کسی کے متعلق حکم دیا گیا کہ اس کی قبر پر سو کوڑے مارے جائیں۔ پس وہ دعا کرتا رہا یہاں تک کہ ایک کوڑا رہ گیا اور اس کی قبر آگ سے بھر گئی۔ جب آگ ختم ہوئی تو اس نے پوچھا کس وجہ سے ایسا کیا گیا؟ جواب دیا گیا کہ تم نے بلا پاکی کے نماز پڑھی تھی اور کسی مظلوم پر گزرے تھے تو اس کی مدد نہیں کی تھی۔ (الترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۹۰)

**فائدہ:** یعنی فرشتے نے بتایا کہ دو وجہ سے تم کو یہ سزا ملی۔

## مظلوم کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین اشخاص کی دعائیں رد نہیں کی جاتیں۔ روزہ دار کی تاوقتیکہ افطار نہ کرے، منصف امام کی اور مظلوم کی جسے خدائے پاک بادلوں سے اوپر اٹھا لیتا ہے اور آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور خدائے پاک کہتا ہے اپنی عزت کی قسم! میں تیری ضرور مدد

کروں گا، گوتاخیر سے سہی۔ (جامع صغیر صفحہ ۱۶، ابن ماجہ ترمذی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۸۷)

## مظلوم کے لئے کوئی حجاب مانع نہیں

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت معاذ کو جب یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا۔ مظلوم کی بددعا سے بچنا کہ اس کے اور اس کے رب کے درمیان کوئی حجاب و پردہ نہیں۔ یعنی کوئی رکاوٹ نہیں۔ اس کی بددعا قبول ہوجاتی ہے۔ (بخاری صفحہ ۳۳۱)

**فَائِدَۃ:** مظلوم ناحق ستائے جانے اور پریشان کئے جانے والوں کی مدد اعانت ونصرت صرف اسلام ہی نہیں بلکہ حقوق انسانی کا بھی عظیم ترین فریضہ ہے۔ اس لئے انسانی حقوق کی رعایت کرتے ہوئے اسلام نے تاکید کی ہے کہ آدمی مظلوم کی خواہ کافر غیر مسلم سہی مدد واعانت کرے۔ خدائے پاک مظلوم کی پکار خصوصیت کے ساتھ سنتے ہیں۔ اور اس کی مدد فرماتے ہیں۔ گو مصالح اور حکمت کے اعتبار سے فوراً نہ ہو۔

بسا اوقات تاخیر سے مدد ہوتی ہے غافل انسان اسے سمجھ نہیں پاتا۔ بعض موقعوں پر اعانت ونصرت کا رخ ایسا مخفی ہوتا ہے کہ عموماً فہم سے بالاتر ہوتا ہے۔

اسی طرح ظالم کو بھی ایسی سزا دیتے ہیں کہ وہ سمجھ نہیں پاتا کہ اسے اس کے ظلم کی یہ سزا مل رہی ہے جسے اہل معرفت حضرات ہی سمجھ سکتے ہیں۔

# یتیموں، مساکین اور بیواؤں کی خدمت میں

## یتیموں کا خیال رکھنے والا آپ ﷺ کے ساتھ جنت میں

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا. میں اور یتیم کی کفالت کرنے والے جنت میں اس طرح ہوں گے پھر آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور بیچ والی انگلی سے اشارہ کیا۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۸۸)

**فائدہ**: یتیم کی خبر گیری اور اس کی کفالت جہاں انسانی دنیا میں اس کی وقعت اور شریفانہ عادتوں میں سے ہے وہاں شریعت میں بھی اس کی بڑی تاکید اور فضیلت ہے۔ تاکہ یتیم بچہ ضائع نہ ہو۔ اور وہ بھی باپ والے بچوں کی طرح پروان چڑھ سکے۔

## بہترین اور بدترین گھر کونسا ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کا بہترین گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے۔ اور مسلمانوں کا بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیموں کے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں دو انگلیوں کی طرح (ایک دوسرے کے ساتھ) مل کر رہیں گے۔ (ادب المفرد صفحہ ۵۳، مجمع الزوائد صفحہ ۱۶۰، مکارم طبرانی صفحہ ۳۴۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا خدا کے نزدیک محبوب ترین وہ مکان ہے جس میں یتیم کے ساتھ اکرام کیا جائے۔ (ترغیب صفحہ ۳۴۹، کنز جدید جلد ۳ صفحہ ۱۶۹)

## یتیموں پر رحم کرنے والا عذاب سے محفوظ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ قیامت کے دن خدا اسے عذاب نہ دے گا جو یتیم پر مہربانی کرتا ہے۔ اس کے ساتھ اکرام کے ساتھ کلام کرتا ہو۔ اس کی یتیمی اور کمزوری پر رحم کرنے والا ہو۔ اور جو (مال) خدا نے اسے بخشا ہو اس کی وجہ سے اپنے پڑوسی پر بڑھ چڑھ کر رہنے والا نہ ہو۔ (مکارم طبرانی صفحہ ۳۴۹)

## تین عمل جنت کا سبب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا. جو شخص مسلمانوں کے کسی یتیم

کی پرورش کرے اس کے کھانے پینے کا انتظام کرے تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ ہاں مگر یہ کہ وہ کوئی ایسا گناہ کرے جو قابل مغفرت نہ ہو۔ اسی طرح جس کی دو آنکھیں لے لی جائیں اور وہ صبر کر لے اور ثواب کی امید رکھے۔ تو اس کا ثواب میرے نزدیک جنت کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور جس شخص نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان پر خرچ کیا ان پر شفقت کی۔ اور ان کو ادب سکھایا۔ تو اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔

(کنز العمال جلد۳ صفحہ ۱۷۶)

## بابرکت دسترخوان

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ اس سے زیادہ بابرکت دسترخوان نہیں ہے۔ جس میں یتیم شریک ہو۔ (کنز العمال جلد۳ صفحہ ۱۷۷)

## ضرورتیں پوری کیسے ہوں؟

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو یہ چاہتا ہو کہ اس کا دل نرم ہو اس کی ضرورتیں پوری ہوں تو وہ یتیموں پر رحم کرے اس کے سر پر ہاتھ پھیرے، اسے اپنی طرح کھانا کھلائے تو اس کا دل نرم ہوگا اور اس کی ضرورتیں پوری ہوں گی۔ (کنز العمال صفحہ ۱۶۹)

## دل نرم اور ضرورتیں پوری ہوں گی

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس آکر قساوت قلب کی شکایت کی۔ تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا قلب نرم ہو اور تمہاری ضرورتیں (غیب سے) پوری ہوں تو یتیموں پر رحم کرو ان کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرو ان کو اپنی طرح کھانا کھلاؤ۔ اس سے دل نرم ہوگا اور ضرورتیں پوری ہوں گی۔ (الترغیب جلد۳ صفحہ ۳۴۹)

**فَائِدَۃ:** نرمی قلب بہت بڑی دولت ہے۔ اس سے حق اور دین شریعت کی باتوں کو جلد سے قبول کرنے والا ہو جاتا ہے۔ رحم اور شفقت کرتا ہے۔ خدا کی گرفت اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہے۔ گناہ کی وعید اور اس کی سزا سن کر گناہ سے باز رہتا ہے۔ اہل وعیال، احباب، اقرباء واعزہ کی خبر گیری کرتا ہے۔ غرض کہ قلب کی نرمی نیکیوں کا باعث اور قساوت نیکیوں سے محرومی کا باعث ہوتا ہے۔

## بیواؤں کی خدمت کا ثواب جہاد کے برابر

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مسکین بیواؤں کی خدمت کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ (بخاری مسلم صفحہ ۸۸۸، الترغیب جلد۳ صفحہ ۳۵۱)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا. یتیموں اور بیواؤں کی

خدمت کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح یا رات میں عبادت گزار دن میں روزہ دار کے مانند ہے۔ (مکارم طبرانی)

## حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عمل

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دستر خوان پر جب تک کوئی یتیم نہ ہوتا کھانا نہ کھاتے تھے۔

(ادب مفرد صفحہ ۵۳، مکارم الخرائطی جلد صفحہ ۶۵۴)

**فائدہ:** کفالت یتیم کے ثواب کے علاوہ ایسے دستر خوان پر شیطان نہیں آتا۔ اس وجہ سے دستر خوان پر یتیم ضرور رکھتے تھے۔

## دل کی قساوت کا علاج کیا ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قساوت (سختی قلب) کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گر تم اپنے قلب کو نرم کرنا چاہتے ہو تو مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو۔ یعنی ان کی دیکھ بھال کیا کرو۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۶۰، مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۶۳، مکارم طبرانی صفحہ ۳۵۰)

ابوعمران الجونی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت ہے کہ ایک آدمی آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سختی قلب کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یتیم کے قریب رہو۔ اس کے سر پر ہاتھ پھیرو۔ اپنے دستر خوان پر اسے بٹھاؤ، دل نرم ہو جائے گا۔ (مکارم الخرائطی صفحہ ۶۵۹)

**فائدہ:** دل کی سختی بہت بری چیز ہے۔ جس کی وجہ سے حق اور نیک بات کے قبول کرنے کی صلاحیت یا کم یا نہیں ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پناہ مانگی۔ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْقَسْوَۃِ" کفار، فساق جواہل جہنم ہیں ان کے دل عموماً ایسے ہی ہوتے ہیں۔ قساوت کو دور کرنے کا علاج غرباء و مساکین کی خدمت اور یتیموں کی کفالت بتایا گیا ہے۔ اس سے دل نرم ہوتا ہے۔ دل کی نرمی صلاح کی علامت ہے۔

## کس دستر خوان پر شیطان نہیں آتا؟

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس برتن پر لوگ یتیم کے ساتھ کھا رہے ہوں اس برتن کے قریب شیطان نہیں آتا۔

(کتاب البر ابن جوزی صفحہ ۲۳، مجمع جلد ۸ صفحہ ۱۶۰، طبرانی فی الاوسط، ترغیب صفحہ ۳۴۸)

**فائدہ:** جس دستر خوان پر یتیم ہو، اس پر شیاطین نہیں آتے ہیں اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ شیطان کبر و غرور اور فخر کے مواقع پر آتا ہے۔ یہاں تو اضع و مسکنت کے اسباب ہیں۔ اس کا مزاج متکبرانہ و رئیسانہ ہے۔ یہاں اس کے خلاف ہے۔

## ہر بال کے بدلے نیکی

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو یتیم کے سر پر (ازراہ محبت و اکرام) ہاتھ محبت سے پھیرے گا خدائے پاک ہر بال کے بدلے نیکی مرحمت فرمائے گا۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۶۰)

ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ جو شخص مسلمان یتیم کے ساتھ احسان کرے گا۔ اس کے سر پر ہاتھ رکھے گا۔ تو اللہ پاک ہر بال کے بدلے ایک درجہ بلند کرے گا۔ ایک نیکی دے گا۔ اور ایک گناہ معاف کرے گا۔ (مکارم الخرائطی صفحہ ۶۵۷)

## یتیم بچے کی پرورش کے لئے جو بیوہ رہ جائے

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے رونق اور مرجھائے ہوئے چہرہ والی عورت جو شوہر کی موت سے بیوہ ہو گئی ہو۔ اولاد کی پرورش کی وجہ سے صبر سے بیٹھی رہی (شادی نہیں کی) جنت میں میرے قریب اس طرح مرتبہ پائے گی جس طرح یہ دو انگلیاں۔ (ابوداؤد صفحہ ۱۰۷، ادب مفرد صفحہ ۵۴)

## جنت کا دروازہ پہلے کون کھولے گا؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھولوں گا۔ ہاں مگر مجھ سے پہلے ایک عورت پہل کر لے گی میں پوچھوں گا تم کون ہو؟ عورت جواب دے گی میں ایک یتیم (اپنے بچے) کی پرورش کے لئے بیٹھی رہی (شادی نہ کی)۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۱۶۲)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ باپ کے مرجانے یا طلاق دے دینے کی وجہ سے اگر وہ بچہ کی پرورش میں لگ جائے اور دوسری شادی نہ کرے تو یہ بڑی خوبی اور ثواب کی بات ہے۔ ہاں البتہ بچوں کے بڑے ہونے کے بعد شادی کر لی جائے کہ عورتوں کا بلا شادی کے رہنا اس زمانہ میں بڑے فتنہ کا باعث ہے۔

نیز اس وجہ سے بھی کہ دوسری شادی کو عیب اور برا سمجھنا جو سنت اور مشروع ہے درست نہیں برائیوں کا علاج سنت کو زندہ کرنا ہے۔

## یتیم کی خبر گیری کرنے والا ضرور جنت میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے مسلمانوں کے کسی یتیم کی (خبر گیری) اس کے کھانے پینے (کپڑے وغیرہ) کا انتظام کیا۔ یہاں تک کہ وہ خود کفیل ہو گیا تو اللہ پاک نے اس کے لئے جنت واجب کر دی۔ ہاں مگر یہ کہ وہ کوئی ایسا عمل کرے جو معاف نہ کیا گیا ہو (تو اس کی گرفت سے جنت سے محروم رہ سکتا ہے)۔ (ترمذی، ترغیب صفحہ ۳۴۷، مکارم الخرائطی صفحہ ۶۵۵)

مالک بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بچہ ماں باپ دونوں سے یتیم ہوگیا ہو اور کسی نے اس کی پرورش ونگہبانی کی یہاں تک کہ وہ بچہ خود کفیل ہوگیا ہو تو اس آدمی کے لئے یقینی طور پر جنت واجب ہوگئی۔ (مجمع جلد ۸ صفحہ ۱۶۱، مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۳۴۴، مکارم طبرانی صفحہ ۳۵۲)

ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے جس نے مسلمان یتیم کے کھانے کپڑے (دیگر ضروریات) کی کفالت کی یہاں تک کہ وہ مستغنی ہوگیا (اپنے پیر پر کھڑا ہوگیا) تو اس شخص کے لئے حتمی طور پر جنت واجب ہوگئی۔ جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے ایک کو پایا اور ان کے ساتھ بھلائی نہیں کی تو جہنم میں داخل ہوگا۔ اور جس مسلمان نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو جہنم سے چھٹکارا پائے گا۔

(ابو یعلی، الترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۴۸)

عدی بن حاتم کی روایت ہے کہ جس نے یتیم یا غیر یتیم کی پرورش اور نگہبانی کی یہاں تک کہ وہ اپنے پیر پر کھڑا ہوگیا اس کے لئے جنت واجب ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۱۶۳، کنز جدید جلد ۳ صفحہ ۱۶۹)

**فائدہ:** یتیم کی صحیح کفالت پر کہ وہ بڑا ہو کر خود کفیل ہو جائے، بڑی عظیم فضیلت ہے آج عموماً فتنہ کے دور میں ایسے گناہوں اور ایسے احوال کا صدور ہوتا رہتا ہے جن سے جہنم کا استحقاق ہو جاتا ہے۔ پھر اعمال ایسے نہیں کہ کچھ نجات کی امید ہو۔ کہ عدم خلوص اور شرعی قباحتوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس لئے دیگر اعمال صالحہ فرائض واجبات پر عمل کرتے ہوئے کسی یتیم کی پوری کفالت خواہ اپنے گھر میں رکھ کر یا اور کسی طرح کرے تو شاید جنت کی امید حتمی طور پر ہو سکے۔ حصول جنت کے لئے یہ کیا ہی سہل اور آسان نسخہ ہے۔

## یتیموں، بیواؤں کی مدد کرنے والا حوادث سے محفوظ

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے نزول کے بعد واپس تشریف لائے تو خوف زدہ تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا مجھے کمبل اوڑھا دو۔ پھر خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ نے واقعہ بتایا اور کہا مجھے ڈر محسوس ہو رہا ہے۔ (یعنی اجنبی نے جو میرے ساتھ ایسا واقعہ کیا اس واقعہ سے میرا دل خوف زدہ ہو رہا ہے)۔ اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ہرگز آپ کو کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ اللہ پاک آپ کو ہرگز رسوا نہ کرے گا۔ آپ تو رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں۔ کمزوروں کی مدد کرتے ہیں۔ غریبوں پر خرچ کرتے ہیں۔ مہمانوں کا اکرام کرتے ہیں۔ حق ضرورتوں میں خرچ کرتے ہیں۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۳)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ یتیموں بیواؤں اور مسکینوں کی مدد کرتے رہتے ہیں تو اسے جہاں آخرت کا ثواب ملتا ہے وہاں دنیا کے مصائب وحوادث اور پریشانیاں بھی دور ہوتی ہیں۔

چنانچہ حدیث پاک میں ہے "اَلصَّدَقَةُ تَدْفَعُ الْبَلَايَا" صدقہ بلاؤں کو دفع کرتا ہے۔ ایسا انسان خدا کے غضب سے بھی جو دنیا اور آخرت کی ہلاکت کا باعث ہے، محفوظ رہتا ہے۔ جیسا کہ ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ صدقہ خیرات خدا کے غضب کی آگ کو بجھاتا ہے۔

علامہ سیوطی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ کی جامع صغیر میں ہے کہ صدقہ ستر بلاؤں سے بچاتا ہے۔ کم سے کم جذام اور برص کی بیماری سے بچاتا ہے۔ (صفحہ ۳۱۷)

# احباب سے ملاقات وزیارت

## احباب کی ملاقات وزیارت کا ثواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کی زیارت کرتا ہے، تو اللہ پاک اس سے کہتے ہیں۔ خوش رہو اور تمہارا جانا مبارک ہو۔ تم نے اپنا ٹھکانہ جنت میں بنایا۔ (ادب مفرد صفحہ ۱۱۰)

## خدا کی محبت کس کو حاصل؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنے بھائی سے اس کے گاؤں میں ملاقات کے لئے چلا۔ خدا نے راستہ میں ایک فرشتہ بٹھا دیا۔ اس نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا اس گاؤں میں میرا ایک بھائی ہے (وہاں کا ارادہ ہے)۔ اس نے کہا کیا اس کا تم پر احسان ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اللہ کے واسطے محبت رکھتا ہوں۔ فرشتے نے کہا میں خدا کی جانب سے تمہارے لئے بھیجا گیا ہوں۔ سو خدا بھی تم سے محبت کرتا ہے جیسا کہ تم اس سے محبت کرتے ہو۔ (ترغیب صفحہ ۳۶۴، ادب مفرد صفحہ ۱۱۱)

## فرشتہ کی مشایعت میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو خدا کے لئے ملتا ہے۔ ستر ہزار فرشتے اس کی مشایعت کرتے ہیں۔ (یعنی اکرام میں اس کے ساتھ چلتے ہیں)۔

(مجمع جلد ۸ صفحہ ۱۷۳، کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۷)

## خدا کی محبت واجب

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہے جو میرے واسطے محبت کرتے ہیں۔ میرے واسطے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ میرے واسطے خرچ کرتے ہیں۔ میرے واسطے ملاقات وزیارت کرتے ہیں۔ (کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۸)

## اہل جنت کون؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کو جنت والوں کے بارے میں نہ بتا دوں۔ میں نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا نبی جنت میں، صدیق جنت میں اور وہ آدمی

جنت میں جوشہر کے کنارے اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کے لئے محض اللہ کے واسطے جاتا ہے۔

(طبرانی، ترغیب، مجمع الزوائد صفحہ۱۷۴)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ اپنے مقام سے دور شہر کے کنارے محض اللہ کے واسطے (کسی غرض دنیا کے لئے نہیں) جاتا ہے اور اس سے ملاقات و بات کرتا ہے تو یہ اہل جنت ہونے کی علامت ہے۔ چونکہ یہ "اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ" ہے۔

## فرشتوں کی دعاء خوشگواری

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ بھی اپنے بھائی کے پاس ملاقات کے لئے اللہ کے واسطے آتا ہے۔ تو آسمان سے فرشتہ آواز دیتا ہے۔ خوش رہو۔ تمہارے لئے جنت مبارک ہو۔ اور خداوند قدوس عرش ملکوت سے آواز دیتا ہے۔ میرا بندہ میری ملاقات میں ہے۔ اس کی مہمانی میرے ذمہ ہے۔ میں اس کے لئے جنت سے کم پر راضی نہیں۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۳۶۴، مجمع الزوائد جلد۸ صفحہ۱۷۳)

## جنت میں ٹھکانہ بنالیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مریض کی عیادت کرے۔ کسی مسلمان بھائی کی زیارت کو خدا کے واسطے جائے۔ تو ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے خوش رہو۔ تمہارا چلنا مبارک ہو۔ تم نے اپنا ٹھکانہ جنت میں بنالیا۔ (ابن ماجہ صفحہ۱۰۴، ترمذی جلد۲ صفحہ۲۱)

## ستر ہزار فرشتوں کی مشایعت و دعا

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابورزین! مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو اس کے ساتھ ۷۰ ہزار فرشتے ہو جاتے ہیں۔ جو اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ کہ اے اللہ! جس طرح انہوں نے جوڑ رکھا ہے تو اے اللہ تو بھی اس کے ساتھ جوڑ رکھ۔ (ترغیب جلد صفحہ۳۶۵، مجمع جلد۸ صفحہ۱۷۳)

**فائدہ:** کتنی بڑی فضیلت ہے۔ فرشتوں کی دعائے رحمت اور دعائے محبت الٰہی پاتے ہیں۔

## جنت کا شیش محل

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک بالا خانہ ہے جس کے باہر کا حصہ اندر سے اور اندر کا حصہ باہر سے نظر آتا ہے (یعنی دیواریں شیشے کی ہوں گی) یہ اللہ نے ان لوگوں کے لئے بنایا ہے جو محبت رکھنے والے ہیں۔ ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والے اور ایک دوسرے پر خرچ

کرنے والے ہوں گے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۳۶۵)

## اللہ کی رحمت میں غوطہ

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے مؤمن بھائی سے ملاقات اور زیارت کے لئے جاتا ہے تو وہ اللہ کی رحمت میں غوطہ لگاتا ہے۔ تاوقتیکہ واپس نہ آجائے۔

(ترغیب صفحہ ۳۶۵)

**فائدہ:** ان ساری فضیلتوں کی بنیاد یہ ہے کہ اہل ایمان کا آپس میں جوڑ محبت رہے۔ توڑ اور تعلقات خراب نہ ہوں کہ اس سے دین و دنیا دونوں کی تباہی و بربادی ہوتی ہے۔

## ملاقات کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے احباب سے اکثر ملاقات کرتے رہتے تھے۔ اگر کسی خاص آدمی سے ملاقات کا خیال ہوتا تو اس کے گھر تشریف لے جاتے۔ اگر عام لوگوں سے ملاقات کا ارادہ ہوتا تو مسجد تشریف لے جاتے۔ (وہاں عام لوگوں سے نماز کے وقت ملاقات ہو جاتی)۔

(مجمع جلد۸ صفحہ ۱۷۳)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ احباب سے ملنے کے لئے وقت نکال کر جانا سنت اور باعث فضیلت ہے۔ یہ ارادہ رکھنا کہ لوگ ہی میرے پاس آئیں۔ بہتر نہیں۔ عام ملاقات مسجد میں نماز کے اوقات میں کرے کہ اس سے ہر ایک کو سہولت ہوتی ہے۔ مشغول و مصروف آدمی کو بھی موقعہ مل جاتا ہے۔

## ملاقات کب کرے؟

حبیب بن مسلمہ فہری رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ناغہ کر کے ملاقات کیا کرو۔ محبت زائد رہے گی۔ (مجمع جلد۸ صفحہ ۱۷۵)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ ہر دن یا کثرت سے جانے کی وجہ سے اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ ناغہ کر کے جانے اور ملنے سے انتظار رہتا ہے۔ انتظار کے بعد جو ملن ہے اس سے دل متعلق ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ کثرت بسا اوقات عدم رعایت و اکرام کا بھی سبب بن جاتا ہے۔ جس سے اختلاف اور شکایت کی بھی نوبت آجاتی ہے۔

## مخلص احباب سے ہر دن ملاقات

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگوں پر کوئی دن ایسا نہ گزرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے دونوں حصے صبح و شام تشریف نہ لاتے۔ (مختصر بخاری جلد۲ صفحہ ۸۹۸)

**فَائِدَہ:** مکہ مکرمہ میں ہجرت سے قبل آپ ﷺ ہر دن صبح وشام صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے جاتے۔ اور وہاں دینی گفتگو فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مخلص دوست ہو اور ان کو گرانی کے بجائے خوشی ہوتی ہو۔ دیگر دوسرے دینی گفتگو کا بھی موقع ملتا ہو تو جانے میں کوئی حرج نہیں۔

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ اگر وہ مخلص اہل محبت میں سے ہے تو ملاقات کی کثرت سے محبت ہی بڑھے گی۔ اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری میں باب قائم کیا ہے۔ ''هَلْ يَزُوْرُ صَاحِبَهٗ كُلَّ يَوْمٍ اَوْ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا'' جس سے اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ مخلص اہل محبت کے پاس ہر دن صبح وشام ملنے اور ملاقات کے لئے جایا جا سکتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ صدیق اکبر کے پاس ہر دن صبح وشام جایا کرتے تھے۔ (جلد۲ صفحہ ۸۹۸)

خیال رہے کہ یہ زمانہ حقوق کی پامالی اور غلبہ نفس کا ہے اس لئے کم ہی جانا بہتر ہے۔

## کون جنت میں؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم کو اہل جنت کی خبر نہ دوں؟ میں نے کہا ضرور اے اللہ کے رسول۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا نبی جنت میں، صدیق جنت میں اور وہ آدمی جو اپنے اس بھائی کی ملاقات کو جائے جو شہر کے کنارے میں رہتا ہے۔ اور صرف اللہ کے واسطے مل رہا ہے تو وہ بھی جنت میں۔ (مجمع الزوائد جلد۸ صفحہ۱۷۴)

**فَائِدَہ:** زیارت وملاقات کی مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کا دوسرے سے محض ملاقات اور ملنے کے ارادہ سے جانا کس قدر عظیم فضیلت کا باعث ہے۔ دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل ایمان کا آپس میں ایک دوسرے سے ربط ومحبت وتعلق رہے۔ آپس میں جوڑ واکرام رہے۔ ایک دوسرے کے کام آئیں۔ ایک دوسرے کے احوال سے واقف رہیں۔

ان احادیث میں اس بات کی ترغیب اور تاکید ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے کسی دنیاوی نفع مثلاً تجارت یا دیگر اغراض کے علاوہ کبھی کبھی محض دل خوش کرنے، اللہ کے واسطے ملاقات اور زیارت کرنے جایا کرے۔ خاص کر کے اپنے سے کم مرتبہ والوں کے پاس۔ خیال رہے کہ یہ فضیلتیں اہل اللہ، اہل علم وفضل اور عام مؤمنین سب کی ملاقات کو شامل ہیں۔ زیارت وملاقات میں صلاح کا خیال رہے۔

تاکہ ملاقات کے ثواب کے علاوہ ان کے صلاح ومحبت سے بھی فائدہ ہو۔

# صلحاء اور اولیاء امت کی زیارت وملاقات وصحبت

## فرمان خداوندی

اللہ پاک نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو۔ اور صادقین کی معیت اختیار کرو۔“

فائدہ: صفت تقویٰ حاصل ہونے کا طریقہ صالحین وصادقین کی صحبت اور عمل میں ان کی موافقت ہے۔ اس آیت میں صادقین یعنی متقی پرہیزگاروں کی صحبت کا حکم دیا گیا ہے۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ایمان اور عمل صالح محض علم وارادے سے حاصل نہیں ہو سکتے ہیں۔ اس کے لئے اہل تقویٰ کی صحبت لازم ہے۔ ایمان حقیقی اور معرفت بغیر صالحین کی محبت اور ان سے ربط کے آ نہیں سکتا۔ جس طرح طب محض پڑھ لینے سے نہیں آتا۔ باورچی کا فن کتابوں سے حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ اس فن کے واقف کی صحبت اختیار کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح دین بغیر صحبت کے حاصل نہیں ہوتا۔

اللہ پاک نے رسول خدا ﷺ کو حکم دیا:

”وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ“

ترجمہ: ”بس اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے رہتے ہیں۔“

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جو مخلصین عبادت گزار ہیں۔ ان کے پاس آپ کا وقت گزرے۔ خدا کے مقرب بندے کے ساتھ آپ کی ہم نشینی رہے۔ اس آیت سے مقربین صاحب علم وعمل کی صحبت اور ان سے ربط وتعلق کی بڑی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ جب نبیوں کو یہ حکم ہے کہ خدا کے مقرب بندوں میں وقت گزرے۔ تو عام مؤمنین کو تو اس کی زیادہ ضرورت ہے تاکہ نیکوں کی صحبت ان کو دنیا کے فتنوں سے باز رکھ کر آخرت کی جانب مائل رکھے۔ اور دنیا کی زائد مشغولیت کو ہٹا کر اور بضرورت مشغولیت کے ساتھ خدا ورسول کی معرفت کی جانب ان کو راغب رکھیں کہ یہ بیش بہا عظیم دولت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول پاک

ﷺ کی وفات کے بعد آپس میں مشورہ کیا کہ حضرت ام ایمن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس ملاقات کے لئے چلتے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ ان کے پاس ملاقات کے لئے جاتے تھے۔ چنانچہ وہ دونوں تشریف لے گئے۔ تو ام ایمن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا رونے لگیں (ازراہ محبت وعقیدت)۔

**فَائِدَہ:** امام نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے "ریاض الصالحین" میں اہل خیر وصلاح کی ملاقات ان کے پاس جانے ان کی مجلس میں شریک ہونے پر باب قائم کیا ہے اور اس میں شیخین کا یہ واقعہ پیش کر کے اس کے استحباب کو ثابت کیا ہے کہ جس طرح حضرات شیخین ام ایمن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا (جو ایک صالحہ تھیں اور آپ ﷺ کی بچپن میں خدمت کی تھی) آپ ان کی ملاقات کو گئے تھے اسی طرح لوگوں کو چاہئے کہ اپنے علاقے اور اپنے عہد کے نیک اور صالح لوگوں کی خدمت میں محض صحبت وعقیدت کے طور پر جائے تاکہ ان کی نیک صحبت کا اثر ہو۔

## محض دین اور اللہ کے لئے ملاقات کا ثواب

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کسی بیمار کی عیادت کرتا ہے۔ تو ایک منادی آواز دیتا ہے کہ تم خوش رہو۔ تمہارا چلنا خوشگوار ہو۔ تم نے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنایا۔

(ابن ماجہ صفحہ ۲۰۴، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱، ریاض الصالحین صفحہ ۱۷۷)

حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مؤمن کے علاوہ کسی کی مصاحبت اور مجالست اختیار مت کرو۔ اور متقی کے علاوہ اپنا کھانا کسی کو نہ کھلاؤ۔ (ابوداؤد صفحہ ۶۶۴، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۶۵)

**فَائِدَہ:** چونکہ ساتھ رہنے کا اثر ہوتا ہے اسی وجہ سے ہر ایک کی صحبت کے اختیار سے روکا گیا۔ مزاج کے بننے میں صحبت کو بہت دخل ہے۔

## آدمی اسی کے ساتھ جس سے اس کو محبت

حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ شمار کیا جائے گا جس کے ساتھ اس کو محبت ہوگی۔ (بخاری صفحہ ۹۱۱، مسلم)

**فَائِدَہ:** چنانچہ اللہ کے برگزیدہ مقرب اولیاء اللہ اور عارف ربانی علماء کی صحبت ومحبت جو اختیار کرے گا۔ اور ان کی محبت میں صادق ہوگا تو وہ قیامت میں ان اہل اللہ اور اصحاب معرفت کے زمرہ میں شامل ہوگا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ صالحین اہل تقویٰ کے ساتھ بود وباش اختیار کریں۔

دنیا کے اعتبار سے اپنے سے کم تر اور دین کے اعتبار سے اپنے سے بہتر کے پاس اٹھا بیٹھا کریں۔ ہر زمانہ میں اور ہر علاقے میں ایسے حضرات ہوتے ہیں۔ یہ کہنا کہ ہمارے علاقے میں ایسے حضرات نہیں ہیں۔ یہ شیطانی

خیالات ہیں۔

## صالح ہمنشین کی مثال

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صالح ہمنشین کی اور برے ہمنشین کی مثال ایسی ہے جیسے مشک رکھنے والا اور بھٹی پھونکنے والا۔ کہ مشک والا یا تو اسے دے دے گا۔ یا وہ خود خرید لے گا اور اگر یہ نہ ہوگا تو کم از کم مشک کی خوشبو ضرور پائے گا۔ اور بھٹی پھونکنے والے کے پاس یا تو اس کا کپڑا جلے گا۔ (نہیں تو) اس کا دھواں ضرور ملے گا۔ (مسلم جلد۲ صفحہ ۳۳۰)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ مشک والے کے پاس جانے والا اگر نہ بھی پائے گا یا نہ بھی خریدے گا تب بھی خوشبو تو ضرور پائے گا۔ اسی طرح نیک و صالح سے کچھ نہ کچھ ضرور فائدہ پہنچے گا۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پاک سے صالحین اور نیکوں کی ہم نشینی کو مستحب ثابت کیا ہے۔ خیال رہے کہ صالحین اور نیکوں کی صحبت ضرور رنگ لاتی ہے۔ کتنے برے تھے جو نیکوں کی صحبت سے اچھے اور صالح ہو گئے۔ اصلاح کے لئے یہ خاموش اور مؤثر نسخہ کیمیا ہے۔

## دل زندہ رہتا ہے

حضرت ابواسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا۔ اے میرے بیٹے۔ تم علماء کی ہم نشینی اختیار کیا کرو۔ اور صلحاء کا کلام سنا کرو۔ اللہ تعالیٰ مردہ قلب کو حکمت کے نور سے اس طرح زندہ کرتا ہے۔ جس طرح مردہ خشک زمین کو موسلا دھار بارش سے۔

(طبرانی، مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۱۳۰)

**فائدہ:** چونکہ صلحاء کی مجلس میں خدا رسول آخرت کی بات ہوتی ہے۔ ان کے کلام سے خدا و رسول و آخرت کی معرفت ہوتی ہے۔ جو روح اور قلب کی غذا ہے۔ اور اس سے قلب میں حیات اور تازگی پیدا ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ان لوگوں کا جو صلحاء اور نیکوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں، دین و تقویٰ دوسروں کے مقابلہ میں زائد ہوتا ہے۔ صالحین کی صحبت سے جب آدمی کا دل زندہ ہو جائے گا تو اس کا دین بھی زندہ ہو جائے گا۔

# عفو ودرگزر

## فرمان خداوندی

خداوند قدوس کا فرمان ہے:

﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾

ترجمہ: ''اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔''

﴿خُذِ الْعَفْوَ﴾

ترجمہ: ''معافی کا معاملہ اختیار کیجئے۔''

﴿اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا﴾

ترجمہ: ''یا برائی معاف کردیں تو اللہ معاف کرنے والا قدرت والا ہے۔''

قرآن پاک نے متعدد مقامات پر درگزر اور معافی کا حکم دیا ہے۔ اور اس کی فضیلت اور اہمیت بیان کی ہے۔

عفو و درگزر انسانی اخلاق و اوصاف میں سے ایک نہایت ہی بلند اور عالی وصف ہے۔ اور یہ متواضعین اور شرفاء کی صفات میں سے ہے۔ جن میں حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو ممتاز مقام حاصل ہے۔ ماحول میں سنجیدگی اور امن وسکون کے لئے اس وصف کی شدید ضرورت ہے۔ اگر انتقام اور بدلہ کا سلسلہ شروع ہو جائے تو اس دنیا کا امن وسکون ختم ہو جائے گا۔

قرآن پاک نے مقبول ومحبوب بندے کے اوصاف میں اسے بیان کیا ہے۔

آخرت میں بھی اس کے بڑے فضائل ہیں اور اس وصف کے حامل کے بڑے درجات ہیں۔

دنیا میں اس کے عظیم ترین فائدوں میں سے ایک یہ ہے کہ دشمن بھی دوست ہو جاتا ہے۔

ایسا شخص لوگوں کی نگاہوں میں مکرم اور قابل تعریف ہو جاتا ہے۔ لیکن خیال رہے کہ عفو ودرگزر سے اگر کوئی کمین صفت انسان کمزور اور بزدل سمجھ کر مزید پریشان کرنے کا سلسلہ اختیار کرنا شروع کر دے تو پھر اس کے لئے انتقام ہے۔

### بلاحساب جنت میں داخلہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب بندہ حساب کے لئے حشر کے میدان میں کھڑا ہوگا تو ایک منادی آواز دے گا۔ جس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ اور جنت میں

داخل ہو جائے۔ (کوئی کھڑا نہ ہوگا) پھر دوبارہ اعلان کیا جائے گا۔ جس کا اجر اللہ کے ذمہ ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ پوچھا جائے گا کہ کس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے؟ فرشتہ کہے گا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو معاف کرتے تھے۔ پس ایسے لوگ کھڑے ہو جائیں گے۔ اور بلا حساب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۳۳۱)

**فائدہ**: کتنی بڑی فضیلت ہے۔ چونکہ انہوں نے معاف کیا۔ تو اللہ نے ان کو معاف فرما دیا۔ جب معافی ہو گئی تو پھر حساب کس کا۔ اس لئے بلا حساب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

## جنت کے بلند و بالا مکان کس کے لئے؟

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اس بات سے خوش ہو کہ اس کے لئے بلند و بالا مکان ہوں۔ جنت کے بلند درجات ہوں۔ وہ ظلم کرنے والے کو معاف کر دے۔ اور جو اسے محروم کرے اسے نوازتا رہے۔ جو اسے توڑے اس سے جوڑ رکھے۔ (مکارم صفحہ ۳۳۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے شب معراج میں بلند محل دیکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کس کے لئے ہے؟ انہوں نے کہا: غصہ پینے والوں اور لوگوں کو معاف کرنے والوں کے لئے۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۳۷۵)

## معافی سے عزت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا اور معافی سے عزت بڑھتی ہے۔ اور تواضع سے مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۲۵۸، مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۸۶)

**فائدہ**: عموماً لوگوں کا مزاج اور سمجھ یہ ہے کہ معافی سے ذلت و رسوائی ہوگی۔ سو ایسا نہیں۔ اہل شرافت کے نزدیک اس سے عزت بڑھتی ہے۔ جو کسی سے معافی مانگے اور وہ معاف کرے تو لوگ اسے عزت اور وقار کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

## معاف کرنے کی تاکید

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذمہ دار بنو تو اچھا معاملہ کرو۔ اختیار و قدرت حاصل ہو تو معاف کرو۔

**فائدہ**: مطلب یہ ہے کہ لوگوں پر بڑے بنو تو کبر و تشدد نہ کرو اور اپنے ماتحتوں کو معاف کر دیا کرو۔ تاکہ انہیں وحشت نہ ہو۔

## ثواب اللہ کے ذمہ

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ جب لوگ خداوند قدوس کے سامنے ہوں گے تو آواز

دی جائے گی جس کا ثواب خدا کے ذمہ ہو کھڑا ہو جائے۔ چنانچہ کوئی کھڑا نہ ہوگا۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں لوگوں کو معاف کیا ہوگا۔ (مکارم الخرائطی صفحہ ۳۹۳)

**فائدہ:** کتنی اہم بات ہے کہ لوگوں کے معاف کرنے کا ثواب خدا کے ذمہ ہوگا۔ ان لوگوں کے لئے سبق کی بات ہے جو کہتے ہیں کہ میں تو کسی صورت میں معاف نہیں کروں گا۔

## قیامت کے دن کی معافی

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو کسی مسلمان کی غلطیوں کو معاف کرے گا خدائے پاک اس کی خطا کو قیامت میں معاف کرے گا۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۲۶۰)

**فائدہ:** جو قیامت کے دن اپنی معافی چاہتے ہیں آج لوگوں کے ظلم، تکالیف، غلطیوں کو معاف کرنا شروع کر دیں۔

## خدا کے نزدیک معزز کون؟

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اے اللہ! آپ کے نزدیک معزز بندہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو قدرت کے باوجود بدلہ نہ لے۔ (معاف کردے)۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۳۱۹)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ نے خدا تعالیٰ سے پوچھا۔ کون بندہ زیادہ پرہیز گار ہے؟ فرمایا جو اللہ کو بھولے نہیں، یاد کرے۔ پھر پوچھا اور معزز کون ہے؟ فرمایا: جو قدرت پر بھی معاف کردے۔ (مکارم الخرائطی صفحہ ۳۷۴)

حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت میں ہے جو قدرت کے وقت معاف کرے گا۔ خدا اس کو تنگی کے وقت معاف کرے گا۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۳۷۳)

**فائدہ:** آج بدلہ لینے کو کمال، معافی کو کمزوری اور ذلت کا کام سمجھتے ہیں۔ سو اس حدیث پر غور کریں۔

## معافی سے کینہ اور عناد ختم

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: معاف کیا کرو اس سے تمہارے درمیان کینہ ختم ہوگا۔ (بزار، کنز العمال صفحہ ۳۷۳)

**فائدہ:** واقعی معافی سے مخالفت ختم ہوتی ہے اور مخالفت وعناد جاتا رہتا ہے اگر معافی کا سلسلہ نہ ہو تو دل میں عناد باقی رہتا ہے۔

## معاف کرو، اللہ معاف کرے گا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہا اے اللہ کے رسول! فلاں نے مجھے مارا اور گالی دی اگر میں خدا اور رسول (پر ایمان نہ لاتا) تو مجھ سے زیادہ ہاتھ اور زبان والا وہ نہ پاتا۔ (یعنی اس کو خوب مارتا اور گالی دیتا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیا کہا اس نے دوبارہ یہی کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے مارا جائے یا گالی دی جائے اور وہ صبر کرے تو اللہ پاک اس کی عزت بڑھاتا ہے۔ معاف کرو گے اللہ معاف کرے گا۔ (کنز العمال جلد۳ صفحہ۷۷)

**فائدہ:** اصل تو یہی ہے کہ معاف کر دے۔ اگر وہ آدمی شریف ہوگا تو شرم محسوس کرے گا، اور دوبارہ ایسا نہ کرے گا، اور خدا کے نزدیک یہ شخص عزت والا ہوگا۔ اور لوگوں کے نزدیک بھی قابل اکرام ہوگا۔ کہ اس نے برائی کا بدلہ نہ لیا۔ اور آخرت میں صلہ معافی کا الگ ملے گا۔

خیال رہے کہ اگر صبر سے مجرم کی جرأت اور بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو انتقام لینا ہی اچھا ہے تاکہ یہ سلسلہ پریشان کن نہ ہو۔ ورنہ تو معافی اور صبر ہی بہتر اور قابل فضیلت ہے۔

## معاف نہ کرنے پر وعید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس اس کا بھائی معذرت خواہ ہو کر آئے تو اس کا عذر قبول کرے خواہ صحیح ہو یا غلط اگر ایسا نہیں کرے گا تو وہ میرے حوض پر نہ آئے۔ (حاکم، کنز جلد۳ صفحہ۳۷۸)

حضرت جوذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی معذرت قبول نہ کرے گا اسے ظالم ٹیکس وصول کرنے والے کی طرح گناہ ملے گا۔

**فائدہ:** ایمان اور شرافت کی بات ہے کہ معذرت اور معافی قبول کرلے اور نہایت ہی کمینہ پن ہے کہ وہ خلوص سے معافی مانگے اور یہ اسے رد کر دے۔ جب یہ خود معاف نہیں کرتا تو پھر خود خدا سے کس طرح معافی کی امید رکھتا ہے۔

## لوگوں کے برتاؤ میں درگزر کی تاکید

"خُذِ الْعَفْوَ" کی آیت کے متعلق حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ لوگوں کے اخلاق (یعنی برتاؤ) میں عفو "درگزر" کو اختیار کریں۔ (ابوداؤد صفحہ ۶۶۰)

**فائدہ:** یعنی لوگوں سے جو تکلیف اور نامناسب باتیں پہنچیں تو ان سے ان کا انتقام نہ لیں، گرفت نہ کریں بلکہ ان سے چشم پوشی کریں۔

# اہل فضل کی غلطیوں سے درگزر کرنا

## درگزر کرنے کا حکم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شرفاء کی غلطیوں کو درگزر کرو۔

(بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۳۲۱، عمدہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۵۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل شرف وفضل کی غلطیوں کو حدود کے علاوہ معاف کر دیا کرو۔ (حاکم، ابوداؤد صفحہ ۶۰۱، جامع صغیر صفحہ ۸۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سخی حضرات کی خامیوں کو درگزر کیا کرو۔ (مکارم الخرائطی صفحہ ۵۹، فیض القدیر جلد ۲ صفحہ ۴۷)

**فائدہ:** شریعت اور سنت میں بڑوں کے اکرام اور ان کے اعزاز کا حکم دیا گیا ہے۔ جو حضرات شرف فضل صلاح و خدمات میں دوسروں سے ممتاز ہوں۔ عوام وخواص کو ان سے فائدہ پہنچ رہا ہو۔ اور زہد و تقویٰ میں ایک مرتبہ رکھتے ہوں تو ان سے اگر بشری تقاضہ کی بنیاد پر کوئی غلطی ہو جائے، خامی صادر ہو جائے تو ہمیں حکم ہے کہ اسے چھپا دیں، درگزر کریں، گرفت اور مواخذہ نہ کریں۔ مشہور مقولہ ہے۔

"خطاء بزرگان گرفتن خطاء است"

عموماً کسی شریف نیک وصالح سے کوئی غلطی صادر ہو جاتی ہے تو لوگ فوراً انتقامی کاروائی کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہ ممنوع ہے۔ اسی کی ممانعت حدیث پاک میں ہے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک سخت غلطی کو ان کے بدریین میں ہونے کی وجہ سے معاف فرما دیا تھا اور کوئی تعرض سوائے سمجھانے کے نہیں کیا۔

## اہل فضل وصلاح کی غلطیوں سے درگزر کرنے کا واقعہ

حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ایک مشہور صحابی ہیں اور معرکہ بدر میں بھی شریک تھے، اہل مکہ کے نام ایک خط لکھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ پر حملے کی تیاری کر رہے ہیں اور مخفی طور پر ایک عورت کے ہاتھ اس خط کو مکہ روانہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اس کی اطلاع فرما دی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، زبیر، مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو روانہ فرمایا کہ تم جاؤ یہاں تک کہ روضۂ خاخ میں تم کو اونٹ پر سوار

ایک عورت ملے گی اس کے پاس مشرکین مکہ کے نام حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک خط ہے وہ اس سے لے کر لے آؤ۔ چنانچہ روضہ خاخ میں ان لوگوں کو ایک عورت ملی۔ انہوں نے اس کے اونٹ کو بٹھا کر اس کی تلاشی لی۔ کہیں خط نہ ملا۔ ان لوگوں نے کہا خدا کی قسم خدا کا رسول جھوٹ نہیں بول سکتا اور اس عورت سے کہا: بہتر ہوگا کہ وہ خط تم ہم لوگوں کو خود دے دو۔ ورنہ ہم تمہیں برہنہ کر کے تلاشی لیں گے۔ چنانچہ اس نے بالوں کے جوڑے میں سے خط نکال کر دیا۔ وہ خط لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے حاطب کو بلایا اور معلوم کیا کہ یہ کیا بات ہے؟ حاطب نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مواخذہ میں عجلت نہ فرمائیں۔ اے اللہ کے رسول قریش سے میری کوئی قرابت و رشتہ داری نہیں صرف حلیفانہ تعلق ہے۔ میرے اہل وعیال آج تک مکہ مکرمہ میں ہیں۔ جن کا کوئی رشتہ دار و مددگار نہیں۔ بخلاف مہاجرین کے کہ مکہ میں ان کی قرابتیں ہیں۔ قرابتوں کی وجہ سے ان کے اہل وعیال محفوظ ہیں۔ اس لئے میں نے چاہا کہ جب قریش سے کوئی قرابت نہیں تو ان کے ساتھ کوئی احسان کروں جس کے صلہ میں وہ میرے اہل وعیال کی حفاظت کریں۔ خدا کی قسم میں نے دین سے مرتد ہو کر اور اسلام کے بعد کفر پر راضی ہو کر ہرگز یہ کام نہیں کیا۔ میری غرض فقط وہی تھی جو میں نے عرض کی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا آپ ﷺ اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حاطب بدر میں شریک ہوئے، اے عمر تمہیں نہیں معلوم کہ خدا نے اہل بدر کے بارے میں فرما دیا ہے کہ میں نے ان سب کی مغفرت فرما دی۔ اب جو بھی عمل ان سے صادر ہو۔ (مختصراً بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۱۲)

اس حدیث پاک کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ بیان کیا ہے کہ ان کی اس عظیم غلطی کو کہ کافرین کی جاسوسی کی جس کی سخت ترین سزا ہے، آپ ﷺ نے بدر کی شرکت فضیلت کے پیش نظر اور یہ کہ اس صالح مخلص صحابی سے اس غلطی کے علاوہ کوئی غلطی ظاہر نہیں ہوئی تھی، معاف فرما دیا۔ بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے ان کی شرکت بدر جیسی عظیم خدمت کو یاد دلایا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ (کہ میں نے ناحق ان پر جرأت کی)۔

دیکھئے جاسوسی کا جرم عظیم جس کی سزا قتل تک ہے۔ آپ ﷺ نے ان کی صلاح اور ماضی کے اہم خدمات کی وجہ سے معاف فرما دیا۔ اسی وجہ سے علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے شرح بخاری میں حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس واقعہ کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کہ "اہل فضل کی غلطیوں کو درگزر کرو" کی تائید کی ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

واذا الحبیب اتی بذنب واحد
جاءت محاسنه مائة الف شفیع

اگر محبوب سے ایک غلطی ہو جاتی ہے تو اس کے ہزاروں محاسن سفارشی بن جاتے ہیں۔

اس واقعۂ حاطب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خطاء ہو جائے تو سچ مچ حقیقت بیان کر دے اور یہ کہ سچ بیان کر دینے پر مواخذہ نہ کیا جائے، معاف کر دیا جائے۔ ورنہ جھوٹ حرام کا ارتکاب کر کے ظاہراً بری تو ہو جائے گا۔ لیکن عنداللہ گرفت ہوگی۔ نیز ایک آدھ غلطی پر یہ بات ہے۔ اگر غلطی بار بار ہو تو پھر قابل درگزر نہیں کہ یہ محض عادی ہے اور بالقصد ایسا کر رہا ہے جو مواخذہ اور ملامت کے قابل ہے۔

# عوام الناس اور جاہلوں سے درگزر کرنا

## حکم خداوندی

خداوند قدوس کا فرمان مبارک ہے:

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ﴾

مطلب یہ ہے کہ ظلم کا انتقام چھوڑ کر آپ ان کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کا معاملہ کریں۔ اور نرمی کے ساتھ ان کو حق کی بات بتلائیں۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ کنارہ کش ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی برائی کا جواب برائی سے نہ دیں یہ معنی نہیں کہ ان کو ہدایت کرنا چھوڑ دیں۔ (معارف القرآن جلد۴ صفحہ ۱۵۷)

عموماً تعلیم وتبلیغ کے موقع پر جب کوئی حق اور شرع کی بات جاہلوں کو بھاتی نہیں، ان کے مزاج کے خلاف ہوتی ہے تو وہ عالم اور شریف کے مرتبہ کی رعایت نہیں کرتے، بدکلامی اور طعن سے پیش آکر تکلیف دہ باتیں کرتے ہیں۔ ایسے موقعے پر یہ حکم ہے کہ ان کی تکلیف دہ باتوں سے متاثر نہ ہوں اور ان کا جواب نہ دیں۔

اسی طرح اگر جاہل اور ناواقف لوگ اہل علم اور دیندار حضرات کے مرتبہ کا خیال نہ رکھیں اور ان سے بے ادبی کا معاملہ کریں تو وہ انتقام نہ لیں بلکہ بے توجہی سے گزر جائیں۔ سورہ فرقان میں بھی اسی قسم کا حکم ہے:

﴿ وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا ﴾

یعنی مؤمن بندوں کی شان یہ ہے کہ جب جاہل ان سے جاہلانہ باتیں کرتے ہیں تو یہ سلامتی کی بات کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ بے وقوف جاہلانہ باتیں کرنے والوں سے یہ حضرات انتقامی معاملہ نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ ان سے درگزر کرتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اپنی شان اور وقار کو باقی رکھنے کے لئے جاہلوں کو اسی جیسا مقابلے اور طعن کا جواب دے دیتے ہیں۔ تو وہ شان مؤمن اور اخلاق کریمانہ کے خلاف ہے۔

### حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ایک واقعہ

علامہ قرطبی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عیینہ بن حصین رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ایک مرتبہ مدینہ آیا اور اپنے بھتیجے حر بن قیس رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا مہمان ہوا۔ حضرت حر بن قیس ان اہل علم حضرات میں تھے جو

حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی مجلس مشاورت میں شریک ہوا کرتے تھے۔ تو اس نے حر بن قیس کے واسطے سے حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے گفتگو کا وقت مانگا۔ حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اجازت دے دی۔ چنانچہ گفتگو میں عیینہ نے سخت کلام کیا اور غیر مہذب طریقہ اختیار کیا اور حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا کہ نہ تو آپ ہمارا حق دیتے ہیں اور نہ انصاف کرتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اس بدکلامی پر غصہ آیا۔ تو حر بن قیس نے کہا: اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”خُذِ الْعَفْوَ الخ“ درگزر اختیار کرو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔ اور یہ بھی جاہلین میں سے ہے۔ چنانچہ حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا غصہ ختم ہوگیا اور کچھ نہ کہا۔ (القرطبی جلد۴ صفحہ ۳۴۰)

علامہ قرطبی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ جاہلوں سے درگزر کرنا، ان سے جاہلانہ باتوں کا انتقام نہ لینا، اسلام کے بلند پایہ مکارم اخلاق میں سے ہے۔

## آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے درگزر کا ایک واقعہ

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ چل رہا تھا۔ اور آپ پر موٹے کنارے والی خوشنما نجرانی چادر تھی۔ ایک اعرابی نے آپ کی چادر کو زور سے کھینچا اور اس زور سے کھینچا کہ اس کے نشانات آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جسم پر پڑ گئے۔ پھر اس نے کہا: اے ”محمد!“ تمہارے پاس خدا کا دیا ہوا مال ہے اسے ہمیں بھی دو۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مڑ کر دیکھا اور مسکرانے لگے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اسے مال دینے کا حکم دیا۔

(ریاض الصالحین، بخاری، مسلم صفحہ ۲۹۳)

**فَائِدَہ:** کیا کمال ظرف ہے کہ بے ادبی کرنے والے اور تکلیف دینے والے پر نوازش ہو رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ رتبہ سے واقف نہ ہوں اور جہالت کی بات سے تکلیف دیں تو ان سے متاثر نہ ہوں، انہیں معاف کر دیا جائے۔

# سائلین کی رعایت

## سائل کا کیا حق ہے؟

حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مانگنے والے کا حق ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر آئے۔ (ابوداؤد صفحہ ۲۳۵، بیہقی فی الشعب صفحہ ۲۲۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی سائل کو واپس نہ کرے اگرچہ اس کے دونوں ہاتھوں میں کنگن دیکھے۔ (بزار، مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۱۰۵)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ سائل اگر بظاہر خوش حال، خوش پوشاک نظر آ رہا ہو تب بھی اس کے سوال کا لحاظ کرتے ہوئے اگر ملا اسے کچھ دے دے۔ ظاہر حال سے مستغنی معلوم ہو رہا ہو تب بھی اسے ناامید نہ کرے۔

خیال رہے کہ اچھی حالت والوں کو یعنی جو مستغنی ہو، صحت مند ہو، فی الحال ضرورت کے بقدر مال موجود ہو تو اس کے لئے ہرگز درست اور مناسب نہیں کہ سوال کرے۔ ایسوں کا سوال کرنا غلط ہے اور ایسا شخص وعید کا مستحق ہے۔ کہ بلاضرورت سوال کر کے مال لینا جہنم کی چنگاری کا لینا ہے۔ گو اس کا فعل نامناسب ہے مگر وہ چونکہ مانگ رہا ہے اور مانگنے والے کا حق یہ ہے کہ اسے کم یا زیادہ دے دیا جائے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ سنجیدگی اور حسن اخلاق کے ساتھ بلا تذلیل کے اس سے عذر کر دے۔ اگر سوال بلاضرورت کے دیکھے تو اسے سمجھا دے کہ مانگنا اچھا نہیں ہے۔ حدیث پاک میں سخت ممانعت اور وعید ہے۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے الجامع میں اور علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے روح المعانی میں لکھا ہے اسے خوش اخلاقی کے ساتھ واپس بھی کر سکتا ہے۔

(روح صفحہ ۱۶۴، قرطبی جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۲)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حدیث نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سائل کو خواہ کوئی معمولی ہی چیز دے دو، یا اچھے الفاظ سے اسے واپس کر دو۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۲)

## سائل آ جائے اور کچھ نہ ہو تو

حضرت ام بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنہوں نے نبی پاک ﷺ سے بیعت کی تھی۔ انہوں نے کہا میں نے رسول پاک ﷺ سے پوچھا کہ بسا اوقات سائل مسکین دروازے پر آ کھڑا ہوتا ہے اور میں (گھر میں) کچھ نہیں پاتی کہ اسے دے دوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر کچھ نہ پاؤ سوائے جلے کھر کے تو وہی اس کے ہاتھ

میں دے دو۔ (ترمذی صفحہ ۱۴۴، ابوداؤد صفحہ ۲۳۵)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ جب سائل دروازے پر کچھ امید سے آ کھڑا ہوا ہے تو اگر کوئی چیز دینے کے لائق نہ ہو تب بھی معمولی سے معمولی چیز جس کی لوگوں کے نزدیک اہمیت نہ ہو دے دو مگر خالی واپس نہ کرو۔ مثلاً ہمارے عرف میں باسی روٹی سہی۔ ایک دو روپے ہی سہی۔

## مسجد میں سوال کرنے والے کے متعلق

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایسا ہے جو آج ایک مسکین کو کھلائے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں مسجد گیا تو اچانک ایک سائل کو سوال کرتا پایا۔ میں نے عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا دیکھا تو میں نے اس سے لے کر وہ اس سائل کو دے دیا۔ (ابوداؤد صفحہ ۲۳۵)

**فائدہ:** خدا کے گھر میں بندے سے سوال کرنے کو بعض فقہاء نے مکروہ قرار دیا ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ اگر سائلین مسجد کی صفوں کو نہ روندتے ہوں، لوگوں کی گردنوں کو نہ پھاندتے ہوں تو ان کو خیرات دینا جائز ہے۔ (جلد ۶ صفحہ ۴۱۷)

عموماً آج کل دروازے کے پاس ایک علیحدہ مقام میں کپڑا بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں، ایسی صورت میں ان کو دینا بلا کراہت جائز ہے۔

شرح مہذب میں علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سائلین کو مسجد میں دینا مستحب قرار دیا ہے یعنی بلا کراہت جائز ہے۔ (حاشیہ ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۵)

## سائل کے آنے سے خوش ہونا

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب کوئی سائل آتا تو اسے خوش آمدید کہتے اور مرحبا کہتے ہوئے یہ فرماتے کہ یہ ہمارے توشہ کو آخرت منتقل کر رہا ہے۔ (کتاب البر صفحہ ۲۱۶)

**فائدہ:** چونکہ سائل کو دینے سے اس کا بدلہ آخرت میں ملے گا۔ تو گویا اس نے مال کو آخرت منتقل کر دیا۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ سائل حضرات بہت ہی بہترین لوگ ہیں کہ وہ پوچھتے ہیں کہ کیا کچھ آخرت کی طرف بھیجنا چاہتے ہو؟ (روح المعانی جلد ۳۰ صفحہ ۱۶۴)

## واپس نہ کرے خواہ ایک گٹھلی ہی سہی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سائل کو واپس نہ کرو خواہ کھجور کی ایک

گٹھلی ہی سہی۔ (بیہقی فی الشعب جلد۳ صفحہ ۲۲۷)

## جلی ہوئی کھر ہی سہی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے محمد کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا!) اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے صفیہ بنت عبدالمطلب، اے صفیہ رسول خدا کی پھوپھی! اپنے نفس کو آگ سے بچاؤ۔ میں اپنے اوپر کوئی اختیار نہیں رکھتا، اے عائشہ! اپنے نفس کو آگ سے بچاؤ۔ خواہ کھجور کی ایک گٹھلی سہی۔ اے عائشہ! تم سے کوئی سائل واپس نہ جائے خواہ ایک جلی ہوئی کھر ملے۔

(بیہقی فی الشعب جلد۲ صفحہ ۲۲۸)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے سائل کو حتی الوسع واپس نہ کرے نہ معلوم وہ کس پریشانی سے اور کس امید سے آیا ہے۔ واپس کرنے سے اس کا دل ٹوٹ جائے گا رنجیدہ ہوگا۔ لہٰذا کچھ دے دے کوئی اچھی چیز نہ ہو تو معمولی ہی چیز جس کی زیادہ قیمت واہمیت نہ ہو دے دے کہ معمولی نیکی بھی معمولی نہیں، جہنم سے بچانے میں کام آجاتی ہے۔

## کبھی سائل بشکل انسانی فرشتہ بھی ہوتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے پاس ایسا سائل بھی آتا ہے جو نہ انسان ہوتا ہے نہ جن۔ بلکہ وہ رحمٰن کے فرشتے ہوتے ہیں۔ جس کے ذریعہ سے انسان کو دی گئی نعمتوں میں سے آزمایا جاتا ہے کہ ان کا معاملہ کیسا رہتا ہے۔ (کتاب البر صفحہ ۲۱۶)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ کبھی سائل فرشتہ خدا ہوتا ہے۔ جسے خدائے پاک اس لئے بھیجتا ہے کہ میں نے جو انسان کو مال و دولت کی فراوانی سے نوازا ہے اس میں اس کا کیا معاملہ رہتا ہے۔ جس نے دیا ہے اس کی راہ میں اور اس کے کہنے سے غریبوں پر سائلین پر خرچ کرتا ہے یا بخل کرتا ہے اور روک رکھتا ہے۔ اگر وہ نہیں دیتا ہے اور آزمائش میں ناکام ہو جاتا ہے تو اس سے خدا بخشی ہوئی نعمت و مال و دولت کو چھین لیتا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گزشتہ امتوں کے ساتھ اس قسم کا پیش آمدہ واقعہ بیان کیا۔ چنانچہ بخاری میں تین آدمیوں کے ساتھ اس قسم کا جو واقعہ مذکور ہے اس میں سائل فرشتہ بشکل انسان آیا تھا۔

بڑے ڈرنے کا مقام ہے اس وجہ سے کچھ دے دے۔ اس سے کمی نہ ہوگی بلکہ برکت ہوگی، مقصد تاکید ہے۔

## گھر والوں کو تاکید کر دے کہ سائل واپس نہ کیا جائے

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کی ایک جماعت (حضرات صحابہ) کو اس امر پر پایا کہ وہ گھر والوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے کہ کسی سائل کو واپس نہ کرنا۔ (کتاب البر صفحہ ۲۱۶)

**فَائِدَہ:** بعض لوگ اہل خانہ کو اس کی تاکید کر دیتے ہیں کہ سائل اگر آیا کرے تو کچھ دے دیا کرو اسے واپس نہ لوٹایا کرو۔ عموماً عورتیں اس کا خیال نہیں کرتیں اس لئے اہل خانہ کو کہہ دیا جائے تاکہ اس کا خیال رکھے۔

## جو بغیر سوال اور مانگے ملے اس میں برکت ہوتی ہے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے آپ نے فرمایا: کہ اے عائشہ! جو بغیر سوال اور مانگے مل جائے اسے قبول کرلو وہ خدا کی بخشش ہے جو خدا نے پیش کیا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے آپ نے فرمایا: جو تم کو بغیر سوال کے مل جائے تو وہ خدا کی عطا ہے۔ جس سے خدا نے نوازا ہے۔

**فَائِدَہ:** آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس کی تاکید فرمائی ہے کہ جو بلا مانگے اور اشراف نفس کے مل جائے اسے قبول کرلیا جائے، واپس نہ کیا جائے۔ یہ خدا کی جانب سے ہدیہ اور تحفہ ہے۔ اس میں برکت ہوتی ہے۔ اگر ضرورت سے زائد ہو تو دوسرے کو دے دے کہ صدقہ خیرات کا ثواب پائے گا۔

ہاں البتہ اگر شبہ ہو یا مشتبہ مال ہو یا کسی دنیاوی غرض کی وجہ سے وے رہا ہو یا احسان جتلانے کا اندیشہ ہو تو نہ لے۔

## جو بغیر سوال اور امید کے ملے اسے واپس نہ کرے

حضرت خالد جہنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس کو اپنے بھائی کی جانب سے کوئی چیز بلا مانگے اور امید کے مل جائے وہ اسے قبول کرے واپس نہ کرے، وہ خدا کی بخشش ہے جو اس نے بھیجا ہے۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۱۰۳)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کہ جو مال بغیر سوال کے مل جائے اسے قبول کرو کہ وہ رزق ہے جو خدا نے بھیجا ہے۔

حسن بصری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کہتے ہیں جو مال آدمی کی طرف بلا کوشش کے آئے اور بلا اشراف کے مل جائے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۱۰۴)

**فَائِدَہ:** ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ جو مال بلا اشراف کے مل جائے اور وہ مشتبہ مال نہ ہو تو اسے قبول کر لے، یہ خدا کی جانب سے مدد و نصرت ہے۔ عائذ بن عمر کی حدیث میں ہے کہ غنی ہو تو کسی ضرورت مند کو دے دے بلا وجہ واپس نہ کرے۔

## سائل کو قرض لینے کا حکم

حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس آیا اور کچھ سوال کیا۔ آپ

ﷺ نے فرمایا میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم قرض لے کر کام چلا لو میرے پاس جب کچھ آئے گا تو میں تم کو دے دوں گا۔

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ سائل کو آپ ﷺ نے فرمایا: میری جانب سے قرض لے لو بعد میں مال آئے تو میں قرض ادا کر دوں گا۔ یہ آپ ﷺ کی سخاوت کی بات تھی۔

اگر سائل پریشان حال ہو تو ایسا کرنا ثواب عظیم کا باعث ہے۔ تا کہ اس کی ضرورت وقت پر پوری ہو جائے۔

یہ آپ کی انتہائی سخاوت کی بات تھی کہ نہ ہونے پر بھی محروم نہ فرمایا بلکہ اپنے نام سے قرض لینے کا حکم دیا۔ یہ ہے اسلامی اخلاق۔ آپ کے نام لیواؤں کو کہاں نصیب؟ آج عبادت کا تو کچھ مزاج ہے مگر اس قسم کی بھلائی اور خیر خواہی کا نہیں۔

## اللہ کا واسطہ دے کر مانگے تو

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کے واسطے سے پناہ مانگے اسے پناہ دے دو۔ جو تم سے اللہ کے واسطے سے سوال کرے اسے دے دیا کرو۔ جو اللہ کے واسطے سے مدد چاہے اس کی مدد کرو۔ جو تم پر احسانات کرے اس کا بدلہ دو۔ اگر کچھ نہ دے سکو تو اس کے لئے دعا ہی کرو۔ یہاں تک کہ تم کو احساس ہو جائے کہ تم نے اس کا گویا بدلہ چکا دیا۔ (ابوداؤد صفحہ ۲۳۵، نسائی صفحہ ۳۵۸)

**فائدہ:** اللہ کا واسطہ اور وسیلہ دے کر کوئی کچھ مانگے تو اللہ کے نام کا اکرام اور اس کی جلالت وتعظیم کا لحاظ کرتے ہوئے واپس نہ کرے اسے کچھ دے دے کہ نہ دینے سے خدا کے نام کی توہین ہے۔ تاہم اللہ کا واسطہ دے کر مانگنا ممنوع ہے۔ کہ اس میں خدا کے نام کی نہ دینے سے بے ادبی ہوتی ہے۔

## خدا کا واسطہ دے کر کیا مانگے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کا واسطہ دے کر جنت کے علاوہ (دنیا کی چیز) نہ مانگے۔ (ابوداؤد صفحہ ۲۳۵)

کہ یہ خدا کے نام کی ایک قسم کی بے حرمتی ہے کہ حقیر دنیا اس کے واسطے سے مانگے ہاں مانگنا ہو تو جنت مانگے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے کون بدتر ہے نہ بتا دوں؟ ہم نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرے اور اسے نہ دیا

جائے۔ (نسائی صفحہ ۲۵۸)

چنانچہ حضرت رافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ ملعون ہے وہ جو اللہ کے وسیلے سے سوال کرے۔ اور ملعون ہے وہ جس سے اللہ کے واسطے سے سوال کیا جائے اور وہ نہ دے۔ (مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۱۰۶)

**فَائِدَۃ:** نہ دینے کی صورت میں برائی اس وجہ سے ہے کہ اللہ کے واسطے کا اس نے خیال نہ کیا اور ایک گونہ اللہ کے نام کی بے ادبی ہوئی۔

# اکرام مسلم

## اپنے رب کا اکرام

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی اپنے بھائی کا اکرام کرتا ہے تو گویا اس نے اپنے رب کا اکرام کیا۔ (مجمع الزوائد جلد۸ صفحہ۱۶، کشف الاستار جلد۲ صفحہ۲۹۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان امیر کا اکرام کیا تو اس نے اللہ کا اکرام کیا۔ (مجمع الزوائد جلد۸ صفحہ۱۶)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کا اکرام کیا تو اللہ پاک اس کا اکرام کرے گا۔ (الجامع الصغیر صفحہ۵۱۸)

## مؤمن کا احترام کعبہ سے زائد

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ کو دیکھ کر فرمایا: اے کعبہ! تو کس قدر قابل تعظیم ہے اور کس قدر تیرا احترام ہے (مگر) مؤمن اللہ پاک کے نزدیک تجھ سے زائد قابل احترام ہے۔ (ترمذی، ترغیب جلد۳ صفحہ۲۴۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وہ حدیث کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم النحر کے جمرات کے درمیان تقریر مبارک کو نقل کیا ہے، یہ ہے کہ یہ حج اکبر کا دن ہے۔ تمہارا خون، تمہارا مال، تمہاری عزت اسی طرح محترم ہے جس طرح یہ شہر اور یہ مہینہ اور یہ دن ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ۲۱۹)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ کسی کی عزت سے کھیلنا، کسی کو ذلیل کرنا، لعن طعن کرنا اس کی برائیوں کو چھپانے کے بجائے بے عزت کرنے کے لئے اچھالنا یہ سب حرام ہے۔ جس سے آج ہمارا ماحول دوچار ہے۔ کہ اپنے کو عزت والا ظاہر کرنا اور دوسرے کو ذلیل و خوار دیکھنا کمال عقل سمجھا جاتا ہے۔ خدا کی پناہ۔

# بڑوں کی تعظیم واکرام

## بڑوں کی تعظیم واکرام کا حکم

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور بڑوں کے حق کو نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے بھی روایت ہے۔
(مکارم خرائطی صفحہ ۳۵۱، بیہقی فی الشعب صفحہ ۴۵۸)

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو بڑوں کی تعظیم نہ کرے اور چھوٹے کے حق کو نہ پہچانے اور اچھی باتوں کا حکم نہ دے اور بری باتوں سے نہ روکے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔
(بیہقی فی الشعب صفحہ ۴۵۸)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر شفقت ومہربانی نہ کرے اور بڑے کا احترام وتعظیم نہ کرے۔ (بیہقی صفحہ ۴۵۸، مکارم خرائطی صفحہ ۲۵۳)

حضرت ابو اسامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی مجلس میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت ابوعبیدہ اور دیگر حضرات صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ تھے، کہ پینے کی کوئی چیز پیالے میں آئی۔ تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے وہ ابوعبیدہ کو پیش کر دی۔ ابوعبیدہ نے کہا آپ زیادہ، اے اللہ کے نبی! اس کے مستحق ہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: لو اے ابوعبیدہ! انہوں نے لے لیا۔ پھر پینے سے قبل کہا اے اللہ کے نبی آپ لے لیجئے۔ اس پر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: پیو کہ برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔ جو چھوٹوں پر شفقت نہ کرے۔ اور بڑوں کا احترام نہ کرے۔ وہ ہم میں سے نہیں۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۵)

## بوڑھے مسلمان کی تعظیم واحترام کا حکم

حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللہ کے اجلال وتعظیم میں سے یہ ہے کہ بوڑھے مسلمان کا اکرام واحترام کیا جائے۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۷ صفحہ ۴۵۹)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: بوڑھے مسلمان کی تعظیم واحترام خدائے پاک کی تعظیم ہے۔ اسی طرح حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کہ کسی بوڑھے مسلمان کا اکرام واحترام خدا کی تعظیم واحترام ہے۔

**فَائِدَہ:** شریعت میں بوڑھوں کی تعظیم واکرام کا حکم ہے کہ ایمان واسلام، عبادت وطاعت پر اس کی زندگی گزری ہے۔ عموماً بڑھاپے میں ذہانت وفطانت سمجھ بوجھ میں فرق پیدا ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے لوگ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ درست نہیں نادانی کی بات ہے۔

افسوس آج ہمارے جوانوں کے ماحول میں بوڑھوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ ان کے ساتھ استہزاء کیا جاتا ہے۔ حیرت ہے کہ بعض لوگ تو بوڑھوں کی ہیئت ورفتار پر بھی ہنستے ہیں۔ کاش وہ سوچ لیتے کہ ہم پر بھی اس سے برا دور اور حال آسکتا ہے کہ ہم نہ چل سکیں اور نہ اپنی ضرورت خود سے پوری کر سکیں۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم ان کا اکرام کریں ان کی خدمت کریں ان سے دعائیں لیں۔

## بڑھاپے میں کس کی تعظیم واکرام؟

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو جوان بوڑھے مرد کا اکرام کرتا ہے۔ خدائے پاک اس کے بوڑھے ہونے پر تعظیم کا انتظام فرما دیتا ہے۔

(مکارم طبرانی صفحہ ۳۶۸، بیہقی فی الشعب جلد ۷ صفحہ ۴۶۱)

**فَائِدَہ:** عموماً نوجوان لوگ بوڑھوں اور ضعیف لوگوں کی توقیر نہیں کرتے بلکہ حد تو یہ ہے کہ بیٹا بھی جس کی والد نے جان مال لگا کر پرورش کی ہے اپنے بوڑھے باپ کا مذاق اڑاتا ہے، اسے مکروہ اور بے ادب الفاظ سے پکارتا ہے۔ اگر باپ کچھ کہے اور مشورہ دے تو اسے بے وقوف بنا کر خفگی کا اظہار کرتا ہے۔ اولاد کے لئے خصوصاً اپنے بوڑھے باپ کے ساتھ یہ برتاؤ نہایت ہی مذموم اور اخلاق سے گری حرکت ہے۔ حدیث پاک میں اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ ایسوں کا اکرام گویا کہ خدا کا اکرام و تعظیم ہے خدا ایسوں سے خوش ہوتا ہے۔ ان کی تعظیم و احترام کی ترغیب دیتے ہوئے کہا گیا کہ جو آج بوڑھے کی تعظیم واحترام کرے گا، اس سے صادر ہونے والی باتوں کو درگزر کرے گا، اس کی خدمت کرے گا تو آخرت کے علاوہ اس دنیا میں بھی اس کا بدلہ ملے گا کہ جب یہ بوڑھا ہوگا اور اس حالت کو پہنچے گا تو اللہ اس کا احترام لوگوں کے دل میں ڈال دے گا۔ ورنہ تو زمانہ کی حالت کی وجہ سے یہ شخص اس سے زیادہ بے احترامی و بے اکرامی کا شکار ہوگا۔

ہمارے مسلم معاشرے میں اس کی قسم کی بداخلاقی مغربی تہذیب سے اور آزادی شریعت سے پہنچی ہے۔ گھر کے بوڑھوں کو دیکھا گیا ہے کہ خود آل اولاد ان کی حیات اور زندگی کو اپنے لئے باعث کلفت اور مصیبت سمجھتے ہیں، ان کے جلد مرنے کی خواہش کرتے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ ان کی خدمت اور احترام سے دین دنیا کا کتنا فائدہ ہوتا ہے، ان کی دعاء اور بد دعاء کا مستجاب مقام ہوتا ہے۔ اور ان کی خدمت واحترام کی وجہ سے دنیا میں یہ شخص بھی قابل خدمت واحترام ہوگا اور اس کے ساتھ بھی اکرام کا معاملہ کیا جائے گا۔

## بڑوں کے ساتھ برکت ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔ (بیہقی فی الشعب، مکارم الخرائطی جلد۱ صفحہ ۳۵۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ خیر اور بھلائی تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔

(مسند بزار، مجمع الزوائد جلد۸ صفحہ ۱۸)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ ان سے امور میں مشورہ کرو، ان کے تجربات سے فائدہ اٹھاؤ، ان کی باتوں پر عمل کرو، ان کو اپنے درمیان خیر و برکت کا باعث سمجھو۔ ان کو پس پشت نہ ڈالو۔ ان کے رہنے کو باعث کلفت نہ سمجھو۔

## بڑوں کو معاملات میں آگے کرنے کا حکم

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قبیلہ جہینہ کی جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تو ان میں سے ایک کم عمر شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: رک جاؤ تمہارے بڑے کہاں ہیں۔ (بیہقی فی الشعب جلد۷ صفحہ ۴۶۱)

حضرت رافع اور سہل بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود خیبر گئے تھے۔ کھجور کے باغوں کے پاس دونوں (کسی ضرورت سے) جدا ہو گئے۔ تو عبداللہ بن سہل کو کسی نے قتل کر دیا۔ (تو اس واقعہ کو بتانے اور شرعی حد نافذ کرنے کے سلسلے میں) حضرت عبدالرحمٰن بن سہل اور حویصہ اور محیصہ جو ابن مسعود کے لڑکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ تو اس معاملہ کی گفتگو حضرت عبدالرحمٰن نے شروع کی اور یہ جماعت میں سب سے چھوٹے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑے کو آگے کرو۔ یعنی اپنے بڑے کو بولنے دو۔

(بخاری صفحہ ۹۰۷، مشکوۃ صفحہ ۳۰۶)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ جماعت میں کوئی صاحب بڑے ہوں تو ان کو گفتگو اور دیگر معاملات میں آگے بڑھانا چاہیے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اکرام الکبیر باب قائم کر کے اس کی تاکید کی کہ بڑے کو آگے رکھو۔ افسوس کہ آج مغربی تہذیب کی وجہ سے بڑے بوڑھوں کا اکرام نہیں کیا جاتا۔ جوان اپنے کو ہر چیز کا مستحق سمجھنے لگے ہیں۔

## بڑوں کی بے تعظیمی قیامت کی علامت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک واقع نہ ہوگی جب تک کہ یہ چیز نہ آجائے گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوٹے بڑے پر جرأت و بے باکی نہ کرنے لگ جائیں۔ (یعنی بڑھ چڑھ کر غیر مؤدبانہ باتیں اور حرکتیں کرنے لگ جائیں اور احترام و اکرام کو بالائے طاق رکھ

دیں)۔ (مکارم الخرائطی جلد اصفحہ ۳۵۷)

حضرت حکیم کہتے ہیں کہ میرے والد عاصم نے مرتے وقت اولاد کو وصیت کی کہ خدا سے ڈرتے رہو اور اپنے بڑوں کو اپنا سردار بناؤ جب قوم اپنے بڑوں کو سردار بناتی ہے تو وہ اپنے آباء کی تابعدار اور نیک جانشین سمجھی جاتی ہے اور جب کسی چھوٹے کو اپنا سردار بناتی ہے تو وہ گویا اپنے بڑوں کو اپنے ہم جنسوں میں ذلیل وحقیر کرتی ہے۔ (ادب مفرد صفحہ ۱۶۸)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ اپنے بڑوں کو بڑا رکھنا اور ان کو قائد بنانا اور ان کے ماتحت رہنا خیر و برکت کا باعث ہے۔

## قوم کے بڑے سردار رئیس کے اکرام کا حکم

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسلام پر بیعت کے لئے حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا۔ اے جریر کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام لانے کے لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اپنی چادر پھینک دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا: جب تمہارے پاس قوم کا بڑا معزز آدمی آئے تو تم اس کا احترام کرو۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۷ صفحہ ۴۶۲)

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خدا پر اور آخرت پر ایمان لایا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین مرتبہ فرمایا۔ پھر فرمایا جب تمہارے پاس قوم کا بڑا شخص آئے (خواہ کافر فاسق ہی کیوں نہ ہو) تو تم اس کا اکرام کرو۔ (بیہقی جلد ۷ صفحہ ۴۶۲)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس قوم کا کوئی بڑا، معزز شخص آئے تو تم اس کا احترام کرو۔ اس وقت تک یہ ایمان نہیں لائے تھے۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۶)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس قوم کا کوئی بڑا شخص آئے تو اس کا اکرام کرو۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۱۶)

## کافر فاسق ہو تب بھی اکرام کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف فرما تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عیینہ بن حصن آیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قالین منگوائی اور اس پر ان کو بیٹھنے کو کہا۔ پھر فرمایا: جب تمہارے پاس قوم کا معزز شخص آئے تو اس کا اکرام کرو۔ (مجمع جلد ۸ صفحہ ۱۶)

**فائدہ:** ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ اسلام کے بلند پایہ اخلاق میں سے یہ ہے کہ ہر شخص سے اکرام کے

ساتھ پیش آئے۔

وہ حضرات جو بستی، محلے، علاقے یا ملک کے بڑے لوگوں میں سے ہوں یا کوئی رئیس ہو معزز ہو، سردار یا ذمہ دار ہو۔ اس کا احترام کیا جائے خواہ وہ کافر، فاسق ظالم ہی کیوں نہ ہو۔ جب وہ ہمارے پاس آئیں خواہ کسی اپنی ہی ضرورت سے آئیں تو اکرام کے مستحق ہوں گے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے اکرام کیا۔ ان سے نفرت، بے توجہی لاپرواہی نہ برتی جائے۔ عرف اور ماحول میں جو امور باعث اکرام ہیں اختیار کئے جائیں مثلاً کرسی پر یا اچھی جگہ بٹھائے چائے پان وغیرہ پیش کرے، اکرام کے ساتھ گفتگو کرے ہاں مگر دل میں اس کی تعظیم نہ کرے اس کی دنیاوی وجاہت سے متاثر نہ ہو دل میں یا لوگوں سے اس کی وقعت کا تذکرہ نہ کرے اور وہ جو فاسق وکافر کی اہانت کا حکم ہے اس کا مطلب ہے کہ ان کے یہاں جا کر ان کا اکرام واحترام نہ کریں۔ یا دل میں ان کا احترام و وقعت نہ رکھیں۔ اس طرح دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے گا۔ اصل میں جو ہماری مجلس میں آئے ہمارے پاس آئے اس کے لئے ہمارا اخلاق اکرام کا ہونا چاہئے تاکہ اسلام اور اہل اسلام ان کی نگاہ میں قابل اکرام ہوں یہ اسلامی اخلاقی فریضہ ہے اور اس کا اظہار ہے۔

## خصوصی اکرام کے لائق

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے اکرام میں سے یہ ہے کہ بوڑھے مرد کا، منصف حاکم کا، حاملین قرآن کا (علماء حفاظ) کا اکرام کیا جائے، نہ اس میں اس حد سے زیادتی کی جائے نہ اس میں کوئی کوتاہی برتی جائے۔ (مکارم الخرائطی جلد اصفحہ ۳۵۸)

**فائدہ:** خیال رہے کہ عام مؤمنین کے اکرام کا جو حکم ہے اس سے زائد ان حضرات کا اکرام کیا جائے گا جو حفاظ، صلحاء، دین کے وارثین علماء ربانیین، علم وفضل کے حاملین، اولیاء کاملین ہیں۔ ماقبل کی روایتوں میں عام مسلمین کے اکرام کی فضیلت بیان کی گئی ہے تو خواص امت کا اکرام ان سے زائد ہوگا۔

حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت نے ایک جنازہ کی نماز پڑھی۔ جب وہ جانے لگے تو میں نے ان کی سواری ان کے قریب کر دی تاکہ آپ اس پر سوار ہو جائیں۔ اتنے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آئے اور انہوں نے اس کی رکاب پکڑ لی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابن عم رسول اللہ ﷺ آپ تو اس کو چھوڑ دیجئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ہم کو علماء اور کبراء کے ساتھ اس طرح تعظیم وتکریم کا حکم دیا گیا ہے۔ (احیاء العلوم جلد اصفحہ ۵۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس قرآن سیکھنے جایا کرتے تھے جب ان کے مکان پر پہنچتے تو دروازہ نہیں کھٹکھٹاتے بلکہ دروازے ہی پر کھڑا رہتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت ابی

خود ہی باہر تشریف لاتے حضرت ابی کو حضرت ابن عباس کا اس طرح سے انتظار کرنا شاق گزرتا ایک دن (حضرت ابی نے) کہا تم دروازہ کیوں نہیں کھٹکھٹا دیتے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا عالم اپنی قوم میں محترم و معظم ہوتا ہے۔ (روح المعانی جلد ۲۶ صفحہ ۱۳۱)

## جو بڑوں کا اکرام نہ کرے ہم میں سے نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بڑوں کی تعظیم نہ کرے، چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور اچھی باتوں کا حکم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۳)

**فائدہ:** ظاہر ہے کہ جو آج بڑے کی تعظیم نہ کرے گا اس کا بھی اکرام نہ کیا جائے گا۔ جو بڑوں کا اکرام اور ان کی تعظیم نہ کرے گا تو بڑے بھی اس کو اکرام اور شفقت کی نگاہوں سے نہ دیکھیں گے۔ اس طرح ایک کا ربط دوسرے سے ٹوٹ جائے گا۔

خیال رہے کہ بڑے سے مراد وہ ہے جو عمر میں بڑا ہو۔ اسی طرح اہل علم وفضل بھی بڑے میں داخل ہیں۔ اور وہ لوگ بھی بڑے میں داخل ہیں جو قوم اور ماحول میں بڑے صاحب شرف وعز ہیں، قائد ورہنما ذمہ دار ہیں۔ ایسے حضرات گو عمر میں چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں تعظیم اور اکرام کے لائق ہیں۔

## صاحب ضرورت جس سے غرض ہو اس کے پاس جائے

حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے پاس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اجازت طلب کی۔ اجازت دی گئی۔ میری باندی میرے سر میں کنگھی کر رہی تھی میں نے اپنا سر کھینچ لیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسے کنگھی کرنے دو۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین مجھے بلا بھیجتے تو میں حاضر ہو جاتا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کام مجھے تھا مجھے آنا چاہئے تھا۔ (ادب مفرد صفحہ ۹۷۳)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ انسانی اکرام میں سے یہ ہے کہ جس سے غرض اور تعلق ہو اس کے پاس جائے۔ اسے اپنے پاس نہ بلائے۔ اسلام کے بلند پایہ مکارم اخلاق میں سے یہ ہے کہ اپنے کام کے لئے جس سے کام متعلق ہو اسے بلا کر تکلیف نہ دیں۔ بلکہ حسب موقع خود ان کے پاس آ جائے۔ خواہ وہ اس کا ہم عصر ہو یا چھوٹا، چنانچہ امیر المؤمنین کو دیکھئے وہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے۔ ادب سنت اور اکرام مسلم اسی میں ہے۔

اپنی غرض سے کسی کو بلانا یہ کبر اور بڑائی کی علامت ہے۔ چنانچہ اہل عہدہ ومتکبرین حضرات کو دیکھیں گے کہ وہ اپنی ضرورت سے بھی کسی کے پاس جانے کو وقار کے خلاف سمجھتے ہیں یہ نادانی اور جہالت ہے۔ خدا کے برگزیدہ بندوں کی عادات اور اخلاق متواضعانہ ہوتے ہیں۔ ان حضرات کی عادات واخلاق کو اختیار کرنا چاہئے کہ یہ اہل جنت کے اوصاف ہیں۔

# اہل علم وفضل کی تعظیم وتکریم

## مجالس علماء کے اختیار کرنے کا حکم

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لقمان (حکیم) نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تم پر علماء کی مجلس لازم ہے اور حکماء کے کلام کو سنا کرو۔ اللہ پاک نور حکمت سے مردہ دلوں کو اس طرح زندہ کرتا ہے جس طرح مردہ زمین موسلا دھار پانی سے۔ (مجمع الزوائد جلد اصفحہ ۱۳۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم جنت کے باغیچوں سے گزرو تو چرلیا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ جنت کے باغیچے کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل علم کی مجلس۔ (ترغیب، مجمع جلد اصفحہ ۱۳۱)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ اہل علم کی مجلس میں قرآن حدیث، جنت وجہنم، ثواب وآخرت کی بات ہوتی ہے۔ خدا رسول کی معرفت کا ذکر ہوتا ہے۔ اور یہ چیز حیات ابدی، جنت کا باعث ہیں اس لئے ان کی مجلس میں بیٹھنے اور جانے کا حکم ہے۔

## خدا کا خصوصی اکرام

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدائے پاک قیامت کے دن تمام لوگوں کو اٹھائے گا پھر ان میں سے علماء کو چھانٹ لیں گے۔ اور فرمائیں گے اے علماء کی جماعت! میں نے اپنا علم تم میں اس لئے نہیں ڈالا تھا کہ تم کو عذاب دوں جاؤ میں نے تم کو بخش دیا۔ (طبرانی، مجمع جلد اصفحہ ۱۳۱)

**فَائِدَہ:** علماء عاملین اور علماء ربانیین کے ساتھ خدائے پاک کا یہ خصوصی برتاؤ ہے ایسے حضرات قابل رشک ہیں۔ خدائے پاک ہم جیسوں کو بھی اس زمرہ میں داخل فرمائے۔ اور یہی امید بھی ہے۔ (امین)۔

## جس نے عالم کا حق نہیں پہچانا وہ ہم میں سے نہیں

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے اور ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے ہمارے علماء کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں۔

(ترغیب صفحہ ۱۱۴، مکارم طبرانی صفحہ ۳۶۷، مجمع جلد اصفحہ ۱۳۳)

**فَائِدَہ:** علماء کا حق یہ ہے کہ دین وآخرت کے سلسلے میں ان کی جانب رجوع کیا جائے۔ اگر وہ دین وعلم کی

خدمت اور اس کی اشاعت کریں تو دینی معاملہ میں ان کی مدد ونصرت کی جائے تاکہ وہ دین کی خدمت کر کے اسے باقی رکھ سکیں اور آنے والی نسلوں میں اس کا سلسلہ جاری رہ سکے۔ دین کی خدمت اور اس کی ہمہ تن مشغولی سے اگر وہ دنیا نہ کما سکیں تو ان کی دنیاوی ضرورتوں کا خیال رکھیں۔ ان کی توقیر وتعظیم کی جائے دینی امور میں ان کی اطاعت کی جائے۔ معمولی معمولی باتوں پر ان سے بدگمانی اختیار نہ کی جائے ان پر طعن و ملامت نہ کی جائے۔ ایسا کرنے کی صورت میں عوام کا دین جاتا رہے گا۔ آخر وہ دین کس سے حاصل کریں گے۔ اس لئے حتی المقدور ان سے حسن ظن اور بہتر تعلق رکھا جائے۔ اور قابل اعتراض معاملہ پر دل میں کچھ پیدا ہو تو توجیہ کرتے ہوئے ان کا معاملہ خدا کے حوالہ کر دیا جائے۔

## اہل علم وفضل کی توہین منافق ہی کرسکتا ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخصوں کی بے ادبی منافق ہی کرسکتا ہے۔

❶ مسلمان پیر مرد کی۔

❷ اہل علم کی۔

❸ منصف عادل حاکم کی۔ (مجمع صفحہ ۱۳۲، طبرانی، ترغیب صفحہ ۱۱۵)

**فائدہ:** معلوم ہوا کہ عالم کی توہین اور اس کی بے ادبی منافق کی علامت ہے۔ کس قدر خوف کی بات ہے جو لوگ بے دریغ عالم کی توہین اور بے ادبی کے درپے رہتے ہیں۔ وہ اس حدیث پر غور کرلیں۔ آج علماء دین کو کس بے باکی سے برا بھلا کہہ دیتے ہیں۔ بڑے مؤاخذہ اور گرفت کی بات ہے۔

## اہل علم کے لئے مجلس کشادہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں مجلس کی کشادگی کی جائے گی مگر تین حضرات کے لئے،

❶ اہل علم کے لئے ان کے علم کی وجہ سے۔

❷ بوڑھوں کے لئے ان کی پیری کی وجہ سے۔

❸ حاکم سلطان کے لئے ان کے حاکم سلطان ہونے کی وجہ سے۔ (مکارم طبرانی صفحہ ۳۶۸)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ ان حضرات کے اکرام میں اہل مجلس کو چاہئے کہ ان کو مجلس میں اچھی جگہ دیں ان کے مرتبہ کی رعایت کریں۔ یہ ان کا حق ہے خاص کر کے بزرگوں اور علماؤں کے لئے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ سب

کا حق برابر ہے، نادانی کی بات ہے۔ بڑوں کے اکرام میں مجلس کشادہ کر کے جگہ بنانا اور ان کو معزز مقام پر بٹھانا یہ حق ہے اور سنت سے ثابت ہے۔

## کس کے ساتھ برکت؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔ (ترغیب جلد اصفحہ ۱۱۳، مجمع الزوائد)

اکابر اور بڑے مراد علماء ربانیین ہے۔ علامہ منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے اکرام علماء، کے ذیل میں ذکر کیا ہے۔

**فائدہ:** اہل علم کی خدمت اور صحبت سے علم اور دین آتا ہے۔ بڑوں کے ساتھ رہنے سے بڑے اوصاف حاصل ہوتے ہیں۔ افسوس کہ آج کل اہل علم اور اپنے بڑوں کی صحبت اور معیت سے دور بھاگتے ہیں کہ اصلاح اور علم کی باتیں مزاج کے خلاف نہ پڑ جائیں۔

دراصل وہ چاہتے ہیں کہ خواہشات کی تکمیل میں یہ بڑے ہماری موافقت کریں ظاہر ہے کہ علماء ربانیین اسے کہاں گوارا کر سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان سے ربط نہیں رکھتے ان کی صحبت میں نہیں جاتے۔ جس کا بدترین نتیجہ ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ دین سے دینی ذہن سے بڑائی کے اوصاف سے محروم رہتے ہیں جس کا احساس ان کو گو نہ ہو مگر ماحول تو محسوس کر رہا ہے۔ اللہ پاک ہی رحم کا معاملہ فرمائے۔ (امین)۔

## اس زمانہ سے پناہ جس میں عالم کی نہ مانی جائے

حضرت سہل بن الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء فرماتے تھے:

**"اللهم لا يدركني زمان لا يتبع فيه العليم ولا يستحيا فيه من الحليم قلوبهم قلوب الاعاجم والسنتهم السنة العرب"**

**ترجمہ:** "اے اللہ! وہ زمانہ نہ ملے جس میں اہل علم کی اتباع نہ کی جائے اور کسی بردبار سے حیاء نہ کی جائے۔ لوگوں کے دل تو عجم کی طرح ہوں اور زبان عرب کی طرح ہو۔" (ترغیب جلد اصفحہ ۱۱۴)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ ایسا زمانہ مجھ پر نہ آئے کہ جس میں علماء کی اتباع نہ کی جائے۔ اور دل میں محبت نہ ہو بلکہ زبان چرب زبانی سے پر ہو شاید کہ یہ زمانہ ایسا ہی ہے۔ کہ اب اہل علم کی نہیں مانی جاتی اپنی اور اپنے مزاج و نفس کی مانی جاتی ہے۔ خدا کی پناہ۔ کہ ایسے زمانے میں ہونے سے یا ایسے زمانہ کو پانے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔

# مؤمن کی عزت اور اس کو باقی رکھنا

## کون جہنم سے محفوظ؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے مؤمن بھائی کی دنیا میں حفاظت کی اور اسے باقی رکھا تو قیامت کے دن خدائے پاک ایک فرشتہ بھیجیں گے جو اسے جہنم سے بچائے رکھے گا۔ (مکارم اخلاق خرائطی جلد۲ صفحہ۱۸۴)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کو بے عزتی سے بچایا (عزت کو بچایا رسوانہ کیا) خدائے پاک اس کے چہرے کو قیامت کے دن جہنم سے بچائے گا۔

(ترمذی جلد۲ صفحہ۱۴، مکارم للطبرانی صفحہ۳۶۲)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود کے بہتر دروازے ہیں سب سے ادنی دروازہ ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے اور سب سے بڑا سود یہ ہے کہ اپنے بھائی کی عزت کے پیچھے پڑ جائے۔ (مطالب عالیہ جلد۳ صفحہ۲، مجمع جلد۸ صفحہ۹۲)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے بھائی کی غائبانہ (پیٹھ پیچھے) توہین وتذلیل سے بچا رہے اس پر اللہ کا حق یہ ہے کہ اسے آگ سے بچادے۔ یعنی جہنم سے محفوظ رکھے۔

(ترغیب، مجمع الزوائد صفحہ۹۵)

## کعبہ سے زائد مؤمن کی عظمت واحترام

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طواف کرتے ہوئے دیکھا کہ یہ فرمارہے تھے کیا ہی خوشگوار ہو تم اور کیسی روحانیت ہے تم میں، کیا ہی باعظمت اور باحترام ہو تم، قسم خدا کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، مؤمن کی جان مال کا احترام اللہ کے نزدیک تجھ سے زائد ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ۲۸۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کعبہ کی جانب دیکھا اور کہا: تم کس قدر باعظمت ہو اور کس قدر عظیم تمہارا احترام ہے۔ مگر (اے کعبہ) مؤمن تم سے زیادہ قابل احترام ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۲۴۰)

## خدا کی مدد ونصرت کا کون مستحق؟

حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو کسی مؤمن کو ذلیل کرے گا اس کی عزت کو نقصان پہنچائے گا اللہ پاک اس مقام میں اسے رسوا اور ذلیل کرے گا جہاں اسے مدد نصرت کی ضرورت ہوگی۔ اور جو کسی مؤمن کی عزت کرے گا جہاں اس کی تذلیل ہو رہی ہو اور اس کی عزت کو پامال کیا جا رہا ہو تو خدائے پاک اس کی اس جگہ مدد و نصرت کرے گا جہاں یہ مدد نصرت چاہے گا۔

(مکارم طبرانی صفحہ ۳۶۳)

حضرت معاذ ابن جہنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا. جس نے کسی مؤمن کی، منافق کی غائبانہ تذلیل و توہین سے حفاظت کی تو اللہ پاک ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کے جسم کو جہنم سے بچائے رکھے گا۔

**فَائِدَۃ**: ان تمام روایتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر مؤمن کی عزت کی حفاظت کی جائے۔ اس کو کسی وجہ سے رسوا و ذلیل نہ کیا جائے۔ ایسا طریقہ ہرگز نہ اختیار کیا جائے کہ جس سے اس کی عزت پر دھبہ لگے۔ اور لوگوں کے سامنے اس کی اہانت و رسوائی ہو۔ افسوس درافسوس کہ آج زمانہ الٹ گیا۔ ذرا سی مخالفت میں ایک دوسرے کی عزت سے کھیلا جاتا ہے، عیوب کو شہرت دی جاتی ہے، خواہ مخواہ عیب بنا کر اور اسے اپنے گمان سے نکال کر رسوا کرنے کے لئے اس کا اشتہار کیا جاتا ہے اسے پھیلایا جاتا ہے۔ کس قدر ہلاکت اور غضب خداوندی کی بات ہے آج یہ جس کی عزت سے کھیل رہا ہے تو کل اس کی عزت سے بھی کھیلا جا سکتا ہے اور تجربہ سے کھیلا جائے گا۔ جس مؤمن کی عزت کعبہ سے بڑھ کر ہے آج ہمارا ماحول اس کی کرامت کو کس قدر پامال کر رہا ہے۔ اگر کوئی غلطی اور جرم سرزد ہو جائے تب بھی اس کو مناسب سزا دی جا سکتی ہے اس کی عزت کو پامال نہیں کیا جا سکتا اور اس کی عزت سے کھیلا نہیں جا سکتا۔ ”اللھم احفظنا“

# لوگوں کے مرتبہ کی رعایت

## حسب مراتب لوگوں کے ساتھ معاملہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو ان کے مرتبہ پر اتارو۔

(جامع صغیر صفحہ ۱۶۳، بیہقی فی الادب، بزار، مسلم)

میمون بن ابی شعب کہتے ہیں کہ ایک سائل آیا تو حضرت عائشہ نے اسے روٹی کا ایک ٹکڑا عنایت فرما دیا۔ پھر ایک شخص گزرا۔ جو مناسب کپڑے اور اچھی ہیئت و حالت میں تھا تو اسے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بٹھایا اور کھلایا۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو انہوں نے کہا: حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو ان کے مرتبہ پر اتارو۔ (ابوداؤد صفحہ ۶۶۵، کنز العمال جدید جلد ۳ صفحہ ۷۰۰)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیر اور شر میں لوگوں کو ان کے مرتبہ پر اتارا جائے گا۔ (مختصر الخرائطی فی المکارم صفحہ ۵۸، کنز العمال جدید جلد ۳ صفحہ ۱۰۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم لوگوں کو اس کے مرتبہ پر اتاریں۔ (الحاکم فی معرفۃ علوم الحدیث، مقدمہ ابن صلاح صفحہ ۳۱۱)

**فائدہ**: ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کے ساتھ اس کے مرتبہ جیسا معاملہ کیا جائے گا۔ ہر معاملہ اور برتاؤ میں سب کو یکساں نہیں رکھا جائے گا، گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی، اہل علم و فضل اس دنیا کے معزز ترین حضرات اور سردار پیشوا ہیں ان کے ساتھ عام معمولی آدمیوں کی طرح برتاؤ نہیں کیا جائے گا۔

ہر ایک کو ایک لکڑی سے ہانکنا جہالت اور نادانی کی بات ہے۔ نہ خدا نے کائنات کی تمام چیزوں کو یکساں پیدا کیا ہے نہ ہر ایک کے ساتھ یکساں معاملہ کیا۔ چنانچہ رزق کے معاملہ میں خداوند قدوس نے فرمایا: "وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ" لہٰذا سب کے ساتھ یکساں معاملہ کرنا مکارم اخلاق کے خلاف ہی نہیں بلکہ فطرت اور عقل سلیم کے بھی خلاف ہے۔

پس جو برتاؤ اور معاملہ اساتذہ، اہل علم اصحاب معرفت اقرباء میں معزز و مکرم یا ماحول میں مؤقر کے ساتھ کیا جائے گا وہی برتاؤ ان کے علاوہ عام لوگوں کے ساتھ نہیں کیا جائے گا۔ جو اپنے بڑوں اور اکابرین کے ساتھ وہی برتاؤ کرے جو عام لوگوں کے ساتھ کرتا ہے تو وہ بے ادب جاہل ہے۔

# خاطر و مدارات

## لوگوں کی مدارات صدقہ ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خاطر و مدارات صدقہ ہے۔

(مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۳۶۵)

**فائدہ:** یہ خیر کا کام ہے جو باعث ثواب ہے۔

## خاطر و مدارات عقل کی بنیاد ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خاطر و مدارات عقل کی بنیاد ہے۔

(بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۴۴۴، مجمع جلد ۸ صفحہ ۱۷)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ یہ نفع اور خیر کا باعث ہے جو اہل عقل کے لئے باعث رغبت و عمل ہے۔

## آنے والے کی مدارات مسنون ہے خواہ کیسا ہی ہو

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (قریش کا) ایک شخص آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یہ قبیلہ کا بدترین شخص ہے۔ لیکن جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور خوش مزاجی سے پیش آئے۔ پھر وہ چلا گیا۔ (مختصراً مجمع جلد ۸ صفحہ ۱۷، بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۰۵)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ ہر آنے والے اور ملنے والے شخص سے اچھا برتاؤ کیا جائے گا اور اس کی خاطر مدارات کی جائے گی خواہ وہ کافر فاسق ظالم شخص ہی کیوں نہ ہو۔

اس سے بداخلاقی سے پیش آنا بری بات ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ایسے شخص سے جوڑ اور ربط و محبت کا معاملہ نہیں رکھا جائے گا مگر آنے پر اس کی مدارات اس کا حق ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "المداراۃ مع الناس" کا باب قائم کر کے اس کی تاکید کی ہے کہ ملتے وقت لوگوں سے حسن برتاؤ، اخلاق انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے ہے۔

## خاطر مدارات نصف عقل ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خرچ میں اعتدال نصف معیشت

ہے، لوگوں کے ساتھ خاطر مدارات آدھی عقل ہے۔ سوال کی اچھائی نصف علم ہے۔ (مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۳۶۵)

**فَائِدَة:** کیسی بہترین حکمت کی باتیں ہیں۔ خرچ میں اعتدال مستقبل کی زندگی کو خوشگوار بناتی ہے آدمی پریشان نہیں ہوتا۔ لوگوں سے مدارات ان سے حسن تعلقات اور حصول منافع کا ذریعہ ہے۔

# مہمان نوازی

## ضیافت کے متعلق فرمان الٰہی

قرآن پاک میں ہے:

"هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ"

ترجمہ: "کیا آپ کے پاس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی خبر آئی ہے۔"

ضیافت کا اہتمام، مہمانوں کا اکرام، عرب کے ماحول میں فخر و مروت کی بات سمجھی جاتی تھی۔ تاریخ میں عربوں کی مہمان نوازی مشہور ہے۔ قوم اور ماحول کا معزز اور شریف ترین شخص وہ سمجھا جاتا تھا جو سب سے زیادہ مہمان نواز ہوتا۔ وہ مہمان نوازی میں حد سے زیادہ گزر جانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ اپنے اور اپنے اہل پر مہمان کو ہر طرح ترجیح دینا حق سمجھتے تھے۔ جاہلیت کے اشعار مہمان نوازی کے واقعات سے پر ہیں۔ اس میں وہ تمام دیگر دنیا کے علاقوں سے ممتاز تھے۔ یہ دولت ان کو اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ورثہ میں ملی تھی۔ قرآن نے بھی ان کی مہمان نوازی کے امتیازی اکرام کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ "نزل" مہمانوں کا پر اکرام و پر تکلف کھانا ہوتا ہے۔ اہل جنت کے لئے خبر دی ہے۔ اس سے ان کے اہتمام و تکلف کا پتہ چلتا ہے۔ اسلام نے مزید فضیلت بیان کر کے اس کی اہمیت اور وقعت میں اضافہ کر دیا تاکہ کمزور طبیعت والے ان فضائل سے ترغیب حاصل کریں۔

## مہمان کے اکرام کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ مہمان کا اکرام کرے۔ (بخاری، مسلم صفحہ ۸۷۹)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خدا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ مہمان کا اکرام کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ (ترغیب صفحہ ۳۷۱)

**فائدہ:** انسانی ماحول میں اور تمام مذاہب میں مہمانوں کے اکرام و احترام کا حکم ہے۔ ہماری شریعت (جو ایک جامع شریعت ہے) نے اس کی بہت تاکید کی ہے۔ بخل کی وجہ سے ان کے حق میں کوتاہی نہ کرے۔ بعض دنی اور بے مروت لوگ مہمان کی آمد سے گھبرا جاتے ہیں۔ باہمی معاشرہ کے انس اور خوشگوار تعلقات کی بقا کے لئے یہ

ایک بنیادی چیز ہے۔ اسی وجہ سے شریعت نے اس کی ترغیب دی ہے اور تاکید کی ہے اور ایمان کا ایک جز قرار دیا ہے۔

## جو مہمان نواز نہیں اس میں بھلائی نہیں

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس آدمی میں کوئی بھلائی نہیں جو مہمان نواز نہیں۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۳۷۴، مکارم الخرائطی، مجمع الزوائد)

**فائدہ:** یعنی اگر مہمان آجائے تو اس سے خوش ہوئے۔ اس کے ساتھ محبت والفت کا برتاؤ کرے خیریت و حالات پوچھے، کھانے اور قیام کی جانب متوجہ ہو، اگر ایسا نہیں بلکہ اسے چھوڑ دے تو اس میں خیر نہیں۔ خیال رہے کہ مہمان نوازی کا نہ ہونا، بخل، قطع رحمی، بدخلقی کا باعث ہوگا۔ ظاہر ہے کہ یہ امور برے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کے آنے پر گھبرانا اچھی بات نہیں۔ اسے خیر و برکت کا باعث سمجھ کر اس کی ضیافت کرے۔

## مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور میزبان کے گناہ کو لے کر جاتا ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے مہمان اپنا رزق لے کر داخل ہوتا ہے اور مغفرت دے کر جاتا ہے۔ (کنزالعمال جدید جلد۹ صفحہ۲۴۲)

**فائدہ:** مہمان اپنا رزق میزبان کے دسترخوان پر کھاتا ہے۔ اس لئے گھبرانا نہیں چاہئے۔ وہ میزبان کے حصہ میں کمی نہیں کرے گا۔ اس کے دسترخوان پر کھانے کی وجہ سے اسے ثواب ملے گا۔ اس کی خدمت اور اکرام کی وجہ سے اسے ثواب ملے گا اور اس کے گناہ معاف ہوں گے۔ اور دلی دعا سے دنیا کشادہ ہوگی۔

## مہمان کو گھر کے دروازے تک پہنچانا سنت ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہمان کے لئے سنت یہ ہے کہ اس کے ساتھ دروازے تک جائے۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ۲۵۰)

**فائدہ:** خیال رہے کہ مہمان اور آنے والوں کے اکرام میں سے یہ ہے کہ جب وہ رخصت ہوں تو اس کے ساتھ کچھ دور چلے، چند قدم تو ضرور چلے۔ گھر سے ہی اکیلا چھوڑ دینا بے مروتی کی بات ہے۔ رخصت کرتے وقت چلنے میں مہمان کے مرتبے کی رعایت کرے۔ استاذ یا مکرم اور بزرگ ہستیوں میں سے ہے یا دنیا کے اعتبار سے اہم ہے تو حسب موقعہ اسٹیشن یا بس اسٹینڈ یا سڑک تک ساتھ جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت معاذ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی جانب رخصت فرما رہے تھے تو کچھ دور ساتھ چلے تھے۔

## مہمان کے ساتھ کھانے میں شرکت کرے

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مہمان کے ساتھ کھاؤ۔ تنہا کھانے میں وہ شرم محسوس کرتا ہے۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۷ صفحہ ۱۰۱، کنز العمال جدید صفحہ ۲۴۸)

**فَائِدَہ:** ادب اور سنت یہ ہے کہ مہمان کے ساتھ کھائے اگر کھانے میں پرہیز ہے تب بھی اپنے کھانے کے ساتھ شریک ہو بسا اوقات وہ کھانے میں شرم محسوس کرتا ہے۔ نیز یہ کہ اکرام اور مروت کے خلاف ہے کہ اس کے ساتھ سائل کا برتاؤ کیا جا رہا ہے کہ اسے الگ دے دیا جاتا ہے ساتھ نہیں کھایا جاتا۔

## مہمان کے اکرام پر جنت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز قائم کی زکوٰۃ ادا کی ماہ مبارک کا روزہ رکھا، مہمان کا اکرام کیا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۰)

**فَائِدَہ:** مہمان کی آمد پر خوشی و مسرت اور ان کا اکرام کھانے پینے بستر دیگر سہولتوں سے کرنا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی محمود سنت ہے۔

اکرام کا مفہوم یہ ہے کہ آل اولاد کے ساتھ کھانے پینے میں جو برتاؤ کیا جاتا ہے اس سے زائد اور بہتر طور پر کرے۔ روز دال روٹی کھاتا تھا تو مہمان کی وجہ سے گوشت بنا لے، کچھ میٹھا نمکین بنا لے، لطیف اور صاف بستر اس کے لئے بچھا دے اسی طرح جو چیزیں عرف اور ماحول میں وہاں کے اعتبار سے تعظیم و تکریم کا باعث ہو کرے۔ عرب میں مہمانوں کا بڑا حق سمجھا جاتا تھا مہمان کا اکرام عرب کے گھٹی گھٹی مین داخل تھا اور اس میں وہ تمام دنیا سے ممتاز ہیں۔ ہماری شریعت نے مزید اس کے اکرام و اہتمام کو باقی رکھا۔ دنیا کے ان لوگوں کو جو مہمان کو مصیبت سمجھتے ہیں خسارہ مال کا باعث سمجھتے ہیں ان فضائل کے ذریعہ سے ان کو ترغیب دی ہے۔

## اتنا نہ ٹھہرے کہ میزبان تنگ ہو جائے

حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کے لئے یہ حلال نہیں کہ اتنا ٹھہرے کہ جس سے میزبان تنگ ہو جائے۔ (ادب مفرد صفحہ ۳۱۴)

**فَائِدَہ:** بعض فارغ لوگ کہیں مہمان داری میں جاتے ہیں تو رشتہ داری کا بہانہ بنا کر پڑے رہتے ہیں اور میزبان کی تنگی و تکلیف کا خیال نہیں کرتے۔ اسی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

ہاں اگر قریبی رشتہ دار ہو آپسی محبت و حسن تعلقات اس درجہ کا ہو کہ تنگی اور بار کا احتمال نہ ہو اور میزبان کی بھی خواہش و تمنا ہو تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں۔ (فضل اللہ الصمد جلد ۱ صفحہ ۲۰۹)

## مہمان کا حق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس مہمان آئے۔ تین دن اس کا حق ہے (کہ اسے کھلائے اور رکھے) اس کے بعد اس کا تبرع اور احسان ہے۔

(مسند احمد، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۷۰)

ابوشریح کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور اس کا حق ایک دن ایک رات ہے اور ضیافت تین دن تین رات ہے۔ اس سے زائد صدقہ ہے۔ مہمان کے لئے درست نہیں کہ اس کے بعد ٹھہرے اور میزبان کو تنگی میں ڈالے۔

(بخاری صفحہ ۹۰۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مہمان نوازی تین دن ہے، اس سے زائد صدقہ (نفلی) ہے۔ مہمان کو چاہئے کہ اس کے بعد چلا جائے۔ اہل خانہ کو پریشانی میں نہ ڈالے۔

**فَائِدَہ:** سلمان خطابی نے کہا کہ مہمان کی آمد پر ایک دن ذرا تکلف و خاص اہتمام کرے۔ اس کے ساتھ اور دنوں کے مقابلہ میں زائد بھلائی کا برتاؤ کرے۔ آخر کے دو دنوں میں اس سے کم کا اکرام کرے اور تین دن گزر جائے تو گویا اس نے حق پورا کر دیا۔ (آداب بیہقی صفحہ ۷۸)

بعض لوگ پڑے رہتے ہیں خیال نہیں کرتے سو یہ ممنوع ہے آج کے اس دور میں اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ہاں مگر ایسے محبتانہ تعلقات ہوں کہ گرانی نہ ہو یا میزبان خود اصرار کرے تو کوئی قباحت نہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح بخاری میں ذکر کیا ہے کہ اول دن نفیس اور قیمتی شئے پیش کرے، دوسرے دن ذرا تکلف کرے، (تھوڑا اہتمام کرے) تیسرے دن جو حاضر ہو پیش کر دے۔

(عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۱۷۵)

## مہمان تحفہ خدا ہے

ابوقرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ پاک کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے مہمان کے تحفے سے نوازتے ہیں۔ جو اپنا رزق لے کر آتا ہے اور گھر والوں کے لئے مغفرت کا باعث بن جاتا ہے۔ (کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۲۴۲)

**فَائِدَہ:** مہمان کی آمد میزبان کے لئے تحفہ رحمت اور برکت ہے۔ وہ اپنا رزق خود لے کر آتا ہے اور میزبان کے لئے برکت اور مغفرت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

## مہمان کے لئے بستر وغیرہ الگ رکھے

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ایک بستر آدمی کے لئے اپنا، ایک بیوی کا، ایک مہمان کا، اور چوتھا شیطان کا۔ (مکارم الخرائطی صفحہ ۲۴۶، مسلم)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت بستر یا اور دیگر سامان نہ رکھے۔ ہاں مہمان کے لئے ایک بستر اور دیگر سامان الگ رکھے تاکہ وقت پر گھر میں پریشانی نہ ہو۔ یہ اسراف اور بلاضرورت میں داخل نہیں بلکہ مستحب ہے۔

## رات کو آنے والے مہمان

مقدام بن معدیکرب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: رات کو آنے والے مہمان کا حق ہر مسلمان پر ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۷۱)

**فَائِدَہ:** اگر اتفاقاً کوئی رات کو محلے ٹولے یا مسجد میں آجائے۔ تو اس کی رعایت تمام محلے والوں پر واجب کفایہ ہے۔ اگر یہ شخص رات گزارنے آیا ہے کسی خاص مقصد یا کسی کے گھر نہیں آیا ہے تو عامۃ المسلمین پر اس کا حق ہے۔ لہٰذا ہر شخص اس کی ضیافت میں پیش قدمی کرے۔ اگر کسی رشتے یا مقصد کی وجہ سے آیا ہے تو جس کے پاس آیا ہے اس پر اس کی ضیافت واجب ہے۔ خیال رہے کہ شہروں میں جہاں عام طور پر باہر سے آنے والوں کے لئے مسافر خانے اور ہوٹل ہوتے ہیں۔ اور قیام و طعام میں ان کو کسی کا محتاج نہیں ہونا پڑتا۔ تو ان کی مہمانی واجب نہیں۔ تاوقتیکہ وہ کسی خاص مقصد سے یا خاص قرابت کی وجہ سے کسی کے پاس نہ آئیں۔ ورنہ ان سے ان کا حق ضیافت متعلق ہو جاتا ہے۔

## کون برا ہے؟

حضرت عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: وہ برا ہے جس کے پاس مہمان نہ آئے۔ (کنز العمال جدید جلد ۹ صفحہ ۲۴۴)

**فَائِدَہ:** مہمان کا نہ آنا بخل یا بدخلقی اور لوگوں سے حسن تعلق نہ ہونے کی دلیل ہے۔ جو نہایت ہی مذموم اور دین دنیا کے لئے برے انجام کا باعث ہے۔ ظاہر ہے جن کے اخلاق اچھے ہوں گے۔ لوگوں سے تعلقات بہتر ہوں گے۔ متواضعانہ خادمانہ مزاج ہوگا دل میں سخاوت ہوگی تو اس کے پاس یقیناً آنے والوں کی کثرت ہوگی۔ جو دین دنیا کی خوبی کا باعث ہے۔

## سب سے پہلے کس نے میزبانی کی؟

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: سب سے پہلے جس نے مہمانوں کی میزبانی کی وہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام ہیں۔ (شعب الایمان صفحہ ۹۸۷)

**فَائِدَہ:** یعنی مہمان حضرات اور عام لوگوں کے لئے آپ کا دسترخوان عام تھا۔ یہی اکابرین کا طریق ہے۔

## حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام تنہا نہ کھاتے

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام بغیر مہمان کے کھانا نہ کھاتے تھے چنانچہ کئی میل جا کر مہمانوں کو تلاش کرتے تھے۔ (اسوۃ الصالحین صفحہ ۱۴۳)

**فَائِدَہ:** لوگوں کو بلا بلا کر اپنے دسترخوان میں بٹھاتے تھے اگر کوئی نہ ملتا تو اکیلے کھانا نہ کھاتے تھے۔ اطعام طعام کی سنت آپ سے رائج ہوئی جس کی اس امت میں بڑی ترغیب ہے اور جنت کے اعمال میں سے بتایا گیا ہے۔

## مہمان کے کھانے پر حساب نہیں

حدیث میں آتا ہے کہ تین کھانے ایسے ہیں جن کا حساب نہیں ہوگا۔

1. وہ جو افطار کے وقت کھایا جائے۔
2. جو سحر کے وقت کھایا جائے۔
3. جو مسلمان بھائیوں کے ساتھ (مسلمان مہمانوں یا رفقاء اصحاب) کھایا جائے۔ (اسوۃ الصالحین صفحہ ۱۷)

امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ مہمان کے کھانے پر جو خرچ کیا جائے اس کا حساب نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے اکابرین اولیاء اسلاف صالحین کا معمول رہا ہے کہ اپنے کھانے میں حد درجہ سادگی اختیار فرماتے، عمدہ لذیذ کھانوں کا اہتمام نہ کرتے۔ لیکن مہمان حضرات کی آمد پر عمدہ پر تکلف بہترین کھانے کا انتظام فرماتے۔ بعض سلف کو دیکھا گیا ہے کہ عمدہ اشیاء برتن وغیرہ خریدتے تو مہمان کے ارادے اور نیت سے خریدتے تاکہ ان خرچوں کا حساب نہ ہو۔

## جہنم سے چھٹکارے کا باعث

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو شخص مہمان کے لئے ذبح کرے (یعنی بکرا مرغی وغیرہ) تو وہ اس کے لئے جہنم سے چھٹکارے کا باعث ہوگا۔ (کنز جدید صفحہ ۲۴۵)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ جس نے مہمان کے اکرام میں بہتر اہتمام کیا، مرغی یا وسعت پر بکرا وغیرہ ذبح کیا تو یہ اکرام اور اہتمام خدا کے نزدیک اس کے لئے جہنم سے آزادی کا باعث ہوگا۔

اس سے مہمانوں کے کھانے پینے میں اہتمام اور ترغیب کی تعلیم ہے۔ تاہم وسعت سے زائد یا قرض لے کر یا تنگی میں پڑ کر اکرام نہ کرے۔

## جس گھر میں مہمان نہیں آتے فرشتے نہیں آتے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس گھر میں مہمان نہیں آتے اس گھر میں فرشتے نہیں آتے۔
(احیاء العلوم)

**فائدہ:** یعنی رحمت و برکت و وسعت رزق کے فرشتے نہیں آتے۔

## مہمان کا رزق حضرت جبرئیل علیہ السلام لے کر آتے ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مہمان کا اکرام کرو۔ سب سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام اسی کا رزق لے کر آتے ہیں جس کے ساتھ گھر والوں کا بھی رزق آتا ہے۔ (کنز العمال جدید صفحہ ۲۴۵)

**فائدہ:** کیا خوب ہے کہ مہمان کی برکت سے گھر والوں کو برکت جبرئیل علیہ السلام حاصل ہوتی ہے اور مزید یہ کہ گھر والوں کا بھی مہمان کے طفیل رزق آتا ہے لہٰذا مہمان کی آمد سے نہ گھبرائے بلکہ خوش ہو۔

## وسعت سے زائد تکلف نہ کرے

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ آدمی اپنے مہمان کے لئے وسعت سے زائد تکلف نہ کرے۔ (کنز العمال جدلد صفحہ ۲۴۸)

مستدرک حاکم میں سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے کہ آپ نے مہمان کے لئے (زیادہ تکلف) کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (بیہقی فی الشعب صفحہ ۹۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ مہمان کے لئے ایسا تکلف نہ کرو کہ تم ملال خاطر ہو جاؤ بلکہ جو تم کھاتی ہو وہی کھلاؤ۔ (صفحہ ۲۵۱)

## ماحضر پیش کر دینا

حضرت شقیق رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں اور ایک ساتھی حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے روٹی اور نمک پیش کیا اور کہا اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تکلف سے منع نہ فرماتے تو میں تمہارے لئے تکلف سے اہتمام کرتا۔ (بیہقی فی الشعب صفحہ ۹۴)

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم مہمانوں کے لئے اس چیز پر تکلف نہ کریں جو ہمارے پاس نہیں ہو اور ہم جو بھی حاضر ہو اسے پیش کر دیں۔
(بیہقی فی الشعب جلد ا صفحہ ۹۴)

## تکلف میں دیر نہ کرے

عبداللہ مزنی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب تمہارے پاس کوئی مہمان آئے تو جو تمہارے پاس ہو اسے

روک کر اور جو تمہارے پاس نہ ہو اس کا انتظار نہ کرو بلکہ جو موجود ہو اسے پیش کر دو۔ (الشعب صفحہ ۹۶)

ابن عون رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کہتے ہیں کہ بسا اوقات ہم حضرت حسن بصری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہ صرف شوربہ پیش کرتے اور اس میں ایک بوٹی بھی نہ ہوتی۔

**فَائِدَہ:** ان تمام روایتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ گنجائش اور وسعت سے زائد ایسا اہتمام نہ کرے جو اس کے لئے کلفت اور افسوس کا باعث ہو جائے۔ اگر وسعت مالی نہ ہو تو ماحضر پر اکتفا کرے، لوگوں پر نظر نہ کرے کہ کیا کہیں گے۔ وسعت اور گنجائش پر اہتمام و تکلف سنت ہے۔ اسی وجہ سے امام بخاری نے "التکلف للضیف" کا باب قائم کر کے اہتمام اور تکلف کو محمود و مستحب قرار دیا ہے۔

## مہمان کے لئے کھانے وغیرہ میں اہتمام کا حکم

امام بخاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے صحیح بخاری میں "التکلف للضیف" کا باب قائم فرمایا ہے۔ جس میں حضرت ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے مہمان حضرت سلمان رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کے لئے کھانا تیار کیا۔ حالانکہ وہ روزے سے تھے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مہمان کے کھانے میں تکلف و اہتمام باعث ثواب ہے۔ خصائل نبوی ﷺ میں ہے کہ جب آپ ﷺ کے یہاں کوئی مہمان آتا تو اس کے لئے حضور اقدس ﷺ باوجود عسرت اور تنگی کے بھی فکر فرما کر کچھ نہ کچھ مہیا فرماتے۔ (صفحہ ۶۰)

## حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کا ایک واقعہ

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیٹھے رو رہے تھے کسی نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا سات دن سے کوئی مہمان نہیں آیا۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں حق تعالیٰ شانہ، نے (کسی بات سے ناراض ہو کر) ذلیل کرنے کا ارادہ تو نہیں فرما لیا۔ (اتحاف السادۃ، فضائل الصدقات صفحہ ۵۲۰)

**فَائِدَہ:** دیکھئے کہ مہمان کے آنے کو باعث عزت و فخر سمجھتے تھے اور اس کے طالب رہتے تھے اور آج مہمان کے آنے سے گھبراتے ہیں۔ سو یہ اچھی علامت نہیں۔ مہمان کی آمد نحوست کی نہیں بلکہ سعادت کی علامت ہے۔

## جو پیش کیا جائے اس کی تحقیر و برائی نہ کرے

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ آدمی کے بدتر ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جو اسے پیش کیا جائے (اسے کم تر سمجھ کر) ناراض ہو جائے۔ (کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۲۶۱)

کوئی مہمان حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے روٹی اور سرکہ پیش کیا اور کہا کھاؤ۔ میں نے رسول پاک ﷺ سے سنا ہے کہ سرکہ کیا ہی بہترین سالن ہے۔ لوگوں کے لئے ہلاکت ہے

کہ جوان کو پیش کیا جائے (اور عمدہ لذیذ کھانا نہ ہو) تو وہ اس کو کمتر سمجھیں اور اس آدمی کے لئے بھی بلاکت ہے کہ جو گھر میں ہو وہ اسے مہمان کے سامنے پیش کرنے کو برا سمجھے۔ (بیہقی فی الشعب جلد۷ صفحہ ۹۶)

**فَائِدَة:** مطلب یہ ہے کہ اہل خانہ کی جانب سے جو مل جائے اسے بہتر سمجھے خلاف شان معمولی سمجھ کر حقارت کی نظر سے نہ دیکھے۔ کہ یہ ناقدری اور ناشکری ہے۔

## مہمان کی خدمت خود کرنا مسنون ہے

حضرت مجاہد رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے بیان کیا کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام مہمان کی خدمت خود کیا کرتے تھے۔ (بیہقی فی الشعب صفحہ ۱۰۲)

حضرت خیثمہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام جب کھانا بناتے اور لوگوں کو بلاتے تو خود خدمت کرتے اور فرماتے اہل علم لوگوں کے ساتھ ایسا ہی کرو۔ یعنی ان کے اکرام میں خود دیکھ بھال کرو۔ (بیہقی فی الشعب جلد۷ صفحہ ۱۰۲)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کہتے ہیں کہ ایک شخص بطور مہمان آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اسے اپنی زوجہ کی خدمت میں بھیج دیا اس نے کہا ہمارے پاس تو پانی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اعلان کیا کہ اس مہمان کو اپنے ساتھ کون لے جائے گا اور اس کی مہمان داری کون قبول کرے گا؟ ایک انصاری صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ بولے، میں۔ چنانچہ وہ اسے لے کر گھر گئے اور بیوی سے کہا یہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مہمان ہیں۔ وہ کہنے لگیں میرے پاس تو اتنا ہی کھانا ہے جو بچوں کو کھلا سکوں۔ انہوں نے کہا تم کھانا ٹھیک کرو۔ چراغ روشن کرو اور جب بچے رات کو کھانا مانگنے لگیں تو انہیں بہلا پھسلا کر سلا دو۔ چنانچہ ان کی بیوی نے کھانا چنا۔ چراغ لا کر رکھ دیا، بچوں کو سلا دیا اور جب کھانے کا وقت ہوا تو چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھی اور چراغ گل کر دیا۔ (ادب مفرد صفحہ ۲۴۷)

امام بخاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ادب مفرد میں اس پر کہ میزبان خود اپنے مہمان کی خدمت کرے، باب قائم کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ مہمان کو دوسرے کے حوالے نہ کرے کہ بسا اوقات شدید کوتاہی اور غفلت ہو جاتی ہے جو اس کی شکایت اور تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔ اس لئے حتی الامکان خود خدمت کرے۔ اگر مہمان معزز و مکرم صاحبِ شرف و عزت اہل فضل و کمال ہو تو خود خدمت کرے، تاکہ اس کی رعایت ہو اگر مشغولیت رہتی ہو مہمان زائد ہوں تو دوسروں کے حوالہ کر دے مگر خود پوچھتا رہے۔ نگرانی کرتا رہے تاکہ اہل خدمت سے غفلت اور کوتاہی نہ ہو اور مہمان مسرت اور دلی دعائیں دیتے رخصت ہوں۔

## میزبانی کا حکم

حضرت سمرہ بن جندب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مہمان کے کھانے کا حکم دیتے تھے۔

(مجمع جلد۵ صفحہ۱۷۵)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ مہمان کی آمد پر اس کے کھانے کا حسب وسعت انتظام واجب ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آئے اس کے پاس اور کھائے دوسرے کے یہاں یا ہوٹل میں۔ البتہ اگر آیا تھا کسی اور کے یہاں اور محض ملاقات کے لئے اس کے پاس آیا تو قیام وطعام اس کے ذمہ نہیں۔

## کوتاہیوں کا تذکرہ نہ کرے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مہمان کا یہ حق ہے کہ جب وہ میزبان سے رخصت ہو تو میزبان کی کوتاہیوں کا تذکرہ نہ کرے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۲۷۹)

**فَائِدَہ:** یعنی اگر اکرام میں کوتاہی و رغفلت ہو جائے۔ کھانے اور قیام کے سلسلے میں کوئی تکلیف ہو جائے تو برداشت کرے۔ تبصرہ و تذکرہ نہ کرے۔ تاکہ میزبان کو ملال اور رنج نہ ہو۔ پھر وہ مہمان کی آمد اور قیام وطعام سے صرف نظر کرے اور حق شرع کا لحاظ نہ کرے۔

## مہمان کے اکرام میں روزہ نہ رکھنا

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو کسی کے پاس جائے (مہمان ہو) تو میزبان اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔ (مجمع الزوائد صفحہ۱۷۹)

**فَائِدَہ:** مراد یہ ہے کہ نفل روزہ نہ رکھے تاکہ اس کے ساتھ شرکت کر سکے اور اس کی دلجوئی ہو۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا مہمانوں کے اکرام میں روزہ نہیں رکھتے تھے تاکہ ان کے ساتھ کھانے میں شرکت ہو سکے۔

## مہمان کے اکرام میں خندہ پیشانی سے پیش آئے

امام اوزاعی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کا قول امام بیہقی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے نقل کیا ہے کہ مہمان کا اکرام یہ ہے کہ اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ (الشعب جلد۷ صفحہ۱۰۳)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ چہرہ نہ بنائے کہ اب جیب خالی ہو جائے گی۔ ان کے کھانے ناشتہ میں روپیہ خرچ ہو جائے گا۔ بلکہ آمد پر خوش ہو کہ اس کی آمد سے روزی میں برکت ہوگی۔

## میزبان سے کھانے کی تحقیق نہ کرے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو اپنے کسی مسلمان بھائی کے پاس آئے، اور وہ اسے کھلائے تو اس کا کھانا کھالے۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۸۰، کنزالعمال جلد ۹ صفحہ ۲۵۱)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ خود جا کر مہمان بنے اور شبہ بھی ہو تو نہ پوچھے کہ یہ کھانا کس کمائی سے ہے بلکہ پہلے ہی سے نہ جائے اور اگر وہ خود بلائے اور تمنا ظاہر کرے اور اس کا مال مشتبہ ہو تو محتاط طریقہ سے کہہ دے یا شبہ کی وجہ سے عذر ظاہر کر دے۔

## صبح کا ناشتہ وہاں جہاں رات گزارے

ابو کریمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کو آنے والے مہمان کی میزبانی واجب ہے وہ جس کے یہاں صبح کرے تو وہ اسی کے ذمہ ہے خواہ وہ حق ادا کرے یا چھوڑ دے۔

(ابوداؤد صفحہ ۵۲۶، ابن ماجہ صفحہ ۲۶۱)

**فائدہ:** یعنی مہمان جہاں رات گزارے صبح کا نظام اور ناشتہ بھی اسی کے ذمہ اور اسی کا حق ہے۔ بلا ناشتہ کے رخصت کرنا حق تلفی ہے۔ اگر کوئی دوسرا ناشتہ کرائے تو پھر جہاں رات کا قیام رہا ہے اس سے اجازت لے لے۔ عرف اور ماحول میں بھی یہی رائج ہے کہ جہاں رات گزارتا ہے وہیں علی الصباح ناشتہ بھی کیا جاتا ہے۔

## مہمان اگر کوئی خلاف شرع امر دیکھے تو

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا بنایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں تصویر دیکھی تو واپس چلے گئے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۴۰، نسائی کتاب الزینۃ)

ابوداؤد اور ابن ماجہ کی دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دعوت کی۔ انہوں نے کھانا بنایا۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا۔ اگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بلا لیتے تو ہم ساتھ کھاتے۔ انہوں نے بلا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے ہی گھر میں قدم رکھا تو تصویر دیکھی، جو گھر کے ایک گوشہ میں تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔ تو فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔ دیکھو تو صحیح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے واپس ہو گئے۔ تو میں پیچھے پیچھے آیا۔ پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے واپس آئے؟ تو آپ نے فرمایا نہ میرے لئے نہ کسی نبی کے لئے گنجائش ہے کہ تصویر والے گھر میں داخل ہو۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۲۷)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی منکر اور خلاف شرع بات میزبان یا دعوت کرنے والے کے گھر دیکھے مثلاً

جاندار کی تصویر جو دیوار پر لگی ہو یا ناچ گانا ہو یا باجہ بج رہا ہو یا ٹی وی، وی سی آر چل رہا ہو جس کا فتنہ اس زمانہ میں عام ہے، ٹی وی تو تصویر سے بدر جہا بری اور خبیث چیز ہے۔ جس میں فواحشات منکرات کا ڈھیر ہے۔ تو مہمان کے لئے یہ سنت ہے کہ اس کی وجہ سے واپس چلا جائے۔ اگر میزبان نے ان منکرات کو دور کر دیا تو شریک طعام ہو جائے ورنہ نہیں۔

**انتباہ:** مہمان کے متعلق مزید آداب وغیرہ ''شمائل کبریٰ'' کی جلد اول میں ملاحظہ کیجئے وہاں تفصیل سے اس پر کلام ہے۔

# امانت اور دیانت داری

## امانت کے متعلق حکم قرآن پاک

قرآن پاک میں ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمَانَاتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رَاعُوْنَ﴾

یعنی وہ لوگ جو جنت میں جا کر کامیاب ہونے والے ہیں ان میں امانت اور وعدوں کی رعایت کرنے والے بھی ہیں۔قرآن پاک نے متعدد مقامات پر امانت کا ذکر کیا ہے۔جس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ امانت داری ایک ایسا اعلیٰ وصف ہے جس کے حامل حضرات فرشتے اور برگزیدہ رسول و بندے ہوتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی شان میں ہے:

﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ﴾

ترجمہ: ''اس کو امانت دار فرشتہ لے کر اترا۔''

پیغمبر کی شان میں ہے:

﴿اِنِّیْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ﴾

ترجمہ: ''میں تمہارے لئے امانت دار پیغام رساں ہوں۔''

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پوری شریعت ایک خدائی امانت ہے جو ہم انسانوں کے سپرد ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کے مطابق اپنے مالک کا پورا پورا حق ادا کریں اگر ہم ایسا نہ کریں گے تو خائن ٹھہرائیں گے۔اسی وجہ سے آپ نے امانت داری کو ایمان کا جوہر قرار دیتے ہوئے فرمایا: امانت دار نہیں تو ایمان نہیں۔

اور امانت میں خیانت منافق کی امتیازی عادت قرار دی ہے۔

## جو امانت دار نہیں وہ ایمان دار نہیں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں امانت نہیں وہ ایمان دار نہیں۔ (طبرانی، ترغیب جلد ۴ صفحہ ۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس میں امانت نہیں اس میں دین نہیں۔ نہ اس کی نماز نہ اس کی زکوٰۃ۔ (یعنی امانت نہ ہونے کی وجہ سے یہ چیزیں بھی ثواب سے متاثر ہوتی ہیں۔ ان میں کمال اور

مقبولیت کی شان نہیں پیدا ہوتی)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں ہمیں یہ نہ فرمایا ہو، جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں جس میں عہد کی پابندی نہیں اس میں دین نہیں۔
(مکارم الخرائطی صفحہ ۱۶۹)

## خیانت، منافق کی پہچان ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ گفتگو میں جھوٹ بولے، وعدہ خلافی کرے، امانت میں خیانت کرے، اگرچہ وہ روزہ رکھے نماز پڑھے، اور سمجھے کہ میں مسلمان ہوں۔ (مسلم، ترغیب جلد ۴ صفحہ ۹)

ایک روایت میں ہے کہ اگر وہ روزہ رکھے، نماز پڑھے، حج کرے، عمرہ کرے، اور سمجھے کہ میں مسلمان ہوں۔

## سب سے پہلے امانت اٹھائی جائے گی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے دین میں سب سے پہلے جو چیز اٹھائی جائے گی وہ امانت ہوگی اور آخر میں نماز۔ ثابت (جو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں) کہتے ہیں اسی وجہ سے تم دیکھو گے کہ آدمی نماز پڑھتا ہوگا، روزہ رکھتا ہوگا لیکن امانت کا حق ادا نہیں کرے گا۔

(مکارم الخرائطی صفحہ ۱۷۴)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے کہ سب سے پہلے امانت اٹھائی جائے گی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ سب سے پہلے جو چیز اٹھائی جائے گی وہ امانت اور حیا ہوگی۔ بس خدا سے ان دونوں کا سوال کرتے رہو۔ (مکارم صفحہ ۱۸۰، مطالب عالیہ صفحہ)

**فائدہ:** آج یہ پیشین گوئی پوری ہو رہی ہے۔ دیکھئے لوگ نماز روزہ کے پابند ہیں مگر امانت کا کوئی خیال نہیں۔ نہ مال کی امانت کا نہ دین کی امانت کا انہیں خیال ہوتا ہے۔ کتنے لوگ ایسے ہیں جو اوقاف مساجد مدارس کے مالی ذمہ دار ہیں مگر قوم کی امانت کا ان کو خیال نہیں ہوتا خوب آزادی سے خیانت اور خورد برد کرتے ہیں۔ اللہ کی پناہ ثواب سے زیادہ گناہ اور مواخذہ اپنے ذمہ لیتے ہیں۔ حضرت شداد کی ایک روایت میں بھی ہے سب سے پہلی چیز جو لوگوں میں تم ختم ہوتا پاؤ گے وہ امانت ہے۔ (کنز جلد ۷ صفحہ ۶۱)

## مؤمن کون ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن وہ ہے جو لوگوں اور مال

میں امین ہو۔

**فائدہ:** یعنی ناحق کسی کے مال اور جان میں نقصان نہ پہنچائے۔ بلکہ اس کی حفاظت کرے۔

## خائن جنت میں نہیں جا سکتا

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ظلم وتشدد کرنے والا، بخیل، خائن، بدخلق داخل نہیں ہوسکتا۔ (مکارم صفحہ ۱۷۶)

## جنت کی ضمانت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم مجھ سے چھ چیزوں کی ذمہ داری لو میں تمہارے لئے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ لوگوں نے کہا وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بولے تو جھوٹ نہ بولے، وعدہ کرے تو وعدہ خلافی نہ کرے، امانت دی جائے تو خیانت نہ کرے، اپنی نگاہوں کو پست رکھے، اپنے ناموس کی حفاظت کرے، اپنے ہاتھوں کو بچائے (کسی کو تکلیف نہ دے) حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی حدیث منقول ہے۔

## خیانت قیامت کی علامت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ قیامت کی علامت یہ ہے کہ خیانت کرنے والا تو امین ہو جائے اور امین خائن ہو جائے۔ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۱۹۹)

**فائدہ:** یعنی جو لوگ حقیقۃً امین ہیں ان کو خیانت سے متہم کیا جائے یا ان کو خائن سمجھا جائے۔ چنانچہ آج ایسا ہی ہو رہا ہے۔ بیشتر قوم کے جو سربراہ ہیں ان کو امین سمجھا جا رہا حالانکہ وہ خائن ہیں۔

## قدرت کے باوجود جو خیانت نہ کرے تو

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پاس امانت رکھی جائے اور وہ ادا کرے۔ حالانکہ وہ قادر تھا کہ ادا نہ کرے، تو اللہ پاک اس کی شادی حورعین سے کرے گا۔

(مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۷۷۔۲)

**فائدہ:** مثلاً کسی نے چپکے سے بلا کسی تحریر وغیرہ کے بھاری رقم رکھی اور اس نے اس کو محفوظ رکھا اور ادا کر دیا۔ یا کسی کی کوئی خبر پہنچی اور اسے معلوم نہیں اور اس نے اس تک پہنچا دی۔

## جس میں یہ اوصاف ہوں اسے کوئی فکر نہیں

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس یہ تین

چیزیں ہوں اور تمہارے پاس دنیا نہ ہو تو کوئی فکر نہیں۔ بات کی سچائی، امانت کی حفاظت، کھانے کی پاکیزگی، یعنی حلال کمائی کا لقمہ۔ (مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۱۷)

**فائدہ:** یعنی یہ ایسے اچھے مکارم اخلاق ہیں کہ ان کے سامنے دنیا کی کوئی قیمت نہیں ایسا آدمی باوجودیکہ غریب ہو قوم میں شریفوں میں معزز ہوتا ہے۔

## نماز دھوکے میں نہ ڈال دے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خبردار کسی آدمی کی نماز اس کا روزہ تم کو دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ چاہے نماز پڑھے چاہے روزہ رکھے۔ اس میں دین ہی نہیں جو امانت کا خیال نہ رکھتا ہو۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۷۷)

یعنی بہت سے لوگ نماز روزہ میں اچھے نظر آتے ہیں لیکن امانت اور معاملات کی حفاظت میں بالکل کورے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ کتنے پابند صوم وصلوۃ ایسے ہیں جو لوگوں کا مال ہڑپ کئے بیٹھے ہیں یا مال کی آمد میں حرام و حلال کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ لوگ حقیقت میں دیندار نہیں۔

**فائدہ:** خیال رہے کہ جس طرح امانت کا یہ مفہوم ہے کہ کس کا مال یا کسی کا سامان جس طرح ہو اسی طرح بلا خورد برد کمی بیشی کے اپنے وقت یا مطالبہ پر واپس کر دیا جائے۔ اسی طرح اس کا ایک وسیع مفہوم یہ بھی ہے کہ خدائے پاک کے سارے اوامر ونواہی ادا کئے جائیں۔ اوامر اور احکام الٰہی یہ اللہ کی امانت ہیں جن کی ادائیگی اور اطاعت بندے کے ذمہ ہے ان کا ادا کرنا امانت ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔ نماز امانت ہے۔ اسی طرح صحیح ناپ تول امانت ہے، بات امانت ہے۔ (مکارم الخرائطی صفحہ ۱۶۶)

اسی طرح جان مال اعضاء جوارح، بچے یہ سب امانت ہیں۔ خدائے پاک کی مرضی کے موافق ان کو چلانا مال واعضاء وجوارح کو طاعت میں لگا کر گناہ سے بچنا یہ ان کے حقوق ہیں ان میں کوتاہی، امانت کا حق ادا نہ کرنا اور اس کو ضائع کرنا ہے۔

## امانت رزق کا جالب ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امانت داری رزق کا سبب ہے اور خیانت فقر کا سبب ہے۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۶۰)

**فائدہ:** امانت داری سے رزق اور معیشت میں برکت ہوتی ہے۔

آدمی کاروبار میں امانت داری کا خیال کرتا ہے تو لوگوں کا اس پر اعتماد رہتا ہے جس کی وجہ سے اس کے ساتھ کاروبار اور معاملہ پر لوگ مطمئن رہتے ہیں اور اس کے ساتھ معاملہ کرنے میں خوف محسوس نہیں کرتے۔ ایسوں کی دین و دنیا دونوں بہتر رہتی ہیں۔

## امانت اور اس کا مفہوم و مطلب

کسی کی چیز یا حکم اس کے حقوق کی رعایت کے ساتھ ادا کرنا ہے۔ اس کا تعلق صرف روپیہ پیسہ کے ساتھ نہیں ہے بلکہ اس سے بہت زیادہ وسیع ہے۔

بلکہ ہر مالی قانونی اور اخلاقی امانت تک وسیع ہے۔ اگر کسی کی کوئی چیز آپ کے پاس رکھی ہے تو اس کے مانگنے پر یا یوں بھی جوں کا توں دے دینا امانت ہے۔ اگر کسی کا کوئی حق آپ پر باقی ہے تو اس کو ادا کرنا بھی امانت ہے۔ کسی کا کوئی بھید آپ کو معلوم ہے تو اس کو چھپانا بھی امانت ہے۔ کسی مجلس میں ہوں اور کچھ باتیں دوسروں کے متعلق آپ وہاں سن لیں تو ان کو اسی مجلس تک محدود رکھنا اور دوسروں تک پہنچا کر فتنہ اور ہنگامہ کا باعث نہ بننا بھی امانت ہے۔ کسی نے آپ سے اپنے کسی کام میں مشورہ مانگا تو اس کو سن کر اپنے تک ہی محدود رکھنا اور اس کو اپنے جانتے صحیح مشورہ دینا بھی امانت ہے۔ اگر کوئی کسی کام پر نوکر ہے تو اس نوکری کو شرائط کے مطابق اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے انجام دینا بھی امانت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حقوق کی رعایت امانت ہے۔

(سیرۃ النبی جلد ۶ صفحہ ۴۲۹)

حضور پاک ﷺ نے حجۃ الوداع کے مشہور خطبہ میں فرمایا: عورتوں کے باب میں خدا سے ڈرو، کیونکہ تم نے ان کو اللہ کی امانت اور عہد کے ساتھ اپنی زوجیت میں لیا ہے۔ (خیال رہے کہ) مرد جب کسی عورت کو اپنی زوجیت میں لیتا ہے تو خدا کی مقرر کی ہوئی شرطوں کے مطابق لیتا ہے۔ لیکن کوئی مرد اگر کسی عورت کو اپنی زوجیت میں لے کے اس کے حقوق ادا کرنے میں کمی کرتا ہے یا اس کے حقوق کو بالکل نظر انداز کر دیتا ہے تو وہ گویا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی امانت میں خیانت کرتا ہے۔ (سیرۃ النبی جلد ۶ صفحہ ۴۳۵)

اسی طرح خدا کے احکام و قوانین کو بھی کماحقہ، ادا کرنا امانت ہے۔ جیسا کہ "اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ" سے معلوم ہو رہا ہے۔

# وعدہ پورا کرنا

## وفاء عہد

خدائے تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:

﴿اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾

ترجمہ: ”اپنے عہد کو پورا کرو۔“

﴿اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾

ترجمہ: ”اپنے عہد کو پورا کرو۔ عہد کا سوال کیا جائے گا۔“

عہد کے پورا کرنے کا حکم ہے اس سے مراد معاہدہ ہے۔ دو فریق کے درمیان کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا عہد ہو اور جو کوئی شخص کسی سے یکطرفہ وعدہ کر لیتا ہے کہ میں آپ کو فلاں چیز دوں گا یا فلاں وقت آپ سے لوں گا یا فلاں وقت آپ سے ملوں گا یا آپ کا فلاں کام کروں گا تو اس کا پورا کرنا بھی واجب ہے۔ اس میں تمام معاہدات سیاسی تجارتی، معاملاتی، شامل ہیں جو افراد یا جماعتوں کے درمیان دنیا میں ہوتے ہیں۔

(معارف القرآن صفحہ ۴۸)

معاہدات کی ابتدائی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ معاہدہ جو انسان کا رب العالمین کے ساتھ ہے۔ مثلاً ایمان طاعت کا عہد یا حلال وحرام کی پابندی کا عہد۔

دوسرا وہ معاہدہ جو ایک انسان کا خود اپنے نفس کے ساتھ ہے۔ جیسے کسی چیز کی نذر اپنے ذمہ مان لے یا حلف کر کے کوئی چیز اپنے ذمہ لازم کر لے۔

تیسرا وہ معاہدہ جو ایک انسان کا دوسرے انسان کے ساتھ ہے۔ دو انسانوں کے درمیان ہر طرح کے معاملات، نکاح، تجارت، شرکت، اجارہ، ہبہ وغیرہ۔ ان تمام معاہدات میں جو جائز شرطیں ہیں باہم طے ہو جائیں تو اس آیت کی رو سے ان کی پابندی ہر فریق پر لازم واجب ہے۔ (معارف پ ۶ صفحہ ۴۷)

### وعدہ پورا کرنا واجب ہے

حضرت عبادہ ابن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بولو تو سچی بات بولو، وعدہ کرو تو پورا کرو۔ (مکارم الخرائطی صفحہ ۱۹۷)

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم گفتگو کرو تو جھوٹ نہ بولو اور جب وعدہ کرو تو پورا کرو۔ (مکارم صفحہ ۸۷)

## وعدہ قرض ہے

حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً مروی ہے کہ وعدہ قرض ہے۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۳۴۷)

**فَائِدَۃ:** جس طرح قرض کا پورا کرنا واجب ہے اسی طرح وعدہ کا بھی پورا کرنا واجب ہے۔

## وعدہ خلافی محبت کو ختم کرنے والی ہے

حضرت عبدالرحمن ابزی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرت داوٗد عَلَیْہِ السَّلَامُ نے فرمایا: اپنے بھائی سے وعدہ کر کے اس کے خلاف نہ کرو کہ یہ تمہارے اور اس کے درمیان عداوت پیدا کرے گا۔ (مکارم الخرائطی صفحہ ۲۰۷)

## جنت کی ضمانت

حضرت عبادہ بن الصامت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم چھ چیزوں کی ضمانت (عمل کرنے کی) لے لو میں تمہارے لئے جنت کا ضامن ہوں گا۔

1. بولو تو سچ بولو۔
2. وعدہ کرو تو اسے پورا کرو۔
3. امانت ادا کرو۔
4. اپنی خواہشات کی حفاظت کرو۔
5. اپنی نگاہیں پست رکھو۔
6. اپنے ہاتھ کو بچا کر رکھو (کسی کو تکلیف نہ دو)۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۲ صفحہ ۲۰۶)

## وعدہ خلاف دیندار نہیں

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اس میں ایمان نہیں جو امانت دار نہیں، اس میں دین نہیں جو وعدوں کا پابند نہیں۔ (بیہقی جلد ۴ صفحہ ۷۸)

## بے وفائی پر ہلاکت کی بددعا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ وعدہ قرض ہے۔ ہلاکت و بربادی ہے اس کے لئے جو وعدہ کرے پھر اسے پورا نہ کرے۔ آپ نے تین مرتبہ یہ فرمایا۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۳۴۷)

## میدان حشر کی رسوائی

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وعدہ خلاف، غدر کرنے والے، وعدہ اور عہد کے خلاف کرنے والوں کے لئے ایک جھنڈا ہوگا۔ (جس سے ان کو پہچان لیا جائے گا) پس کہا جائے گا کہ یہ فلاں بدعہد ہے۔ (بیہقی جلد۴ صفحہ ۷۸)

## وعدہ خلافی منافق کی خصلت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں منافق کی علامت ہیں اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو اور اپنے کو مسلمان سمجھتا ہو۔

❶ بولے تو جھوٹ بولے۔

❷ وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے۔

❸ امانت رکھی اجائے تو خیانت کرے۔ (مشکوۃ صفحہ ۱۷)

## ارادہ وفا کے باوجود پورا نہ کرسکا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی نے اپنے بھائی سے وعدہ کیا اور اس کی نیت وعدہ پوری کرنے کی تھی مگر پورا نہ کرسکا نہ وقت پر آسکا۔ (آنے کے وعدہ پر) تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

## خدا کے پاکیزہ بندے کون؟

ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن خدا کے بہترین پاکیزہ بندے وہ ہوں گے جو اپنے وعدہ کو پورا کرنے والے ہوں گے۔ (مسند احمد، کنزالعمال جلد۹ صفحہ ۳۴۹)

## دھوکا دینے کی سخت ترین سزا

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ہر دھوکہ باز کو قیامت کے دن اس کے پاخانہ کے راستہ میں جھنڈا گاڑ دیا جائے گا۔ (مشکوۃ صفحہ ۳۲۳)

**فائدہ:** جو شخص وعدہ کرکے دھوکہ دے وہ غادر ہے اس کی سخت ترین سزا ہے۔ قیامت کے دن اس کے پاخانہ کے راستہ سے ایک جھنڈا نمایاں کیا جائے گا تاکہ لوگوں میں اس کی شہرت ہو اور ذلیل ہو۔ اللہ کی پناہ۔

عموماً لوگ معاملات میں وعدہ کرلیتے ہیں اور دھوکہ دے کر اپنا نفع حاصل کرلیتے ہیں ایسوں کی یہ سزا قیامت میں ہوگی۔

## چھوٹے بچوں سے جو کہے اسے بھی پورا کرے

حضرت عبداللہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے کہ میری ماں نے مجھے بلایا اور کہا لو، آؤ میں تمہیں دوں گی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس کی والدہ سے پوچھا کیا دوگی؟ کہا کھجور دوں گی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا. اگر تم کچھ نہ دوگی تو تم جھوٹوں میں لکھی جاؤ گی۔ (مشکوۃ صفحہ ۴۱۶)

**فَائِدَہ:** عموماً لوگ بچوں سے بہلانے اور متوجہ کرنے کے لئے کچھ کہہ دیتے ہیں مثلاً آؤ فلاں چیز دوں گا اور اسے یونہی کھیل سمجھ کر پورا نہیں کرتے۔ یہ گناہ کی بات ہے۔ شیخ عبدالحق رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ جھوٹ کسی چیز کو دینے کے لئے کہا تو یہ حرام ہے۔ لہٰذا بچوں سے جھوٹا وعدہ نہ کرے اگر کرے تو اسے پورا کرے کہ وعدہ کا پورا کرنا واجب ہے خواہ بچے سے کرے۔ اسی طرح مزاحاً وعدہ کرنا اور نہ ادا کرنا بھی مذموم ہے۔

# حلم و بردباری

## حلم و بردباری کی وجہ سے شب گزار صائم النہار کا درجہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ حلم و برد باری اور برداشت کی وجہ سے صائم النہار اور شب گزار کا درجہ پالیتا ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۱۸)

**فائدہ:** خیال رہے کہ شریعت مطہرہ میں صرف عبادات اور صرف ذکر و شغل کی ہی فضیلت نہیں ہے بلکہ عمدہ اخلاق اچھے احوال کی بھی بڑی فضیلت ہے بلکہ عبادت اور ریاضت سے زائد ان امور کی اہمیت ہے کہ عالم کا نظام بہتر ہوتا ہے، اجتماعی زندگی میں محبت اور اکرام کا ماحول ہوتا ہے۔ بردباری اور سنجیدگی بھی مکارم اخلاق میں سے ہے۔

## بلاحساب جنت میں داخلہ

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ پاک (قیامت کے دن) تمام مخلوق کو جمع کرے گا تو ایک پکارنے والا پکارے گا اہل فضل کہاں ہیں؟ پس ایک چھوٹی سی جماعت اٹھے گی اور تیزی سے جنت کی طرف جانے لگے گی۔ آگے بڑھ کر ملائکہ ان سے ملاقات کریں گے اور پوچھیں گے، بڑی تیزی سے تم لوگوں کو جنت میں جاتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، تم کون لوگ ہو؟ یہ لوگ جواب دیں گے ہم لوگ اہل فضل ہیں۔ پوچھیں گے تمہارا فضل (یعنی بہترین اعمال) کیا ہے؟ یہ لوگ جواب دیں گے: جب ہم پر ظلم کیا جاتا تھا تو ہم لوگ صبر کرتے تھے۔ جب ہمارے ساتھ برائی کی جاتی تھی تو ہم برداشت کرتے تھے۔ تو ان سے کہا جائے گا جاؤ جنت۔ کیا ہی اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۱۸)

**فائدہ:** تحمل اور برداشت پر کتنی بڑی فضیلت حاصل ہوئی۔ اس حدیث پر غور کریں وہ لوگ جو کسی بھی خلاف طبع باتوں پر کس قدر جلدی سے بدلہ لیتے ہیں اور برداشت کو ذلت اور کمزوری سمجھتے ہیں، ایسی فضیلت سے محروم ہیں۔ تحمل اور برداشت بہت بڑی دولت ہے۔ عموماً جو لوگ کسی عہدہ پر ہوتے ہیں حلم اور بردباری کو وقار کے خلاف سمجھتے ہیں۔ بڑی محرومی کی بات ہے۔

## اللہ کی محبت کس پر واجب؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کی محبت اس پر واجب ہو جاتی

ہے جس کو غصہ کی بات کہی جائے اور وہ اسے برداشت کرے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۴۱۹)

**فَائِدَة:** حلم و بردباری خدا کو پسند ہے۔ اس کی وجہ سے معاملات میں سلجھاؤ رہتا ہے۔

## جس میں یہ تین چیزیں نہ ہوں

حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس میں یہ تین باتیں نہ ہوں وہ اپنے کو کسی عمل (خیر) پر گمان نہ کرے۔

1. اسے خوف خدا نہ ہو کہ اسے خدا کی حرام کردہ چیزوں سے روک سکے۔
2. بردباری نہ ہو کہ اسے بے راہ روی سے روک دے (کہ آدمی غصہ میں غلط راستہ بھی اختیار کر لیتا ہے)
3. ایسا خلق کہ لوگوں میں زندگی گزار سکے۔ (مکارم طبرانی صفحہ۳۲۲)

**فَائِدَة:** مطلب یہ ہے کہ یہ معیاری بنیادی اچھے اوصاف ہیں کہ کسی میں یہ اوصاف نہ ہوں تو وہ گویا کہ خالی ہے۔

## دو خصلتیں اللہ پاک کو محبوب

حضرت ابو سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ وفد قیس کے شیخ نے جب حضور پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے ملاقات کی تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم میں دو خصلتیں ہیں جو اللہ پاک کو محبوب ہیں۔ بردباری اور وقار۔
(بیہقی فی الشعب جلد۶ صفحہ۳۳۵)

## بلند درجات کے اعمال کیا ہیں؟

حضرت عبادہ بن صامت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں تم کو وہ اعمال نہ بتا دوں جس سے جنت کے بلند تعمیرات اور درجات رفیعہ حاصل ہوں؟ کہا ہاں اے اللہ کے رسول! فرمایا جو تمہارے اوپر جہالت کرے تم اسے برداشت کرو۔ جو تم پر ظلم کرے اسے سہو۔ جو تم کو محروم کرے نہ دے تم اسے دو۔ جو تم سے تعلق کاٹے تم اس سے جوڑ رکھو۔ (بزار، ترغیب جلد۳ صفحہ۴۱۹)

## حلیم کون ہے؟

حضرت ابو سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: آدمی حلیم بردبار نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ وہ معاف کرنے والا ہو اور حکیم نہیں ہو سکتا جب تک کہ تجربہ کار نہ ہو۔ (مشکوۃ صفحہ۴۲۹)

**فَائِدَة:** مطلب یہ کہ کثرت سے معاف کرنے والا ہو بدلہ سزا لینے والا نہ ہو وہ حلیم ہے۔

## دنیا اور آخرت کا سردار کون؟

خطیب بغدادی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ حلیم اور بردبار آدمی

دنیا میں بھی سردار ہے اور آخرت میں بھی سردار ہے۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۲۹)

**فَائِدَہ:** چونکہ حلیم اور سنجیدہ سے ہر شخص کا نبھاؤ ہوتا ہے اور حسن تعلقات باقی رہتے ہیں۔ کسی کو تکلیف یا اذیت وکلفت نہیں پہنچتی۔

## خدا کے نزدیک بلند مرتبہ کیسے حاصل؟

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا. خدا سے بلند مرتبہ کے طالب رہو۔ اس بردباری اور سنجیدگی پر جب کہ لوگ تم پر نادانی اور جہالت کریں اور ان کو نوازنے پر جو تم کو محروم رکھے۔

**فَائِدَہ:** یہ اخلاق بلندی مرتبہ کا باعث ہیں چونکہ اس میں نفس مرتا ہے اور نفس کا مرنا خدا کے تقرب کا باعث ہے۔

## حلم سے کوئی ذلیل نہیں ہوتا

ابن شاہین رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جہالت سے کوئی عزت والا نہیں ہوتا، حلم بردباری سے کوئی ذلیل نہیں ہوتا۔ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۳۲)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ کسی پر جہالت کر کے اسے اپنی عزت کا باعث سمجھتے ہیں۔ اسی طرح لوگ کسی کی بری بات اور ظلم کے برداشت کو ذلت کا کام خیال کرتے ہیں سو یہ غلط ہے۔ عزت و ذلت کا یہ شیطانی معیار ہے خدائی معیار اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ ہیں۔ خواہ ماحول میں ذلت سمجھا جائے جیسے کہ سادگی سے نکاح آج کل کے ماحول میں عزت کی بات نہیں رہی مگر خدا رسول کے نزدیک عزت و رفعت کا باعث ہے۔

## حلم اور بردباری کا مفہوم

حلم اور بردباری کے معنی یہ ہیں کہ انتقام کی قدرت کے باوجود کسی ناگوار بات یا تکلیف و حرکت یا جرم کو برداشت کیا جائے اور قصور وار سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے۔ یہ حلم اور بردباری خدائے تعالیٰ کی ذات میں بدرجہ اتم واکمل موجود ہے۔ جس کی وجہ سے وہ بندوں کی کوتاہیوں کو درگزر کرتا رہتا ہے۔

انسان کے لئے بھی یہ وصف باعث کمال وفضیلت ہے۔ حضرات انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کا بھی یہ خاص وصف رہا ہے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَامُ کی نسبت سے۔ "اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ" حضرت اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَامُ کے متعلق ہے۔ "بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ" بردبار لڑکا۔

اسی لئے اس حلم اور بردباری کی جو اخلاق کریمہ میں سے ہے، حدیث پاک میں فضائل بیان فرما کر اس کی ترغیب دی گئی ہے تا کہ ہر مؤمن اس وصف کا حامل رہے۔

# اعتدال اور میانہ روی

## قرآن میں اعتدال کا حکم

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا﴾

اس آیت میں امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ایک امتیازی فضیلت وخصوصیت مذکور ہے کہ وہ تمام امور میں خواہ عقائد عبادات ہوں یا معاملات ومعاشرت ہو سب میں ایک معتدل امت بنائی گئی ہے۔ جس طرح بدن انسانی میں کمال صحت اعتدال مزاج سے ہے اسی طرح یہ امت محمدیہ تمام امور میں اعتدال کی وجہ سے وصف کمال پر ہے۔

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ (سورہ حدید)

اس آیت کریمہ میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اوران پر نزول کتاب کا مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس کے ذریعہ لوگوں میں اخلاقی اور عملی اور عقائدی اعتدال پیدا کرتے ہیں۔ انبیاء کتابوں کے ساتھ روحانی اخلاقی معاشرتی اعتدال کے لئے مبعوث کیے گئے ہیں۔ اس سے اعتدال اور میانہ روی کے معیار کا پتہ چلتا ہے۔ اس لئے احادیث میں اس معیار پر قائم رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔

## اخراجات میں اعتدال

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے خرچ میں اعتدال سے کام لیا وہ محتاج نہ ہوگا۔ (مجمع جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۲، بیہقی فی الشعب جلد ۵ صفحہ ۲۵۵)

## خرچ میں اعتدال سمجھداری کی بات ہے

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کی سمجھداری میں سے یہ ہے کہ خرچ میں اعتدال کرے۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۵ صفحہ ۲۵۴)

## دنیا کے کمانے میں اعتدال اختیار کرے

حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا سے ڈرو اور طلب معاش میں سنجیدگی اختیار کرو، کوئی جان اس وقت تک مرنہیں سکتی جب تک کہ اپنا رزق مکمل نہ کرلے گو

تاخیر ہو جائے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۵۵)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ خدائے پاک تھکن اور ملال محسوس نہیں فرماتے ہاں تم بھلے زیادہ جدوجہد سے ملال اور تھکن محسوس کرتے ہو۔ سو عمل میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرو۔

## اعتدال اختیار کرنے والا تنگدست نہیں ہوتا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اعتدال کا راستہ اختیار کیا وہ تنگدست نہ ہوگا۔ (مسند احمد، کنز العمال صفحہ ۴۹)

## اعتدال نصف معیشت ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خرچ میں اعتدال نصف کمائی ہے۔ حسن خلق نصف دین ہے۔

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ اعتدال سے آدمی پریشان نہیں ہوتا۔ اعتدال سے خرچ کرنا۔ اس میں بچت اور اتنی برکت ہوتی ہے کہ اگر آدمی اندازہ لگائے تو اس کی نصف کمائی ہو جاتی ہے گویا کہ اعتدال کی وجہ سے اس کی نصف کمائی بچ گئی۔ کہ اگر یہ اعتدال سے خرچ نہ کرتا تو اسے اور کمانے کی ضرورت پڑتی۔

## اعتدال میں غناء ہے

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اعتدال اور میانہ روی اختیار کرے گا وہ غنی رہے گا۔ (مجمع)

## اعتدال اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں جزء ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک طور طریق نیک انداز اور اعتدال و میانہ روی نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

**فائدہ:** نبوت کے پچیس اہم اجزاء میں سے ایک جزء میانہ روی ہے۔ اس سے اعتدال کی کتنی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

## بقدر وسعت وطاقت اعتدال پر عمل کرے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاقت کے مطابق عمل کرو۔
(مختصراً کنز العمال جدید جلد ۳ صفحہ ۲۸)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ طاقت اور وسعت سے زائد جوش میں آکر ایک دن تو خوب کرلیا۔ لیکن دوسرے دن گھبرا کر، تھک کر چھوڑ دیا سو یہ اچھی بات نہیں۔ آدمی تھوڑا ہی کرے مگر ہمیشہ کرے۔

## ہر حال میں اعتدال پر رہے

حضرت حذیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مال داری کی حالت میں بھی اعتدال اچھی چیز ہے اور فقر تنگدستی میں بھی اعتدال اچھی شئے ہے۔ عبادت میں بھی اعتدال اچھی چیز ہے۔
(کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۸، بزار)

**فَائِدَہ**: مطلب یہ ہے کہ جس حال میں رہے اعتدال ملحوظ رہے، مالداری میں خرچ وغیرہ میں اعتدال اختیار کرے۔ غربت میں بھی اعتدال سے رہے پریشانی اور شکایت اور بخل میں مبتلا نہ ہو کہ اعتدال کامیابی کا راستہ ہموار کرتی ہے۔

## اعتدال سے خوش حالی آتی ہے

حضرت طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو اعتدال اختیار کرے گا خدا اسے غنی بنا دے گا۔ جو اسراف فضول خرچی کرے گا خدا اسے تنگ دست کر دے گا۔ جو شخص تواضع اختیار کرے گا خدا اسے بلند کر دے گا۔ (بزار، جامع صغیر صفحہ ۵۱۷)

## کس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ؟

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللہ پاک جب کسی کے گھر میں بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو ان لوگوں کے خرچہ میں اعتدال کر دیتے ہیں۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۵ صفحہ ۲۵۲)

**فَائِدَہ**: اگر خرچ میں اعتدال نہیں رہتا۔ ادھر ادھر واہی تباہی غیر ضروری امور میں جب خرچ ہوتا ہے تو مال کی برکت اور اس کی روح نکل جاتی ہے۔ مال جلد ختم ہو کر غربت پھر ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے۔ کتنے ہی گھروں کو دیکھا گیا ہے کہ مال کی فراوانی پر خرچہ میں اعتدال کو ملحوظ نہیں رکھا۔ عیش پرستی عمدہ عمدہ کھانے اور کپڑوں میں اور زیب وزینت میں خرچ کر دیا جس کے نتیجے میں بعد میں غریب ہو گئے اور ایسی غربت بڑی پریشان کن ہوتی ہے۔ ایسی غربت سے حدیث میں پناہ مانگی گئی ہے۔ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفَقْرِ بَعْدَ الْغِنٰی"

## آمدنی کو زائد کرنے کے بجائے خرچ میں اعتدال

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: معیشت (گزارہ کے خرچ) میں اعتدال اختیار کر لینا تجارت بڑھانے سے بہتر ہے۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۵ صفحہ ۲۵۲)

**فَائِدَہ**: مطلب دنیا کے زائد جھمیلے سے جس کی وجہ سے آدمی آخرت کی تعمیر کم یا بمشکل کر پاتا ہے، اس سے بہتر یہ ہے کہ خرچہ میں اعتدال کرے۔ نیز یہ کہ آمدنی کا اضافہ اس کے اختیار میں نہیں ہے مگر اعتدال سے، ہاتھ روک کر ضرورت پر خرچ کرنا تو اس کے اختیار میں ہے۔

## اعتدال کے ساتھ خرچ باعث ثواب ہے

حضرت حسن رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ نے آپ ﷺ سے پوچھا ہم جو گھر والوں پر خرچ کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے (یعنی ثواب کے اعتبار سے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو تم نے اپنے اہل وعیال پر بلا اسراف اور بخل وکمی کے خرچ کرتے ہو، سو وہ اللہ کے راستہ کا (باعث ثواب) خرچ ہے۔ (بیہقی فی الشعب جلد۵ صفحہ۲۵۲)

**فَائِدَۃ:** اس سے معلوم ہوا کہ اعتدال اور شریعت کے موافق اہل وعیال پر خرچ کرنا فی سبیل اللہ میں داخل اور ثواب ہے۔ اس کے خلاف اگر اسراف کے ساتھ خرچ کرتا ہے، ایک کی جگہ دس لگاتا ہے، یا عیش اور زینت و نمائش میں خرچ کرتا ہے، یا فیشن وگناہ میں مال خرچ کرتا ہے جیسا کہ دنیا دار مالداروں اور رؤساء کی عادت ہے، تو یہ گناہ اور مال کی گرفت کا سبب ہے۔ مال اللہ کی نعمت ہے بے جا صرف کرنے کے بجائے آخرت کا ذخیرہ بنائے اور راہ خدا میں صرف کرے۔

## اعتدال اور میانہ روی

اسلام کی خاص خوبی یہ ہے کہ اس کا راستہ اکثر مسئلوں میں افراط وتفریط کے بیچ سے نکلا ہے۔ قرآن پاک نے مسلمانوں کو "اُمَّۃً وَّسَطًا" (بیچ کی امت) کا خطاب جن وجوہ سے دیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان کا مذہب افراط وتفریط کے درمیان ہے۔ اس لئے اس نے اکثر معاملوں میں اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم دی ہے۔ انتہا یہ ہے کہ عبادت میں بھی۔ عبادت سے بڑھ کر اسلام میں کوئی نیکی کا کام نہیں۔ اسلام نے اس میں بھی اعتدال ملحوظ رکھا ہے۔ نہ اتنی زیادہ ہو کہ آدمی دوسرے دھندوں کے لائق نہ رہے نہ اتنی کم ہو کہ حق سے غفلت ہو جائے۔ سخاوت اور فیاضی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ سارے مذہبوں نے اس کی تاکید پر تاکید کی ہے اور جو جس قدر زیادہ لٹا سکے اسی قدر وہ تعریف کے قابل سمجھا گیا ہے۔ لیکن اسلام نے اس راہ میں بھی بے اعتدالی سے پرہیز کیا ہے اس کو اچھا نہیں سمجھا ہے کہ دوسروں کو دے کر تم خود اتنے محتاج بن جاؤ کہ بھیک مانگنے کی نوبت آجائے اور محتاجوں میں ایک نئے محتاج کا اضافہ ہو جائے۔ (سیرۃ النبی جلد۶ صفحہ۵۳۰)

## مال ودولت

غربت ومسکنت میں بھی اعتدال رکھنے کا حکم ہے۔ نہ اتنا مال ودولت میں مشغول رہے کہ قارون وقت بن جائے اور خدا سے غافل مال کے حقوق سے غافل ہو جائے۔ غربت ومسکنت میں بھی اعتدال پر رہے ایسا نہ ہو کہ خدا کی ناشکری، بندوں کے سامنے دست ذلت پھیلا کر خود کو قوم کو رسوا کرے۔ غرض کہ زندگی کے تمام شعبوں میں اعتدال ومیانہ روی کا حکم ہے جو مصلحت اور حکمت سے خالی نہیں ہے۔

# سنجیدگی اور طمانیت

## اطمینان اور سنجیدگی سے کام انجام دینا

حضرت زہری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے بیان کیا ہے کہ قبیلہ بلی کے ایک شخص نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ والد نے مجھے چھوڑ کر آپ ﷺ سے گفتگو کی۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے آپ سے کیا کہا؟ کہا کہ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو سنجیدگی (غور وفکر) کے بعد کرو۔ یہاں تک کہ اللہ پاک اس کا صحیح انجام دکھا دے۔

(بیہقی فی الشعب جلد۳ صفحہ ۳۳۶، اخلاق خرائطی جلد۲ صفحہ ۶۸۸)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ اہم کام، جس کے نتائج اچھے اور برے دونوں ہو سکتے ہوں تو اس میں کوئی قدم سنجیدگی اور غور وفکر کے بعد اٹھائے جلد بازی اور عجلت اور جوش سے نہ کرے کہ بعد میں افسوس کرے۔ سنجیدگی ہر کام میں اچھی بات ہے۔

حضرت مصعب بن سعد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کہتے ہیں کہ اعمش رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے کہا اور میرا خیال ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جلد بازی نہ کرنا ہر عمل میں اچھی بات ہے سوائے آخرت کے اعمال میں۔ (ابوداؤد مشکوۃ صفحہ ۴۳۰)

## جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سنجیدگی اللہ کی طرف سے ہے اور عجلت شیطان کی طرف سے ہے۔ (ترغیب صفحہ ۴۱۸)

**فَائِدَہ:** عموماً جلدی کا کام خراب اور برے نتائج پر مشتمل ہوتا ہے۔

**فَائِدَہ:** حدیث پاک میں امور سنجیدگی اور طمانیت کا حکم دیا گیا ہے۔ تمام کاموں میں اور خصوصاً اہم معاملات میں سنجیدگی، اور غور وفکر کے بعد ان کو انجام دینا جلد بازی اور جوش سے کام نہ لینا، ہر چیز کے شر سے بچنے میں اصل الاصول ہے۔

محدث خرائطی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے بعض حکماء کا قول نقل کیا ہے کہ کام میں جلدی کرنا خرابی ہے۔ یعنی بسا

اوقات خراب نتیجہ کا باعث ہو جاتا ہے۔ (صفحہ۶۹۸)

لہٰذا کسی کام میں مثلاً باہمی تنازع اور اختلاف سے متاثر ہو کر کوئی کام جلدی کر ڈالنا، کسی عزل ونصب وغیرہ میں جلدی کرنا اور بلا سوچے اور غور ومشورہ کے کر ڈالنا۔ بسا اوقات برے نتیجہ اور رنج وتکلیف کا باعث ہوتا ہے، اس لئے جلد بازی سے روکا گیا ہے، عموماً یہ کام عہدہ اور مال کے جوش میں آدمی کر ڈالتا ہے۔ اسی سے روکا گیا ہے۔ کام میں اطمینان عقل کامل کی علامت ہے۔ خیال رہے کہ یہ دنیاوی امور کے بارے میں ہے کہ ان کا انجام اچھا ہو گا یا برا معلوم نہیں ہوتا ہے آخرت کے اعمال روزہ نماز، ذکر وتلاوت صدقہ خیرات کے بارے میں یہ نہیں ہے۔ چونکہ اس کے نتائج کا اچھا ہونا یقین کے ساتھ معلوم ہے۔ ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ نے لکھا ہے کہ آخرت کے اعمال (جیسا کہ اوپر کی حدیث میں بھی ہے) ذکر وعبادت وغیرہ میں سوچ اور فکر کی ضرورت نہیں کہ اس میں جلدی کرے ایسا نہ ہو کہ وساوس شیطانیہ اور وہمی خیالات مانع ہو جائے۔ چنانچہ خدائے پاک نے فرمایا "سَابِقُوْا اِلَى الْخَيْرَاتِ" نیکی کی طرف دوڑو۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ اس کا انجام خیر اور اچھا ہونا متعین ہے۔ اس میں نقصان کا پہلو اور خسارہ کی کوئی بات نہیں۔ چنانچہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ حج فرض ہو گیا ہے لوگ اس بارے میں سوچتے اور ارادہ کرتے رہتے ہیں، یہ غلط ہے۔ حضرت فضل بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو حج کا ارادہ (فرض ہو جانے کی وجہ سے) رکھتا ہو وہ جلدی کرے کہ بسا اوقات آدمی مریض ہو جاتا ہے، سواری نہیں پاتا ہے، ضرورتیں رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۰۷)

یہی حکم تمام عبادات واذکار صدقہ خیرات وغیرہ کا ہے۔ اس میں تاخر اب کل پرسوں لیت اور سوف قابل ترک ہے کہ تاخیر سے بعض احوال ان امور میں حائل ہو جاتے ہیں۔ پھر نفس کا بھی بھروسہ نہیں کہ کس رخ میں جائے۔ پھر زندگی کی بھی کوئی ٹھیک امید نہیں کہ کب تک رہے گی۔ اس لئے وقف، صدقہ وخیرات میں آدمی جلدی کر ڈالے۔

اسی طرح لڑکی کی شادی میں بھی جلدی کرے۔ مناسب رشتہ آجائے۔ دنیاوی اعتبار سے زیادہ سے زیادہ بہتر آنے کی امید میں تاخیر نہ کرے کہ اکثر بعد کا رشتہ پہلے سے بہتر نہیں آتا اور تاخیر میں دین ودنیا دونوں کا نقصان ہے۔ عموماً شادی میں مالدار گھرانے اس میں بڑی تاخیر کرتے ہیں سو حدیث پاک میں منع ہے۔ صحت، ماحول دونوں کے اعتبار سے نقصان دہ ہے اس سے اسباب زنا کا دروازہ کھلتا ہے۔ حدیث پاک میں مناسب رشتہ آنے پر جلدی شادی کا حکم ہے۔

# نرمی اور سہولت مزاجی

## ہر مسئلہ میں اللہ پاک کو نرمی پسند ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ پاک کو ہر چیز میں نرمی پسند ہے۔ (بخاری صفحہ ۸۹۱، مسلم صفحہ ۳۲۲، مکارم طبرانی صفحہ ۳۲۰)

## نرمی ہر چیز کو اچھی کر دیتی ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چیز میں بھی نرمی داخل ہوتی ہے وہ اچھی ہو جاتی ہے۔ (مسلم صفحہ ۳۲۲، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۱۵)

**فائدہ:** یعنی کیسا ہی برا اور سخت معاملہ ہو اس میں نرمی اور نرم مزاجی اختیار کی جائے تو اس سے معاملہ نہیں بگڑتا اور شدت اختیار نہیں کرتا بلکہ اس کا نتیجہ اچھا نکلتا ہے۔

## خدا جس گھر میں بھلائی کا ارادہ کرتا ہے

حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ! نرمی اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ جب کسی گھر والوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو ان پر نرمی کے دروازے لے آتا ہے۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۱۶، مکارم طبرانی صفحہ ۳۲۱)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا جسے محبوب بناتا ہے اسے نرمی سے نوازتا ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۱۸)

## کون بھلائی سے محروم؟

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جو نرمی سے محروم ہے وہ تمام بھلائیوں سے محروم ہے۔

(ابوداؤد صفحہ ۶۶۲، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۲۲، مکارم الخرائطی صفحہ ۶۷۶)

## نرمی سے مسئلہ کا حل نہ کہ سختی سے

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک نرم ہے نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی سے عطا کرتا ہے اور سختی سے نہیں دیتا۔ (ابوداؤد صفحہ ۶۶۲)

حضرت علی اور حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ خدائے پاک جس طرح نرمی سے دیتا ہے اس طرح سختی سے نہیں دیتا۔ (مکارم الخرائطی جلد۲ صفحہ ۶۸۶)

**فَائِدَہ:** مطلب ہے کہ نرمی سے جس طرح بسہولت و بآسانی مسئلہ کا حل ہو جاتا ہے اس طرح سختی اور تشدد سے حل نہیں ہوتا بلکہ اور معاملہ بگڑتا ہے۔ سختی کی وجہ سے ضد کی نوبت آجاتی ہے اور ضد سے پھر مقابلہ اور منازعت شروع ہو جاتی ہے۔ ہاں البتہ کبھی نرمی کی جگہ تشدد اور گرفت بہتر ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ اس تشدد اور گرفت میں نرم لہجہ نرم گفتگو اختیار کی جائے تو یہاں بھی نرمی کا مفید نتیجہ نکل سکتا ہے۔ کم از کم متکبرانہ طریق سے تو بچے گا کہ لہجہ میں سختی بسا اوقات کبر کی وجہ سے ہوتی ہے۔

## دنیا اور آخرت کی بھلائی

آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا: اے عائشہ! جس کو نرمی سے کچھ نوازا گیا اسے دنیا اور آخرت کی خوبی سے نوازا گیا۔ (مکارم الخرائطی صفحہ ۶۹۴)

## جس کو یہ تین چیزیں نصیب ہوں

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کو یہ تین چیزیں مل جائیں خدا اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے اور اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

1. کمزور پر نرمی۔
2. والدین پر شفقت۔
3. خادموں کے ساتھ بہترین سلوک۔ (ترغیب جلد۴ صفحہ ۲۶۷، ترمذی)

**فَائِدَہ:** کمزوروں کے ساتھ نرم برتاؤ یہ عزیمت کا مقام ہے۔ بڑے اور اہم شخصیتوں سے تو ہر شخص نرمی برتتا ہے یہ کوئی کمال نہیں۔

## حکمت کی پونجی

حضرت جریر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نرمی حکمت کی پونجی ہے۔

(ابن ابی شیبہ جلد۸ صفحہ ۴۹۴)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ دانائی اور سمجھداری کی علامت ہے کہ نرمی اور نرم مزاجی سے کام لے تاکہ کام سلجھے، الجھے نہیں۔

## جہنم حرام

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم کو نہ بتادوں

کہ جہنم کس پر حرام ہے اور جہنم پر کون حرام ہے؟ ہر اس شخص پر جو نرم سہل مزاج ہو۔

**فائدہ:** دیکھئے نرمی اور سہولت مزاجی کی کیسی فضیلت ہے کہ ایسے شخص پر جہنم حرام ہے۔ دراصل اس کی وجہ سے آدمی برے اخلاق ظلم وتشدد سے محفوظ رہتا ہے۔ تواضع ومسکنت اور رضا کی علامت ہے جو اہل جنت کی صفات ہیں۔ نرمی اور سہولت مزاجی کبر اور علو کی ضد ہے۔

اور قرآن پاک میں ہے "تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ" ہم جنت کا وارث ان کو بنائیں گے جو زمین پر بڑھ چڑھ کر رہنے کا ارادہ نہیں کرتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا میں بڑھ چڑھ کر رہنا یہ اچھی علامت نہیں ہے۔

## نرم مزاجی نفع بخش ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نرمی بڑی اچھی چیز ہے، سختی اور پھوہڑ پنا منحوس ہے یعنی نقصان دہ ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۱۲)

**فائدہ:** نرمی سے کام جس طرح ہوتا ہے سختی سے نہیں ہوتا کہ سختی سے لوگ پریشان ہو کر راہ فرار اختیار کرتے ہیں لیکن سخت مزاج کے لئے کچھ سختی ہی بہتر ہے تاہم عام عادات میں نرمی ہی نفع بخش ہے۔

## جانوروں کے ساتھ بھی نرمی کرے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک سیاہ اونٹنی دی جو بالکل کوکلے کی مانند تھی۔ سخت تھی لگام نہیں ڈالنے دیتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی اور فرمایا: اے عائشہ! اس پر سوار ہو جاؤ اور اس سے نرمی برتنا۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۹)

**فائدہ:** یعنی اونٹنی کے سخت مزاج ہونے کی وجہ سے اسے مار دھاڑ نہ کرنا اس سے سخت برتاؤ نہ کرنا بلکہ نرمی سے اپنے قبضہ میں کرنا اور کام لینا۔ دیکھا آپ نے جانوروں سے بھی نرمی کے برتاؤ کا ہماری شریعت نے حکم دیا ہے پھر انسانوں کے ساتھ نرمی کا حکم کیوں نہ ہوگا۔

کامیاب ہیں وہ لوگ جو اپنے سے کمتر اور ماتحت ملازموں اور خادموں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں۔

## نرمی اور رفق ولطف کا مفہوم

رفق ولطف کے معنی یہ ہیں کہ معاملات میں سختی اور سخت گیری کے بجائے نرمی اور سہولت اختیار کی جائے جو بات کی جائے نرمی سے، جو سمجھایا جائے وہ سہولت سے جو مطالبہ کیا جائے وہ میٹھے طریقہ سے کہ دلوں کو موہ لے اور پتھر کو بھی موم کر دے۔ ہر چیز میں نرمی کام کو بناتی اور سختی بگاڑتی ہے۔ الا یہ کہ شریعت، یا وقتی مصلحت وضرورت

سختی کا تقاضہ کرتی ہو۔

نرمی اور نرم مزاجی تبلیغ اور اصلاح میں کامیابی کی شرط اول ہے اس لئے اس باب میں حضرات پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام کو خصوصی تاکید کی جاتی ہے کہ مخالفین و منکرین سے نرم برتاؤ کریں۔ دعوت و تبلیغ میں نرم برتاؤ بہت مؤثر ہوتا ہے۔

احادیث پاک میں خدا کا نام "رفیق" بھی آیا ہے جس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں پر تمام معاملوں میں خصوصاً رزق پہنچانے میں نرمی اور تلطف کا معاملہ کرتا ہے اور اس میں بندے کی اطاعت و عدم اطاعت نیکی اور گناہ کی پرواہ نہیں کرتا۔

# پردہ پوشی

## پردہ پوشی کا ثواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، خدا اس کے لئے دنیا وآخرت میں پردہ پوشی کرے گا۔ (ابوداؤد، ترغیب جلد۳ صفحہ ۲۳۷، مسلم جلد۲ صفحہ ۳۲۲)

## قیامت میں پردہ پوشی

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے، خدائے پاک اس کے لئے قیامت کے دن پردہ پوشی کرے گا۔ (ترغیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی کی پردہ پوشی کرتا ہے خدائے پاک اس کی پردہ پوشی قیامت کے دن فرمائیں گے۔ (مکارم الخرائطی صفحہ ۱۷۴، ترغیب جلد۳ صفحہ ۲۲۷)

**فائدہ:** کسی کی نامناسب بات، گناہ عیب کو چھپانا اچھی بات ہے اور لوگوں میں اسے ظاہر کر کے اس کو رسوا اور ذلیل کرنا یا محض شائع اور عام کرنا شریعت میں بہت بری بات ہے۔ ایسا شخص خود بھی اس گناہ میں مبتلا ہونے کا اور ذلیل ہونے کا اندیشہ رکھے۔ خدا کی نافرمانی پر بندوں کو رسوا کرنے کا کیا حق پہنچتا ہے۔ البتہ کسی مصلح سے ظاہر کرنا یا شاگرد کی استاذ سے ظاہر کرنا تاکہ اصلاح ہو عادات خراب نہ ہو یہ درست ہے۔ اسی طرح کسی ایسے گناہ وجرم کو ظاہر کرنا تاکہ لوگ بچ جائیں پھنس نہ جائیں درست ہے، مثلاً خیانت، چوری، بے وفائی، چرب لسانی وغیرہ۔

## جنت میں داخلہ

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو دیکھے اور اسے چھپا دے تو اللہ پاک اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

(ترغیب جلد۲ صفحہ ۲۲۸، مکارم صفحہ ۴۷)

**فائدہ:** افسوس کہ آج ہم لوگوں کے عیوب ڈھونڈھ کر اچھالتے ہیں۔ کاش یہ حدیث ہم لوگوں کے دل میں بس جائے۔

## گویا مدفون کو زندہ کر دیا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مؤمن کی پردہ پوشی کی

اس نے گویا زندہ درگور کو زندگی عطا کر دی۔ (مکارم الخرائطی صفحہ ۴۷۵، ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. جس نے کسی مؤمن کے گناہ پر پردہ ڈال دیا اس نے گویا زندہ درگور کو زندہ کر دیا۔ (مکارم صفحہ ۴۸۰)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام کہتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی شراب پیتا تھا۔ میں نے حضرت عقبہ سے کہا کہ آپ پولیس کو کیوں نہیں خبر کر دیتے؟ تو انہوں نے مجھ سے کہا: چھوڑو جی، میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کے عیب کو چھپائے اس نے گویا کہ قبر میں دفن شدہ کو زندہ کر دیا۔ (مکارم صفحہ ۴۸۴)

## خدا کس کا پردہ فاش کرے گا؟

حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں کے راز کے پیچھے پڑے گا اللہ پاک اس کے پیچھے پڑ جائے گا اور اللہ پاک جس کے پیچھے پڑ جائے تو اسے اس کے گھر میں رسوا کر دے گا۔ (ابوداؤد صفحہ ۲۴۰)

## راز بستہ کے افشاء کی سزا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جو اپنے بھائی کی ستر پوشی کرے گا خدائے پاک قیامت کے دن اس کے ساتھ ستاری کا معاملہ کرے گا اور جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو رسوا کرے گا اس کا پردہ فاش کرے گا، خدائے پاک اس کو اس کے گھر میں رسوا کر دے گا۔ (ابن ماجہ، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۲۳۹)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ جو لوگوں کے عیوب و راز کو فاش کر کے اسے رسوا کرے گا خدائے پاک ایسے آدمی کو اس کے احباب رفقاء اور اپنے لوگوں کے درمیان رسوا کر دے گا یعنی اس گناہ کی سزا اسے آخرت میں نہ مل کر دنیا میں مل جائے گی۔

## لوگوں کی خامیوں کی تلاش میں نہ رہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کی لغزشوں کو مت تلاش کرو۔ (مختصر از ترغیب صفحہ ۲۴۰)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ ہر ایک میں کچھ نہ کچھ خامیاں رہتی ہیں۔ علاج تو تم کر نہ سکو گے۔ لہٰذا افشاء ذلت کا باعث بن جائے گا۔ اسی طرح اگر ہر ایک دوسرے کے ساتھ کرنے لگ جائے تو ماحول گندہ ہو جائے گا۔ تعلقات خراب ہو جائیں گے۔ سراسر نقصان کا باعث بنے گا۔ اس لئے اس سے منع کیا گیا ہے۔

## ارباب انتظام کو ایک نصیحت

حضرت مقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاکم جب لوگوں سے سوءظن اور شکوک وشبہات میں رہتا ہے تو گویا لوگوں کے درمیان (اطمینان ختم کر کے) فساد پیدا کر دیتا ہے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۲۴۰)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ جب ارباب حکومت اور اہل انتظام کو لوگوں کے بارے میں بے اعتباری ہوگی کہ فلاں ہمارے خلاف ہے، فلاں ہماری مخالفت کرتا ہے، فلاں ہم سے متعلق نہیں اور لوگوں کے بارے میں اپنی ذات اور اقتدار اور حکومت کے خلاف بدگمانی ہوگی، تو ماحول کا امن وسکون ختم ہو جائے گا۔ ہر شخص بلاوجہ خوف اندیشہ محسوس کرے گا۔ مخلص اور غیر مخلص کا فرق ظاہر نہ ہوگا۔ بلاوجہ لوگوں کے لئے اذیت واندیشہ کا دروازہ کھل جائے گا۔ اہل انتظام کو بھی خدمت لینے میں پریشانی ہوگی، جب اعتماد نہیں تو کس سے خدمت لیں لہٰذا انتظام اور کنٹرول نہ کر پائے گا۔ اس لئے حدیث پاک میں تاکید کی گئی ہے کہ لوگوں کے پیچھے نہ پڑے کہ کون اسے کیا کہتا ہے نہ خود نہ کسی دوسرے سے جاسوسی کرائے۔ اپنے ماتحتوں سے بلاجھجک کام لے ورنہ تو اطمینان وسکون جاتا رہے گا۔

## کسی کے پوشیدہ راز کے پیچھے نہ پڑے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور بلند آواز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے وہ لوگو! جن کی زبان نے اسلام کو قبول کر لیا مگر ابھی دل تک ان کا ایمان نہیں پہنچا ہے، مسلمانوں کو اذیت اور تکلیف نہ پہنچاؤ۔ ان کے رازوں (چھپی باتوں) کے پیچھے نہ پڑو۔ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کے راز کے پیچھے پڑے گا۔ خدائے تعالیٰ اس کی چھپی باتوں کے پیچھے پڑے گا۔ اللہ پاک جس کے پیچھے پڑے گا وہ ذلیل وخوار ہو جائے گا خواہ کجاوے کے بیچ میں کیوں نہ ہو۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۹۳۹)

**فائدہ:** راز فاش کرنے اور اس کے پیچھے لگنے کی کیسی سزا ہے۔ ایسا آدمی ہزار جاہ وعزت کے قلعہ میں رہنے کے باوجود بھی ذلیل ہو کر رہے گا۔

## ستاری کی دعا کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک سے سوال کرو کہ وہ تمہارے عیوب (گناہوں) پر ستاری فرمائے اور تم کو خوف سے امن دے۔ (مکارم الخرائطی صفحہ۴۸۴)

**فائدہ:** یعنی خدائے پاک سے ایسی دعاؤں کے مانگنے کا حکم ہے چنانچہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی دعا منقول ہے۔ "اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا" اے اللہ ہمارے عیوب پر ستاری کا معاملہ فرما اور

خوف سے مامون فرما۔‘‘ یہ دعا خوف و دہشت کے موقع پر بھی پڑھی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگوں نے خندق کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کوئی دعا ہے جو ہم لوگ کرلیا کریں کہ (مارے خوف کے) کلیجہ سینے کو آ لگا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی دعا بتلائی۔ (سبل الهدیٰ جلد ۴ صفحہ ۴۸۳)

## گھر اور گھریلو راز کی باتیں ظاہر نہ کرے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک کے نزدیک قیامت میں سب سے بدترین شخص وہ ہوگا جو اپنی بیوی کے ساتھ پیش آنے والی باتوں کو لوگوں پر ظاہر کرتا ہے۔
(مسلم، ریاض صفحہ ۲۰۸)

**فائدہ:** بیوی کے ساتھ جو امور پیش آتے ہیں ان کو لوگوں پر ظاہر کرنا فحاشی ہے اور شریفانہ اخلاق کے خلاف ہے۔ اس طرح گھریلو باتیں جو بیوی وغیرہ سے متعلق ہوں ان کو عام لوگوں پر ظاہر کرنا بری بات ہے اس سے گھریلو رازدارانہ باتوں کا افشاء ہوتا ہے۔ لوگوں کی نگاہوں میں اس سے خفت حاصل ہوتی ہے اور وقار جاتا رہتا ہے اور لوگوں پر اس کا اچھا اثر نہیں ہوتا۔

## خاص کام اور راز کی بھی حفاظت کرے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں بچوں میں کھیل رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی ضرورت سے بھیج دیا۔ مجھے ماں کے پاس آنے میں دیر ہوگئی۔ ماں کے پاس آیا تو پوچھا دیر کیسے ہوئی؟ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ضرورت سے کہیں بھیج دیا تھا۔ (اسی وجہ سے دیر ہوگئی) تو والدہ نے پوچھا کون سی ضرورت تھی؟ میں نے کہا کوئی خاص بات (راز کی تھی) تو والدہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ راز خاص بات کسی سے نہ کہنا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میں بتاتا تو اپنے شاگرد راوی ثابت کو بتا دیتا۔

**فائدہ:** دیکھا آپ نے جس خاص ضرورت اور کام سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا انہوں نے ماں کے پوچھنے پر بھی نہ بتایا اور والدہ کو جب معلوم ہوا کہ کوئی خاص کام تھا تو بچے کو تاکید کردی کہ کسی کو نہ بتانا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد میں بھی وہ اپنے شاگردوں کو نہیں بتایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کا کوئی خاص کام، خاص ضرورت رازدارانہ امور ظاہر نہ کرے۔ اس سے معاملات بگڑتے ہیں۔ فساد پیدا ہوتا ہے۔ اور جو لوگ لوگوں کی باتوں کو معلوم کرتے ہیں خواہ وہ بڑے ہی کیوں نہ ہوں نہیں بتانا چاہئے۔ کہ یہ سیاست دانوں اور دنیاوی لوگوں کی فطرت ہے۔

# غصہ برداشت کرنا اور پی جانا

قرآن پاک میں ہے:

﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾

ترجمہ: "غصہ کو پینے والے، لوگوں کو معاف کرنے والے، خدا نیکی کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔"

غصہ کا آنا ایک انسانی بلکہ ذی روح کی صفت ہے۔ اس کا آنا برا نہیں بلکہ اس کا باقی رکھنا۔ اس کے تقاضہ پر عمل کرنا برا ہے۔ انتہائی غصہ میں جنون کی کیفیت ہو جاتی ہے۔ جس میں بسا اوقات نامناسب امور کہہ اور کر بیٹھتا ہے۔ جس سے بعد میں ندامت ہوتی ہے۔ اسی لئے غصہ کے دور کرنے اور اس کے پینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اسے مکارم اخلاق میں شمار کرتے ہوئے اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور ایسے لوگوں کی تعریف کی گئی ہے جو غصہ کو دبا لیتے ہیں پی لیتے ہیں اور اس میں بے اعتدالی سے اپنے آپ کو بچا لیتے ہیں کہ اس کی بے اعتدالی بہت بڑی بری چیز ہے۔ بہت سے ظالمانہ اور بے دردانہ کام انسان صرف غصہ سے کر بیٹھتا ہے۔ چنانچہ آپس کی خونریز لڑائی، آئے دن طلاق کے واقعات اسی کے بدنتائج ہیں۔ جس کی وجہ سے بعد میں سخت پشیمانی ہوتی ہے۔ اسی لئے ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ غصہ پر قابو رکھے۔ اسے پی لے۔ ایسے شخص کو آپ ﷺ نے پہلوان فرمایا ہے۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ میمون بن مہران کی باندی پیالہ میں گرم سالن لے کر آئی مہمان بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ پھسلی اور شوربا ان پر گر پڑا۔ میمون نے مارنے کا ارادہ کیا۔ باندی نے یہ آیت پڑھ دی۔ "وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ" میمون نے کہا غصہ پی لیا۔ اس نے پڑھا "وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ" میمون نے کہا میں نے معاف کر دیا باندی نے پھر پڑھا، "وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ" میمون نے کہا میں نے احسان کیا جا تو خدا کے واسطے آزاد ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۱۹)

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت سیدنا علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک عجیب واقعہ نقل کیا ہے کہ آپ کی ایک کنیز آپ کو وضو کرا رہی تھی کہ اچانک پانی کا برتن اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر حضرت علی ابن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اوپر گر پڑا۔ تمام بھیگ گئے۔ غصہ آنا طبعی امر تھا۔ کنیز کو خطرہ ہوا۔ اس نے فوراً یہ آیت پڑھی۔ "وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ" یہ سنتے ہی خاندان نبوت کے اس بزرگ کا سارا غصہ ٹھنڈا ہو گیا

بالکل خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد کنیز نے آیت کا دوسرا جملہ "وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ" پڑھ دیا تو فرمایا میں نے تجھے دل سے معاف کر دیا۔ کنیز بھی ہوشیار تھی اس کے بعد اس نے تیسرا جملہ بھی سنا دیا۔ "وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ"، جس میں احسان وسلوک کی ہدایت ہے حضرت علی بن حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ سن کر فرمایا: جا میں نے تجھے آزاد کر دیا۔ (معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۹۰)

## امت کے بہترین افراد

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میری امت کے بہترین افراد وہ ہیں جب ان کو غصہ آئے تو برداشت کر لیں۔ (مجمع جلد ۸ صفحہ ۶۸، بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۳۱۳)

## خدا کے نزدیک بہترین گھونٹ

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: خدا کے نزدیک سب سے محبوب و پسندیدہ غصہ کا وہ گھونٹ ہے جسے اللہ کے واسطے پی جائے۔ (مکارم طبرانی صفحہ ۳۲۹، ابن ماجہ)

**فَائِدَةٌ:** مطلب یہ ہے کہ کسی کمزور یا ماتحت پر غصہ آئے اور پھر وہ شخص محض اللہ کے واسطے پی جائے تو خدا کے نزدیک بڑا ہی پسندیدہ ہے۔

خدا کے واسطے کا مطلب یہ ہے کہ کسی ڈر یا فتنہ کی وجہ سے نہ ہو مثلاً کسی امیر عہدہ دار کے بچہ پر غصہ آیا پھر سوچا کہ میں نے کچھ کیا تو برے نتائج نہ ہوں ایسی بات نہ ہو جائے تاہم اس وقت بھی پی لینے کا ثواب ہوگا۔

## جس حور کو چاہے منتخب کرے

حضرت معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو غصہ کے تقاضہ پر عمل کرنے کے باوجود اسے پی جائے، اسے قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے بلایا جائے گا اور جس حور کو چاہے پسند کرنے کا اختیار دیا جائے گا۔ (ابوداؤد، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲، بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۳۱۳)

مطلب یہ ہے کہ سزا دینے انتقام لینے اور برا بھلا کہنے پر قادر تھا مثلاً اس وجہ سے کہ ملازم یا ماتحت تھا پھر بھی معاف کر دیا اور غصہ پی گیا تو من پسند حور کا مالک ہوگا۔

## جنت میں داخل ہونے کا عمل

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے درخواست کی کہ ایسا عمل بتا دیجئے جو جنت میں داخل کر دے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: غصہ مت کیا کرو تمہارے لئے جنت ہے۔
(مجمع جلد ۸ صفحہ ۷۰، طبرانی جلد ۳ صفحہ ۴۴۶)

## عذاب سے کون محفوظ؟

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو غصہ کو دور کرے گا خدا اس سے اپنا عذاب دور کر دے گا۔ (مجمع جلد ۸ صفحہ ۶۸، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۴)

**فَائِدَۃ:** یعنی غصہ کا دور کرنا خدا کے عذاب کو دور کرنے کا باعث ہے۔

## غصہ کے برداشت کی تاکید

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا مجھے نصیحت فرمائیے اور تھوڑی فرمائیے تاکہ میں محفوظ کر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا غصہ مت کرنا۔ اس نے مکرر درخواست کی تو آپ ﷺ ہر مرتبہ فرماتے غصہ مت کرنا۔ (بخاری صفحہ ۹۰۳، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲)

## خدا کی رضا وخوشنودی

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص غصہ پی جائے باوجود اس بات کے کہ وہ چاہتا تو بدلہ لے سکتا تھا قیامت کے دن خدا اس کے دل کو اپنی رضا وخوشنودی سے بھر دے گا۔

(کنز العمال جدید جلد ۳ صفحہ ۴۰۵)

## پہلوان کون ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا پہلوان وہ نہیں ہے جو پچھاڑ دے۔ پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ (ابوداؤد صفحہ ۶۵۹، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۵۰)

## غصہ آجائے تو وضو کرے

حضرت عطیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ شیطان کے اثر سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی سے بجھتی ہے۔ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وضو کرے۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۵۲، ابوداؤد صفحہ ۶۶۰)

## غصہ آجائے تو کیا پڑھے؟

سلیمان ابن صرد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان آپ ﷺ کے سامنے لڑائی ہو رہی تھی ایک دوسرے پر غصہ ہو رہا تھا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ رگیں پھول رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جو اسے پڑھ لے تو غصہ ختم ہو جائے۔ وہ "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" ہے۔

(بخاری صفحہ ۹۰۳، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۲۶)

**فائدہ:** آنحضرت ﷺ نے غصہ کے تین علاج بتائے ہیں۔ ایک روحانی دو ظاہری۔ روحانی تو وہی ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے یعنی چونکہ یہ غصہ شیطان کا کام ہے اس لئے جب غصہ آئے تو فوراً دعا کرنی چاہئے کہ خداوندا میں شیطان سے بھاگ کر تیری پناہ چاہتا ہوں۔ دو ظاہری علاجوں میں سے ایک تو یہ ہے کہ انسان کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ تبدیل ہیئت سے طبیعت ہٹ جائے گی اور غصہ کم ہو جائے گا۔ دوسرا علاج یہ ہے کہ وضو کرے۔ اس سے منشا یہ ہے کہ غصہ کی حالت میں گرمی سے خون کا دوران بڑھ جاتا ہے۔ آنکھیں لال ہو جاتی ہیں، چہرہ سرخ ہو جاتا ہے تو پانی پڑنے سے مزاج میں ٹھنڈک آئے گی اور غصہ کی گرمی دور ہو جائے گی۔ (سیرۃ النبی جلد ۶ صفحہ ۲۲۷)

# توکل

## توکل کے متعلق فرمان خداوندی

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾

تَرجَمَۃ: ”جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔“

﴿فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾

تَرجَمَۃ: ”اللہ پر بھروسہ کرو۔ اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

یعنی جو شخص اللہ پر توکل اور بھروسہ کرے گا اللہ اس کی مہمات کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے کام کو جس طرح چاہے پورا کر کے رہتا ہے۔ (معارف القرآن)

خیال رہے کہ توکل کرنے والے سے اللہ پاک محبت رکھتے ہیں۔ گویا وہ اللہ کے محبوب اور پیارے ہیں اور مرتبہ محبوبیت پر فائز ہیں۔

توکل اسلام وایمان کے بلند اعمال واحوال میں سے ہے جس شخص کا توکل خدائے پاک کے ساتھ جس قدر زیارہ ہوگا اسی قدر وہ تقرب کے مقام پر فائز ہوگا۔

جن کو خدائے پاک پر توکل اور بھروسہ ہے تو وہ اخلاق رذیلہ، حرص، حسد باہمی تنازع اور فساد کینہ، عناد، سے محفوظ رہیں گے۔ رضا اور شکر وصبر کے مقام پر فائز ہوں گے۔ اسی وجہ سے امام غزالی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى نے لکھا ہے کہ توکل مقربین بارگاہ الٰہی کے مقامات میں سے ایک عظیم الشان مقام ہے۔ (احیاء العلوم)

## متوکلین بلا حساب جنت میں داخل

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کہ میری امت کے ستر ہزار لوگ بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ وہ ہوں گے جو تعویذ گنڈے اور فال میں نہ پڑیں گے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہوں گے۔ (بخاری صفحہ ۹۵۸، مسلم، مشکوۃ صفحہ ۴۵۲)

فَائِدَۃ: یعنی جو محض اللہ پر بھروسہ کرنے والے ہیں تو وہ کمال یقین واعتماد کے ایسے مرتبہ پر پہنچے ہوئے ہیں کہ ظاہری اسباب سے بھی وہ منقطع ہیں اور اسی حالت میں ان کو اطمینان وسکون میسر ہے تو یہ لوگ ایسے مرتبے کے حامل ہوں گے۔

## اگر خدا پر بھروسہ کرتے تو

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم خدائے پاک پر اتنا بھروسہ کرتے جتنا حق تھا تو تم کو پرندوں کی طرح رزق دیا جاتا کہ صبح خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو بھر پیٹ آتے ہیں۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۶۰، ابن ماجہ صفحہ۳۰۷، مشکوٰۃ صفحہ۴۵۲)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ خدائے پاک پر بھروسہ سے غیبی مدد و نصرت ہوتی ہے اور دل مطمئن رہتا ہے۔ معمولی اور کمزور سبب سے بھی اہم ترین مقاصد پورے ہو جاتے ہیں۔ اس کے مقابل جو خدا پر بھروسہ نہیں کرتا خدا کی نصرت سے محروم رہتا ہے۔ ہمیشہ ظاہر کے پیچھے پریشان رہتا ہے۔ دل کا اطمینان بھی جو عظیم دولت ہے اسے بھی کھو بیٹھتا ہے۔

## خدا اس کے لئے کافی

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے خدا اس کے امور کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور اسے بلا گمان رزق دیتا ہے۔ (کنز العمال جلد۳ صفحہ۱۰۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ اے لوگو! خدا پر بھروسہ کرو اور اسی پر اعتماد کرو وہ کافی ہوگا۔
(کنز العمال جلد۳ صفحہ۷۰۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی گئی کہ تم مجھ پر بھروسہ کرو میں تمہاری کفالت کروں گا۔
(مختصر از رسالہ التوکل ابن ابی الدنیا صفحہ۵۹)

## ظاہری اسباب کو اختیار کرے پھر توکل کرے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور پوچھا (اونٹ) باندھ دوں پھر توکل کروں؟ یا چھوڑوں اور توکل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باندھ دو پھر توکل کرو۔ (رسائل جلد۳ صفحہ۵۱)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ اسباب کو اختیار کرے پھر اللہ پر بھروسہ کرے۔ مثلاً دوکان کھولے، کھیت میں بیج ڈالے، مرض کی دوا کرے، پھر ان سے نفع کی خدا سے امید رکھے کہ اس کے ارادے اور حکم سے ہی اس سے نفع ہوگا، ایسا کرنا درست نہیں ہے کہ نہ دوکان کرے نہ کھیتی کرے نہ ملازمت کرے۔ پھر مال اور نفع کی امید رکھے۔ کھیت میں بیج نہ بوئے اور کھیتی پر خدا سے بھروسہ کرے۔ یہ از روئے شرع بھی درست نہیں کہ خدائی قانون کے خلاف ورزی ہے۔ خدا نے دنیا کو دار الاسباب بنایا ہے۔ ہم اسباب کے اختیار کرنے کے مکلف ہیں اور پھر خدا پر بھروسہ کرنے کے۔

## توکل کی دعا مانگے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِمَّنْ تَوَكَّلَ عَلَيْكَ فَكَفَيْتَهٗ وَاسْتَهْدَاكَ فَهَدَيْتَهٗ وَاسْتَغْفَرَكَ فَغَفَرْتَهٗ" (رسائل ابن ابی الدنیا التوکل صفحہ ۳۶)

**تَرجَمَہ:** "اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جو آپ پر بھروسہ کرتے ہیں اور آپ ان کے لئے کافی ہو جاتے ہیں۔ آپ سے ہدایت کے طالب ہوتے ہیں آپ ہدایت دیتے ہیں۔ مغفرت کے طالب ہوتے ہیں آپ ان کو معاف فرما دیتے ہیں۔"

**توکل:** اسباب اختیار کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہے۔

## توکل اور اس کا مطلب و مفہوم

توکل کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے کام کو خدا کے حوالے کر دو اور قلب کو مطمئن رکھو غیر اللہ کی طرف التفات بھی نہ کرو۔ (تبلیغ دین صفحہ ۱۱۱)

توکل کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اللہ کے پیدا کئے ہوئے اسباب و آلات کو چھوڑ دے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اسباب اختیاریہ کو ضرور اختیار کرے۔ مگر بھروسہ اسباب پر کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ پر کرے۔ کہ جب تک اس کی مشیت وارادہ نہ ہو جائے کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ (معارف القرآن جلد ۸ صفحہ ۱۶۱)

توکل ترک اسباب اور ترک تدبیر کا نام نہیں، بلکہ اسباب کو چھوڑ کر توکل کرنا تو سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور تعلیم القرآن کے خلاف ہے۔ ہاں اسباب بعیدہ اور دور دراز فکروں میں پڑے رہنا یا صرف اسباب اور تدابیر ہی کو مؤثر سمجھ کر مسبب الاسباب اور مدبر الامور سے غافل ہو جانا بے شک خلاف توکل ہے۔ (معارف جلد ۲ صفحہ ۱۲۸)

اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وکیل یعنی کارساز حقیقی پر صدق دل سے اعتماد اور بھروسہ کیا جائے اور پھر اس اعتماد کو ہمیشہ مضبوط و برقرار رکھا جائے تاکہ دل ہمیشہ آرام، وسکون اور اطمینان سے رہے اگر ظاہری اسباب و ذرائع میں کوئی کمی یا خرابی واقع ہو جائے تو حوصلہ نہ ہار بیٹھے بلکہ حق تعالیٰ پر اعتماد رکھتے ہوئے خاطر جمع رکھے۔

(کیمیائے سعادت)

خلاصہ یہ کہ خدا ہی پر بھروسہ رکھے اسی کو کارساز سمجھے۔ اسی کو کافی سمجھے اسباب ظاہری اختیار کرنے کے باوجود اسباب پر دھیان نہ رکھ کر خدا پر دھیان رہے۔ یہی توکل اور خدا پر بھروسہ کرنے کا مطلب ہے۔

# القناعۃ

## کامیاب کون ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص کامیاب ہے جو اسلام لایا اور بقدر کفالت روزی سے نوازا گیا اور اللہ پاک نے جو دیا اس پر قناعت کی۔
(ابن ماجہ صفحہ ۳۰۵، مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۳۷، مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۰)

## غنا قناعت میں ہے

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بیٹے! جب تم غنا طلب کرو تو قناعت میں طلب کرو۔ جس کے پاس قناعت نہیں اسے مال غنی نہیں بنا سکتا۔ (کنز جلد ۳ صفحہ ۳۷۴)

## بھلائی کا ارادہ کس کے ساتھ؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ پاک کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اپنی تقسیم پر راضی فرما دیتے ہیں اور اس میں برکت عطاء فرماتے ہیں۔ (کنز صفحہ ۳۹۵)

## امت کے بہترین افراد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ہماری امت کے بہترین افراد وہ ہیں جو قانع ہیں اور بدترین وہ ہیں جو لالچی ہیں۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۳۹۱)

## قناعت کا حکم

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر قناعت لازم ہے یہ ایسا مال ہے جو ختم نہیں ہوتا۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۲۵۶، کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۳۹۳)

## قانع جنت میں جائے گا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو خدا کی جانب سے نوازا گیا ہے اس پر قناعت کرنے والا جنت میں جائے گا۔ (کنز العمال صفحہ ۴۰۱)

## قناعت سے برکت

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کو آزماتا

ہے۔ دیکھتا ہے کہ وہ کیا عمل کرتا ہے۔ پس اگر وہ راضی رہتا ہے۔ (جو اللہ نے کم وبیش دیا ہے) تو خدا اسے برکت سے نوازتا ہے اور اگر وہ (اللہ کے دیئے ہوئے پر قانع اور) راضی نہیں رہتا ہے تو اس سے برکت ختم کردی جاتی ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۷)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ قناعت میں برکت اور سکون ہے اور قانع کی زندگی پرسکون گزرتی ہے۔

## قناعت کیسے حاصل ہو؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے سے نیچے کو دیکھو۔ اپنے سے اوپر لوگوں کو مت دیکھو۔ یہی بہتر ہے تاکہ خدا کی نعمت کی ناقدری نہ ہو۔

(جامع صغیر صفحہ ۱۶۳، مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۰۷، ترمذی ابن ماجہ صفحہ ۳۰۵)

**فائدہ:** خیال رہے کہ حکم یہ ہے کہ آدمی دنیا اور مال کے اعتبار سے اپنے سے کم اور غریب کو دیکھے اس سے شکر خدا کی توفیق ہوگی۔ اپنے سے اوپر مال اور دنیا والوں پر نظر نہ کرے کہ اس سے حرص بڑھے گی اور نعمت خداوندی کی ناشکری ہوگی۔ البتہ دین وعمل صالح اور تقویٰ کے اعتبار سے اپنے سے بڑے اور فائق پر نظر رکھے تاکہ اعمال صالحہ کا شوق اور اس میں رغبت حاصل ہو۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے باب القناعۃ میں بیان کرکے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اپنے سے کمتر لوگوں کے دیکھنے سے قناعت کی دولت حاصل ہوتی ہے اور ذہن کو حرص سے فارغ رکھنے کا اور شکر خدا کا بہترین ذریعہ ہے۔

## لوگوں سے مستغنی رہنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ استغناء اختیار کرو۔ (کنز صفحہ ۴۰۳)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ سے غنا کا طالب ہوتا ہے خدا اسے غنی بنا دیتا ہے۔ (مسلم صفحہ ۳۳۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں سے مستغنی رہو خواہ ایک مسواک کی لکڑی سے کیوں نہ ہو۔ (بیہقی، بزار، کنز جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ قناعت اختیار کرے اور خدا سے غنا طلب کرے۔ بندے سے امید نہ رکھے کہ بندہ تو خود محتاج ہے۔

## غنا کا تعلق کثرت اسباب سے نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غنا کا تعلق کثرت اسباب سے

نہیں بلکہ غنا کا تعلق نفس کے غنا سے ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۳۰۴، بخاری، مسلم جلد ا صفحہ ۳۳۶، مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۰)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ مال و اسباب کی فراوانی سے غنا کا تعلق نہیں کہ فراوانی کے باجود حریص اور پریشان رہتا ہے بلکہ استغناء دل کے ساتھ ہے کہ اس حالت میں تھوڑا مال بھی کافی معلوم ہوتا ہے۔

## دوسروں کے پاس جو ہو اس سے مستغنی ہو جائے

حضرت ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ کوئی مختصر سی نصیحت فرما دیجئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جب نماز پڑھو تو ایسی نماز پڑھو کہ گویا آخری نماز ہے اور ایسی بات نہ کہو کہ کل تم کو اس سے معذرت کرنی پڑے اور لوگوں کے پاس جو ہو اس سے بے پرواہ ہو جاؤ۔ (احمد، مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۶)

## انسان کا پیٹ مال سے نہیں قبر کی مٹی سے بھرتا ہے

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: انسان کے لئے ایک میدان بھر مال ہو جائے تب بھی وہ چاہے گا کہ اسی طرح اور ہو جائے۔ اس کے نفس کو مٹی (قبر کی مٹی) ہی بھر سکتی ہے اور اللہ پاک اس کی جانب متوجہ ہوتے ہیں جو اس کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ اہل دنیا کو کبھی مال سے سیرابی نہیں ہو سکتی وہ ہمیشہ ہی "هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ" ہی کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ قناعت ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے حرص سے بچ سکتا ہے۔ کتنے اہل دنیا ایسے ہیں کہ باوجود کثیر المال ہونے کے مال کے سلسلے میں حیران و سرگرداں رہتے ہیں۔ مال تو باعث راحت تھا، مقصود نہیں تھا۔ مگر مال ہی مقصود ہو گیا اور اس پر جان جیسی قیمتی شئے قربان۔ معاملہ الٹ گیا۔ ایسوں کو نہ دنیا میں راحت نہ آخرت میں۔ دنیا میں حصول مال میں تھکے پریشان۔ خدا کی پناہ۔

## مرنے کے قریب مگر مال کی حرص میں کمی نہیں

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے مگر دو چیزیں جوان رہتی ہیں، ایک حرص مال، ایک حرص عمر۔ (مسلم جلد ا صفحہ ۳۳۵)

**فَائِدَہ:** یعنی بوڑھا ہو چکا ہے۔ موت کا وقت عمر طبعی اعتبار سے قریب ہو چکا ہے۔ نہ معلوم کب وقت آ جائے۔ چاہئے کہ جو وقت مل رہا ہے آخرت کی تیاری ذکر عبادت میں لگائے۔ مگر مال کی زیادتی اور اس کی حرص میں پڑ کر آخرت سے غافل ہو رہا ہے۔ اسی طرح دنیا سے ایسی امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت دن رہے گا۔

# استغناء

## جو لوگوں سے استغناء اختیار کرے گا

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں سے استغناء اختیار کرے گا خدا اسے غنی بنا دے گا۔ جو پاکدامنی اختیار کرے گا خدا اسے عفت سے نوازے گا۔ جو کفایت طلب کرے گا خدا اس کے لئے کافی ہو جائے گا۔ اور جس نے سوال کیا، باوجودیکہ اس کے پاس اوقیہ مال تھا اس نے الحاف (بلاضرورت مخلوق سے لپٹنا) اختیار کیا (جو مذموم وقبیح ہے) (جامع صغیر صفحہ ۵۱۳)

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ ہمارا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ وعدہ تھا۔ جب قریظہ فتح ہوا۔ تو میں آپ کے پاس حاضر ہوا تاکہ آپ نے جو وعدہ کیا تھا پورا کریں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا (جسے میں نے سنا) جو استغناء اختیار کرے گا خدا اسے مستغنی کر دے گا۔ جو قناعت اختیار کرے گا اللہ پاک اس کے لئے کافی ہو جائے گا۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا بالکل میں اب کسی سے سوال نہ کروں گا۔

(ترغیب جلد ا صفحہ ۵۸۵)

حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ سے عفت چاہے گا خدا اسے عفت و پاکدامنی سے نوازے گا۔ جو اللہ سے غنا چاہے گا (بندوں سے نہیں) خدا اسے غنی کر دے گا۔

## لوگ محبت کرنے لگیں گے

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے پاس جو چیزیں (مال وجاہ، دنیا) ہیں۔ ان سے بے رغبتی (استغناء) اختیار کرلو۔ لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۴)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا ہمیں نصیحت فرمائیے اور مختصر فرمائیے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو ایسی نماز پڑھو گویا تم آج ہی رخصت (فوت) ہو رہے ہو۔ اور ایسی بات زبان سے مت نکالو کہ تم کو اس کی معذرت کرنی پڑے۔ اور لوگوں کے ہاتھ میں جو (مال وجاہ وغیرہ) ہو اس سے بے پرواہ ہو جاؤ۔ (ابن ماجہ صفحہ ۳۰۷)

**فائدہ**: لوگوں سے ناامید و بے پرواہ ہو کر جو خدا سے امیدیں وابستہ رکھتا ہے اور اسی کی جانب توجہ رکھتا ہے

خدائے پاک اسے غنی کر دیتا ہے اور غنا کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور لوگوں کے پاس دنیا مال وجاہ وغیرہ جو ہے اگر اس کا طالب اور امیدوار نہیں رہتا ہے تو لوگوں کی نگاہوں میں محبوب ہو جاتا ہے۔ لوگوں کی فطرت ہے جو ان کی چیزیں چاہیں گے تو ان کا اعتقاد ختم ہو جائے گا اور نفرت کی نگاہوں سے دیکھیں گے اور سمجھیں گے کہ یہ ہماری طرح دنیادار ہے۔

## بلا گمان رزق

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں جو شخص کلیۃً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ حق تعالیٰ شانہ، اس کی ہر ضرورت کا تکفل فرماتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور جو شخص ہمہ تن دنیا کی طرف لگ جاتا ہے حق تعالیٰ شانہ اس کو دنیا کے حوالے کر دیتے ہیں۔ (کہ تو جان اور تیرا کام یعنی محنت کر اور کھا)۔ جتنی مشقت اٹھائے گا اس کے مناسب ہم دیتے رہیں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ سب سے زیادہ قوی ہو تو وہ اللہ پر توکل کرے۔ اور جو یہ چاہے کہ سب سے زیادہ غنی ہو تو اس کو چاہئے کہ جو چیز اللہ کے پاس ہے اس پر اس سے زیادہ اعتماد رکھے جتنا اس کے پاس کی چیز پر ہوتا ہے۔

حضرت وہب حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب بندہ مجھ پر بھروسہ کر لیتا ہے تو اگر آسمان زمین سب مل کر بھی اس کے ساتھ مکر کریں تو میں اس کے لئے راستہ نکال دوں گا۔ (فضائل صدقات صفحہ ۱۸ / ۷)

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں سے مستغنی رہو اور سوال جتنا بھی کم ہو اتنا ہی اچھا۔ (فضائل صدقات صفحہ ۱۸ / ۷)

اسلام کے بلند پایہ پاکیزہ اخلاق وعادات میں سے یہ ہے کہ مخلوق سے جو خود محتاج در محتاج ہے اس سے مستغنی رہے اور اپنے خالق مالک حقیقی سے امیدیں وابستہ رکھے جو سراپا غنی حی قیوم ہے۔ اس سے خدا کے نزدیک بھی عزیز اور بندوں کے نزدیک بھی عزیز باوقار ومحبوب ہوگا۔ اللہ پاک ہم سب کو اخلاق حمیدہ فاضلہ کا حامل بنائے۔

## شرافت اور عزت کس میں ہے؟

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے محمد! جس طرح چاہو زندہ رہو پھر مرنا ہے۔ چاہے جو عمل کرو اس کا بدلہ پانا ہے۔ جس سے چاہو دل لگاؤ اس کو چھوڑنا ہے۔ جان لو کہ مؤمن کی شرافت رات کے قیام (تہجد) میں ہے۔ اور اس کی

عزت لوگوں سے مستغنی رہنے میں ہے۔ (ترغیب جلد ۱ صفحہ ۵۸۹)

**فَائِدَۃ**: ان روایتوں میں استغناء کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے اختیار کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ استغناء کا مفہوم مخلوق سے بے پرواہ اور اس سے نفع کی امید نہ رکھ کر اللہ سے امید وابستہ کرنا ہے۔ لوگوں کے ہاتھ میں جو مال اور دنیا ہے اس سے صرف نظر کرنا اس سے بے پرواہ ہو جانا ہے۔ ان کی طرف دل اور دھیان نہیں لگانا ہے۔ اور نہ کسی طرح ان سے احتیاج ظاہر کرنا ہے۔ یہ مطلب ہے استغناء کا۔

اہل علم اور اہل زہد وتقویٰ کو اس کا خاص اہتمام چاہئے۔ وہ دنیاداروں اور مالداروں سے استغناء برتیں۔ اپنا احتیاج ان پر ظاہر کر کے اپنی اور دین کی تذلیل نہ کریں۔ حدیث پاک کے پیش نظر جب یہ استغناء اختیار کریں گے تو ان کو خدا وقت آنے پر عزت سے نوازے گا اور وقار کے ساتھ فتوحات کا دروازہ کھلے گا۔ اور خدائے پاک لوگوں کے ذہنوں میں ڈالے گا کہ وہ ان کا خیال کریں۔ زمانہ شاہد ہے اہل خیر وتمول حضرات نے علماء ربانیین کا ہر دور میں خیال کیا ہے اور قیامت تک اہل خیر باقی رہیں گے اور یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

# صبر

## صبر کے متعلق قرآنی آیتیں

قرآن پاک میں بہت سے مقامات پر صبر اور برداشت کی تاکید اور فضیلت آئی ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ﴾

ترجمہ: ''اللہ پاک صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ﴾

ترجمہ: ''صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیجیے۔''

﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ﴾

ترجمہ: ''جس نے صبر کیا اور معاف کیا۔''

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والو! صبر کرو۔''

''صبر کے معنی اپنے دل اور نفس کو طبیعت کے خلاف چیزوں پر جمائے رکھنا ہے۔ صبر کے تین مقامات ہیں۔''

❶ **صبر علی الطاعات:** اللہ کے احکام اور اوامر کو حسن وخوبی کے ساتھ ادا کرنا خواہ نفس پر کتنا ہی شاق اور مشکل کیوں نہ گزرے۔ جیسے صبح کے وقت اٹھنا اور وضو کرنا۔

❷ **صبر عن المعاصی:** گناہ جس سے خدا نے روکا ہے خواہ وہ کتنا ہی مرغوب اور لذیذ ہو اور نفس کو بھاتا ہو اس کو چھوڑ کر نفس کی مخالفت کی مشقت کو برداشت کرنا۔

❸ **صبر علی المصائب:** مصائب وحوادث پر صبر کرنا۔ نفس کو بے قابو نہ ہونے دینا اور نہ مصیبت پر اپنے کو یا خدا کی طرف خلاف ادب امور کی نسبت کرنا۔ ان تینوں میں سے ہر ایک پر ثواب ہے۔

## صبر ایمان ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان صبر اور درگزر کرنا ہے۔

(مکارم طبرانی صفحہ ۳۲۳)

ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: صبر اور درگزر کرنا۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے صبر نصف ایمان ہے۔ (کنز العمال حدیث صفحہ ۱۷۱، الشعب صفحہ ۱۲۳)

## مل جل کر رہنے پر صبر کی فضیلت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں سے ملتا جلتا رہتا ہے اور ان کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کرتا ہے وہ افضل ہے اس سے جو لوگوں سے ربط اور خلط نہیں رکھتا اور نہ ان کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کرتا ہے۔ (مکارم صفحہ ۳۲۳)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ جوڑ اور ربط رکھتے ہوئے اصحاب ماحول سے جو نامناسب اور تکلیف دہ باتیں ہو جاتی ہیں ان پر صبر کرتا ہے تو یہ شخص ان گوشہ نشین اور منقطع لوگوں سے افضل ہے کہ جو اذیتوں پر صبر کی عظیم دولت سے محروم ہیں جس سے خدا کی معیت نصیب ہوتی ہے۔

## صبر کا اصل وقت مصیبت سے متصل ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: صبر تو مصیبت کے شروع وقت میں ہے۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۱۷۴، بیہقی جلد ۷ صفحہ ۱۱۹)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ اصل جو صبر کا وقت ہے وہ مصیبت و پریشانی کے بعد فوراً ہے اس وقت صبر کا ثواب ہے۔ جب بات پرانی ہو جاتی ہے تو ویسے اس کا خیال کم ہو جاتا ہے اور اثر بھی کم ہو جاتا ہے۔

## خلاف مزاج باتوں کو دیکھ کر بھڑکے نہ بلکہ صبر کرے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی خلاف مزاج معاملہ پیش آجائے تو صبر کرو۔ (الشعب صفحہ ۱۲۸)

**فائدہ:** بسا اوقات خلاف مزاج باتیں جس سے طبیعت کو تکلیف ہوتی ہے آدمی بھڑک جاتا ہے، سخت باتیں کہہ دیتا ہے۔ سو یہ بہت بری بات ہے۔ بلکہ آدمی کو برداشت کرنا چاہئے۔ چنانچہ بعض آدمی کہتے ہیں مجھے خلاف مزاج باتیں برداشت نہیں۔ سو یہ حلم اور صبر کے خلاف ہے۔

## مصائب پر صبر

محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ پاک جب کسی جماعت، لوگ، فرد کو اپنی محبت سے نوازتے ہیں تو ان کو مصائب اور پریشانیوں میں مبتلا کرتے ہیں پس جو صبر کرتا ہے اس کے لئے صبر کی جزا ہے اور جو ہائے واویلا کرتا ہے اس کے لئے اس کی سزا ہے۔ (صفحہ ۱۴۵)

## مصائب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ کی سنت ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زائد مصائب وحوادث حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیئے جاتے ہیں پھر اس کے بعد جو اس مرتبہ پر ہوتا ہے۔

(بخاری جلد۲ صفحہ۱۴۲، مجمع الزوائد جلد۲ صفحہ۲۹۵، بیہقی جلد۷ صفحہ۱۴۲)

**فائدہ:** خیال رہے کہ مصائب اور پریشانیوں کا آنا گناہ یا ناراضگی خدا کی علامت نہیں۔ مصائب اور پریشانیوں کا آنا اور اس پر صبر کرنا اور اسے خوشی سے جھیلنا یہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صلحاء رحمہم اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ جو جس قدر خدا کا مقرب ہوتا ہے اسی قدر اسے آزمایا جاتا ہے۔ اس لئے مصائب وحوادث سے ہرگز رنجیدہ خاطر نہ ہو اس کے ختم ہونے کی صبر کرتے ہوئے دعا کرتا رہے۔

## خوش قسمت کون ہے؟

عمر بن ابی الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوش قسمت وہ ہے جسے بقدر ضرورت رزق دیا گیا اور اس پر صبر سے نوازا گیا۔ (الشعب جلد۷ صفحہ۱۲۵)

## ماحول میں رہ کر صبر چالیس سال کی عبادت سے افضل

قیس بن الشعس سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کے ساتھ ان کی بستی میں رہتے ہوئے ایک ساعت کا صبر چالیس (۴۰) سال کی عبادت سے افضل ہے۔ ابو حاضر صحابی نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض اصحاب کو نہیں پایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیج کر ان کو بلایا (اس نے کسی غیر آباد علاقے میں عبادت شروع کر دی تھی) اور فرمایا: تم کو اس پر کس نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں بوڑھا ہو گیا ہوں، ہڈیاں دبلا گئی ہیں، موت کا وقت قریب آگیا ہے۔ پس میں نے سوچا تنہائی میں رہ کر کہیں عبادت کر لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا: خبردار سن لو مسلمانوں کے ماحول اور بستی میں رہ کر (یعنی ان سے خلط ملط کرتے ہوئے) عبادت کرنا تنہائی کی ساٹھ (۶۰) سال کی عبادت سے افضل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ بلند آواز سے فرمایا۔

**فائدہ:** لوگوں کے ماحول سے ہٹ کر جنگل بیابان غیر آباد علاقے میں خدا کی عبادت سے افضل ہے کہ آدمی ماحول میں رہ کر خلاف نفس باتوں اور معاملہ کو برداشت کرتے ہوئے عبادت کرے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہی طریقہ رہا اس کے خلاف رہبانیت اسلام کو پسند نہیں۔

## حوادث ومصائب پر صبر کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل مصائب کے چہرے اس دن (قیامت کے دن) روشن ہوں گے جس دن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ (طبرانی، کنز صفحہ ۲۹۶)

## مصیبت پر کیا سوچے؟

حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ میری مصیبت کو یاد کرے کہ وہ بڑی مصیبت تھی۔ (کنز جلد ۳ صفحہ ۳۰۱)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ اپنی مصیبت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مصیبت کو یاد کرے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ نے تبلیغ توحید واسلام کے سلسلہ میں پہنچائی۔ یہ سوچے کہ جب ہمارے آقا اور سردار اور مولیٰ کو ایسی ایسی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا جو خدا کے سب سے برگزیدہ اور چہیتے تھے تو ہمیں پہنچائی تو کوئی اہم بات نہیں۔ اس سے مصیبت کے رنج وغم کا احساس کم ہوگا۔

## قیامت کے دن اہل صحت کی تمنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اہل عافیت وصحت اہل مصائب کے ثواب کو دیکھ کر تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ان کی کھال قینچی سے کاٹی جاتی۔

(ترمذی، کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۳۰۳)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ جب اہل مصیبت کو ثواب عظیم دیا جائے گا تو اسے دیکھ کر تمنا کریں گے کہ ہم کو دنیا میں ان لوگوں سے بھی سخت سخت مصیبتیں اور پریشانیاں دی جاتیں تو اچھا ہوتا تا کہ ہم آج زیادہ سے زیادہ ثواب پاتے۔

لہٰذا جو لوگ مصائب آلام میں گھرے رہتے ہیں وہ آخرت کے اس ثواب کا خیال کر کے تسلی حاصل کریں۔

## بیماری پر صبر کا ثواب

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مؤمن مرد یا مؤمن عورت کو کوئی بیماری لاحق ہوتی ہے تو خدائے پاک اس کے گزشتہ ایام کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے۔

(بزار، کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۳۰۶)

## خدا جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ پاک کسی بندے سے محبت

کرتا ہے تو اسے پریشانیوں میں ڈال دیتا ہے۔ (طبرانی، ابن حبان، کنز العمال جلد۳ صفحہ۳۲۵)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ مصائب کے ثواب عظیم کی وجہ سے خدائے پاک اپنے محبوب بندوں کو مصائب دیتے ہیں۔ متعدد روایتوں میں اپنے محبوب بندوں کو ابتلاء و آزمائش میں ڈالنے کا ذکر ہے جس سے اس کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

## جب عمل میں کمی ہوتی ہے تو

حضرت حکیم سے مرسلاً منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ پاک بندے کے عمل میں کوتاہی پاتے ہیں تو اس کو رنج و غم میں مبتلا کر دیتے ہیں (تاکہ ثواب کی کمی دور ہو جائے)۔ (مسند احمد، کنز جلد۳ صفحہ۳۲۸)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ مصائب اور پریشانی آئے تو صبر کر کے اللہ سے تقرب اور ثواب عظیم حاصل کرے۔ پریشان اور افسوس نہ کرے۔ کہ اہل محبت کو آزمایا جاتا ہے اسی وجہ سے سب سے زیادہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف اور آزمائش میں ڈالا جاتا ہے چنانچہ بخاری کی روایت ہے "اَشَدُّ الْبَلَا یَا بَلَاءُ الْاَنْبِیَاءِ" (جلد۲ صفحہ۸۴۳)

## صبر اور دعا مؤمن کا ہتھیار ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ صبر اور دعا مؤمن کا ہتھیار ہے۔ (کنز العمال جلد۳ صفحہ۲۷۲)

## صبر کا درجہ ایمان میں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے موقوفاً مروی ہے کہ صبر کا درجہ ایمان میں ایسا ہی ہے جیسا کہ سر کا جسم میں۔ (یعنی مؤمن کو ضرور ابتلاء و آزمائش کا سامنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے اس کا ایمان کامل ہو جاتا ہے)۔

## صبر اور اس کی صورتیں

محدث ابو الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ صبر کی تین قسمیں ہیں:

1. مصائب اور حوادث پر صبر۔
2. عبادت پر صبر۔
3. معصیت اور گناہ سے بچنے میں صبر۔ (مختصراً کنز العمال جلد۳ صفحہ۲۷۳)

## نابینائی پر صبر کا بدلہ جنت ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس بندے کی دو محبوب شئے یعنی آنکھ میں نے لے لی اور اس نے صبر کیا تو اس کے بدلہ میں جنت دوں گا۔ (بخاری، کنز العمال جلد۳ صفحہ۲۷۶)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس کی میں دومحبوب (آنکھ) کو لے لوں اس نے ثواب کے لئے صبر کیا تو اس کے لئے میں جنت سے کم پر راضی نہ ہوں گا۔ یعنی جنت دوں گا۔ (کنز العمال صفحہ ۲۷۷)

حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو دنیا میں نابینا ہو جائے گا اگر صالح ہوگا تو خدا اسے قیامت کے دن نور سے نوازے گا۔ (کنز جلد ۳ صفحہ ۲۷۶)

**فَائِدَہ:** احادیث میں دونوں آنکھوں کی روشنی خواہ پیدائشی نہ ہو یا مرض سے چلی جائے بڑی فضیلت منقول ہے۔ اگر ضعف اور مرض سے روشنی چلی جائے اور علاج نہ کرا کر صبر کرے اور ثواب کی امید کرے تو یہ بہت فضیلت کی بات ہے۔ اس کا بدلہ حدیث قدسی میں جنت ہے۔

## اولاد کے انتقال پر ثواب

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس مسلمان کے تین نابالغ بچے انتقال کر جائیں اللہ پاک ان کو اپنے فضل سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (بخاری، نسائی، کنز العمال)

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس کے دو بچوں کا انتقال ہو جائے اس کی وجہ سے اس کے والدین کو جنت میں داخل کروں گا۔ اس پر حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کہا آپ کی امت میں سے جس کا ایک بچہ ہو۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس کا ایک بچہ ہو اس کو بھی۔ (مختصراً مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۱)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس مؤمن بندے کا جس کا محبوب (بیوی یا بچہ) انتقال کر جائے اور وہ صبر کرے تو اس کا بدلہ جنت ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۱)

**فَائِدَہ:** اس قسم کی بکثرت احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس کا ایک یا دو یا تین بچے یا اس کی بیوی وغیرہ جس سے اس کو محبت اور تعلق ہو انتقال کر جائے اور وہ ہائے واویلا کے بجائے صبر کرے تو اس صبر کا بدلہ جنت ہے۔ لیکن اگر صبر کے بجائے ہائے واویلا کرے، شکایت کرے، تقدیر کو برا بھلا کہے تو یہ عظیم ثواب سے محروم ہو جاتا ہے اور گناہ اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔

# شکر

## شکر کے متعلق خدائے پاک کا ارشاد

﴿اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۝ وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ﴾

ترجمہ: ”اے داؤد کی اولاد شکر ادا کیا کرو۔ میرے بندوں میں شکر گزار کم ہیں۔“ (سبا)

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ﴾

ترجمہ: ”اگر تم شکر کرو گے تو میں اس میں (نعمتوں میں) اضافہ کروں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میری گرفت سخت ہے۔“

شکر کے معنی اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ اعتراف کرے کہ نعمت فلاں نے دی ہے پھر اس کو اسی کی طاعت اور مرضی کے مطابق استعمال کرے۔ (القرطبی جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۴)

اس حکم کی تعمیل میں (جو حضرت داؤد علیہ السلام کو شکر دیا گیا تھا) حضرت داؤد اور سلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام اور ان کے خاندان نے قول و عمل دونوں سے اس طرح کی کہ ان کے گھر میں کوئی وقت ایسا نہ گزرتا تھا جس میں گھر کا کوئی فرد اللہ کی عبادت میں لگا نہ ہوا ہو۔ افراد خاندان پر اوقات تقسیم کر دیئے گئے تھے۔ اس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کا مصلیٰ کسی وقت نماز پڑھنے سے خالی نہ رہتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ شکر جس طرح زبان سے ہوتا ہے اسی طرح عمل سے بھی شکر ہوتا ہے۔

(معارف القرآن پارہ ۲۲ صفحہ ۱۵۰)

محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا شکر تقویٰ اور عمل صالح کا نام ہے (معارف) زبانی شکر کے ساتھ اس کے حکم کی اطاعت شکر ہے۔ (القرطبی)

خیال رہے کہ شکر کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا کی دی ہوئی نعمت جان مال کو اس کے حکم کے مطابق لگانا شکر اور اس کے خلاف مال کو دنیا ہی کے امور میں صرف کرنا راہ خدا میں نہ لگانا اور اعضاء و جوارح کو اطاعت خداوندی کے علاوہ گناہ میں لگانا ناشکری ہے۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ خداوند کا شکر بندہ مکمل کسی حال میں نہیں کر سکتا۔

چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام پر جب یہ حکم شکر نازل ہوا تو اللہ سے عرض کیا کہ اے مرے رب میں آپ کا شکر کس طرح ادا کر سکتا ہوں جب کہ میرا شکر زبان سے ہو یا عمل سے ہو وہ بھی آپ ہی کی عطاء کردہ ہے۔ اس پر

بھی مستقل شکر ہے۔ کہ اس کی توفیق اور قدرت بھی نعمت ہے جس کا شکر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اب تم نے شکر ادا کیا اے داؤد۔''

چونکہ خدا اور اس کی نعمت کے شکر سے تم نے اپنے آپ کو عاجز اور کوتاہ پایا۔ (الجامع لاحکام القرآن جلد۱۴ صفحہ ۲۶۴)

حکیم ترمذی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ اور امام جصاص رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے عطا بن یسار رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت ''اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا'' نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ممبر پر تشریف لائے۔ اس آیت کو تلاوت فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا تین کام ایسے ہیں جو شخص ان کو پورا کرے تو جو فضیلت آل داؤد کو عطاء کی گئی تھی وہ اس کو بھی مل جائے گی۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنۡہُمۡ نے عرض کیا وہ تین کام کیا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا رضا اور غضب کی حالتوں میں انصاف پر قائم رہنا۔ اور غنا اور فقر کی دونوں حالتوں مین اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنا۔ اور خفیہ اور علانیہ دونوں حالتوں میں اللہ سے ڈرنا۔ (القرطبی جلد۱۴ صفحہ۲۶۴)

اس سے معلوم ہوا کہ شکر کا مطلب صرف زبان سے الحمد للہ یا شکر اللہ کہنا مراد اور کافی نہیں بلکہ اس کا پورا مفہوم اعتراف نعمت خداوندی کے ساتھ اس کی اطاعت اور نافرمانی سے بچنا ہے۔

اسی وجہ سے مفسر قرطبی نے ''اُشۡکُرُوۡا لِیۡ وَلَا تَکۡفُرُوۡنِ'' کا مطلب لکھا ہے۔ تم میری اطاعت کرو۔ (جلد۲ صفحہ۱۷۶)

سورہ سبا کی تفسیر ''اعملوا آل داؤد'' میں لکھتے ہیں ''تظاهر القرآن والسنة ان التسكر بعمل الا بدان دون الاقتصار على عمل اللسان'' قرآن اور حدیث پاک سے یہ ظاہر ہے کہ شکر عمل (اطاعت الٰہی) کا نام ہے صرف زبان کا عمل نہیں ہے۔ (جلد۱۴ صفحہ۲۵۴)

## لوگوں کا شکریہ ادا کرنا

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنۡہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا۔ اس نے اللہ کا شکر ادا نہ کیا۔ (ادب مفرد صفحہ۱۱۴، ابوداؤد)

حضرت اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنۡہُ کی حدیث مرفوع میں ہے کہ خدا کا شکر ادا کرنے والا وہ ہے جو لوگوں کا شکر ادا کرنے والا ہے۔ (بیہقی، کنز العمال جدید صفحہ۲۵۴)

**فَائِدَۃ:** یعنی جو لوگوں کے احسانات اور تبرعات پر شکر کرے گا وہ خدائے پاک کا بھی شکر کرے گا کہ اللہ پاک نے اس کی توفیق دی اور خدائے پاک نے اس کے واسطے سے نوازا۔

## کسی کی بھلائی کا ذکر بھی گویا شکر ہے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنۡہَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کے احسان کا تذکرہ

کیا گویا اس نے شکر ادا کر دیا۔ (مجمع جلد ۸ صفحہ ۱۸۱)

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا. جس نے کسی چیز سے نوازا اور اس نے اسی کا تذکرہ کیا تو گویا کہ اس نے اس کا شکر ادا کر دیا۔ اور جس نے چھپایا گویا اس نے ناشکری کی۔

(ابوداؤد صفحہ ۳۶۴)

حضرت حسن بصری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ نعمتوں کا ذکر خوب کیا کرو کہ اس کا ذکر شکر ہے۔

(ابن ابی الدنیا صفحہ ۳۳)

ابوسلیمان واسطی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ نعمتوں کا ذکر اللہ تعالیٰ کی محبت کا باعث ہے۔

(ابن ابی الدنیا صفحہ ۱۷)

نعمان بن بشیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ خدا کی نعمتوں کا تذکرہ بھی شکر ہے۔

(کنز العمال جدید جلد ۳ صفحہ ۲۵۵)

## نعمت شکر سے متعلق ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نعمتیں شکر سے متعلق ہیں اور شکر سے زیادتی نعمت کا تعلق ہے، شکر ونعمت دونوں ایک ہی رسی سے بندھے ہیں۔ جب بندے سے شکر ختم ہو جاتا ہے تو نعمت کی زیادتی کا سلسلہ بھی منقطع ہو جاتا ہے۔ (ابی ابن الدنیا صفحہ ۱۸)

## شکر برکت اور زیادتی کا باعث ہے

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس شخص کو شکر ادا کرنے کی توفیق ہوگئی وہ کبھی نعمتوں میں برکت اور زیادتی سے محروم نہ رہے گا۔ (ابن مردویہ، مظہری، معارف پارہ ۱۴ صفحہ ۱۵۶)

**فَائِدَہ:** شکر سے نعمت میں برکت اور زیادتی ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ﴾

علامہ قرطبی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے کہا کہ یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ شکر زیادتی نعمت کا باعث ہے۔

(جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۴)

حسن بصری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کا قول ہے کہ خدا بندوں کو نعمتوں سے نوازتا رہتا ہے۔ جب بندہ ناشکری کرتا ہے تو اسے نعمت کے بجائے عذاب وکلفت سے نواز دیتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا جلد ۳ صفحہ ۱۶)

## شکر ادا کرنے والے خدا کے مجلسی ہوں گے

ابوسلیمان دارانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ رحمٰن کی مجلس کے اصحاب یہ لوگ ہوں گے جو کرم، سخاوت،

حلم، رحمت، شفقت، شکر، بھلائی اور صبر کے حامل ہوں گے۔ (ابن ابی الدنیا صفحہ ۱۸۲)

## تین عظیم دولت کے حامل کون؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی میں یہ تین باتیں ہوں گی اللہ پاک اسے اپنی حفاظت میں رکھے گا، اپنی رحمت سے اس پر ستاری فرمائے گا اور اسے اپنی محبت سے نوازے گا۔

1. نوازا جائے تو شکر کرے۔
2. قدرت پالے (انتقام پر) تو معاف کردے۔
3. غصہ آجائے تو اسے ختم کردے (یعنی پی جائے) اس کے تقاضہ پر عمل نہ کرے۔ (ترغیب صفحہ ۴۴۹)

## دین دنیا کی بھلائی کون لے گیا؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو چار چیزیں مل گئیں ان کو دنیا و آخرت کی بھلائی نصیب ہوگئی۔

1. شکر گزار دل۔
2. ذاکر زبان۔
3. مصیبت پر صابر بدن۔
4. ایسی بیوی جو نفس اور مال کی خیانت سے محفوظ ہو۔ (ابن ابی الدنیا جلد ۳ صفحہ ۴۲)

## شکر کی توفیق بھلائی کا ارادہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ساتھ خدا بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو عمر میں زیادتی اور شکر کی توفیق سے اسے نوازتے ہیں۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۲۵۴)

## خدا کا شکر گزار بندہ کون ہے؟

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کا شکر گزار بندہ وہ ہے جو لوگوں کا شکر ادا کرنے والا ہو۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۸۱)

**فائدہ**: جو بندوں کا شکر ادا کرتا ہے اس کی نوازشوں کا ذکر اور اس کی قدر کرتا ہے وہ خدا کا بھی شکر ادا کرے گا۔ گویا یہ ایک علامت اور معیار ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ نوح علیہ السلام کو شکر گزار بندہ اس

لئے کہا گیا کہ جو بھی کام کرتے تھے۔ چھوٹا ہو یا بڑا بسم اللہ اور الحمد للہ کہا کرتے تھے۔ کچھ کھاتے پیتے یا کپڑا پہنتے تو اللہ کی تعریف بیان کر کے اللہ کا شکر ادا کرتے اس لئے اللہ نے ان کو شکورا کے لقب سے نوازا۔

(مظہری جلد۵ صفحہ۴۰۴)

## نعمت پر الحمد للہ کہنا شکر ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بندے کو خدائے پاک نے کسی نعمت سے نوازا۔ اس نے اس پر الحمد للہ کہا تو اس نے اس کا شکر ادا کر دیا۔ (کنز العمال جلد۳ صفحہ۲۵۴)

**فائدہ:** کسی بھی نعمت کے حصول پر الحمد للہ کہنے کی عادت بنالے۔ خود بھی عادت ڈالے۔ اہل وعیال کو بھی اس کی تاکید کرے۔ اس سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور نعمتیں زوال سے محفوظ رہتی ہیں۔ شکر خواہ کیسی ہی نعمت پر ہو زوال سے حفاظت کا نسخہ کیمیا ہے۔

## زوال نعمت سے حفاظت کیسے ہو؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ نعمت پر خدا کی تعریف اس کے زوال سے امان ہے۔

(کنز العمال جلد۳ صفحہ۲۵۵)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ کوئی نعمت حاصل ہو تو اسے اپنا کمال نہ سمجھے۔ اپنی طرف نسبت نہ کرے کہ میں نے اسے اس طرح حاصل کیا ہے۔ بلکہ خدا کی جانب اور اس کے فضل سے سمجھے اسی کی طرف نسبت کرے کہ خدا کے فضل سے یہ ہوا۔ شکر ہے خدا کا کہ اس نے نوازا، اس نے کرم کیا، اسی کے فضل وکرم رحم سے ملا ورنہ میں گنہگار اس لائق کہاں۔ تو اس کی برکت سے زوال اور مصیبت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

## معمولی چیز کا بھی شکر ادا کیا جائے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. جو تھوڑے کا شکر ادا نہیں کرتا تو وہ زیادہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ (مختصر مجمع الزوائد جلد۸ صفحہ۲۸۲)

مطلب یہ ہے کہ خدا کی ہر نعمت جو ہماری نگاہ میں معمولی نظر آرہی ہے وہ بھی اپنی جگہ بہت اہم ہے۔ اس لئے معمولی نعمتوں کا بھی شکر کرے۔ شکایت اور حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے کہ اگر بالکل محروم کر دیا جاتا تو پھر کیا حال ہوتا۔ جو تھوڑے پر شکر کرے گا۔ زائد پر بھی شکر کرے گا اور تھوڑے پر شکر کرنا زیادتی نعمت کا باعث ہے۔ لہٰذا وہ زائد پر بھی شکر کرنے کے لائق ہو جاتا ہے۔ گویا کہ تھوڑے پر شکر زیادتی کا باعث ہے۔

## شکر نصف ایمان ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ ایمان کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ صبر ہے، دوسرا شکر

ہے۔ (بیہقی، اتحاف السادۃ جلد ۹ صفحہ ۴۸)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ صبر اور شکر اسلام کے عظیم ترین اعمال میں سے ہے کہ جس میں یہ وصف نہیں گویا وہ ایمان سے عاری ہے۔

## شکر کی توفیق کیسے ہوگی؟

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی خدا کی نعمت کی قدر (شکر) ادا کرنا چاہے تو اپنے سے کمزور کو دیکھے۔ اپنے سے اوپر والے کو نہ دیکھے۔

(ابن ابی الدنیا جلد ۳ صفحہ ۳۸)

**فَائِدَہ:** اپنے سے کمزور پر نگاہیں رہیں گی تو شکر کی توفیق ہوگی۔ اپنے سے اوپر پر نگاہ رہے گی تو ناشکری اور شکایت کا ذہن پیدا ہوگا۔ اسی لئے متعدد احادیث میں اس کی تاکید کی گئی ہے۔

## توفیق شکر کی دعائیں

حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَامُ نے یہ دعا مانگی جسے خدائے پاک نے اپنے کلام میں ذکر کیا ہے:

"رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ"

**تَرجَمَہ:** "اے اللہ! مجھے توفیق دیجئے کہ آپ کی نعمتوں کا شکر کروں جو مجھ پر کی ہیں اور میرے والدین پر کی ہیں اور یہ کہ عمل صالح کی توفیق دے جس سے آپ راضی ہو جائیں اور اپنی رحمت سے صالح بندوں میں شامل فرمالیجئے۔"

حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس دعا کی تعلیم اور تاکید فرمائی کہ ہر نماز کے بعد اسے ضرور پڑھنا:

"اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"

**تَرجَمَہ:** "اے اللہ! میری اعانت فرما کہ میں آپ کا ذکر، شکر اور اچھی عبادت کروں۔"

(حاکم جلد ۱ صفحہ ۲۷۳، ابوداؤد صفحہ ۲۱۳، ابن سنی صفحہ ۱۱۸)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی یہ دعا منقول ہے:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ اُعَظِّمُ شُكْرَكَ وَاُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَاَتَّبِعُ نَصِیْحَتَكَ وَاَحْفَظُ وَصِیَّتَكَ"

ترجمہ: ''اے اللہ! ایسا بنا دیجئے کہ آپ کا خوب شکر کروں خوب ذکر کروں تیرے فرمان کی اتباع کروں تیرے حکم کو یاد رکھوں۔'' (جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۹۴، ترمذی)

حضرت سے روایت ہے کہ آپ کی دعاؤں میں سے یہ دعا بھی ہے:

''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ نِعْمَتَكَ مُثْنِيْنَ بِهَا قَابِلِيْهَا وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا''

ترجمہ: ''اے اللہ! ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا اور ان کی تعریف کرنے والا اور انہیں قبول کرنے والا بنا دیجئے اور اپنی نعمتیں ہم پر پوری فرما دیجئے۔'' (ابن ابی شیبہ)

# سادگی

## سادگی ایمان کی علامت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے دنیا کا تذکرہ کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ارے تم کیوں نہیں سنتے۔ سادگی ایمان کی علامت ہے۔ سادگی ایمان کی علامت ہے۔
(ترغیب صفحہ ۱۰۸، ابوداؤد صفحہ ۵۷۳، ابن ماجہ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: سادگی ایمان کی علامت ہے۔ (مسند احمد، حاکم، کنز العمال)

## سادگی پسند بندہ خدا کو محبوب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک سادگی پسند بندہ کو محبوب رکھتا ہے۔ جسے یہ بھی پرواہ نہیں کہ اس نے کیا پہنا ہے۔ (بیہقی، کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۸۷)

**فائدہ:** خدا کو سادگی اور سادہ بندہ بہت پسند ہے، حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اسلاف کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ایسے ہوئے ہیں اور رہے ہیں۔ سادگی کا مطلب ظاہر ہے۔ خوش عیش، خوش پوشاک نہ ہونا، نہ تو خوشنما عمدہ کپڑے کا اہتمام ہو نہ عمدہ قیمتی کھانوں کا ذہن ہو، نہ خوشنما شاندار بہترین مکان ہو، نہ موٹر کار پر سواری کا التزام و خواہش طلب ہو۔ زندگی رہن سہن میں مال کی فراوانی کا اثر ہو۔ یعنی متوسط یا غریب طبقہ کا مؤمن ہو۔ کھانا بھی موٹا، کپڑا بھی موٹا، رہنا سہنا بھی، شادی بیاہ بھی غرض کہ زندگی کے تمام پہلو میں سادگی ہو۔

اگرچہ آج کے اس دور میں ایسا آدمی عزت و وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا ہے مگر اپنے مالک و مولیٰ کی نگاہ میں تو محبوب و پسندیدہ ہے۔ آخرت میں تو بازی لے جانے والا ہے۔ بندۂ خدا کے لئے یہی کافی ہے۔ دنیا کی عزت و وقعت کا کیا اعتبار۔ دنیا تو خوب لحیم شحیم موٹے جسم اور خوش نما پوشاک والے کو عالم اور بزرگ سمجھتی ہے۔ ایسوں کا کیا اعتبار۔

## کون قابل رشک ہے؟

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ قابل

رشک میرے نزدیک وہ مؤمن ہے جو مال کے اعتبار سے تو کم ہو۔ نماز (عبادت) کے اعتبار سے خوب ہو۔ لوگوں میں گمنام ہو۔ اس کی کوئی حیثیت و پرواہ نہ ہو۔ اس کا رزق بھی بقدر ضرورت ہو۔ اسی پر وہ صابر ہو۔ (زائد پر حریص و طالب نہ ہو) موت بھی جلد آ جائے (طویل العمر نہ ہو) وراثت کا مال بھی کم ہو۔ اس پر رونے والے بھی کم ہوں۔ (ابن ماجہ صفحہ ۳۰۲، ترمذی)

**فائدہ:** دیکھئے اس حدیث پاک پر غور کیجئے۔ ولایت اور تقرب کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ شریعت کا پابند، نہ جاہ نہ مال کا مالک، لوگوں میں گمنام، تعلقات اور روابط بھی کم، تبھی تو رونے والے کم ہوں گے۔ اس دور میں گو ایسے لوگوں کی وقعت نہیں۔ مگر خالق کائنات کی نگاہ میں تو قابل اکرام ہے۔ دنیا والے نہ جانیں نہ ربط ہو تو اچھا ہے۔ ذکر عبادت کا زیادہ وقت ملتا ہے۔

## شاہان جنت کون؟

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو شاہان جنت کی خبر نہ دے دوں۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا کمزور جسے کمزور سمجھا جاتا ہو۔ دو پرانے کپڑے ہو۔ اس کی کوئی حیثیت و پرواہ نہ ہو۔ اگر خدا پر قسم کھالے تو وہ اسے پورا کر دے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۳۰۳)

## اہل جنت کون؟

حضرت حارثہ ابن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو اہل جنت کی خبر نہ دے دوں۔ وہ ہے جو کمزور ہو اسے کمزور سمجھا جاتا ہو۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۳۱، جلد ۲ صفحہ ۸۹۷، ابن ماجہ صفحہ ۳۰۳)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک کوئی مرتبہ و مقام نہ ہو۔

خیال رہے کہ لوگوں کے نزدیک مال اور جاہ سے مرتبہ ہوتا ہے اور یہ دونوں سے خالی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لوگ نہ اسے پوچھتے ہوں نہ اس کے پاس آمد و رفت اور نہ اس کے پاس اٹھنے بیٹھنے کو اچھی اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں۔ مگر اللہ کے نزدیک ذکر عبادت زہد تقویٰ کی وجہ سے مقرب بندوں میں سے ہو۔ دنیا میں دنیاوی اعتبار سے ہر معاملہ میں بڑھ چڑھ کر رہنا اہل جنت کی علامت نہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو مال اور جاہ سے یا ربط و تعلق سے لوگوں کے نزدیک وقیع اور باعزت ہونا چاہتے ہیں وہ ان احادیث سے سبق حاصل کریں۔

## خوش عیشی تنعّم پسندیدہ نہیں

عبداللہ بن بریدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کرتے ہیں کہ ایک صحابی رسول فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مصر میں تھے تشریف لے گئے کسی نے ان سے (باوجودیکہ مصر جیسی سلطنت کے گورنر تھے سادگی دیکھ کر حیرت سے)

پوچھا۔ کیا بات ہے میں آپ کو سادہ پراگندہ حال میں دیکھ رہا ہوں آپ تو مصر کے حاکم ہیں۔ انہوں نے کہا مجھے رسول پاک ﷺ نے زیادہ تنعم اور خوش عیشی سے منع فرمایا ہے۔ پھر انہوں نے کہا میں آپ کا جوتا بھی نہیں دیکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا مجھے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کبھی ننگے پیر بھی چلوں۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۷۴)

**فائدہ:** حدیث پاک میں ارفاہ کا لفظ ہے جسے خوش عیشی اور تنعم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کھانے پینے رہنے سہنے کے امور میں خوب وسعت اختیار کرے۔ کھانا بھی عمدہ سے عمدہ، کپڑے بھی عمدہ عمدہ، مکان بھی قابل دید، سواری بھی عمدہ، آج کل کے اس دور میں کار "ماروتی" یہ چیزیں گو شرعاً جائز ہیں مگر پسندیدہ اور محبوب نہیں۔ (حاشیہ ابوداؤد صفحہ ۵۷۴)

دنیا کی یہ خوشی خدا سے غفلت، آخرت سے بے پرواہی، عجب، کبر، قلب کی شقاوت ذکر و عبادت کی قلت گھریلو ماحول میں آزادی اور بددینی پیدا کر دیتی ہے۔ چونکہ طبعاً نفس ان چیزوں کی جانب مائل اور راغب ہوتا ہے جس کے باعث کشش اور حرص میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں خدا اور آخرت سے غافل رہتا ہے۔

اسی وجہ سے عیش و تنعم اور مالداروں کی سی زندگی گزارنے سے روکا گیا ہے اور مال رہتے ہوئے یا بلا مال کے بہر صورت سادہ متواضعانہ زندگی گزارنے کی تاکید اور فضیلت بیان کی گئی ہے تاکہ یہ عیش و تنعم آخرت کی ابدی راحت سے محروم نہ کر دے۔

# تواضع اور خاکساری

## تواضع سے مرتبہ بلند ہوتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔ اللہ پاک معافی سے بندے کی عزت بڑھاتے ہیں۔ کوئی تواضع نہیں کرتا مگر اللہ اس کے مرتبے کو بلند کرتا ہے۔
(مسلم، ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۳، ترغیب صفحہ ۵۶۱)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر فرمایا کرتے تھے: اے لوگو! تواضع اختیار کرو۔ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے خدا اسے بلند کرتا ہے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۵۶۰)

**فائدہ:** خیال رہے کہ خلوص اور اللہ کے واسطے تواضع کرنے سے خدا اور بندوں کے نزدیک اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے اور اہل شرف کی نگاہوں میں یہ وقعت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔ ہاں دنیا دار اور کمینوں کے نزدیک عزت کی نگاہ سے نہ دیکھے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

## تواضع سے علیین کا درجہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ایک درجہ تواضع کرتا ہے جو خدائے پاک اس کے مرتبے کو ایک درجہ بڑھا دیتا ہے یہاں تک کہ اسے اعلیٰ علیین میں پہنچا دیتا ہے۔
(ابن ماجہ صفحہ ۳۰۸، ترغیب جلد۳ صفحہ ۵۶۰)

## تواضع کا حکم ہے

حضرت عیاض ابن حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک نے مجھے وحی بھیجی ہے کہ تم تواضع اختیار کرو کہ ایک دوسرے پر بڑائی مت ظاہر کرو نہ ایک دوسرے پر کوئی بڑھ چڑھ کر معاملہ کرے۔
(ابن ماجہ صفحہ ۳۰۸، ابوداؤد صفحہ ۳۰۷، تواضع)

## متواضعین کو بشارت

حضرت رکب مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے خوشخبری ہے جو بلا کسی کوتاہی و جرم کے تواضع اختیار کرے اور بغیر غربت و مسکنت کے اپنے نفس کو خاکساری کے ساتھ رکھے۔

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ گناہ پر یا کسی جرم پر تواضع قابل تعریف نہیں ہے وہ سزا سے بچنے اور معافی کے لئے

ایسا کرے گا ہی۔ اور اسی طرح غریب کنگال فقیر خاکساری برتتے یا سوال کے لئے خاکساری برتتے تو یہ باعث اجر نہیں کہ یہ تو مفاد اور غرض کہ وجہ سے ہے باعث فضیلت وہ ہے جو اللہ کے لئے ہو۔ (ترغیب صفحہ ۸۵۸)

## خدا کو کون بندہ پسند ہے؟

آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ! تواضع اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ تواضع کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۱۳)

## جو تواضع کی وجہ سے عمدہ لباس چھوڑ دے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کے لئے (تواضعاً) زینت چھوڑ دے خوشنما کپڑے نہ پہنے (اس کے بجائے سادہ پہنے) تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے جنت کا خوشنما لباس پہنائے۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۱۷)

حضرت معاذ بن الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص عمدہ لباس خدا کے لئے تواضعاً چھوڑ دے باوجودیکہ اسے حیثیت ہے، تو قیامت کے دن اسے تمام مخلوق کے سامنے بلایا جائے گا اور اسے اختیار دیا جائے گا کہ وہ ایمان کے جس جوڑے کو چاہے اختیار کرے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس نے باوجود قدرت کے عمدہ اور خوبصورت لباس (تواضعاً) چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ شانہ، اسے اکرام اور اعزاز کا لباس پہنائے گا۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۷)

**فائدہ:** تواضعاً خوشنما لباس کے ترک پر فضیلت ہے۔ وہ امراء جو خوشنما لباس میں اپنا وقار فخر سمجھتے ہیں ان کے لئے باعث توجہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر امر میں تواضع محبوب ہے۔

## تواضع کی علامت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ تین امور تواضع کی بنیاد ہیں۔

1. ملاقات ہونے والوں سے اولاً سلام کرے۔
2. مجلس میں اعلیٰ مقام کے علاوہ پر بیٹھنے میں راضی ہو جائے۔
3. ریا اور شہرت سے دور بھاگے۔ (کنز العمال صفحہ ۱۰۷)

**فائدہ:** اس میں تواضع کی بنیادی علامتوں کو بیان کیا گیا ہے جس سے حقیقت میں متواضع اور غیر متواضع کے درمیان امتیاز ظاہر ہو جاتا ہے۔

## تواضع حکمت و سمجھداری کا باعث ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر آدمی کے سر میں دانائی ہے جو

ایک فرشتہ کے قبضہ میں ہے، پس بندہ جب تواضع اختیار کرتا ہے تو فرشتہ سے کہا جاتا ہے اسے حکمت و دانائی سے نوازو، اور جب تکبر ہے تو فرشتہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کی حکمت و دانائی اس سے چھین لو۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۸۳)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ تواضع کی وجہ سے اس سے دانائی اور فہم کے افعال سرزد ہوتے ہیں کیونکہ وہ خدا کا خوف اور بندوں کی رعایت کرتے ہوئے کام کرتا ہے۔ اور جب بندہ تکبر کرتا ہے تو اس سے ناسمجھداری کے امور ادا ہوتے ہیں اس لئے کہ اس صورت میں نہ تو وہ خدا سے ڈرتا ہے اور نہ بندوں کی رعایت کرتا ہے۔

## تواضع کی وجہ سے بلند مرتبہ کس طرح؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر آدمی سے دو زنجیریں متعلق ہیں۔ ایک زنجیر کا تعلق آسمان سے ہے۔ جب بندہ تواضع کرتا ہے تو اللہ اسے زنجیر کے ذریعہ سے آسمان کی جانب کھینچ لیتے ہیں۔ اگر تکبر کرتا ہے تو زمین والی زنجیر سے کھینچ کر اسے زمین یعنی (نیچے) پہنچا دیتے ہیں۔

(مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۸۳)

**فَائِدَہ:** یہ ایک مثال ہے یعنی تواضع کے ذریعہ سے اسے آسمان پر یعنی بلند درجہ پر پہنچا دیتے ہیں اور تکبر سے "تحت الثری" نچلے مرتبے میں پہنچا دیتے ہیں۔

## تواضع اور خاکساری کا مفہوم

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾

**تَرجَمَہ:** "خدا کے خاص بندوں کا وصف۔ زمین پر تواضع و انکساری کے ساتھ چلنا ہے یعنی سینہ تان کر متکبرانہ چال سے دور رہتے ہیں۔"

تواضع اور خاکساری کا منشا یہ ہے کہ انسان میں کبر و غرور پیدا نہ ہو۔ ہر شخص دوسرے کی عزت کرے اور اپنی کمی، کمزوری، کوتاہی کا اعتراف رہے۔ اس بات کا دھیان رہے کہ اپنے میں کمی دوسروں میں تواضع اور خاکساری کے بہت سے مظہر ہیں۔ قرآن پاک نے ان میں بعض اہم نمایاں مظاہر کو بعض موقعوں پر ذکر کیا ہے۔ نصائح لقمانی میں ہے: ﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا.﴾ الخ

اس آیت مبارکہ میں تواضع و انکساری کے بعض موقعوں کا ذکر کیا ہے۔

1. یہ کہ بات کرنے میں لوگوں سے بے رخی نہ اختیار کی جائے۔
2. زمین پر اکڑ کر نہ چلا جائے۔ چال ڈھال میں غرور کا شائبہ نہ ہو۔ آواز میں سختی اور تیزی نہ ہو کہ کبر اور غرور ٹپکے۔

غرض کہ زندگی کے تمام امور میں آدمی سے تواضع اور مسکنت کا ظہور ہو۔ یہی خدا کے برگزیدہ بندوں کی نشانی ہے۔

# شرم وحیاء

## حیاء ایمان کی شاخ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں۔ افضل ترین ''لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' اور ادنیٰ درجہ راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا ہے۔ اور حیاء ایمان کی شاخ ہے۔ (بخاری، مسلم، ترغیب صفحہ ۳۹۸)

## حیاء ایمان میں سے ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء اور قلت کلام ایمان میں سے ہے۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۲۱، ترغیب صفحہ ۳۹۸)

## حیاء دین ہے

حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے حیاء کا ذکر ہوا۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیا حیاء دین ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ پورا دین ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء، پاک دامنی، قلت گویائی ایمان سے ہے۔ (مختصر از بیہقی جلد۶ صفحہ ۲۳۵)

## حیاء ہر چیز میں باعث زینت ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فحاشی ہر ایک کو عیب دار کر دیتی ہے۔ حیاء ہر چیز کو مزین اچھا کر دیتی ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۳۰۸، ترمذی)

## حیاء اور ایمان ایک دوسرے کے ساتھ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء اور ایمان دونوں ساتھ ہیں۔ جب ایک جائے گا تو دوسرا بھی رخصت ہو جائے گا۔ (شعب الایمان جلد۶ صفحہ۱۴۰، حاکم)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ حیاء کی وجہ سے ایمان کے اعمال پر انسان پابند رہتا ہے۔ اور گناہوں سے بچتا رہتا ہے اور جب حیاء چلی جاتی ہے تو ایمان کے تقاضے گناہوں سے بچنا موقوف ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فواحش کا صدور آج حیاء وشرم نہ ہونے کی وجہ سے عام ہے۔ عورتوں سے متعلق جو گناہ آج بازاروں شہروں میں عام ہے۔ اس کی بنیاد بے حیائی ہے۔ آج ٹی وی کے پردوں پر ریلیز ہونے والی فواحش کی باتیں ساس بہو، بیٹی ماں، بھائی

بہنیں سب یکجا ہو کر دیکھتی ہیں۔ اور ان کو ذرہ برابر احساس نہیں ہوتا۔ ایسا کیوں۔ حیاء کے اٹھ جانے کی وجہ سے۔

## بے حیاء بے ایمان

زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حیاء ایمان کی شاخ ہے۔ جس میں حیاء نہیں اس میں ایمان نہیں۔ (ابوالشیخ، ترغیب جلد۳ صفحہ ۳۹۸)

**فائدہ:** بے حیائی کی وجہ سے بے ایمانی۔ یعنی فسق و فجور کی باتیں صادر ہونے لگتی ہیں۔ حیاء ان کے لئے حجاب اور روک ہے۔ کیا نہیں دیکھتے عورتیں حیاء کی وجہ سے گناہ سے محفوظ رہتی ہیں اور بے حیائی کی وجہ سے بازاری بن جاتی ہیں۔

## دو خصلتیں خدا کو پسند

حضرت اشج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول پاک ﷺ نے فرمایا: تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو خدا کو پسند ہیں۔ بردباری اور حیاء۔ میں نے کہا پہلے سے تھیں یا اب ہوئی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں پہلے سے تھیں۔ (ابن ماجہ، زہد صفحہ ۳۰۸، مکارم خرائطی صفحہ ۲۹۹)

## جب خدا ہلاک کرنا چاہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: خداوند قدوس جب کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس بندے سے حیاء کھینچ لیتا ہے۔ (مختصر ترغیب صفحہ ۴۰۰)

## حیاء ایمان اور ایمان جنت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حیاء ایمان میں سے ہے اور ایمان جنت ہے۔ (یعنی باعث جنت ہے)۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۱)

## حیاء جنت سے قریب جہنم سے دور کرنے والی

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حیاء اور قلت گویائی ایمان سے ہے اور یہ دونوں جنت سے قریب کرنے والے اور جہنم سے دور کرنے والے ہیں۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۳۹۸)

## ایمان کی زینت حیاء ہے

وہب بن منبہ سے منقول ہے۔ ایمان بالکل خالی ہے۔ تقویٰ اس کا لباس ہے، شرم و حیاء اس کی زینت ہے، تفقہ اس کا مال ہے۔ (مکارم الخرائطی صفحہ ۲۸۸)

## حیاء بھلائی ہی بھلائی ہے

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حیاء تمام کا تمام خیر ہے۔

(ابوداؤد صفحہ ۶۶۱، بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۱۳۲، ابن ابی الدنیا صفحہ ۶۷)

صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ حیاء خیر کے علاوہ کچھ نہیں لاتا۔ حضرت بشیر نے کہا کی حیاء وقار اور سکینہ کا باعث ہے۔ (بخاری صفحہ ۹۰۳، ابوداؤد صفحہ ۶۶۱)

## حیاء کی کمی کفر ہے

حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے (مرسلا) مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حیاء کی کمی کفر (کا باعث) ہے۔ اسی طرح عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی مرفوعا مروی ہے کہ جو حیاء نہیں کرتا وہ کافر ہے۔ (مکارم صفحہ ۹۱)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ بے حیائی کی وجہ سے ایسے گناہ صادر ہوتے ہیں جن سے انسان کفر کے قریب ہو جاتا ہے۔ چونکہ بے حیائی سے فواحش اور معصیت کا بلا دریغ صدور ہوتا ہے اور یہ کفر کا سبب ہوتے ہیں یا یہ کہ بے حیائی کافر کا کام ہے۔

## حیاء اسلام کے عمدہ اخلاق میں سے ہے

حضرت طلحہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر مذہب کے عمدہ اخلاق و عادات ہیں۔ اسلام میں حیاء عمدہ اخلاق و عادات میں سے ہے۔ (مکارم خرائطی صفحہ ۲۸۷، مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۴۰۸)

## شرم و حیاء پہلے اٹھائی جائے گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلی چیز جو امت سے اٹھائی جائے گی وہ حیاء اور ایمان ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے دونوں کا سوال کرو۔ (مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۴۰۸)

**فائدہ:** آج عورتوں کی بے پردگی اور ٹی وی نے یہ پیشین گوئی پوری کر دی۔ حیاء کے اٹھ جانے کی وجہ سے فحاشی کا صدور عام ہو گیا ہے۔ عورتیں مردوں کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے سڑکوں پر نظر آنے لگی ہیں۔ والدین کے سامنے اجنبی مردوں سے بے محابہ خلط کرتی ہیں۔ اجنبی لڑکوں کے ساتھ ان کے سامنے سیر و تفریح کے لئے نکل جاتی ہے۔ زنا کی اشاری باتیں ٹی وی کے پردوں پر سب اکٹھے بیٹھے دیکھتے ہیں، مزے سے تالی بجا کر حیاء و شرافت کا جنازہ نکالتے ہیں۔ یہ حیاء اٹھنے کی علامت نہیں تو اور کیا ہے۔

## حیاء نہیں تو جنت نہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں حیاء نہیں اس میں دین نہیں جس میں حیاء نہیں وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۸۶)

**فائدہ:** چونکہ حیاء نہ ہونے کی وجہ سے فواحش اور گناہ سے نہ بچنا جہنم کا سبب ہے۔

## حیاء کی کمی دل کی موت

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس میں حیاء کم ہوگی تقویٰ کم ہوگا۔ جس میں تقویٰ کم ہوگا اس کا دل مردہ ہوگا۔ (اتحاف السادۃ جلد ۷ صفحہ ۴۵۵)

**فائدہ:** جب قلب مردہ ہو جائے گا تو برائی اور اچھائی کا امتیاز جاتا رہے گا۔ بے شرمی بے حیائی کی باتوں سے اس پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔

## خدا سے شرماؤ

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور نصیحت چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں اور یہ کہ اللہ سے تم اسی طرح شرماؤ جس طرح اپنی قوم کے کسی نیک آدمی سے۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۱۴۶)

**فائدہ:** جس طرح آدمی قوم کے سامنے نامناسب باتوں سے اکراماً لحاظاً ادباً اجتناب کرتا ہے اسی طرح ہر جگہ ہر وقت خدائے پاک جس کی جلالت شان اور وقار کی انتہا نہیں، تمہارے سامنے حاضر ہے۔ اس کے سامنے گناہ سے دریغ کرو۔

## مکارم اخلاق کی اصل حیاء ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ مکارم اخلاق دس ہیں۔ ان میں اصل حیاء ہے۔

(بیہقی فی الشعب جلد ۵ صفحہ ۱۳۸)

## حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عادات

عبداللہ خطمی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ باتیں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عادات میں سے ہیں ① حیاء ② بردباری ③ پچھنے لگانا ④ مسواک ⑤ عطر۔

(بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۱۳۷)

حضرت مکحول رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عادات میں سے

حیا، نکاح، اور خوشبو کا استعمال ہے۔ (مکارم خرائطی صفحہ ۳۰۳)

## جب حیاء نہیں تو جو چاہے کرے

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پچھلے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نصائح میں سے ہے۔ جب تم میں سے شرم وحیاء نکل جائے تو جو چاہے گناہ فواحش کرو۔

(بخاری صفحہ ۹۰۲، بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۱۴۳)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ جب تم میں شرم وحیاء نہ ہوگی تو قبیح و برے کاموں کو کرنے میں تمہیں رکاوٹ اور لحاظ نہ ہوگا اور نہ تم فواحش کے صدور سے بچ سکو گے۔ کیا نہیں دیکھتے کہ آج ٹی وی کے پردے پر ماں بیٹے، بھائی بہن بے حیائی کے امور دیکھتے رہتے ہیں اور شرم محسوس نہیں کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں بہن بھائی بیٹی ماں باپ کے سامنے اجانب مردوں سے بے حیائی کی باتیں کرتی ہے اور ذرہ برابر لحاظ نہیں گزرتا۔ آج امت میں بے حیائی، ٹی وی اور بے پردگی کی وجہ سے بہت زیادہ رائج ہوگئی ہے۔ اس میں ٹی وی کو جو جہنم کا میٹھا اژدھا ہے بہت زیادہ دخل ہے۔

## جس زمانہ میں حیاء اٹھ جائے اس سے پناہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی ہے:

"اَللّٰهُمَّ لَا يُدْرِكُنِي اَوْلَا اُدْرِكُ زَمَانُ قَوْمٍ لَا يَتَّبِعُوْنَ الْعَلِيْمَ وَلَا يَسْتَحْيُوْنَ مِنَ الْحَلِيْمِ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الْاَعَاجِمِ وَاَلْسِنَتُهُمْ اَلْسِنَةُ الْعَرَبِ"

**ترجمہ:** "اے اللہ! ان لوگوں کا زمانہ مجھے نہ ملے جس میں عالم کی اتباع نہیں کی جاتی ہو، کسی نیک بردبار سے حیاء وشرم نہ ہو۔ ان کے دل عجمیوں کی طرح اور ان کی زبان عربوں کی مانند ہو۔"

## شرم وحیاء کا مفہوم

احادیث پاک میں شرم وحیاء کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس سے آراستہ ہونا۔ خوبیوں کا باعث اور اس سے خالی ہونا محروم ہونا برائیوں کی جڑ و بنیاد قرار دی گئی ہے۔ انسان کا یہ وہ فطری وصف ہے جس سے اس کی بہت سی اخلاقی خوبیوں کی پرورش ہوتی ہے۔ عفت اور پاکبازی کا دامن اسی کی بدولت ہر داغ سے پاک رہتا ہے۔ درخواست کرنے والوں کو محروم نہ پھیرنا اسی وصف کا خاصہ ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مروت اور چشم پوشی اسی کا اثر ہے۔ بہت سے گناہوں سے پرہیز اسی وصف کی برکت ہے۔

یہ وصف انسان میں بچپن ہی سے فطری ہوتا ہے۔ اگر اس کی مناسب تربیت کی جائے تو وہ قائم رہتا ہے

بلکہ بڑھتا جاتا ہے۔ اگر بری صحبت لگ جائے اور اچھے لوگوں کا ساتھ نہ رہے تو جاتا بھی رہتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے اس کی مناسب نگہداشت کا حکم دیا ہے۔

حیاء انسان کا ایک ایسا اخلاقی جوہر ہے جس سے اس کو فائدہ بھی پہنچتا ہے۔ اسی لئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلْحَیَاءُ لَا یَاتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ" حیاء سے صرف بھلائی پہنچتی ہے۔ قرآن حدیث میں جہاں جہاں فحش منکر اور سوء وغیرہ کے لفظ آئے ہیں ان سے بے حیائی کے یہی سب کام مراد ہیں۔ اسلام نے اس شدت اور جامعیت کے ساتھ ان تمام کاموں سے روکا ہے کہ حیاء اسلام کا ایک مخصوص اخلاقی وصف بن گیا ہے۔

جس شخص کو کسی برے کام کرنے میں باک نہیں ہوتا اس کا نام آزادی اور دلیری نہیں ہے بلکہ بے حیائی بے شرمی ہے، کیونکہ یہی جذبہ حیاء ہے جو انسان کو برائیوں سے باز رکھتا ہے اگر یہ نہ ہو تو پھر بے حیاء ہو کر انسان جو چاہے کر سکتا ہے۔ کوئی روک نہیں سکتا۔ (ماخوذ سیرت النبی جلد ششم)

# سخاوت

## سخاوت کے متعلق قرآنی آیات

قرآن پاک میں ہے:

﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنفِقُوْنَ﴾

ترجمہ: ”اور ہماری دی ہوئی رزق کو خرچ کرتے ہیں۔“

﴿وَاَنْفِقُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾

ترجمہ: ”تم لوگ اللہ کے راستہ میں خرچ کیا کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں نہ ڈالو۔“

(بقرہ رکوع ۲۴)

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ﴾

ترجمہ: ”اے ایمان والو! خرچ کرو ان چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں۔“

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾

ترجمہ: ”جو لوگ اپنے مالوں کو رات دن خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور کھلم کھلا ان کے رب کے پاس اس کا ثواب ہے۔“

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾

ترجمہ: ”تم نیکی نہ حاصل کر سکو گے یہاں تک کہ اس چیز کو خرچ کرو جو تم کو محبوب ہو۔“

﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ﴾

ترجمہ: ”جو تم خدا کے راستہ خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا۔“

﴿وَفِيْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾

ترجمہ: ”اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور نہ کرنے والے کا حق ہے۔“

﴿وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾

ترجمہ: ”اور تم کو کیا ہو گیا کہ تم اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے۔“ (حدید)

اس قسم کی بکثرت ایسی آیتیں ہیں جس میں جود وسخاوت مالی کا حکم ہے یہاں نمونہ کے طور پر چند آیتیں ذکر کی گئی ہیں۔

خیال رہے کہ اللہ پاک کے کلام اور اس کے سچے رسول سیّد البشر کے ارشادات میں سخاوت اور مال کے خرچ کرنے کی ترغیب اور اس کی اہمیت اور فضائل اتنی کثرت سے وارد ہیں کہ اس کی حد وشمار نہیں۔

سورہ بقرہ میں تو اس کے متعلق بکثرت آیتیں ہیں جو اہل علم وفضل پر مخفی نہیں۔ انفاق کی ان آیتوں کے دیکھنے سے یہ معلوم ہے کہ مال پاس رکھنے کی چیز ہی نہیں اور سخاوت ایمان کی معیاری اور بنیادی علامت ہے۔ چونکہ اگر سخاوت کی صفت نہ ہوگی تو مال کو خرچ نہ کر سکے گا بلکہ روک کر رکھے گا اور بخل اختیار کرے گا۔

انفاق یعنی مال خرچ کرنے پر جو قرآن پاک نے نہایت ہی کثرت اور اہتمام سے اس کی فضیلت اور تاکید بیان کی ہے وہ سخاوت ہی سے متعلق ہے۔ راہ خدا میں مال کا خرچ کرنا سخاوت ہے اور اس کا روک کر رکھنا اور صرف اپنی ضرورتوں میں اس کا استعمال کرنا، اقرباء، غرباء مساکین دینی ضرورتوں میں خرچ نہ کرنا بخل ہے۔

چنانچہ انفاق کے سارے فضائل سخی ہی حاصل کر سکتا ہے۔ بخیل اس سے محروم ہے۔ "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُنْفِقِیْنَ"

## سخی جنت میں ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: خبردار تمام سخی جنت میں ہوں گے۔ یہ خدا کا حتمی فیصلہ ہے اور میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ (الترغیب جلد۳ صفحہ۳۸۲)

## سخاوت وصف خداوندی ہے

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: سخاوت خدا کی بلند و بالا صفت ہے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۳۸۲)

**فَائِدَہ:** اوصاف الٰہیہ میں عظیم ترین وصف ہے۔

## ہر ولی کی پیدائش سخاوت پر ہے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کوئی خدا کا ولی ایسا نہیں ہے جو سخاوت اور حسن اخلاق پر پیدا نہ کیا گیا ہو۔ (ترغیب صفحہ۳۸۲)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ سخاوت ولایت کی صفت ہے اللہ کے ولی شرعی مصارف میں بخیل اور کنجوس نہیں ہوتے۔

## جنت کا ایک گھر بیت السخاء

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک گھر ہے جسے بیت السخاء کہا جاتا ہے۔

**فائدہ:** جس میں سخی لوگوں کو اہتمام سے رکھا جائے گا۔

## دو عادتیں اللہ کو بہت پسند

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو عادتیں خدا کو بہت پسند اور دو عادتیں بہت مبغوض ہیں۔ وہ دو عادتیں جو بہت پسند ہیں وہ سخاوت اور ورگزر کرنا ہے اور جو مبغوض ہیں وہ بدخلقی اور بخل ہے۔ (بیہقی، الدر المنثور جلد ۶ صفحہ ۱۰۹)

## اللہ پاک کا معاملہ، مال بخیلوں کے حوالہ

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ پاک کسی قوم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہیں کرتا ہے تو ان کا معاملہ بے وقوفوں کے حوالہ کرتا ہے اور مال بخیلوں کے حوالہ کرتا ہے۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۸۲)

**فائدہ:** جب مال بخیلوں کے حوالے کرتا ہے تو قومی اور ملی اور مسلمانوں کے اجتماعی امور اور جس میں مال کی ضرورت ہوتی ہے انجام نہیں پاتے۔ مدارس، مکاتب، مساجد بھی مال کے نہ نکالنے پر نہیں چلتے۔ جس سے اسلامی معاشرہ میں شدید خلاء پیدا ہوتا ہے اور ماحول میں دین اور اسلامی تعلیم وتہذیب کا فقدان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہند کے بیشتر علاقے باوجود خوش حال اور مالدار ہونے کے دینی لائن میں بخل کی وجہ سے وہاں مدارس اور مکاتب کا سلسلہ نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے حاکم اچھے لوگ ہوں اور تمہارے مالدار سخی لوگ ہوں اور تمہارے کام مشوروں سے حل ہوں تو زمین کا اوپر اندر (قبر) سے بہتر ہے اور جب تمہارے حاکم شریر ہو جائیں تمہارے مالدار بخیل ہو جائیں۔ تمہارے امور عورتوں کے مشوروں سے حل ہونے لگیں تو زمین کا اندرونی حصہ (قبر) بہتر ہوگا زمین کے اوپر سے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۸۲)

**فائدہ:** آہ! غور کیجئے یہ علامتیں آج ہمارے ماحول میں پائی جارہی ہیں۔ حاکم ہمارے خائن ہیں۔ مالدار دین کے امور میں روپیہ نہیں لگانا چاہتے۔ مردوں پر عورتیں حاکم ہیں۔ انہیں کے مشوروں سے مسائل حل ہوتے ہیں اسی وجہ سے دین ہمارے معاشرہ میں حاوی اور غالب نہیں ہوتا۔

## امت کے سردار کون؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا سردار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوسف بن یعقوب ابن ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام لوگوں نے پوچھا آپ کی امت میں کون ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں وہ آدمی ہے جسے مال دیا گیا ہے اور سخاوت دی گئی ہے۔ فقیروں کو قریب کرنے والا ہو۔ لوگوں کی شکایتیں اس کے بارے میں کم ہوں۔

**فائدہ:** اس حاکم اور قوم کے ذمہ دار کی علامت بیان کی گئی ہے جو قوم اور ملت کے حق میں مال خرچ کرنے والا ہو۔ جس سے قوم اور ملت کا فائدہ ہو۔

## سخاوت کی وجہ سے حضرت ابراہیم خلیل ہوئے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دوست حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ انہوں نے کہا۔ (اللہ کا پیغام سنایا) اے ابراہیم میں نے تم کو خلیل اس وجہ سے نہیں بنایا کہ تم لوگوں میں سب سے زیادہ میری عبادت کرنے والے ہو۔ بلکہ اس وجہ سے بنایا کہ جب میں نے مؤمنین کے قلوب کو دیکھا تو کسی کے دل کو تم سے زیادہ سخی نہیں پایا۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۸۴)

**فائدہ:** دیکھئے سخاوت، راہ خدا میں خرچ کرنے کی عادت کتنی بڑی فضیلت کا باعث ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کے مرتبہ سے نوازا گیا۔ یہ سخاوت حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معیاری وصف ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔

## سخیوں سے درگزر کرنے کا حکم

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی لوگوں کی غلطیوں کو درگزر کرو۔ چونکہ اللہ پاک بھی سخیوں کی غلطیوں کو درگزر کرتا ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۸۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ بھی حدیث مروی ہے کہ سخی کی غلطیوں کو درگزر کرو۔

(مکارم خرائطی صفحہ ۵۹۰)

**فائدہ:** سخاوت اور مال خرچ کرنے کا دنیا میں بھی یہ انجام ہوتا ہے کہ لوگ اس کی خامیوں اور کوتاہیوں کو درگزر کرتے ہیں۔ اللہ پاک بھی ان کے عیوب اور خامیوں کو چھپاتے اور گزر کرتے ہیں۔

## سخی اللہ سے قریب ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سخی اللہ کے قریب ہے، جنت سے

قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے، جہنم سے دور ہے اور بخیل خدا سے دور، جنت سے دور، لوگوں سے دور اور جہنم سے قریب ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۴)

## جاہل سخی بھی خدا کو محبوب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاہل سخی عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے۔ (ترمذی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۸۱، الدر المنثور جلد ۶ صفحہ ۱۱۰)

**فائدہ:** ظاہر ہے سخی سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ سخی کے مال سے لوگوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔

## سخی کون ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا سخی کون ہے اور بخیل کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا سخی وہ ہے جو اللہ کے حقوق (حکم) میں خوب فراوانی سے مال خرچ کرتا ہے۔

(مختصراً ترغیب صفحہ ۳۸۲)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ جو اللہ کا راستہ ہو جہاں اللہ پاک نے خرچ کرنے کو کہا ہو جس سے قوم وملت کا دینی اور جائز و دنیاوی فائدہ ہوتا ہو وہاں حسب وسعت مال خرچ کرتا ہو وہ خدا کے نزدیک سخی ہے، شریعت میں سخی ہے اور سخاوت کا ثواب پانے والا ہوگا۔ اور جو اپنی دنیا بنانے میں دنیا سے حظ حاصل کرنے میں یا ممنوع امور میں فراوانی سے مال خرچ کرتا ہو وہ ہرگز سخی نہیں اور نہ سخاوت کی فضیلت حاصل کرنے والا ہے۔

## مال حرام سے سخی نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. وہ سخی نہیں ہے جو حرام کمائے اور خوب فراوانی سے خرچ کرے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۸۲)

**فائدہ:** بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو مال حرام بے دریغ حاصل کرتے ہیں اور دینی و دنیاوی لائن میں خوب خرچ کرتے ہیں۔ مساجد، مدارس اور قومی و ملی کام میں بھی رقم دیتے ہیں۔ یہ سخاوت نہیں اور نہ ایسا آدمی سخی ہے۔ اسے خرچ کا ثواب نہیں الٹے مال حرام کا گناہ ملے گا۔ خدا ہی حفاظت فرمائے۔ بعض لوگ مال حرام حاصل کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ کو باعث نجات سمجھتے ہیں۔ سخت دھوکے میں مبتلا ہیں۔

## سخی کے لئے فرشتہ کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے (آسمان سے) اترتے ہیں۔ ایک دعا کرتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والوں کو بدل عطا فرما۔ دوسرا فرشتہ دعا کرتا

ہے اے اللہ! روک کر رکھنے والے کا مال برباد فرما۔ (بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۴)

ایک حدیث میں ہے کہ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں جانب دو فرشتے آواز دیتے ہیں کہ یا اللہ خرچ کرنے والوں کو بدل جلد عطا فرمایا اور یا اللہ روک کر رکھنے والے کے مال کو جلدی ہلاک فرما۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرشتے آفتاب طلوع ہونے کے وقت اور غروب کے وقت خاص طور سے یہ دعا کرتے ہیں مشاہدہ اور تجربہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ مال جمع کر کے رکھنے والوں پر اکثر ایسی چیزیں مسلط ہو جاتی ہیں جس سے وہ سب مال ضائع ہو جاتا ہے۔ کسی پر مقدمہ مسلط ہو جاتا ہے کسی پر آوارگی سوار ہو جاتی ہے کسی کے چور پیچھے لگ جاتے ہیں۔

حافظ ابن حجر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ بربادی تو کبھی بعینہٖ اس مال کی ہوتی ہے اور کبھی صاحب مال کی یعنی وہ خود ہی چل دیتا ہے۔ اور کبھی بربادی نیک اعمال کے ضائع ہونے سے ہوتی ہے کہ وہ اس میں پھنس کر نیک اعمال سے جاتا رہتا ہے۔ اور اس کے بالمقابل جو خرچ کرتا ہے۔ اس کے مال میں برکت ہوتی ہے۔

(فضائل صدقات صفحہ ٦٠)

## قیامت کے دن سخی کے گناہ معاف

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت میں ہے سخی اللہ کے قریب ہے جب قیامت کے دن اللہ پاک سے سخی ملاقات کرے گا تو اللہ پاک اس کا ہاتھ پکڑیں گے۔ اور اس کے گناہ معاف فرما دیں گے۔

(بیہقی، الدر المنثور جلد ٦ صفحہ ۱۱۰)

## سخاوت جنت کا درخت ہے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: سخاوت جنت میں ایک درخت ہے جو سخی ہوگا اس کی ایک ٹہنی پکڑ لے گا جس کے ذریعہ سے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

(الدر المنثور جلد ٦ صفحہ ۱۱۱ مشکوٰۃ)

## فاسق سخی سے شیطان کو نفرت

امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے نقل کیا ہے کہ حضرت یحییٰ بن زکریا عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نے ایک مرتبہ شیطان سے دریافت فرمایا۔ تجھے سب سے زیادہ کون شخص محبوب ہے اور سب سے زیادہ نفرت کس سے ہے؟ اس نے کہا مجھے سب سے زیادہ محبت مؤمن بخیل سے ہے اور سب سے زیادہ نفرت فاسق سخی سے ہے۔ انہوں نے فرمایا یہ کیا بات ہے؟ اس نے عرض کیا بخیل تو مجھے اپنے بخل کی وجہ سے بے فکر رکھتا ہے یعنی اس کا بخل ہی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔ لیکن فاسق سخی مجھ پر ہر وقت سوار رہتا ہے۔ کہیں حق تعالیٰ شانہ، اس کی سخاوت کی وجہ

سے اسے درگزر (جہنم سے آزاد) نہ فرمادیں۔ (احیاء صدقات صفحہ ۱۶۳)

## سخاوت ولایت کی پہچان

حدیث میں ہے کہ اللہ کا کوئی ولی ایسا نہیں جو سخاوت کا عادی نہیں بنایا گیا ہو۔ (صدقات صفحہ ۱۶۱)

**فائدہ:** واقعی اللہ کے برگزیدہ بندے سخی ہوتے ہیں تب ہی تو ان کے ہاں مہمانوں کی آمد لگی رہتی ہے اور مہمانوں پر خوش دلی اور وسعت سے خرچ کرتے ہیں۔

## اللہ سخی ہے سخاوت کو پسند کرتا ہے

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سخی ہے، سخاوت کو پسند کرتا ہے۔ (مکارم خرائطی)

**فائدہ:** خدائے پاک کی سخاوت تو ظاہر ہے۔ تمام مخلوق خدا کی عیال ہے۔ اس لئے وہ سخاوت کو پسند کرتا ہے۔

## اللہ کس پر خرچ کرتا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم (لوگوں پر) خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا۔ (مکارم خرائطی صفحہ ۵۹۹)

## جنت کس کا گھر ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت سخیوں کا گھر ہے۔

(مکارم صفحہ ۶۱۰)

## دین کی بھلائی اور صلاح سخاوت میں ہے

بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے یہ حدیث قدسی نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس دین (اسلام) کو میں نے اپنے لئے منتخب کیا ہے اور اس کی بھلائی اور اچھائی نہیں ہے مگر سخاوت اور حسن اخلاق میں۔ پس دونوں کو اختیار کرو جس کے ساتھ رہو۔ (الدر المنثور جلد ۶ صفحہ ۱۱)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ امت اور اس کی اجتماعی ترقی اور فلاح و بہبود سخاوت میں ہے کہ اس کے ذریعہ سے قومی اور ملی کام انجام پاتے ہیں۔

## سخاوت کا مفہوم

خیال رہے کہ سخاوت اور سخی ہونے کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ آدمی اپنے مال جائیداد اور چیزوں کو جہاں اپنی

ذات پر اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے اسی طرح وسعت اور توسع کے ساتھ اپنے علاوہ اہل ضرورت پر، دینی امور مساجد و مدارس و مکاتب پر بھی خرچ کرتا ہو۔ اس طرح قومی ملی مسلمانوں کے اجتماعی امور میں بھی خرچ کرتا ہو۔ صرف زکوٰۃ و صدقات واجبہ ہی پر اکتفا نہ کرتا ہو بلکہ اس کے علاوہ میں بھی وسعت کے ساتھ خرچ کا عادی ہو۔ اور بسا اوقات اپنی دنیاوی ضرورتوں کا خیال نہ کر کے دوسرے دینی معاملات میں خرچ کو ترجیح دیتا ہو۔ ایسا شخص سخی ہے اور اسے سخاوت کہا جاتا ہے۔ سخاوت کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہے جو اس سے زیادہ وسیع ہے۔

سخاوت کے حقیقی معنی اپنے کسی حق کو خوشی کے ساتھ دوسرے کے حوالہ کر دینے کے ہیں اور اس کی بہت سی صورتیں ہیں۔ اپنا حق کسی کو معاف کرنا۔ اپنا بچا ہوا مال کسی دوسرے کو دے دینا۔ ان سب کا منشا یہ ہے کہ اپنی ذات سے اوروں کو فائدہ پہنچایا جائے۔ (سیرۃ النبی جلد ۶ صفحہ ۳۸۰)

## سخاوت کی اہمیت

ایمان کے بعد اسلام کے دوسب سے اہم رکن نماز اور زکوٰۃ ہیں۔ زکوٰۃ کی اصلی روح بھی یہی سخاوت اور فیاضی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی نظر میں اس اخلاقی تعلیم کی حیثیت بالکل بنیادی ہے۔ یعنی جس طرح نماز کی عبادت ہر قسم کے حقوق الٰہی کی بنیاد ہے۔ اسی طرح سخاوت اور فیاضی بندوں کے ہر قسم کے حقوق کی اساس ہے۔ جب تک کسی میں یہ وصف پیدا نہ ہوگا تو اس میں اپنے ہم جنسوں کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا جذبہ نہ ہوگا۔ اسی لئے اسلام نے زکوٰۃ فرض کر کے انسان کے اسی جذبہ کو ابھارا ہے۔ (سیرۃ النبی جلد ۶ صفحہ ۳۸۲)

# استقامت

## استقامت اور فرمانِ الٰہی

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر استقامت کا حکم دیا گیا ہے جس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

سورہ ہود میں ہے:

﴿فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ﴾

تَرجَمۃ: ''جیسا حکم دیا گیا ہے اس پر مضبوطی سے جمے رہئے۔''

سورہ شوریٰ میں ہے:

﴿فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ﴾

سورہ حم، سجدہ میں ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا، تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾

تَرجَمۃ: ''جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر (اس پر) مضبوطی سے قائم رہے۔ ان پر فرشتے (برزخ) میں آکر یہ کہیں گے کوئی خوف اور غم نہ کرو۔ اور اس جنت کی بشارت پاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔''

## استقامت اور اس کا مفہوم

اللہ کے تمام اوامر پر مضبوطی سے جمے رہنا (مظہری) اپنے عقائد عبادات و معاملات اخلاق معاشرت کسب معاش اور اس کی آمد و صرف کے تمام ابواب میں اللہ جل شانہ، کے قائم کردہ حدود کے اندر اس کے بتلائے ہوئے راستہ پر سیدھا چلتا رہے۔ ان میں سے کسی باب کے کسی عمل اور کسی حال میں کسی ایک طرف جھکاؤ، یا کمی زیادتی ہو جائے، تو استقامت باقی نہیں رہتی۔ (معارف جلد۴ صفحہ۸۶)

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے استقامت کا یہ مفہوم منقول ہے استقامت یہ ہے کہ تم اللہ کے تمام احکام اوامر اور نواہی پر سیدھے جمے رہو۔ اس سے ادھر ادھر راہ فرار لومڑیوں کی طرح نہ نکالو۔

اس لئے علماء نے فرمایا کہ استقامت تو ایک لفظ مختصر ہے۔ مگر تمام شرائع اسلامیہ کو جامع ہے۔ جس میں

تمام احکام الٰہیہ پر عمل اور تمام محرمات ومکروہات سے اجتناب دائمی طور پر شامل ہے۔ (معارف جلد ۷ صفحہ ۹۸)

اس لئے جب رسول اللہ ﷺ سے حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اسلام کی ایک جامع بات بتلا دیجئے۔ جس کے بعد مجھے کسی اور سے کچھ پوچھنا نہ پڑے۔ تو آپ نے فرمایا "قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ" کہہ میں ایمان لایا اللہ پر۔ پھر اس پر مضبوطی سے جمے رہو۔

(القرطبی جلد ۹ صفحہ ۱۱۱، مسلم)

یعنی ایمان کے تقاضے عمل صالح پر مضبوطی سے جمے رہو کہ دنیا کے فائدے یا خواہش کی پیروی کے تحت یا احکام الٰہیہ میں مشقت وکلفت کے پیش نظر اس سے تغافل نہ برتو اور اسے نہ چھوڑو۔ جیسا کہ ضعیف الایمان شخص دنیاوی فائدے یا کسی پریشانی یا ماحول کی رعایت میں حکم الٰہی سے غافل ہو کر چھوڑ دیتا ہے۔

چنانچہ ماحول اور رسم ورواج کی وجہ سے احکام الٰہیہ سے غفلت عام ہے۔ مثلاً شادی بیاہ میں رسم اور گناہ کا اختیار کرنا۔ ماحول اور معمولی دنیا کے فوائد کے پیش نظر ٹی وی کی لعنت کا گھر میں داخل ہونا۔ تجارت کی بے احتیاطی۔ عورتوں کی بے پردگی یہ سب امور استقامت دین کے خلاف ہیں۔

اسی لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے استقامت کی تعریف ادائے فرائض سے فرمائی ہے۔ اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ تمام اعمال میں اللہ کی اطاعت کرو اور اس کی معصیت سے اجتناب کرو۔ فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: دنیا فانی سے زہد اور آخرت کی طرف رغبت یہی استقامت ہے۔ (القرطبی جلد ۱۵ صفحہ ۳۴۳، معارف جلد ۷ صفحہ ۹۹)

## سب سے اہم اور دشوار کام

اس دنیا میں سب سے زیادہ دشوار کام استقامت ہی ہے۔ اس لئے محققین وفیاء نے فرمایا کہ استقامت کا مقام کرامت سے بالاتر ہے۔ جو شخص دین کے کام میں استقامت لئے ہوئے اگرچہ عمر بھر اس سے کوئی کرامت صادر نہ ہو وہ اعلیٰ درجہ کا ولی ہے۔ (معارف جلد ۴ صفحہ ۸۷)

## استقامت کا حکم

حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: استقامت اختیار کرو اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق برتو۔ (حاکم، کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۸۷)

سفیان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے پوچھا اسلام کے بارے میں ایسی نصیحت فرما دیجئے کہ اس کے بعد کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان کا اقرار کرو۔ پھر اس پر مضبوطی

سے جمے رہو۔ کسی دنیاوی نقصان یا غفلت سے اسے کبھی نہ چھوڑو۔ (مسلم کتاب الایمان جلد ا صفحہ ۵۳)

عثمان بن حاضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں گیا اور درخواست کی کہ مجھے نصیحت کیجئے انہوں نے کہا خدا کا خوف (اور اس کے حکم پر) استقامت لازم ہے۔

(القرطبی جلد ۹ صفحہ ۱۱۱، دارمی جلد ا صفحہ ۵۳)

## استقامت کا مطلب

جس بات کو حق سمجھا جائے اس پر قائم رہا جائے مشکلیں پیش آئیں۔ مخالفتیں ہوں ستایا جائے۔ ہر خطرہ کو برداشت کیا جائے۔ مگر حق سے منہ نہ پھیرا جائے۔ اور اس راستہ پر ثابت قدمی سے چلا جائے۔

حق کی راہ میں مشکلات کا پیش آنا اور اس میں مردان خدا کی استقامت کی آزمائش اللہ تعالیٰ کا اصول ہے جو ہمیشہ سے قائم ہے اور قائم رہے گا اور جب تک اس میں کوئی شخص یا کوئی قوم پوری نہیں اترتی کامیابی کا منہ نہیں دیکھتی۔ (سیرۃ النبی صفحہ ۵٦٨)

مطلب یہ ہے کہ دین اور شریعت اور اس کے احکام اوامر و نواہی پر اس طرح قائم اور مضبوطی سے جما رہے کہ مشکلات، مصائب، دوستوں دشمنوں کی مخالفت، غرض کہ کوئی مانع اور رکاوٹ اسے نہ ڈگمگا دے اور اسے باز نہ رکھے۔ بلکہ موانع اور رکاوٹوں اور مخالف فضاؤں کو برداشت کرتا آگے بڑھتا جائے۔ یہی مفہوم ہے "فَاسْتَقِمْ" کا اور استقامت پر قائم رہنے کا۔ ایمان راسخ اور ایمان کامل کی یہی شان ہے اور یہی لوگ مرتے وقت فرشتوں سے جنت کی بشارت پانے والوں میں سے ہیں۔ ہم سب کو اللہ پاک استقامت کی نعمت سے نوازے۔ (آمین)۔

# شجاعت و بہادری

ہر مسلمان کو حق کے اوپر اور خصوصاً اپنے دین کے مخالفوں کے مقابلے میں طاقت ور اور قوی دست ہونا ضروری ہے۔

بہادری اور شجاعت بدن کی فربہی اور موٹائی سے نہیں بلکہ دل کی طاقت سے ہے۔ جہاد جو اسلام کے اساسی اور بنیادی امور میں سے ہے اس کی بنیاد اسی شجاعت اور بہادری پر ہے۔ اگر یہ وصف نہ ہو اس کے مقابلہ میں بزدل ڈرپوک ہو تو وہ اس جیسی عظیم نعمت سے محروم رہے گا۔

ظالم و جابر اہل باطل کے سامنے کلمہ حق کے اظہار میں بھی اس کو بنیادی مرتبہ حاصل ہے۔ ایک بزدل صفت شخص کہاں اس لائق کہ وہ کسی باطل سے حق کے لئے ٹکرائے اور اس کے سامنے کلمہ حق پیش کر سکے۔

## قوی مؤمن ضعیف مؤمن سے بہتر ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قوی مؤمن بہتر اور خدائے پاک کو محبوب ہے ضعیف کمزور مؤمن سے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۲، ابن ماجہ صفحہ ۳۰۷، زہد، توکل)

**فائدہ:** اس لئے کہ اس کی قوت سے اسلام کو قوت اور بلندی حاصل ہوگی۔

# نیکی پر خوشی، گناہ اور برائی پر رنج وتکلیف

## ایمان کی علامت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا ایمان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا جب گناہ و برائی تم کو رنج میں ڈال دے۔ (بیہقی فی الشعب جلد۵ صفحہ۴۱۷)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے اس کی نیکی خوش کردے۔ اور برائی رنجیدہ کردے وہ مؤمن ہے۔ (بیہقی فی الشعب جلد۵ صفحہ۴۱۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اِسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا سَاءُوْا اِسْتَغْفَرُوْا"

تَرجَمَہ: "اے اللہ مجھے ان لوگوں میں بنا جو نیکی کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور برائی ہو جاتی ہے تو استغفار کرتے ہیں۔"

فَائِدَہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جس سے عبادت، ریاضت، ذکر وشغل دین کی خدمت اور اس کی اشاعت کا کام ہو رہا ہے تو اس پر خوش ہونے کے ساتھ خدا کا شکر بھی ادا کرے۔ اور اس کی توفیق سے اس کا ہونا سمجھے۔ اپنی جانب نسبت نہ کرے۔ نہ اپنے سے ہونا کرتا سمجھے بلکہ اسی کے فضل وکرم سے سمجھے۔

اگر گناہ اور نامناسب فعل صادر ہو جائے تو استغفار کرے اور نادم ہو کہ یہ اچھی علامت ہے۔ گناہ پر استغفار اور ندامت کا نہ ہونا قلب کے قسی ہونے کی علامت ہے۔ ایسے قلب سے پناہ مانگی گئی ہے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْقَسْوَةِ"

تَرجَمَہ: "اے اللہ میں دل کی سختی سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔"

# ضرورت سے زائد اشیاء پر دوسرے کو ترجیح دینا

## زائد اشیاء کا محل

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی اپنی سواری پر آیا (دوسری روایت میں ہے کہ بہت دبلی پتلی اونٹنی پر سوار تھا) اور دائیں بائیں جانب دیکھنے لگا۔ (یعنی اچھی سواری کے مل جانے کی خواہش میں تھا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس سواری زائد ہو، چاہئے کہ وہ دوسرے کو دے دے۔ جس شخص کے پاس کھانے پینے (دیگر اشیاء استعمال) زائد ہو، چاہئے کہ وہ اس بھائی کو دے دے جس کے پاس یہ چیزیں نہ ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام باتوں کا تذکرہ کیا (یعنی ضرورت سے زائد ہر چیز کے دینے کا ذکر کیا) یہاں تک کہ ہم نے سمجھا کہ ضرورت سے زائد مال میں ہمارا کوئی حق نہیں۔ (مسلم، ریاض الصالحین صفحہ ۲۶۷)

## ضرورت سے زائد ہو تو کیا کرے؟

حضرت عائذ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو کسی چیز سے مستغنی ہو اسے ضرورت نہ ہو تو وہ اس بھائی کو دے دے جو اس کا ضرورت مند ہو۔ (مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ خود بوئے۔ اگر (ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے) نہ بو سکے تو اپنے بھائی کو دے دے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۱)

**فائدہ**: اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت اور استعمال سے جو چیزیں زائد ہوں۔ کھانا کپڑا اور برتنے والے سامان۔ بجائے اس کے کہ اسے ضائع یا خراب کرے اور قیامت کے دن حساب دے، چاہئے کہ وہ دوسروں کو دے دے تاکہ آخرت کا ذخیرہ بن جائے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے ضرورت سے زائد چیزیں ضائع ہو رہی ہوتی ہیں مگر دوسروں کو نہیں دیتے یہ بخل کی بری عادت ہے۔

## ضرورت مندوں اور فقراء کو یاد کرو

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان داؤد علیہما السلام کہا کرتے تھے جب پیٹ بھر جائے تو بھوکوں کو، جب ضروری پوری ہو جائے تو حاجت مندوں کو یاد کرو۔

حضرت حسن بصری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے "وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰکَ اللّٰہُ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ" کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ جو زائد ہو اسے دوسروں کے حوالے کرو۔ ضرورت پر اپنے لئے رکھو۔

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے "یَسْئَلُوْنَکَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ" کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس سے مراد جو اہل عیال سے بچ جائے اسے خیرات کرنا ہے۔ (بیہقی جلد ۳ صفحہ ۲۲۷)

**فَائِدَۃ:** خصوصاً وقتی استعمال والی چیزیں مثلاً کھانے پینے کی اشیاء ضرورت سے زائد ہوں تو فوری دوسروں کو اکرام اور محبت سے کھلا دے کہ کسی کے کام آ جائے ضائع ہونے سے بچ جائیں۔

## مبارک ہیں وہ لوگ

رکب المصری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے مال زائد کو خرچ کر دیتے ہیں اور غیر ضروری بات سے بچے رہتے ہیں۔ (بیہقی جلد ۳ صفحہ ۲۲۵)

**فَائِدَۃ:** کتنی اچھی بات ہے کہ آدمی ضرورت اور استعمال سے زائد اشیاء کو دنیا اور آخرت کا بوجھ بنانے کے بجائے کسی کو دے دے کہ اس سے ثواب ملتا ہے۔ بعض لوگوں کے پاس کپڑے بہت زائد رہتے ہیں نئے سلاتے رہتے ہیں۔ پرانے کو ذخیرہ بنا کر بکس میں رکھتے ہیں یہ اچھی بات نہیں قیامت میں اس کا حساب ہوگا۔ اسی طرح کوئی سامان زائد ہو گیا وہ کام کا نہیں یا سڑنے گلنے کا خطرہ ہے۔ اسی طرح روٹی بچ گئی، سالن بچ گیا۔ خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ کسی دوسرے کو دے دیا۔ بھیج دیا اس میں ثواب بھی ہے۔ اور نعمت کو ضائع ہو جانے سے بچانا بھی ہے۔ اور واقفین، احباب متعلقین اور پڑوسی کو بھیجی گئی ایسی چیزیں لے لینی چاہئے۔ کہ نعمت کی قدر اور اس کا اکرام ہے۔ اسے وقار کے خلاف سمجھ کر واپس نہ کرے کہ ناقدری اور کبر کی علامت ہے بعض لوگ کہتے ہیں بچ گیا تب بھیجا ہم نہیں لیں گے، سو یہ ٹھیک نہیں۔

# لوگوں کے لئے وہی جو اپنے لئے

## آپ ﷺ کی وصیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل حدیث میں جو آپ ﷺ کی وصیت پر مشتمل ہے یہ ہے کہ اپنے لئے جو چاہو دوسروں کے لئے بھی وہی چاہو۔ (بیہقی صفحہ ۵۰۰)

حضرت سعد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد یا چچا سے نقل کرتے ہیں کہ وہ عرفہ کے دن آپ ﷺ کی اونٹنی کا لگام پکڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ایسا عمل ہمیں بتا دیجئے جو جہنم سے دور جنت سے قریب کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی عبادت کرو، کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، بیت اللہ کا حج کرو، ماہ رمضان کا روزہ رکھو۔ اور لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے چاہو، جو خود پسند نہیں کرتے ہو لوگوں کے لئے بھی پسند نہیں کرو۔ (بیہقی فی الشعب صفحہ ۵۰۲)

**فائدہ:** انسان کے بلند اخلاق میں سے اور کمال ایمان میں سے یہ بات ہے کہ دوسروں کے لئے اپنے سے بہتر اور اچھا پسند کرے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم یہ تو لازم ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرے وہی دوسروں کے لئے پسند کرے۔ دوسروں کے لئے ادنیٰ یا خراب چیز پسند کرنا مروت انسانی کے خلاف ہی نہیں شرعاً بھی مذموم ہے۔ اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب قائم کیا ہے "مِنَ الْاِیْمَانِ اَنْ یُّحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ" اس کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ مؤمن وہی ہو سکتا ہو جو دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۶)

## جہنم سے دور جنت میں داخل

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو یہ چاہتا ہے کہ جہنم سے دور رہے اور جنت میں داخل ہو۔ تو اسے چاہئے کہ خدا اور آخرت پر ایمان لائے اور لوگوں کے لئے وہی چاہے جو اپنے لئے چاہے۔ (مجمع جلد ۸ صفحہ ۱۸۶، مسلم، بیہقی جلد ۷ صفحہ ۵۰۰)

**فائدہ:** آدمی اپنے لئے اچھے سے اچھا چاہتا ہے۔ اس لئے دوسروں کے لئے بھی اچھا چاہے۔

## جو جنت چاہے

خالد بن عبداللہ قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم جنت

چاہتے ہو، کہا! ہاں آپ ﷺ نے فرمایا دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے پسند کرتے ہو۔

(مجمع جلد ۸ صفحہ ۱۸۶)

## مؤمن کامل نہیں ہوسکتا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ دوسروں کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہو۔

(بخاری جلد ۶، بیہقی فی الشعب صفحہ ۵۰۰)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ سے پوچھا کہ افضل الایمان کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے لئے محبت کرو اللہ کے واسطے قطع تعلق کرو۔ اپنی زبان کو ذکر خدا میں لگائے رکھو۔ پھر پوچھا اس کے بعد کیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے پسند کرو۔ اور وہی چیزیں ان کے لئے ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۲، مسند احمد)

## لوگوں کے ساتھ منصف کون؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرنا چاہے تو وہ لوگوں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ (بیہقی جلد ۷ صفحہ ۵۰۳)

**فائدہ:** فطرت انسانی میں یہ بات داخل ہے کہ ہر شخص اپنے لئے بہتر اور اچھائی چاہتا ہے۔ دوسروں کے لئے نہیں۔ خواہ اس کی اچھائی کے انتخاب سے دوسروں کے خیر و نفع کا پہلو ختم ہو جائے۔ یا انہیں ضرر پہنچے۔ آج یہ بات ماحول میں رائج اور سرایت کر گئی ہے۔ نہ اس میں جاہل اور عالم کا فرق ہے۔ نہ شریف غیر شریف کا۔ اسی مذموم عادت کی وجہ سے ایک دوسرے پر اعتبار اٹھ گیا ہے، حسن ظن باقی نہ رہا۔ اور مودت و محبت میں رخنہ پڑ گیا ہے۔ اسی وجہ سے شریعت نے تاکید کی ہے کہ جسے وہ اپنے لئے نہیں چاہتا وہ اپنے بھائی کے لئے کیوں چاہ رہا ہے۔ کل کو اس کے ساتھ بھی ایسا برتاؤ کیا جائے گا تو اسے پریشانی ہوگی۔ اس لئے دوسروں کے ساتھ آج ہی سے اچھا برتاؤ کرے، تاکہ کل خود اس کا معاملہ خوشگوار رہے۔

# توڑ والوں سے جوڑ

## جنت میں بلند و بالا تعمیر کس کے لئے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ چاہتا ہو کہ اس کے لئے بلند بالا تعمیرات ہوں اور قیامت میں اس کے درجات بلند ہوں تو وہ اس سے جوڑ رکھے جو اسے توڑ رکھے اور اسے دے جو اسے نہ دے۔ اور اسے معاف کرے جو اس پر ظلم کرے۔ اور جو اس پر جہالت کرے اسے برداشت کرے۔ (کتاب البر، ابن جوزی صفحہ ۱۷۴)

## حسن اخلاق کے بہترین اعمال

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اخلاق کے بہترین اعمال یہ ہیں۔ کہ توڑ رکھنے والے سے جوڑ رکھے۔ محروم کرنے والے سے دینے کا معاملہ کرے۔ گالی دینے والے کو معاف کر دے۔ (اتحاف السادۃ جلد ۷ صفحہ ۳۱۸)

## جنت والے اعمال

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں تین خصلتیں موجود ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کا حساب آسان لے گا اور اپنی رحمت سے جنت میں بھی داخل فرمائے گا۔ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان، وہ کیا اخلاق ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم کو محروم رکھے اس کے ساتھ نوازنے کا معاملہ کرو۔ جو تم سے تعلق منقطع رکھے تم اس سے جوڑ اور ربط رکھو۔ جو تم پر زیادتی کرے تم اسے معاف کرو۔ جب تم یہ کرو گے تو خدا تم کو جنت میں داخل کر دے گا۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۸۱)

## جنت میں درجہ بلند

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کو وہ اعمال نہ بتا دوں جس سے تمہارا درجہ جنت میں بلند ہو جائے۔ صحابہ نے فرمایا ہاں اللہ کے رسول۔ آپ نے فرمایا جو تم پر جہالت کرے (تم سے بے ادبی اور تکلیف دہ باتیں کرے تم اسے برداشت کر لو (جواب نہ دو) جو تم پر ظلم و زیادتی

کرے اسے درگزر کرو۔ جو تم کو محروم رکھے تم اسے دو۔ مسند بزار کی ایک روایت میں ہے کہ تم کو جنت کے محل کو شاندار بنانے والے اعمال نہ بتادوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چیزیں بیان کیں۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۴۲)

**فائدہ:** ان تمام احادیث سے توڑ کرنے والے، برا بھلا کہنے والے نادانی اور جہالت کرنے والوں سے نفرت اور عداوت کرنے کے بجائے ربط اور درگزر کرنے والوں کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی۔ قطع تعلق اور اذیت کی وجہ سے آپس کے تعلقات خراب ہو جاتے ہیں اور روابط وتعلقات باقی نہیں رہتے۔ اگر آدمی ان اخلاق فاضلہ کو اختیار کرے گا تو کبھی باہمی نفرت اور فساد کی صورت نہ ظاہر ہوگی۔

البتہ جو لوگ ان اخلاق عالیہ کی فضیلتوں اور بلند وبالا ثواب سے واقف نہیں ان کے نزدیک یہ شرافت کے خلاف ہے۔ خیال رہے اہل دنیا اور اصحاب نفوس کے نزدیک یہ باتیں ہیں۔ اہل اللہ ان سب امور کو ثواب کی وجہ سے کرتے ہیں۔

# حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے مقابلہ سے پرہیز

## جنت کے بیچ میں باغیچہ کس کے لئے؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جھوٹ کو چھوڑ دے کہ وہ باطل ہے۔ اس کے لئے جنت کے باغیچوں میں مکان بنایا جائے گا۔ اور جو جھگڑے اور مخاصمت کو چھوڑ دے باوجودیکہ وہ حق پر ہو۔ اس کے لئے جنت کے بیچ میں باغیچہ بنایا جائے گا اور جو اپنے اخلاق کو عمدہ کرے اس کے لئے اعلیٰ جنت میں مکان بنایا جائے گا۔ (مکارم الخرائطی جلد ۱ صفحہ ۵۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ابن ماجہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو جھوٹ چھوڑ دے کہ وہ باطل ہے جنت کے بیچ ارد گرد یا فصیل میں اس کا گھر بنایا جائے گا۔ اور جس نے جنگ و جدال کو چھوڑ دیا باوجودیکہ وہ حق پر تھا اس کے لئے بیچ جنت میں مکان بنایا جائے گا۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰، ابن ماجہ صفحہ ۵)

**فائدہ:** اس حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے کہ جو جنگ جدال اور مخاصمت کو چھوڑ دے گو حق پر ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بات بالکل حق ہو۔ صحیح اور نفس الامر کے مطابق ہو پھر بھی وہ باہمی تنازع اور مخاصمت کی وجہ سے اس کے پیچھے نہ پڑے اور اللہ کے واسطے خاموش ہو جائے۔ یا یہ کہ کسی کا حق ہو۔ اور اس حق کو حاصل کرنے میں جنگ و جدال و مخاصمت پیش آئے اور وہ اسے اللہ کے واسطے قربان کر دے نہ مخاصمت اور جنگ و مقدمہ سے حاصل کرے تو اس کے لئے یہ فضیلت ہے۔ آج کے اس جنگ و جدال اور فتنہ کے دور میں کسی کا کوئی حق ہو۔ خواہ مال جائداد میں یا عہد وغیرہ میں اور پھر وہ محض مخاصمت اور جنگ جدال و اختلاف کی وجہ سے اسے اللہ کے واسطے چھوڑ دے تو وسط جنت میں اس کے لئے محل بنایا جائے گا۔ خیال رہے کہ اس فضیلت کے ذریعہ امت کو تعلیم اور تاکید ہے کہ اگر حقدار کو ظالمین حق نہ دیں تو جنگ و جدال اور باہمی تنازع سے حل کرنے کے بجائے خدا کے واسطے صبر کرے۔ اس کا صلہ یہ ملے گا کہ وسط محل میں یہ بلڈنگ کا مالک ہوگا۔ جو یقیناً دنیا کے مقابلہ میں بہتر ہوگا۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ اربعین میں اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ یہ بالکل صحیح ہے برحق ہو کر

خاموش بیٹھنا بہت دشوار ہے۔ اس لئے حق پر ہو کر جھگڑے سے علیحدہ ہو جانا ایمان کا کمال شمار کیا گیا ہے۔
(تبلیغ دین صفحہ ۳۲)

چنانچہ آپ ﷺ نے اسی وجہ سے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اور امتیازی شان ظاہر کرتے ہوئے فرمایا میرا بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح فرمائیں گے۔ (بخاری ۱۰۹۳، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۱۷۸، بزار، طبرانی)

یعنی دو بڑی جماعتوں کے درمیان جنگ جدال اور قتال کی نوبت ان کی مصالحت کی وجہ سے نہیں آئے گی اور امت خون خرابہ سے بچ جائے گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی حق کے حاصل کرنے میں جنگ جدال اور باہمی تنازع کی نوبت آ جائے تو اپنے حق کو جو واقعی اس کا ہے محض خدا کی رضا کے واسطے قربان کر دے تو اس کی وجہ سے خدا کے نزدیک مقرب ہو گا اور اس دنیا میں بھی عزت اور رفعت سے نوازا جائے گا۔ چنانچہ تجربہ شاہد ہے جنہوں نے اللہ واسطے جنگ جدال کے مقابلہ میں حق کو قربان کیا وہ فریق مخالف کے مقابلے میں اچھے کامیاب قابل تعریف رہے۔ اور ان کا دین اور دنیا دونوں بن گئے۔ اس کے برخلاف وہ فریق اس سے کمزور اور پریشان حال رہا۔ دراصل یہ قربانی اور نفس کے خلاف خدا رسول کی اطاعت کا ثمرہ ہے۔ جو خصوصاً اس دور میں بڑے عزیمت کا کام ہے۔

# سلامتی صدر

## جنت سلامتی صدر کی وجہ سے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے ابدال جنت میں عبادت کی وجہ سے نہیں جائیں گے۔ بلکہ خدا کی رحمت سے، سخاوت نفس، سلامتی صدر، اور تمام مسلمانوں پر رحمت وشفقت کرنے کی وجہ سے جائیں گے۔ (مکارم صفحہ ۳۳۷)

## سلامتی صدر سے دنیا میں جنت کی بشارت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی تمہارے پاس باہر سے ایک جنتی شخص آئے گا پس قبیلہ انصار کا ایک شخص آیا، جس کی ڈاڑھی وضو کی وجہ سے ... اور اپنے بائیں ہاتھ میں جوتا لٹکائے تھا۔ اس نے سلام کیا۔ پھر دوسرے دن بھی آپ ﷺ نے اسی طرح فرمایا۔ اسی پہلے حال کی طرح وہ آدمی گیا۔ پھر تیسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے اسی طرح فرمایا (کہ ایک جنتی شخص آرہا ہے) پھر وہی آدمی اسی حالت میں وارد ہوا۔ جب آپ ﷺ مجلس سے اٹھے تو اس کے پیچھے حضرت عبداللہ بن عمر العاص ہو گئے اور اس سے کہا میرے والد سے کچھ بات ہو گئی ہے۔ میں نے قسم کھائی کہ تین دن تک نہ جاؤں گا۔ اگر تم مناسب سمجھو تو اپنے یہاں رات گزارنے کی اجازت دے دو۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے تھے کہ میں نے تین رات گزاری مگر ان کو نہیں دیکھا کہ وہ رات کو اٹھتے ہوں۔ ہاں مگر یہ وہ رات کو بیدار ہوتے، کروٹ بدلتے تو خدا کا ذکر وتکبیر پڑھتے رہتے۔ یہاں تک کہ فجر کی نماز کے لئے اٹھ جاتے۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا ہاں مگر کسی کے بارے میں سوائے بھلائی کے اور کچھ کہتے نہیں سنا۔ تین دن گزر گئے۔ (اور میں نے کوئی خاص عمل اس کا نہیں دیکھا) لہٰذا قریب تھا کہ میں ان کے عمل کو اپنی نگاہ میں حقیر دیکھوں۔ تو میں نے کہا اے اللہ کے بندے نہ تو میرے اور میرے والد کے درمیان کوئی لڑائی اور کوئی دشمنی تھی (کہ جس کی وجہ سے میں تمہارے یہاں رہا) لیکن میں نے رسول پاک ﷺ سے سنا کہ آپ نے تین مرتبہ (اپنی مجلس میں) فرمایا تمہارے پاس ایک آدمی آئے گا جو اہل جنت میں سے ہوگا تو تینوں مرتبہ تم ہی آئے۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ تمہارے پاس رات گزار کر دیکھوں کہ تمہارا

عمل کیا ہے میں بھی اس کی اقتداء کروں۔ (جس کی وجہ سے زبان نبوی ﷺ سے اس دنیا میں جنت کی بشارت مل گئی) میں نے تم کو کوئی بڑا عمل کرتے نہیں دیکھا۔ پس کس عمل کی وجہ سے تمہارے بارے میں رسول پاک ﷺ نے یہ فرمایا؟ انہوں نے کہا کوئی عمل نہیں سوائے اس کے جو تم نے دیکھا۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا میں ان کے پاس سے آنے لگا تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا: عمل تو وہی ہے جو تم نے دیکھا (یعنی سوائے فرض کی پابندی کے تہجد وغیرہ کا معمول نہیں) ہاں مگر بات یہ ہے کہ میں کسی مسلمان کی جانب سے دل میں کوئی بات (کینہ) مخالفت وغیرہ نہیں رکھتا۔ نہ اللہ نے اگر کسی کو کچھ دیا ہے تو اس پر حسد کرتا ہوں، تو اس پر عبداللہ نے کہا: اسی وجہ سے تم نے وہ درجہ پایا جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔

(مکارم طبرانی صفحہ ۳۳۷، مسند حامد جلد ۳ صفحہ ۱۶۶، مسند بزار جلد ۲ صفحہ ۴۱۰)

**فائدہ:** کتنی اہم بات ہے کہ جنت کی بشارت دنیا میں عبادت وریاضت ومجاہدہ کی وجہ سے نہیں ملی بلکہ اس وجہ سے کہ ان کا سینہ لوگوں کی کدورتوں اور مخالفتوں سے محفوظ تھا۔ خصوصاً اس دور میں یہ بہت بڑی بات ہے کہ آپسی اور گھریلو امور وغیرہ کی وجہ سے عموماً لوگوں سے دل وذہن صاف نہیں رہتے۔

## حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نگاہ میں کون افضل؟

حضرت معاویہ بن قرہ ذکر کرتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک سب سے افضل اور بزرگ وہ لوگ شمار ہوتے تھے جن کا دل صاف اور دوسروں کی برائیوں کی طرف ان کی نگاہ نہیں اٹھتی تھی۔

(مکارم اخلاق صفحہ ۳۳۸)

## سلامتی صدور کی تاکید

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول پاک ﷺ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! اگر تجھ سے ہو سکے تو تم صبح وشام اس حالت میں کرو کہ تمہارے دل میں کسی کے لئے کھوٹ نہ ہو (دلی کدورت اور مخالفت نہ ہو) تو ایسا کرلو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کو پسند کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں رہے گا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰)

**فائدہ:** واقعی یہ مشکل ہے۔ خاص کر اس دور میں جہاں ہر ایک کو دوسرے سے تنازع اور شکایت ہے۔ باہمی رنجش اور مخالفت ہے۔ ایسی حالت میں دل کا صاف رکھنا عزیمت کا کام ہے۔

اس دولت کے حصول کا آسان طریقہ یہ ہے کہ بندے سے مخالفت اور نقصان کا خیال بالکل دل سے ہٹا لے۔ تفویض اور توکل علی اللہ پر گامزن رہے۔ ہر خیر وشر اللہ ہی کی طرف سے ہونے کا دھیان رکھے۔

## جنتی کون؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکثر جنت میں جانے والے بلے (سیدھے سادے) لوگ ہوں گے۔ (کشف الستار، بزار جلد۲ صفحہ۴۱۱)

حدیث پاک میں "البلہ" کا لفظ ہے۔ علامہ محدث اعظمی نے اس کے حاشیہ پر اس کا معنیٰ یہ لکھا ہے کہ جس کا سینہ صاف ہو۔ (جلد۲ صفحہ۴۱۱)

## اصحاب ورفقاء کی جانب سے صاف دل رہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اصحاب کی جانب سے کوئی صاحب کوئی (نامناسب بات) نہ پہنچائے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہاری طرف سے صاف دل اٹھوں۔
(ابوداؤد صفحہ ٦٦٧)

**فائدہ:** دیکھئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے احباب ورفقاء کی جانب سے کیا صاف دل رکھنا چاہتے تھے۔ اس وجہ سے آپ نے منع فرمایا کہ مجھے کوئی تکلیف دہ بات نہ پہنچائے۔ عموماً ساتھ رہنے والوں اور مصاحبین سے بعض باتیں باوجودیکہ اہل محبت اور اہل تعلق میں ہوتے ہیں ان میں اخلاص ہوتا ہے، نکل جاتی ہیں یا وہ اپنے گمان میں حق و راست سمجھ کر بول دیتے ہیں۔ پھر جب کوئی ایسی بات پہنچا دیتا ہے تو تکلیف اور رنجش ہو جاتی ہے اور محبت میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ اور یہ مخفی رہتا ہے کبھی موقعہ پر رنگ لاتا ہے۔ اس لئے یہ بہترین نسخہ ہے کہ اپنے احباب سے ایسی بات کو منع کر دیں کہ ایسی بات نہ سنایا کریں کہ تعلقات خوشگوار نہ رہ کر قلب میں کھوٹ کا باعث ہو جائے۔

# خوش کلامی

## خوش کلامی سے پیش آنے کا حکم

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اپنے بھائی کے لئے تم مسکراہٹ (اور خندہ کلامی) سے پیش آؤ یہ صدقہ ہے۔ (بزار، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۲۲)

حضرت ابوجری الہجیمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ اے اللہ کے رسول میں دیہاتی ہوں۔ کچھ فرما دیجئے کہ ہمیں نفع ہو۔ آپ نے فرمایا کسی نیکی کو حقارت سے مت دیکھو۔ خواہ تم اپنے ڈول سے ہی کسی کے ڈول میں بھرو۔ اور یہ کہ اپنے بھائی سے خوش کلامی سے پیش آؤ۔

(مختصر از ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۲)

## خوش کلامی، اچھی طرح بات، صدقہ ہے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا خوشگوار بات صدقہ ہے۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۹۰)

**فَائِدَہ:** یعنی کسی سے خوش کلامی صدقہ ہے جس سے اس کا دل خوش ہو جائے کہ کسی مؤمن کا دل خوش کرنا بھی نیکی اور صدقہ ہے۔

عدی ابن حاتم کی روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا عذاب دوزخ سے بچو خواہ ایک کھجور کی گٹھلی ہی سے (یعنی اس کے صدقہ سے) اگر یہ نہ پائے تو اچھی بات سے۔ (بخاری، مسلم صفحہ ۴۹۰)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ مال کے ذریعہ سے خوش نہ کر سکے تو خوش کن باتوں سے ہی دل مسرور کر دے۔

## خوش کلامی جنت کا باعث

حضرت مقدام عن ابیہ عن جدہٖ کی روایت میں ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! مجھے ایسی چیز بتا دیجئے جو جنت کو لازم کرنے والی ہو۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کھانا کھلانا، سلام کو رائج کرنا، اور حسن کلامی سے پیش آنا۔

**فَائِدَہ:** جنت جانے کا کتنا آسان نسخہ ہے۔ کاش ہماری سمجھ میں آ جائے۔ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی

حدیث میں ہے۔ کھانا کھلاؤ، سلام رائج کرو، خوش کلامی سے پیش آؤ، رات کو جب لوگ سورہے ہوں نماز پڑھو۔ جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۴۲۳)

## جنت کا شیش محل کون لے گا؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا باہر اندر سے، اندر باہر سے نظر آتا ہے۔ ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا وہ کس کے لئے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے جو خوش کلامی سے پیش آئے، کھانا کھلائے اور خدا کی عبادت کرے جب لوگ نیند میں ہوں۔ (حاکم، ترغیب جلد۳ صفحہ۴۲۴)

**فائدہ:** خوش کلامی وغیرہ کی کتنی بڑی فضیلت ہے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب ان سے کچھ معلومات کرو۔ گفتگو کرو تو الزامی جواب دیتے ہیں۔ طعن آمیز گفتگو کرتے ہیں۔ سیدھے منہ سے بات نہیں کرتے۔ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ گویا وہ جائزہ لیتے ہیں کہ بات کرنے والا کیسا ہے اس سے مجھے کیا فائدہ ہے۔ اگر بڑا نہیں تو کوئی فائدہ نہیں۔ تو گفتگو بے رخی سے کرتے ہیں۔ حالانکہ ہر ایک سے خوش کلامی کا حکم ہے۔

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش کلامی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لاتے اور ہمارے چھوٹے بھائی سے فرماتے اے ابوعمیر نغیر کا کیا ہوا۔ (بخاری صفحہ۹۵)

**فائدہ:** ابوعمیر حضرت انس کے چھوٹے بھائی نے نغیر پرندہ پالا تھا وہ مرگیا ان سے آپ مزاحاً پوچھتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پر "الا نبساط الی الناس" لوگوں کے ساتھ خوش مزاجی اور خوش کلامی کا باب قائم کرکے اس کے مکارم اخلاق ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ انس اور مودت کی وجہ سے لوگوں سے خوش مزاجی حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عادات حسنہ میں سے ہے۔

## خوش کلامی کا مطلب اور فائدہ

خوش کلامی کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے مخاطب سے گفتگو کرنے میں ملاطفت، نرمی، محبت و اکرام کا پہلو نمایاں رکھے۔ اس سے طعن آمیز، سخت، جھڑک اور الزامی طور سے کلام نہ کرے۔ ایسی گفتگو ہو جو مخاطب کے دل میں بات کرنے والے کی محبت اور اس سے انس پیدا کردے۔

خوش کلامی آپس کی گفتگو اور تعلقات کے خوشگوار نتیجہ کا معیار ہے۔

خوش کلامی سے مقصد یہ ہے کہ باہم ایک انسان دوسرے انسان سے باتیں کرنے میں ایک دوسرے کے

ادب واحترام اور لطف کا پہلو ملحوظ رکھے تاکہ آپس میں خوشگوار تعلقات پیدا ہوں اور باہم محبت اور مروت بڑھے۔

(سیرۃ النبی صفحہ ۵۲۳)

چونکہ خوش کلامی آپس کے حسن تعلق کا ذریعہ ہے جو مطلوب ومحمود ہے اسی وجہ سے احادیث میں اس کی ترغیب اور تاکید آئی ہے جس کا ذکر ماقبل میں گزرا۔ اس لئے مکارم اخلاق میں سے یہ ہے کہ ہر ایک سے خوش کلامی سے پیش آئے خواہ کسی مرتبہ اور کسی علاقے کا ہو۔ خصوصاً اہل ایمان سے خوش کلامی کا حکم ہے کہ ہر مؤمن قابل قدر ہے۔

# خندہ پیشانی

## خندہ پیشانی کا حکم

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی نیکی کو معمولی مت سمجھو۔ خواہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آؤ کہ یہ بھی نیکی ہے۔ (مسلم، ترغیب صفحہ ۴۲۱)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی سے مسکرانا صدقہ ہے۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ تم اپنے بھائی سے ملاقات کرو اور تمہارا چہرہ مسکرا رہا ہو۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۲۳)

## خندہ پیشانی سے پیش آنا صدقہ ہے

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو سلام کرو۔ خندہ پیشانی سے ملاقات کرو کہ یہ بھی صدقہ ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۲۱)

## ہر بھلائی صدقہ ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بھلائی صدقہ ہے۔ اور یہ بھی بھلائی میں سے ہے کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آؤ۔ (ترمذی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۲۱)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی کسی سے ملاقات کرتے تو مسکراتے۔ ان سے وجہ پوچھی گئی تو کہا میں نے جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تو آپ مسکرا کر گفتگو فرماتے۔ (تو میں بھی آپ کی اتباع میں مسکرا کر گفتگو کرتا ہوں)۔ (مکارم طبرانی صفحہ ۳۱۹)

## خندہ پیشانی دل جیتنے کا ذریعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں کا دل مال کے ذریعہ سے حاصل نہیں کر سکتے مگر چہرہ کی مسکراہٹ اور حسن اخلاق سے۔ (حاکم جلد ۱ صفحہ ۱۲۴، مکارم طبرانی صفحہ ۳۱۸)

**فائدہ:** واقعی حسن اخلاق اور خندہ پیشانی ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ آدمی کا دل جیتا جا سکتا ہے۔ مال سے آدمی کا ظاہر تو موافق ہو سکتا ہے مگر دل نہیں۔

## افضل ترین صدقہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ افضل ترین صدقہ یہ ہے کہ تم اپنے ڈول سے پانی اپنے بھائی کے برتن میں ڈال دو اور اپنے بھائی سے ملاقات کرو کہ تمہارا چہرہ مسکرا رہا ہو۔

(مکارم صفحہ ۳۱۸، ترمذی، مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۳۶۰)

## ہر ملاقات پر مسکراہٹ

حضرت جریر بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے تو مسکراہٹ کے ساتھ دیکھتے۔ (بخاری صفحہ ۹۰۰)

**فائدہ:** یہ اخلاق وشفقت کا اعلیٰ ترین وصف ہے کہ آدمی اپنے احباب کے ساتھ جب بھی ملے تو مسکراہٹ کے ساتھ ملے۔ اس سے انس وتعلق پیدا ہوتا ہے اور عناد ومخالفت کا دفاع ہوتا ہے۔

# خاموشی اور قلت کلام

## خاموشی اور سکوت میں نجات ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: خاموشی میں نجات ہے۔
(ترغیب جلد۳ صفحہ ۵۳۶؛ بیہقی فی الشعب جلد۲ صفحہ ۲۵۴)

## اچھی بات کہے یا خاموش رہے

حضرت ابوشریح الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص خدا اور آخرت پر ایمان لائے یا تو وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔ (مکارم الخرائطی)

## کم گو کی مجلس میں شرکت کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کسی بندے کو دیکھو کہ دنیا سے بے رغبتی اور کم گویائی اسے دی گئی ہے تو اس کے پاس رہا کرو کہ خدا نے اسے حکمت اور دانائی سے نوازا ہے۔ (بیہقی جلد۷ صفحہ ۲۵۴)

**فائدہ:** قلت گویائی عقل اور حکمت کی دلیل، ایسوں کی صحبت نفع بخش ہے۔

## خاموشی کی دولت کم لوگوں کو نصیب ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک ﷺ سے یہ نقل فرماتے ہیں کہ خاموشی حکمت اور دانائی ہے۔ یہ کم لوگوں کو نصیب ہے۔ (بیہقی فی الشعب جلد۷ صفحہ ۳۶۵، مکارم صفحہ ۴۲۹)

## کثرت کلام سے ہیبت جاتی رہتی ہے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جس کا ہنسنا زیادہ ہوگا اس کی ہیبت کم ہو جائے گی۔ جس کا مذاق زیادہ ہوگا اس کا وقار جاتا رہے گا۔ جس میں جو چیز زیادہ پائی جاتی ہے وہ اسی سے پہچانا جاتا ہے۔ جس کا کلام زائد ہوگا اس کی غلطیاں زائد ہوں گی۔ اور اس کی حیاء کم ہو جائے گی اور جس کی حیاء کم ہوگی اس کا تقویٰ جاتا رہے گا اور جس کا تقویٰ کم ہوگا اس کا دل مر جائے گا۔ (شعب الایمان جلد۴ صفحہ ۲۵۷)

## ایمان کی حقیقت نہیں پا سکتا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کی حقیقت تو اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک کہ زبان کی حفاظت نہ کرے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آدمی ایمان کی حقیقت کو اس وقت تک مکمل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ زبان کو محفوظ نہ کرے۔ (ترغیب صفحہ ۵۲۶، جلد ۴ صفحہ ۲۶۰)

## کون محفوظ رہے گا؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی زبان کو محفوظ رکھا اس کے عیوب مخفی رہیں گے۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۲۷)

## جو اپنی سلامتی چاہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ چاہے کہ سلامتی سے رہے اسے خاموشی اختیار کرنی چاہئے۔ (بیہقی جلد ۴ صفحہ ۲۴۱)

## بولنے کے وقت دیکھ لے

حضرت عمر بن ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مبارک سنایا کہ اللہ پاک ہر بولنے والے کے قریب ہے۔ پس اپنے رب سے ڈرے اور دیکھے کیا کہہ رہا ہے۔ (بیہقی جلد ۷ صفحہ ۲۶۵)

**فائدہ:** تاکہ اس دنیا میں یا کل قیامت کے دن اسے رسوائی نہ ہو۔

## قلیل کلام کثیر عمل مؤمن کی علامت ہے

امام بیہقی نے فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مؤمن قلیل الکلام اور کثیر العمل ہوتا ہے۔ اور منافق بولتا زیادہ ہے اور عمل کم کرتا ہے۔ (شعب الایمان جلد ۷ صفحہ ۲۶۸)

**فائدہ:** خاموشی تقویٰ اور معرفت کی علامت ہے۔ زیادہ بولنا قلت معرفت کی دلیل ہے۔

## لایعنی امور سے خاموش رہے

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی خوبی میں سے ہے کہ بے فائدہ باتوں کو چھوڑ دے۔ (ترمذی، مکارم الخرائطی صفحہ ۴۳۶)

**فائدہ:** اسلام کی جامع ترین نصیحتوں میں ہے اس پر عمل کرنا ولایت اور معرفت کی علامت ہے۔ لایعنی امور

سے بچنا کوئی معمولی بات نہیں۔ بہت کم لوگ اس دولت عظیم کے حامل ہیں۔

## دو خصلتیں ترازو پر بھاری ہیں

حضرت رسول پاک ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی تو فرمایا: اے ابوذر! دو خصلتیں تم کو ایسی نہ بتادوں جو کرنے میں ہلکی اور ترازو میں بہت بھاری ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر حسن اخلاق اور طویل خاموشی لازم ہے۔

(ترغیب جلد۳ صفحہ۵۳۳، بیہقی فی الشعب جلد۴ صفحہ۲۴۲)

## محبوب ترین عمل

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے معلوم کیا کہ اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل کیا ہے؟ تو لوگ خاموش رہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: زبان کی حفاظت۔ (شعب الایمان جلد۴ صفحہ۲۴۵)

## خاموشی ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے

عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے لئے خاموشی کا مقام ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔ (شعب جلد۴ صفحہ۲۴۵)

## قیل قال سے اجتناب کرے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ قیل قال، کثرت سوال اور مال کی بربادی (بے جا صرف) کو پسند نہیں کرتا۔ (مکارم صفحہ۴۶۵، بیہقی جلد۴ صفحہ۲۵۳)

**فائدہ:** اس سے سراپا دین و دنیا کا نقصان ہوتا ہے، اپنا بھی نقصان، دوسروں کا بھی نقصان۔

## تقویٰ اور احتیاط قلت گویائی میں ہے

ابونعیم رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حسن بن صالح رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے تقویٰ اور احتیاط کو تلاش کیا تو قلت گویائی کے علاوہ کسی میں نہیں پایا۔ (مکارم صفحہ۴۴۱)

**فائدہ:** خاموشی اور کم گویائی سے آدمی بہت سی نامناسب باتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

## قلت گویائی کو رائج کرنے کا حکم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آنے والا آپ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنی قوم کا سردار ہوں ان کو کس چیز کا حکم کروں؟ آپ نے فرمایا: ان کو حکم دو

کہ وہ سلام کو رائج کریں۔ اور کم بولنے کی عادت رکھیں۔ ہاں مگر جہاں فائدہ کی بات ہو۔ (مکارم الخرائطی صفحہ۴۳۳)

## زبان کی بے احتیاطی سے جہنم کا نچلا طبقہ

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: بسا اوقات آدمی زبان سے ایسی بات بول دیتا ہے۔ اور وہ نہیں جانتا حالانکہ وہ اس کی وجہ سے جہنم کے نچلے طبقہ میں ستر خریف پہنچ جاتا ہے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۲۸۵)

## حضرت معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حفظ زبان کی وصیت

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت معاذ کو یمن کی جانب جب بھیجا تو انہوں نے کہا مجھے نصیحت کیجئے۔ تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ تین مرتبہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا زبان کی حفاظت کرو۔ پھر حضرت معاذ نے فرمایا اے اللہ کے رسول! مجھے نصیحت کیجئے۔ تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اے معاذ! تمہاری ماں تم کو روئے۔ کیا لوگ اپنے چہرے کے بل زبان کی وجہ سے نہیں گرتے۔ (مکارم صفحہ۴۶۳)

**فَائِدَۃ**: زیادہ بولنے یا بلا سوچے سمجھے بولنے کی وجہ سے بسا اوقات ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے اور رسوائی شرافت اور وقار کے خلاف ہے۔ حاکم کو ان امور کا لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے آپ نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔

## نو حصے عافیت خاموشی میں

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ عافیت کے دس حصے ہیں۔ نو حصہ خاموشی میں ہے اور دسواں حصہ گوشہ نشینی میں ہے۔ (کنز العمال جلد۹ صفحہ۳۵۰)

## خاموشی عالم کے لئے زینت کی بات ہے

محمد بن زہیر سے مرفوعاً روایت ہے کہ خاموشی عالم کے لئے زینت ہے اور جاہل کے لئے پردہ ہے۔

(کنز العمال جلد۹ صفحہ۲۵۰)

**فَائِدَۃ**: کہ نہ بولنے یا کم بولنے کی وجہ سے اس کی جہالت چھپی رہتی ہے جس سے مجلس میں رسوا نہیں ہوتا۔

## خاموشی بہترین اخلاق ہے

وہب بن منبہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی سے مرسلاً منقول ہے کہ خاموشی اسلام کے بہترین اخلاق میں سے ہے۔

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ایک روایت میں جو دیلمی کی مسند الفردوس میں ہے یہ ہے کہ خاموشی اخلاق کی سردار ہے۔ (کنز العمال جلد۳ صفحہ۳۵۰)

## خاموشی سیکھنے کا حکم

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ خاموشی سیکھو، جیسے گفتگو سیکھتے ہو۔ خاموشی بلند اخلاق ہے۔ گفتگو کرنے سے زیادہ سننے کے حریص رہو۔ بلا فائدہ مت گفتگو کرو۔ بلاوجہ مت ہنسا کرو۔ بلاضرورت یونہی کہیں مت جایا کرو۔ (کنزالعمال جلد ۳ صفحہ ۷۷۰)

**فائدہ:** اچھے اخلاق سیکھنے ہی سے آتے ہیں۔ یا اچھے ماحول یا اچھے لوگوں کے پاس رہنے سے آتے ہیں۔ آج کا ماحول اپنے بلند اخلاق کو گم کر چکا ہے۔ چہار سو بد خلقی برے اوصاف رائج ہیں اس لئے اچھے مکارم اخلاق اچھی صحبت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ آج زیادہ بولنے کو کمال سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ اس سے بے دریغ زبانی کا گناہ کا صدور بسہولت ہونے لگتا ہے۔ کم از کم مبالغہ آمیزی۔ جس میں جھوٹ کا شائبہ رہتا ہے اس سے تو خالی نہیں رہتا۔ بعض لوگ صرف اپنی سنانے کی عادت رکھتے ہیں۔ دوسروں کی بہت کم سنتے ہیں حالانکہ بولنے کے مقابلہ میں سننے کی ترغیب ہے۔ ہاں مگر گناہ کی بات نہ سنے۔

## حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک جامع نصیحت

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور درخواست کی کہ ہمیں کچھ نصیحت فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں تقویٰ خدا (اس کی منع کردہ چیزوں سے بچنے) کی وصیت کرتا ہوں۔ یہ تمہارے تمام کاموں کو زینت بخشنے والا ہے۔ میں نے کہا اور کچھ فرمایئے۔ آپ نے فرمایا تم پر تلاوت قرآن اور ذکر خدا لازم ہے۔ اس سے تمہارا ذکر آسمان میں ہوگا۔ زمین میں نور ہوگا۔ میں نے کہا اور فرمایئے۔ آپ نے فرمایا تم پر طویل خاموشی لازم ہے۔ یہ شیطان کو بھگانے والا ہے اور تمہارے دینی معاملہ میں معین ہے۔ میں نے کہا کچھ اور فرمایئے۔ آپ نے فرمایا زیادہ ہنسنے سے بچو۔ یہ قلب کو مردہ کر دیتا ہے۔ اور چہرے کے نور کو دور کر دیتا ہے۔ میں نے درخواست کی اور نصیحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا حق بات کہو۔ اگرچہ وہ کڑوی معلوم ہو۔ میں نے کہا اور فرمایئے آپ نے فرمایا (خدا اور شریعت کے معاملہ میں) کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ مت کرو۔ پھر عرض کیا اور فرمایئے۔ آپ نے فرمایا دوسروں کو ضرور تکلیف سے بچایا جائے۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۵۳۱)

**فائدہ:** بڑی جامع نصیحت ہے۔ ہر نصیحت آب زر سے لکھ کر سینے سے لگا لینے کے لائق ہے۔ یہ وہ بلند معیاری باتیں ہیں جن پر عمل سے سعادت اور ولایت کے مرتبہ کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ہر مؤمن کو چاہئے کہ اس نصیحت کو سنتا رہے اور کوشش کرے کہ ان تمام کے عمل سے آراستہ ہو۔

## آسان عبادت

ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا میں تم کو ایسی عبادت جو آسان ہو اور بدن پر بہت ہلکی ہو نہ بتادوں۔ وہ خاموشی اور اچھے اخلاق ہیں۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۵۳۳)

## عبادت کا پہلا مرحلہ خاموشی ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں بہت کم مل پاتی ہیں۔

❶ خاموشی کہ یہ اول عبادت (عبادت کا پہلا زینہ ہے)

❷ تواضع مسکنت۔

❸ اللہ عزوجل کا ذکر۔

❹ دنیا کی کمی (یعنی اس پر قناعت)۔ (ترغیب صفحہ ۵۳۴)

**فائدہ:** اوصاف حمیدہ کا جمع ہونا واقعۃً مشکل ہے۔ اس کے مقابلہ میں عبادت آسان ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہ چار اوصاف لوگوں میں سے کم جمع ہو پاتے ہیں۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک نصیحت

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے درخواست کی کہ ہمیں کوئی آسان سی بات سکھا دیجئے۔ جس کی بدولت ہم بہشت میں پہنچ سکیں۔ فرمایا خاموش رہو اور باتیں بالکل نہ کیا کرو۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ ایسا کرنا تو ہمارے لئے ممکن نہیں۔ فرمایا اچھی بات کے علاوہ بری بات زبان سے نہ نکالا کرو۔

(کیمیائے سعادت مترجم صفحہ ۶۰۵)

**فائدہ:** امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب زبان کی آفت بے اندازہ ہے اور اس سے بچنا بھی انتہائی مشکل ہے۔ تو پھر اس سے نجات کی اس کے سوا کیا تدبیر ہو سکتی ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے۔ اور جہاں تک ممکن ہو زبان کو چپ رکھنے کی کوشش کی جائے۔ اور بقدر ضرورت بات کرنے کی عادت کو اپنایا جائے۔

(کیمیائے سعادت صفحہ ۶۰۴)

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یاد رہے خاموشی کی یہ فضیلتیں اس لئے حاصل ہیں کہ زبان کی آفتیں بے شمار ہیں اور نوک زبان سے نکلنے والی باتیں اکثر و بیشتر بے ہودہ اور لغو ہوتی ہیں جن کا کہنا صرف آسان ہوتا ہے بلکہ بڑی بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن بھلی اور بری کی تمیز اس زبان کو کیا ہوگی۔ صرف خاموشی ہی وہی چیز ہے جو اس آفت سے بچا سکتی ہے۔ اور ہمت و دل کا مجتمع رہنا اسی کی بدولت میسر آ سکتا ہے۔

## امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کا ایک مفید کلام

پھر امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ زبان سے نکلنے والی باتوں کی تفصیل کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ باتیں چار قسم کی ہوتی ہیں۔

1. جن کے کہنے سے سراپا نقصان ہو۔
2. وہ باتیں جن کا کہنا نفع بخش بھی ہو اور نقصان رساں بھی۔
3. وہ باتیں جو نفع اور نقصان دونوں سے خالی ہوں۔
4. وہ باتیں جن میں فائدہ ہی فائدہ ہو۔

گویا تین چوتھائی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا نہ کہنا ہی بہتر ہے بلکہ کہنے کے قابل ہی نہیں ہوتیں۔ اور ایک چوتھائی ایسی ہوتی ہیں جن کا زبان سے نکالنا درست ہوتا ہے۔ اور اس قابل ہوتی ہیں کہ کہی جائیں۔

(کیمیائے سعادت صفحہ ۶۰۶)

اس سے معلوم ہوا کہ تین چوتھائی سے خاموش رہنا لازم ہے۔ لہٰذا خاموشی اور سکوت کی جو ترغیب ہے وہ انہی قسم کی باتوں کے متعلق ہے۔ سکوت اور خاموشی کا ہرگز یہ مفہوم نہیں کہ بالکل زبان بند کر دی جائے۔ بلکہ بلا ضرورت اور جس سے آخرت یا دنیا کا مشروع فائدہ نہ ہو اس سے زبان بند کر لی جائے اور زبان پر کنٹرول کر کے ذکر تلاوت کی عادت ڈالی جائے۔ یا دین و دنیا کے کاموں میں مصروف رہے۔ خالی آدمی عموماً گناہوں کا مرتکب آسانی سے ہو جاتا ہے۔

# لغو ولغویات

## ارشاد خداوندی

خدائے پاک عزوجل کا ارشاد مبارک ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝﴾

تَرجَمہ: ''وہ لغو وبے کار امور سے بچتے ہیں۔''

﴿وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝﴾

تَرجَمہ: ''جب لغویات کے قریب سے گزرتے ہیں تو سنجیدگی سے گزر جاتے ہیں۔''

﴿وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ﴾

تَرجَمہ: ''جب لغو بے کار باتوں کو سنتے ہیں تو ان سے اعراض کرتے ہیں۔''

فَائِدَہ: مؤمن کامل کا دوسرا وصف لغو سے پرہیز کرنا ہے۔ لغو کا اعلیٰ درجہ معصیت اور گناہ ہے۔ جس میں فائدہ دینی نہ ہونے کے ساتھ دینی ضرر ونقصان ہے۔ اس سے پرہیز واجب ہے۔ اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ نہ مفید ہو نہ مضر۔ اس کا ترک کم از کم ادنیٰ اور موجب مدح (قابل تعریف) ہے۔

## لغو اور اس کی تعریف

لغو ہر وہ چیز ہے جس میں نہ دنیا کا فائدہ ہو نہ آخرت کا۔ علامہ قرطبی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی الجامع میں لکھتے ہیں۔

''مَا لَا خَيْرَ فِيْهِ او بمايلغي اثمه'' جس میں کوئی فائدہ نہ ہو اور اس میں کوئی گناہ ہی ہو۔ (جلد ۳ صفحہ ۱۰۳)

معارف میں ہے لغو کے معنی فضول کلام یا کام جس میں کوئی دینی فائدہ نہ ہو۔ (پارہ ۱۸ صفحہ ۸)

## لغو امور سے بچنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لایعنی امور کو ترک کردے۔ (ترمذی صفحہ ۵۸، مشکوٰۃ)

حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے یہ ہے کہ بے فائدہ امور کو چھوڑ دے۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۸)

**فَائِدَہ:** یہ وقت بہت قیمتی چیز ہے۔ زندگی کے یہ لمحات بڑی قیمت رکھتے ہیں۔ انہیں لمحات اور اوقات میں نیکی کرنے سے جنت اور اس کے بلند درجات حاصل ہوتے ہیں۔ ان کو ضائع کرنا، برباد کرنا بڑے خسارے کی بات ہے۔ عامۃ الناس اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اپنے قیمتی اوقات کو یونہی مجلس بازی، بے کار گفتگو میں ضائع کر دیتے ہیں۔ نہ دین کی دولت نہ دنیا ہی کی کوئی چیز حاصل کرتے ہیں۔ عوام، خواص سب غفلت کا شکار ہیں۔ وقت کو دین یا دنیا میں خرچ کرنا عقل کی بات ہے۔ آج دنیا کے جھمیلوں میں گو اس کا احساس نہیں ہوتا مگر کل برزخ اور آخرت میں شدید احساس اور افسوس ہوگا۔ اور اس وقت افسوس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ''اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ''

# شفقت ورحمت

## رحمت خدا کیسے حاصل ہو؟

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر خدا رحم نہیں کرتا۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۱۴، بخاری، مسلم صفحہ ۸۸۹، ادب مفرد صفحہ ۴۲)

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۱۴، ترغیب)

## بدبخت ہی شفیق ورحیم نہیں ہوتا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شفقت ورحمت بدبختوں سے کھینچ لی جاتی ہے۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۱۴، ادب مفرد صفحہ ۱۱۹)

**فائدہ:** یعنی جو بدبخت ہوتا ہے اسی میں رحم اور شفقت کا مادہ نہیں ہوتا۔

## مؤمن نہیں

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس وقت تک مؤمن نہیں ہوگے جب تک کہ آپس میں ایک دوسرے پر رحم نہ کروگے۔ (مجمع الزوائد جلد۸ صفحہ ۱۸۶)

## جو اللہ کی رحمت چاہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم اگر مجھ سے رحمت چاہتے ہو تو میری مخلوق پر رحم کرو۔ (مکارم طبرانی صفحہ ۳۲۶)

**فائدہ:** تمام مخلوق خدا کی عیال ہے۔ اسی لئے عیال پر رحم کرنا خدا کے رحم کا باعث ہے۔

## جنت میں کون داخل؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں رحم دل کے علاوہ کوئی داخل نہ ہوگا۔ (کنز العمال جلد۹ صفحہ ۱۵۴)

## اہل جنت کون؟

عیاض بن حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت تین قسم کے لوگ ہیں۔

❶ منصف حاکم جو خیر اور بھلائی نافذ کرنے والا ہو۔

❷ وہ آدمی جو رشتہ داروں اور عام مؤمنین پر رحم کرنے والا ہو۔

❸ پاک دامن کثیر العیال ہو۔ (مشکوٰۃ صفحہ۴۲۲)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ جو اپنوں اور غیروں پر رحمت کا برتاؤ کرنے والا ہو۔ باوجود کثیر العیال ہونے کے شفقت ومحبت کے ساتھ سب کی پرورش کرتا ہو اور حلال کمائی اختیار کرتا ہو کسی سے سوال نہ کرتا ہو۔

## رحمت کے سو حصے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پاک نے رحمت کے سو حصے کئے۔ ننانوے (۹۹) حصے تو اپنے پاس رکھے اور ایک حصہ زمین پر اتارا۔ اس حصے کا اثر ہے جو تم مخلوق کے درمیان محبت ومودت دیکھتے ہو کہ گھوڑا جو جانور ہے اپنے بچے پر پیر نہیں رکھتا کہ دب نہ جائے۔

(ادب مفرد صفحہ۴۳، بخاری جلد۲ صفحہ ۸۸۷)

**فَائِدَہ:** یعنی رحمت کے ایک حصہ کا اثر یہ ہے کہ ماں اپنے بچے کے لئے تڑپتی ہے۔ اس کی تکلیف میں راتوں جاگتی ہے۔ خود بھوکی رہ کر اس کا پیٹ بھرتی ہے۔ انسان ہی نہیں بلکہ جانور میں بھی یہ بات ہے کہ اپنے بچوں کی اچھی طرح حفاظت کرتا ہے۔ پیر رکھنے میں بھی احتیاط برتا ہے کہ دب نہ جائے۔

## چھوٹوں پر شفقت

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۱۴، ادب مفرد صفحہ۱۱۶)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی پاک ﷺ نے حضرت حسن کا بوسہ لیا تو اقرع بن حابس نے کہا: میرے تو دس بچے ہیں میں نے ان میں سے کسی کا بھی بوسہ نہیں لیا۔

آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

(ترمذی جلد۲ صفحہ۱۳، ادب مفرد صفحہ۴۱)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ ایک عورت کو حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے تین کھجوریں دیں۔ اس عورت نے ہر دو بچہ کو ایک ایک کھجور دے دی اور ایک اپنے لئے روک لی۔ بچوں نے دونوں کھجوریں کھا کر اپنی ماں کی طرف دیکھا اس نے اس کھجور کے دو حصے کر کے دونوں کو دے دیئے۔ (اور خود بھوکی رہی) حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے یہ واقعہ آپ ﷺ کو سنایا۔ اس میں تجھے کیا تعجب خدا نے بچوں کے ساتھ شفقت کی وجہ سے اس پر رحم فرمایا۔ (یعنی اسے معاف فرمادیا)۔ (ادب مفرد صفحہ۴۰)

## جانوروں پر بھی شفقت

سہل بن حنظلیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایک اونٹ کے قریب سے گزرے۔ جس کا پیٹ پیٹھ سے مل رہا تھا (دبلے ہونے کی وجہ سے) آپ نے فرمایا تم ان گونگے جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ ٹھیک سے سواری کرو اور ٹھیک سے کھانا دو۔ (ابوداؤد، ترغیب صفحہ۲۰۹)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ جانور کے ساتھ بھی محبت اور شفقت کا برتاؤ کرو۔ اس کا حق ادا کرو اسے تکلیف نہ دو۔

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ جانور کو لٹا کر چھری تیز کر رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا اسے تم دو موت سے مارنا چاہتے ہو۔ کیوں نہیں لٹانے سے پہلے چھری تیز کر لی۔ (حاکم، ترغیب صفحہ۲۰۴)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ جلدی سے تیز چھری سے ذبح کرے۔ تاکہ اسے کم از کم تکلیف ہو۔ کہ جانوروں پر بھی رحم واجب ہے۔

حضرت عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ ایک منزل پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے قیام کیا۔ ایک شخص نے چڑیا کا انڈہ لیا، چڑیا آپ کے سر پر پھڑ پھڑانے لگی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے پوچھا اس کا انڈا کس نے اٹھایا؟ اس شخص نے کہا میں نے اٹھایا ہے اس کا انڈا۔ آپ نے فرمایا اس پر رحم کرتے ہوئے اسے واپس کر دو۔

## ذبیحہ کے ساتھ رحم کا برتاؤ

حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو ذبح ہونے والے جانور پر بھی رحم کرے گا خدا اس پر قیامت کے دن رحم فرمائے گا۔

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ تکلیف دہ معاملہ نہ کرے۔ مذبح تک اچھی طرح لائے۔ تیز چھری سے جلدی ذبح کرے۔ اس کے سامنے چھری نہ تیز کرے۔ اسے بندھا ہوا نہ چھوڑے بلکہ باندھتے ہی ذبح کر دے۔ (ادب مفرد صفحہ۱۲۱)

امام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے صحیح بخاری میں باب "رحمة الناس والبهائم" قائم کر کے اس بات کی تعلیم دی ہے کہ جس طرح انسان رحمت وشفقت کا مستحق ہے اسی طرح بے زبان جانوروں پر بھی رحم کا حکم ہے۔ اس کی وجہ سے بھی مغفرت اور گرفت و پکڑ ہوسکتی ہے۔ کہ ایک شخص نے کتے کو پانی پلایا تو اس کی مغفرت ہوگئی۔ ایک عورت نے بلی کو بھوکا مارا تو جہنم رسید ہوگئی۔

## رحمت وشفقت کا مفہوم

اسلام کی اخلاقی تعلیم میں اس کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ انسان کی بنیادی اخلاق میں سے ہے۔
جس میں رحم وشفقت کا مادہ نہیں وہ اسلام تو دور انسانی دائرے سے بھی خارج ہے۔ بے رحم انسان نہیں ہو سکتا۔ رحمت وشفقت کی وجہ سے انسان ایک دوسرے کی رعایت کرتا ہے اور اس سے مربوط ہوتا ہے اور اسے فائدہ پہنچاتا ہے اور فائدہ حاصل کرتا ہے۔ گویا کہ یہ باہمی معاشرت کی بنیاد اور اصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص ناموں میں سے رحمٰن و رحیم ہے۔ اللہ پاک نے اس وصف سے جزوی طور پر بندوں کو بھی نوازا ہے۔ جس کا نمایاں اثر والدین اور اس کی اولاد کے درمیان ہے۔

دنیا میں رحم وکرم کے جو آثار ہیں وہ اسی رحمت کے آثار کے پر تو ہیں۔

خدائے پاک نے رحمت کے سو ٹکڑے کئے جن میں سے ننانوے ٹکڑے اپنے پاس رکھ لئے اور زمین پر صرف ایک ٹکڑے کو اتارا۔ اسی ایک ٹکڑے کا اثر آپ دیکھ رہے ہیں کہ ماں اپنے بچوں کو گود میں لئے خود بھوکی رہ کر اس کا پیٹ بھر رہی ہے۔ مرغی خود نہ کھا کر اپنے چوزے کو کھلا رہی ہے۔

رحمت وشفقت خدا کا محبوب وصف ہے۔ وہ خود بھی اس کا "علی وجه الاکمل والاتم حامل" ہے۔ اور اپنے بندوں میں یہ بھی وصف دیکھنا چاہتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کی تاکید وترغیب آئی ہے اور زور دیتے ہوئے یہاں تک کہا گیا ہے کہ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

اس لئے دوسروں کے ساتھ رحمت وشفقت کا معاملہ کرنا اپنے اوپر رحمت وشفقت کا باعث ہے۔ جو دوسروں پر رحم وکرم نہیں کرے گا تو اس پر بھی رحم وکرم نہیں کیا جائے گا۔

# ایثار

## ایثار کے متعلق فرمان الٰہی

﴿يُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾

تَرجَمہ: ”اور اپنی ضرورتوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ خود ہی وہ ضرورت مند کیوں نہ ہوں۔“

ایثار کے معنی دوسروں کی خواہش اور حاجت کو اپنی خواہش اور حاجت پر مقدم رکھنے کے ہیں۔

حضرات انصار اپنے اوپر دوسروں کو یعنی مہاجرین کو ترجیح دیتے تھے کہ اپنی حاجت و ضرورت کو پورا کرنے سے پہلے ان کی حاجت کو پورا کرتے تھے اگرچہ وہ خود حاجت منداور فقر و فاقہ میں ہوتے۔ (معارف القرآن صفحہ ۴۷)

چنانچہ حضرات مہاجرین کے معاملہ میں حضرات انصار نے بڑے ایثار سے کام لیا۔ اپنے مکانوں، دوکانوں، کاروبار زمین اور زراعت میں ان کو شریک کرلیا۔ (صفحہ ۵۰)

مفسر قرطبی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے صحاح سے حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ طیبہ آئے تو ان کے پاس کچھ نہ تھا اور انصار مدینہ جائیداد والے تھے۔ انصار نے ان حضرات کو ہر چیز آدھ آدھ دی۔ باغات کے آدھے پھل سالانہ ان کو دینے لگے۔ حضرت انس کی والدہ ام سلیم نے اپنے چند درخت کھجور کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دے دیئے تھے۔ (قرطبی جلد ۹ صفحہ ۲۷)

## حضرات صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ کے ایثار کے واقعات

حضرات صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ کی پوری زندگی ایثار پر تھی۔ وہ اپنی ضرورتوں میں اصحاب کی ضرورت کو مقدم رکھتے تھے۔ خدا کے مخلصین بندوں کا یہی شیوہ ہے۔ آج کا ہمارا معاشرہ اور ماحول بالکل ایثار کے خلاف بلکہ ظلم، خداع پر چل رہا ہے۔ ہر شخص دوسروں کو نقصان پہنچا کر اپنے فائدہ کو حاصل کرنے میں کوشاں ہے۔ خدا کی پناہ دیکھئے ہمارا ابتدائی ماحول، صحابہ کا معاشرہ کیسا تھا۔

قشیری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ میں سے ایک کو کسی شخص نے ایک بکری کا سر بطور ہدیہ پیش کیا۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ ہمارا فلاں بھائی اور اس کے اہل و عیال ہم سے زیادہ ضرورت مند ہیں۔ اس کو ان کے پاس بھیجا۔ جب دوسرے تک پہنچا تو اسی طرح انہوں

نے تیسرے کے پاس اور پھر تیسرے نے چوتھے کے پاس بھیج دیا یہاں تک کہ سات گھروں میں پھرنے کے بعد پھر پہلے صحابی کے گھر واپس آ گیا۔

**فائدہ:** دیکھئے۔ ایثار اور اپنے مقابلہ میں دوسرے کو ترجیح دینے کی اس سے کیا بہترین مثال ہو سکتی ہے۔ ہر ایک اپنی ضرورت کے باوجود دوسرے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ آج اس دور میں بلا ضرورت بھائی بھائی کا گلا دباتا ہے۔

ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری کے گھر رات کو کوئی مہمان آیا ان کے پاس صرف اتنا کھانا تھا کہ ان کے بچے کھا سکیں۔ انہوں نے بیوی سے کہا۔ بچوں کو تو کسی طرح سلا دو۔ اور گھر کا چراغ گل کر دو۔ پھر مہمان کے سامنے کھانا رکھ کر برابر بیٹھ جاؤ۔ کہ مہمان سمجھے کہ ہم بھی کھا رہے ہیں مگر ہم نہ کھائیں تا کہ مہمان بافراغت کھا سکے۔ اس واقعہ پر مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔

احادیث اور تاریخ کی متعدد کتابوں میں ایسے واقعات ہیں جن سے ان حضرات کا اپنے مقابلہ میں دوسروں کو ترجیح دینا منقول ہے۔

افسوس کہ ان واقعات کو صرف پڑھایا سنایا جاتا ہے ان جیسے اعمال اور احوال اختیار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔

## ایثار غریباں

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جب کہ انہوں نے کچھ کھانا طلب کیا تھا) میں تم کو دوں اور اہل صفہ کو جو بھوکے پیٹ سوتے ہیں چھوڑ دوں ایسا نہیں ہوگا۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۳ صفحہ ۲۵۹)

**فائدہ:** اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کے مقابلہ میں اہل صفہ کو ترجیح دی اور ان کا خیال کیا۔ چونکہ ان کا کوئی سہارا نہ تھا۔ عموماً یہ مساکین مدینہ کے باہر کے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عطایا پر ان کا گزر بسر تھا۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایثار کا واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزے سے تھیں۔ ایک مسکین نے آکر کچھ مانگا۔ آپ نے باندی سے کہا اسے دے دو جب کہ ایک روٹی کے علاوہ گھر میں کچھ نہ تھا۔ باندی نے کہا روزہ کھولنے کے لئے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر کہا اسے دے دو۔ چنانچہ باندی نے دے دی۔ باندی نے کہا

ابھی شام بھی نہ ہوئی کہ کسی کے گھر سے بکری کا گوشت آیا۔ تو حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے مجھے بلایا اور کہا لو کھاؤ یہ اس روٹی سے بہتر ہے۔ (بیہقی فی الشعب جلد۳ صفحہ ۲۶۰)

**فَائِدَۃ:** باوجود ضرورت اور احتیاج کے اپنے مقابلہ میں دوسرے کو ترجیح دی اور خود روزے پر بھوکا رہنا گوارہ کر لیا۔ یہ کمال تقویٰ اور زہد وسخاوت کی بات ہے۔ چنانچہ اس قربانی پر اللہ کی نصرت ہوئی۔ اور ہمارا اب یہ حال ہے کہ ضرورت سے زائد فارغ رہنے پر بھی ہم ضرورت مندوں اور محتاجوں کا خیال نہیں رکھتے۔ یہ علامت ہے حرص اور حب مال کے دل میں سرایت کر جانے کی جو مذموم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں ایک دوسرے کا تعاون حاصل نہیں۔ اور خدا کی غیبی مدد ونصرت سے محروم ہیں۔ ’’اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا وَلَا تَحْرِمْنَا مِنْهُ‘‘

# سفارش

## سفارش کے متعلق ارشاد خداوندی

﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا﴾

ترجمہ: ''جو شخص کسی بھلائی کی سفارش کرے گا تو اس کو اس کا حصہ ثواب ملے گا۔ اور جو کسی برائی کی سفارش کرے گا تو اس کو اس کا حصہ (گناہ) ملے گا۔''

یعنی جو شخص کسی شخص کے جائز حق اور جائز کام کے لئے سفارش کرے گا تو اس کو اس کا ثواب ملے گا۔ جو ناجائز حق اور ناجائز کام کے لئے سفارش کرے گا تو اس کو گناہ ملے گا۔ اس وجہ سے کہ اس نے ایک گناہ اور غلط بات میں اس کی مدد و اعانت کی اور گناہ کی اعانت بھی گناہ ہے۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۷)

قرآن پاک میں ہے:

﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ﴾

ترجمہ: ''گناہ کے امور میں ایک دوسرے کی اعانت نہ کرو۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان شخص کے قتل میں ایک کلمہ سے بھی مدد کی تو وہ قیامت میں حق تعالیٰ کے سامنے پیشی میں اس طرح لایا جائے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا یہ شخص اللہ کی رحمت سے محروم و مایوس ہے۔ (معارف صفحہ ۱۴۹)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی گناہ اور ناجائز امر کے لئے سفارش مثلاً چور قاتل مجرم، وغیرہ کو اس کے جرم و سزا سے بچانے اور بری کرنے کی سفارش، اسی طرح ناجائز مقدمات میں سفارش وغیرہ جو آج کل کی دنیا میں ایک حق سمجھا جاتا ہے، ناجائز اور گناہ ہے۔ اس سے کبھی بھی دنیا میں امن اور صلاح قائم نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح کسی کی سفارش جائز اور ضروری کام کے لئے کر دی تو اس پر ہدیہ اور تحفہ اور خوشی نامہ لینا حرام ہے۔

خیال رہے کہ سفارش کو اپنے وقار یا جاہ و عزت کا ذریعہ بنانا درست نہیں۔ سفارش قبول نہ ہو تو ہرگز ناراض اور بددل نہ ہونا چاہئے۔ بعض لوگ اس کو اپنے وقار اور عزت کا درجہ دے کر قبول کرنے پر مجبور اور نہ کرنے پر

ناراض اور برہم ہوتے ہیں یہ درست نہیں۔ اسی طرح سفارش پر ناراض بھی نہ ہونا چاہئے مناسب ہوتو قبول کرے ورنہ خاموش ہو جائے کہ سفارش ایک مشروع اور مسنون امر ہے اس پر ناراض نہیں ہونا چاہئے۔ بعض لوگ سفارش سے ناراض ہوکر یہ کہتے ہیں مجھ سے بلاواسطہ کیوں نہ کہا یہ بھی درست نہیں۔ بالواسطہ کام اور جائز سفارش مشروع ہے پھرامر مشروع سے ناراضگی کیسی۔ یہ کبر و علو کی بات ہے۔

## سفارش کیا کرو ثواب پاؤ گے

حضرت ابوموسیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس جب کوئی سائل یا ضرورت مند آتا تو آپ فرماتے: سفارش کرو ثواب پاؤ گے۔ اور فیصلہ تو خدا اپنے رسول کی زبان سے جو چاہے گا کرے گا۔ (مگر تم تو ثواب پالو گے)۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۸۹۱)

## آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو سفارش کا انتظار

حضرت ابوسفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: سفارش کیا کرو، ثواب پاؤ گے۔ کہ میں نیکی اور بھلائی کا کسی کے لئے ارادہ کرتا ہوں تو رکا رہتا ہوں، انتظار کرتا ہوں کہ تم سفارش کرو گے اور ثواب پا لو گے۔ (مکارم الخرائطی جلد۲ صفحہ۶۷۷)

حضرت معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: سفارش کیا کرو۔ ثواب پاؤ گے۔
(جامع صغیر جلد۱ صفحہ۷۰)

**فَائِدَۃ:** ان احادیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ سفارش کرنا سنت ہے۔

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس کی ترغیب دی ہے تاکید فرمائی ہے۔ اور اس کا ثواب حاصل کرنے پر رغبت دلائی ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ سفارش کو پسند نہ کرنا اور اس کو اپنی شان اور وقار کے خلاف سمجھنا احکام شریعت سے ناواقفیت ہے اور یہ مزاج شریعت کے خلاف ہے۔ آپ نے دیکھا احادیث میں کسی کے کام پر کہ ہو جائے سفارش اور شفاعت کا حکم ہے۔

کسی کے کہنے اور کوشش کرنے سے کسی بھائی کا کام ہو جائے کسی کا فائدہ ہو جائے تو بہت ثواب کا کام ہے۔ سفارش کر دے خواہ کام ہونے کی امید ہو جائے کسی کا فائدہ ہو جائے تو بہت ثواب کا کام ہے۔ سفارش کر دے خواہ کام ہونے کی امید ہو یا نہ ہو۔ حافظ ابن حجر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے بہرصورت وہ ثواب پائے گا۔ (فتح الباری جلد۱۰ صفحہ۳۷۰)

حدیث میں سفارش کا جہاں موجب ثواب ہونا بیان کیا گیا ہے وہیں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ سفارش کی حد یہی ہے کہ کمزور آدمی جو خود اپنی بات کسی بڑے تک پہنچانے اور اپنی حاجت صحیح طور پر بیان کرنے پر قادر نہ ہو تم اس کی بات وہاں تک پہنچا دو آگے وہ سفارش مانی جائے یا نہ مانی جائے۔ اور اس شخص کا مطلوبہ کام پورا ہو یا نہ ہو اس میں آپ کا کوئی دخل نہ ہونا چاہئے اور اس کے خلاف ہونے کی صورت میں آپ کو ناگواری نہ ہونی چاہئے۔ حدیث کے آخری جملہ میں ”ویقضی اللّٰہ علی لسان نبیہ ما شاء“ کا یہی مطلب ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ میں اس طرح ارشاد موجود ہے کہ سفارش کا ثواب یا عذاب اس پر موقوف نہیں کہ وہ سفارش کامیاب ہو۔ بلکہ اس کا ثواب و عذاب کا تعلق مطلق سفارش کر دینے سے ہے۔ آپ نے شفاعت حسنہ کر دی ہے تو ثواب کے مستحق ہو گئے۔ اور شفاعت سیئہ کر دی تو عذاب کے مستوجب بن گئے۔ خواہ آپ کی سفارش پر عمل ہو یا نہ ہو۔ (معارف القرآن جلد۲ صفحہ ۱۵۰)

خیال رہے کہ بہت سے لوگ سفارش سے گریز کرتے ہیں۔ یا تو وہ کسی کے پاس کسی دوسرے کے کام سے جانا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ یا ناکامیاب ہونے کی بنیاد پر اس سے انکار کر دیتے ہیں۔ سو اس میں کبر کا شائبہ اور ثواب عظیم سے محرومی ہے۔ سنت اور شریعت کا حکم ہے کہ کوئی کسی کام کی سفارش مثلاً داخلہ، ملازمت، سروس وغیرہ کے سلسلے میں طالب ہو۔ تو جب موقعہ ہو تحریراً یا تقریراً سفارش کر دے۔ ثواب عظیم اور رضاء خداوندی کا باعث ہے۔ خواہ اس کی سفارش کامیاب ہو یا نہ ہو۔ ہو جائے تو شکر خدا کرے نہ تو ہو امید ثواب سے خوش رہے ناراضگی کا اظہار نہ کرے۔ اسی طرح بعض اہل عہدہ اور انتظام کو دیکھا گیا ہے کہ وہ کسی کی سفارش کو اپنی شان کے خلاف سمجھ کر حد درجہ ناراض ہوتے ہیں۔ بلکہ سفارش کی وجہ سے اسے نامراد کر دیتے ہیں۔ یہ بھی شدید نادانی اور مزاج شریعت سے ناواقف ہونے کی دلیل ہے جس کو آپ ﷺ نے پسند کیا آپ نے انتظار فرمایا۔ جس کی ترغیب دی۔ جس کا باعث ثواب ہونا بیان کیا پھر اس سے ناراض ہونا ایمان کی نشانی کے خلاف ہے۔ لہٰذا سفارش کرنے اور لانے سے ناراض نہ ہو ہاں یہ کہاں ضروری ہے کہ وہ قبول ہی کر لے۔ مناسب نہ سمجھے تو سنجیدگی کے ساتھ معذرت کر لے۔

## سفارش پر کچھ لینا رشوت ہے جو حرام ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کی سفارش کی اور اس پر اس سے کچھ پیشگی لیا گیا۔ یا اس نے اسے قبول کر لیا تو اس نے گناہوں میں سے ایک بڑے گناہ کا ارتکاب کیا۔ (ابوداؤد، ترغیب جلد۳ صفحہ ۳۹۵)

**فَائِدَہ:** جس سفارش پر کوئی معاوضہ لیا جائے وہ رشوت ہے۔ حدیث میں اس کو سخت حرام فرمایا گیا ہے۔ اس

میں ہر طرح کی رشوت داخل ہے خواہ وہ مالی ہو یا یہ کہ اس کا کام کرنے کے عوض اپنا کوئی کام اس سے لیا جائے۔

تفسیر کشاف وغیرہ میں ہے کہ (قرآن پاک کی آیت میں "من يشفع شفاعة حسنة" ہے) شفاعت حسنہ وہ ہے جس کا منشا کسی مسلمان کے حق کو پورا کرنا ہو یا اس کو کوئی جائز نفع پہنچانا ہو یا مضرت یا نقصان سے بچانا ہو اور یہ سفارش کا کام بھی کسی دنیاوی جوڑ توڑ کے لئے نہ ہو۔ بلکہ محض اللہ کے لئے کمزور کی رعایت مقصود ہو اور سفارش کسی ایسے ثابت شدہ جرم کی معافی کے لئے نہ ہو۔ جس کی سزا قرآن میں معین ومقرر ہے۔

(فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۰)

تفسیر بحر محیط اور مظہری وغیرہ میں ہے کہ کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا بھی شفاعت حسنہ میں داخل ہے۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۱، معارف القرآن پارہ ۵ صفحہ ۱۵۱)

بڑے افسوس اور حیرت کی بات ہے کہ آج ہمارا معاشرہ اور ماحول نہ گناہ کو گناہ سمجھتا ہے اور نہ گناہ معلوم ہو جانے کے بعد جب کہ مالی فائدہ ہو۔ اس سے بچنے کے لئے تیار ہے۔

اگر کسی شخص نے کسی کی سفارش کی اور اس کی سفارش سے کوئی اہم کام ہو جاتا ہے۔ تو خواہ مخواہ رقم کی شکل میں یا دعوت وہدایا کی شکل میں نفع حاصل کرنا اپنی کوشش کا حق لازم سمجھا جاتا ہے۔ بسا اوقات تو پہلے سے معاوضہ اور کمیشن بھی طے ہو جاتا ہے۔ یہ تمام شکلیں حرام اور ناجائز ہیں۔ مصیبت بالائے مصیبت ہے کہ سفارش کی سعی پر اجرت اپنا حق سمجھا جاتا ہے جو سراپا غلط اور نادرست ہے۔ جب گناہ اور خدا رسول کی حرام کردہ چیزوں کو مال کی حرص کی وجہ سے اپنا حق سمجھا جائے گا۔ تو اس سے تباہی اور خدا کا غضب نازل نہ ہوگا تو اور کیا؟ خدا ہی فہم عطا فرمائے۔

# حسن ظن

## خدائے پاک سے اچھی امیدیں وابستہ رکھے

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں بندوں کے گمان اور امید جیسا معاملہ کرتا ہوں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی نہ مرے مگر اس حال میں کہ خدائے پاک عزوجل کے ساتھ اس کا گمان اچھا ہو۔ (جلد ا صفحہ ۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک جل شانہ، فرماتے ہیں کہ میں بندے کے گمان کے موافق فیصلہ کرتا ہوں۔ (ترمذی صفحہ ۶۴، مسلم، بیہقی صفحہ ۸)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ عمل کرتے ہوئے اس کی گرفت سے ڈرتا رہے۔ طاعت وعبادت کے عدم قبولیت سے ڈرتا رہے۔ بلاعمل کے امید نافع نہیں بلکہ موہوم ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حسن ظن، حسن عبادت کے ساتھ ہے۔ ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ بلاعمل کے امید پر بھروسہ کئے رہنا خدا پر جرأت ہے۔

(بیہقی فی الشعب جلد ۲ صفحہ ۱۰)

## خدا کے ساتھ بہتر امید رکھنے کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! رب العلمین کے ساتھ بہتر گمان رکھو۔ کہ خدائے پاک اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہے۔ (بیہقی فی الشعب صفحہ ۸)

**فائدہ:** بندہ جیسا خدا کے سامنے گمان کرتا ہے۔ اس کے گمان کے مطابق خدائے پاک بندے کے ساتھ معاملہ کرتا ہے۔

## خدائے پاک سے خوف اور امید

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مؤمن کے دل میں خوف اور امید جمع ہو جائے۔ خدائے پاک اس کی امیدوں کو پورا کرتے ہیں اور اسے خوف سے مامون کر دیتے ہیں۔

(شعب الایمان)

فَائِدَہ: نہ محض خوف ہی کرتا رہے کہ اللہ ہمیں معاف نہ کرے گا اور نہ امید ہی پر بھروسہ کئے رہے کہ عمل سے ڈھیلا پڑ جائے۔ چنانچہ ابوعثمان مغربی نے کہا کہ جو اپنے نفس کو محض امیدوں پر رکھے تعطل میں پڑ جائے گا۔ اور جو اپنے نفس کو خوف پر ہی رکھے گا مایوس رحمت ہو جائے گا۔ (الشعب جلد۲ صفحہ۲۲)

## خوف اور امید کا وقت

محدث بیہقی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے سری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کا قول نقل کیا ہے کہ خوف امید سے افضل ہے۔ جب تک کہ آدمی صحت مند رہے۔ اور جب موت کے آثار طاری ہو جائیں تو امید افضل ہے خوف سے۔

(بیہقی فی الشعب جلد۲ صفحہ۷)

مطلب یہ ہے کہ صحت کی حالت میں خوف وخشیت بہتر ہے تا کہ اعمال صالحہ کا صدور ہو۔ اور جب عمل کا وقت نہ رہے تو امید اور رضا بہتر ہے۔ امام بیہقی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ خوف کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کی معصیت سے اپنے آپ کو روک دے اور اپنے آپ کو عبادت وطاعت پر ابھارے۔ یہاں تک کہ جب موت کا وقت آ جائے تو خدا کی رحمت سے امید زیادہ وابستہ ہو جائے اور اس کے کرم وفضل پر زیادہ دل متوجہ ہو جائے اللہ کے وعدہ پر بھروسہ کرتے ہوئے۔ امام نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ''ریاض الصالحین'' میں بیان کیا ہے کہ حالت صحت میں خوف وامید دونوں برابر ہو اور مرض کی حالت میں صرف امید اور حسن ظن ہو۔ (دلیل جلد۲ صفحہ۳۶۴)

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بیٹے! خدا سے امید تمہیں معصیت پر برانگیختہ نہ کر دے۔ اللہ پاک سے ایسا خوف کرو کہ وہ تمہیں رحمت سے مایوس نہ کر دے۔ (بیہقی فی الشعب جلد۲ صفحہ۱۸)

امام بیہقی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ خدا سے ایسا خوف نہ کرتا رہے کہ وہ اس کے کرم سے ناامید کر دے۔ جیسا کہ ایسی امید ورجاء نہ ہو کہ خدا کی گرفت سے مامون ہو جائے اور گناہ پر دلیر ہو جائے۔

## امید پر فضل خداوندی کا واقعہ

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللہ نے اپنے ایک بندے کو جہنم کا حکم دیا۔ چنانچہ جب وہ جہنم کے قریب کھڑا ہوا تو کہا اے اللہ! آپ کے متعلق میرا گمان بڑا اچھا تھا (کہ آپ مغفرت فرما دیں گے) تو اللہ پاک نے کہا اسے لوٹاؤ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔

(بیہقی فی الشعب صفحہ۹)

## قریب الموت خدائے پاک سے حسن ظن رکھنے کا حکم

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنی وفات سے تین دن قبل فرمایا: تم میں

سے کسی کی وفات نہ ہو مگر یہ کہ خدا کے ساتھ اسے حسن ظن ہو۔ (مسلم صفحہ ۳۸۷، ریاض الصالحین)

**فَائِدَہ:** ابن علان مکی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے کہا کہ جب موت کا وقت قریب ہو جائے تو امید اور رجاء کو اپنے اوپر غالب رکھے۔ علامہ قرطبی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے بیان کیا کہ مرنے کے وقت حسن ظن کا نہ رکھنا ممنوع ہے۔

ابن علان رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے بیان کیا اب تو عمل اور معاصی سے بچنے کا وقت تو ہے نہیں۔ اس لئے حسن ظن کے علاوہ اور وہ کیا رکھ سکتا ہے۔ حسن ظن کا مفہوم یہ ہے کہ خدائے پاک کی رحمت سے معافی کی امید رکھے۔

(دلیل الفالحین جلد ۲ صفحہ ۳۶۱)

## بندوں کے ساتھ حسن ظن رکھنے کا حکم

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی روایت میں ہے کہ رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا حسن ظن رکھنا عبادت ہے۔

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے متعلق حسن ظن رکھنا اہمیت اور فضیلت میں عبادت کی طرح ہے کہ اس کی وجہ سے بندوں کے تعلقات خوشگوار رہتے ہیں۔ ایک دوسرے سے ربط ومحبت کا ذریعہ ہے جو محمود اور مطلوب ہے۔ اسی وجہ سے مؤمن کے ساتھ حسن ظن رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۴ صفحہ ۱۳۴)

ہاں مگر یہ کہ دلائل اور آثار ظاہرہ سے کوئی بات نامناسب معلوم ہو تو دوسری بات ہے۔ پھر اس کی تاویل کرے اور اس کا بہتر محمل ڈھونڈے تاکہ بدگمانی سے بچا رہے۔

صراحۃً کوئی نامناسب امر دیکھے اور اس سے حسن ظن قائم نہ رہ سکے تو اس کی گنجائش ہے۔ مگر پھر بھی اس کی تاویل کرے تو بہتر ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا کا قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے جب ہم کسی کو عشاء کی جماعت میں نہ پاتے تو ان سے بدگمان ہو جاتے۔ حافظ ابن حجر نے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یا تو وہ کسی مرض جسمانی کی وجہ سے شریک نہ ہوا یا پھر وہ دین میں متساہل اور کمزور ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہوا۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۹)

## لوگوں کے ساتھ بدگمانی نہ کرے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: خبردار بدگمانی سے بچو۔ بدگمانی بری بات ہے۔ (مسلم صفحہ ۳۱۶، بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۹۶، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۹)

**فَائِدَہ:** علامہ نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا ہے کہ اس سے کسی کے ساتھ بدگمانی کا ممنوع ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اگر کسی کے متعلق ذہن میں یا دل میں کوئی کھٹک آئے تو یہ ممنوع نہیں۔ ہاں مگر اسے دل میں جگہ نہ دے

بالکل نکال دے۔ (شرح مسلم صفحہ ۳۱۶)

اسی طرح اگر کسی کے متعلق کوئی خلاف شرع بات نامناسب سنے تو فوراً اس سے بدگمانی نہ کرنے لگ جائے اور متاثر نہ ہو بلکہ ذہن سے گزار دے اس سے صرف نظر کرے یا اس کی اچھی تاویل ڈھونڈ کر نکال لے۔ چنانچہ قرآن پاک میں اس کی تاکید ہے کہ کسی مؤمن کے بارے میں جس کی نیکی اور صلاح ظاہر ہو اس کے متعلق نامناسب خبر سن کر فیصلہ نہ کرلو۔

﴿وَلَوْ لَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا﴾ (سورہ نور)

اس سے ثابت ہوا کہ کسی مسلمان کے بارے میں جب تک کسی گناہ یا عیب کا علم کسی دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک اس کے ساتھ نیک گمان رکھنا اور بلا کسی دلیل کے عیب و گناہ کی بات اس کی طرف منسوب کرنے کو جھوٹ قرار دینا عین تقاضائے ایمان ہے۔ (معارف القرآن صفحہ ۸۹)

# مشورہ

## مشورہ کے متعلق آیت قرآنیہ

قرآن کریم نے مشورہ کا صریح حکم دیا ہے.
سورہ شورہ میں مؤمنین کاملین کے اوصاف کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ أَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ﴾

ترجمہ: ”ان کے امور آپس میں مشورہ سے طے ہوتے ہیں۔“

اس سے معلوم ہوا کہ کمال ایمان سے مشورہ کا تعلق ہے۔ ”جبابرہ“ اور ”متکبرین“ کا طریقہ ہے کہ وہ خود اپنے کو سب سے زیادہ صائب الرائے اور عقل سمجھ کر بلا مشورہ کے امور انجام دیتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مشورہ کا حکم دیا گیا چنانچہ آپ نے غزوۂ بدر کے قیدیوں کے متعلق اصحاب سے مشورہ کیا۔ غزوۂ احد، غزوہ خندق میں حدیبیہ کے موقعہ پر اہمیت کے ساتھ مشورہ کیا۔ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اسی نقش قدم پر گامزن رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو معمولی معمولی امور میں بھی اصاغر تک سے مشورہ فرماتے۔

چنانچہ ایسے دینی و دنیاوی امور جن میں حکم واضح اور صریح نہ ہو ان میں مشورہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اسلام عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی سنت و باعث برکت اور انجام کے اعتبار سے خیر کے پہلو کا حامل ہے۔

## مشورہ کا محل

خیال رہے کہ مشورہ کا حکم ہر مقام پر نہیں ہے۔ مشورہ ان ہی چیزوں میں ہے جن کے بارے میں قرآن و حدیث کا واضح قطعی حکم موجود نہ ہو۔ مثلاً علم دین حاصل کرنے کا مشورہ نہ کرے۔ ہاں یہ کر سکتا ہے کہ کہاں جائے، کیا صورت و ترتیب اختیار کرے۔

## انتظامی امور میں مشورہ کی اہمیت

خیال رہے کہ انتظامی امور میں ارکان انتظام سے جو ان کے انتظام میں معین و مددگار ہوں از حد مشورہ ضروری ہے۔ خواہ وہ ماتحت ہی کیوں نہ ہوں۔

اس سے انتظامی امور کے نافذ کرنے میں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا حال اور مآل کا پہلو کس رخ کا حامل ہے۔ یعنی اس وقت تک اس کا کیا ثمر ظاہر ہوگا اور بعد میں اس کا کیا نتیجہ سامنے آئے گا۔ عموماً آج کل حب جاہ اور اپنے تصوراتی وقار و اقتدار کے نشہ میں مشورہ کو اپنے مرتبہ کے خلاف سمجھتے ہیں جس کا نتیجہ بالکل واضح اور نمایاں ہوتا ہے ان کا انتظام اپنے علاوہ کی نگاہوں میں ناکامیاب ہوتا ہے۔ گو ان کو اس کا احساس نہیں ہوتا۔ جب خامیوں اور ناتجربہ کاریوں کا آوا پھوٹ جاتا ہے تو وہ انتظام سے سبکدوش ہو جاتے یا کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر یہ سنت کے مطابق مشورہ سے امور انجام دیتے تو ناکامیابی قدم نہ چومتی۔

## مشورہ برائے نام

آج کل مشورہ اولاً تو ہوتا نہیں، اگر ہوتا ہے تو صرف خانہ پری کرنے کے لئے، مشورہ سے پہلے ہی ایک متعین حکم ذہن میں رکھ لیا جاتا ہے، پس مجلس میں اس کی تصدیق مقصود ہوتی ہے۔ ماتحت حضرات لحاظاً اس کی تصویب کر دیتے ہیں۔ یا یہ کہ پہلے سے ہی احباب سے مل کر یہ طے کر لیا جاتا ہے کہ یہ پاس کرنا ہے اور اس کی تائید کرنی ہے۔

## مشورہ کس سے؟

جس کام کے متعلق مشورہ کرے اسے واقف اور اچھی صحیح جانکاری رکھنے والے سے مشورہ کرے۔ مثلاً معالجہ کا مشورہ کسی اچھے ڈاکٹر سے کرے۔ کسی باورچی یا گھاس کھودنے والے سے نہ کرے۔ مشورہ میں اس کا لحاظ رکھے کہ دیندار سے ہو تاکہ دنیا کی اچھائی کے ساتھ دین کا گھاٹا نہ کرادے۔ اس لئے حکم ہے کہ مشورہ سمجھدار دیندار سے کرے تاکہ دین کا نقصان نہ ہو۔

## مشورہ سے اچھائی کا رخ نکلتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کام کے کرنے میں کسی مسلمان سے مشورہ کیا۔ خدائے پاک اسے اچھے راستہ کی جانب رہنمائی فرمائیں گے۔

(مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۹۶)

مطلب یہ ہے کہ جو مشورہ سے اپنے اہم امور کو انجام دیتا ہے۔ خدائے پاک اس کے لئے خیر کا راستہ کھول دیتے ہیں اور اس میں وہ نقصان نہیں اٹھاتا۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب کوئی قوم مشورہ سے کام کرتی ہے تو ضرور ان کو صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کی جاتی ہے۔ (ادب مفرد صفحہ ۸۷)

## مشورہ والا گھاٹے میں نہیں رہتا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے استخارہ کیا وہ

گھاٹے میں نہ رہے گا۔ جس نے مشورہ کیا وہ نادم نہ ہوگا۔ جس نے (خرچ میں) میانہ روی اختیار کی وہ تنگ دست نہ ہوگا۔

چونکہ مشورہ سے خیر کا راستہ کھلتا ہے۔ اس لئے شرمندگی کا منہ نہیں دیکھے گا۔ اگر کسی وجہ سے خدانخواستہ گھاٹا بھی نظر آئے گا تو تسلی ہو جائے گی کہ میں نے مشورہ سے کام لیا ہے انشاء اللہ خدا کی مدد و نصرت ہوگی۔ خاص کر کے مدارس اور مساجد اور قومی ملی امور میں کام مشورہ سے کرنا، بہت ہی خیر کا باعث اور فتنہ و فساد کے دفع کا باعث ہوتا ہے۔ اسی لئے کامیاب مدارس میں شوریٰ کا نظام ہوتا ہے۔

## سمجھداروں سے مشورہ کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صائب الرائے اہل فہم سے مشورہ کرو، صحیح رہنمائی حاصل ہوگی۔ اور مشورہ کے خلاف مت کرو کہ ندامت ہو۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۴۱۰)

**فائدہ:** جو مشورہ میں پاس ہو جائے تو خدا پر بھروسہ کر کے وہی کرے۔ اس کے خلاف نہ کرے کہ ندامت اٹھانی پڑے اور خدا کی مدد و نصرت نہ ہو۔

## اہل مشورہ کون؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشورہ دیندار سمجھدار اور عبادت گزار سے کرو۔ اپنی رائے کو دخل نہ دو۔ (طبرانی، کنز صفحہ ۴۱۱)

**فائدہ:** مشورہ ہمیشہ دیندار سے کرے تاکہ دین کو سامنے رکھتے ہوئے اس کو مشورہ دے۔ مثلاً ناجائز سودی تجارت کا مشورہ کسی دنیادار سے کرے گا تو وہ اسے یقیناً اختیار کرنے کا مشورہ دے دیگا، بخلاف دیندار کے کہ وہ اسے ہرگز مشورہ نہ دے گا۔ اسی طرح لڑکیوں کی اسکولی تعلیم کا، ٹی وی کا مشورہ دنیادار دے گا مگر کوئی دیندار نہ دے گا۔ اس لئے مشورہ کسی نیک صالح سے کرے۔

## مشورہ سے بھلائی کی رہنمائی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی کسی کام کا ارادہ رکھتا ہو وہ اس میں کسی مسلمان سے مشورہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس میں اچھائی کی رہنمائی فرماتے ہیں۔

(طبرانی فی الاوسط، کنز صفحہ ۴۰۹)

## مشورہ خیر کا باعث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے حکام اچھے لوگ ہوں۔ تمہارے مالدار سخی ہوں۔ تمہارے کام آپس میں مشورہ سے طے پائیں۔ تو زمین کے اوپر کا حصہ نیچے سے

بہتر ہوگا۔ (ترمذی ۵۲ مختصرا)

**فَائِدَة:** اس سے معلوم ہوا کہ علاقے کے انتظامی امور مشورہ سے حل ہونا خیر وعافیت کا باعث ہے۔ اس کے بر خلاف منتظم اور حاکم کا خود اپنی مرضی سے کہ جو چاہے کرے شر اور فتنہ کا باعث ہے۔ ایسا زمانہ جو من مانی کا ہو، بلا مشورے کے حاکم اور منتظم ہو جو چاہے کرے یہ شر کا زمانہ ہے۔ چنانچہ آج ارباب انتظام میں ایسی ہی بات پائی جارہی ہے۔ مشورہ دیا تو اس وجہ سے کہ اپنی من مانی نہ ہو سکے گی یا اپنی کمزوری کی وجہ سے خوف ہے کہ اپنی رائے کو غالب نہ کرسکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ کام میں اچھے نتائج ظاہر نہیں ہوتے اور مستقبل میں کوئی روشن نتائج نہیں آتے۔

## کس سے مشورہ نہ کرے؟

حضرت طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ صلہ رحمی (صدقہ خیرات) میں بخیل سے، جہاد میں بزدل سے، شادی بیاہ میں جوان سے مشورہ نہ کرے۔ (مکارم خرائطی صفحہ ۶۰، کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۷۹۰)

**فَائِدَة:** چونکہ یہ خود خیر پر نہیں تو دوسرے کو کیا خیر کا مشورہ دیں گے۔

ع ہر کہ خود گم است کرا رہبری کند

شادی بیاہ کے سلسلہ میں معمر سے مشورے کرے کہ وہ تجربہ کے دور سے گزر چکا ہے۔ نئی عمر کے نوجوان امور نفسانی کی رعایت کرتے ہوئے مشورہ دیں گے جو وقتی اعتبار سے خوش نما نظر آئے گا مگر مآل کے اعتبار سے مہلک ہوگا۔ مثلاً وہ شادی میں حسن اور مال کو بنیاد بنائے گا۔ اخلاق سیرت اور معاشرہ کی صلاح گھریلو امور کی اچھائی کی رعایت نہ کرے گا۔

## غلط مشورہ دینے والا خائن

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس سے کوئی مسلمان مشورہ چاہے اور اس نے بغیر سمجھے بوجھے دے دیا تو اس نے خیانت کی۔ (ادب مفرد صفحہ ۸۷)

ایک روایت میں ہے کہ جس نے جان بوجھ کر خیر کے خلاف مشورہ دیا۔ اس نے خیانت کی۔ (کنز العمال)

## مشورہ دینے والا ذمہ دار ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس سے مشورہ لیا جائے وہ ذمہ دار ہوتا ہے۔ (ادب مفرد صفحہ ۸۶، ابن ماجہ صفحہ ۲۶۶، ابوداؤد صفحہ ۶۹۹)

**فَائِدَة:** بعض لوگ باوجودیکہ خیر اور نفع کا رخ جانتے ہیں پھر بھی دوسرا مشورہ دے کر نقصان میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ بہت غلط بات ہے ایسا آدمی خائن ہے۔ مثلاً کسی نے مشورہ لیا میں فلاں جگہ تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں یا

فلاں کے یہاں کام کرنا چاہتا ہوں اور وہ جانتا ہے کہ اچھا اور بہتر ہے۔ مگر اس کو اس جگہ یا اس آدمی سے حسن ظن یا اچھے تعلقات نہیں یا یہ کہ اس نے ایسا کیا تو ہم سے بڑھ جائے گا لہٰذا اس کے خلاف مشورہ دے دیا۔ مثلاً جس سے مشورہ کیا جائے اس کی ذمہ داری کا مطلب یہ ہے کہ خیر خواہی اور ہر پہلو کو دیکھ کر سوچ سمجھ کر مشورہ دے ایسا نہ ہو کہ عداوت مخالفت یا حسد کی وجہ سے نامناسب مشورہ دے کر اسے نقصان پہنچا دے۔ جیسا کہ بعض بے پرواہ لوگ ایسا کر کے پریشان کر دیتے ہیں۔ بعض بد خلق انسانیت سے دور خیر اور نفع کا مشورہ نہ دے کر پھنسانے میں کمال سمجھتے ہیں۔ اس کی ممانعت ہے یہ اسلام ہی نہیں مروت انسانی کے بھی خلاف ہے۔

## کم عمروں سے بھی مشورہ کرے

ابن شہاب زہری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کو کسی معاملہ میں ضرورت پڑتی تو جوانوں کو بلا کر مشورہ کرتے اور ان کی تیزی عقل سے فائدہ اٹھاتے۔ (کنز العمال صفحہ۷۸۹، جامع بیان العلم)

**فَائِدَہ:** معلوم نہیں کہ کون کس ذہن کا حامل ہے۔ اور کس پر معاملات کا نفع ونقصان واضح اور روشن ہے۔ اس لئے اپنے سے کم عمروں سے بھی مشورہ کرے۔ اس میں تواضع اور مسکنت بھی ہے۔ جوانوں کی عقل وذہانت سے خیر ونفع کا پہلو بھی واضح ہو جائے گا۔ ان کی اعانت بھی شامل رہے گی۔ ابن عبدالبر مالکی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ''جامع بیان العلم'' میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی مجلس میں جوان، عمر رسیدہ قرآء کا اجتماع رہتا تھا اور وہ ان حضرات سے بسا اوقات مشورہ فرماتے۔

## خیر و برکت کی وجہ سے مشورہ کا حکم

حضرت ضحاک رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو حکم دیا کہ مشورہ کیا کریں۔ چونکہ مشورہ میں خیر اور برکت ہے۔ (سبل الہدیٰ جلد۹ صفحہ۳۹۸)

**فَائِدَہ:** جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو مشورہ کا حکم دیا گیا تو امت کو بدرجۂ اولیٰ مشورہ کا حکم ہوگا اور اس کی تاکید ہوگی۔ آج کل مشورہ سے کام نہیں ہوا کرتا جس کی وجہ سے نتیجہ خیر کے بجائے شر کا، برکت کے بجائے زحمت کا ہوتا ہے۔ جب دل میں کسی بات کو ناحق اور انصاف و مساوات کے خلاف جاری کرنے کا عزم ہوتا ہے۔ جسے دوسرے الفاظ میں کہئے جب دل میں چور ہوتا ہے تو مشورہ نہیں کیا جاتا۔ چونکہ اس کی بنیاد نفس پرستی پر ہوتی ہے اس لئے انجام بہتر نہیں ہوتا۔ صحیح طور اور سنت کے مطابق مشورہ کرنے میں یہ خرابی نہ ہوگی اور مستقبل میں خیر کا پہلو ظاہر ہوگا جس سے دین اور دنیا دونوں کی بھلائی پر رہے گا۔

# عدل وانصاف

## عدل کے متعلق فرمان الٰہی

﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ﴾

ترجمہ: ”اللہ پاک تمہیں عدل وانصاف کا حکم دیتا ہے۔“

قرآن پاک کی متعدد آیتوں میں عدل وانصاف کا حکم ہے۔ اس آیت میں جن اچھی باتوں کا حکم دیا ہے ان میں سب سے پہلے عدل وانصاف کا حکم دیا ہے۔ عدل قانون کا اقتضاء ہے اور احسان اور درگزر کرنا اخلاق کا مطالبہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نظم عالم کو قائم رکھنے کے لئے سب سے پہلے عدل کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد احسان کی تاکید کی ہے۔ عام معاملات میں عدل وانصاف کی سب سے زیادہ ضرورت روزانہ کی خرید وفروخت اور ایک دوسرے سے لین دین میں پڑتی ہے۔ اس کی ضرورت جہاں انفرادی معاملہ میں پڑتی ہے اس سے کہیں زائد جہاں انتظامی معاملہ ہو، جس کی ماتحتی میں لوگ کام کرتے ہوں، ضرورت پڑتی ہے۔

عدل وانصاف حکومت وسلطنت خواہ وہ کسی درجہ کی ہو (جیسے نظامت صدارت اہتمام) کامیابی کا ستون اور بنیاد ہے۔

ترقی اور فلاح کی روح عدل وانصاف ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کمزوروں اور اجانب، قریب بعید کے درمیان میں فرق ہو جائے۔ کسی کا اختلاف اور اس کی مخالفت عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھڑا دے کہ یہ بڑا نازک ہے۔ اسی لئے قرآن نے تاکید سے بیان کیا ہے ”وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ الایۃ“

## منصف اور عادل خدا کے قریب ہوں گے

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ پاک کے قریب وہ ہوگا جو منصف اور عادل حاکم ہوگا۔ اور سب سے سخت ترین عذاب اور غضب خداوندی کے اعتبار سے وہ ہوگا جو لوگوں کے حقوق کو ضائع کرتا ہوگا۔ (مشکوۃ صفحہ ۳۲۲)

## خدا کے سایہ میں کون سبقت کرنے والا؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جانتے ہو قیامت کے دن خدائے

پاک کے سایہ میں کون سبقت کرنے والا ہوگا؟

آپ نے فرمایا وہ ہیں جن کو حق بات کہی جائے تو قبول کرلیں، ان سے سوال کیا جائے تو خرچ کریں، اور لوگوں کے لئے ایسا ہی فیصلہ کریں جیسا اپنے حق میں کریں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۲)

## انصاف برتنے والوں کا مقام

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو لوگ اپنے معاملہ میں انصاف کرنے والے ہوں گے۔ وہ قیامت کے دن رحمٰن کے قریب دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے۔

(مختصراً مسلم جلد۲ صفحہ ۱۲۱، مشکوٰۃ صفحہ ۳۱)

فَائِدَہ: چونکہ انصاف کرنا ایک بہت مشکل امر ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس بات میں حق وانصاف کا دامن نہیں چھوڑتے، کہ آخرت میں ایسے بلند و بالا درجہ کے حامل ہوں گے۔

## ہر ایک سے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے۔ ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہوگا (اپنے ماتحتوں پر انصاف کیا کہ نہیں)۔ پس وہ حاکم جو لوگوں پر مامور ہے ان سے ان کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ آدمی اپنے اہل وعیال کا نگہبان ہے ان کے اہل وعیال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت (گھر کی) مالکہ ہے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔ غلام مولی کے مال کا ذمہ دار ہے اس سے اس کے مال کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ خبردار سن لو کہ تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے۔ اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (بخاری، مسلم صفحہ ۷۷۹، مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۱)

## منصف حاکم مستجاب الدعوات

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ روزہ دار کی تاوقتیکہ افطار نہ کرے، منصف حاکم کی، اور مظلوم کی۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۱۶۶)

## انصاف کے ایک ساعت کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! انصاف کی ایک ساعت ستر سال کی عبادت سے افضل ہے۔ (ترغیب صفحہ ۱۶۷)

## انصاف اور ذمہ داری نہ ادا کرنے کی سزا

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو دس آدمی پر بھی ذمہ دار ہو۔ اس کو قیامت کے دن ہاتھ باندھ لایا جائے گا۔ اس کا انصاف ہی اس کا ہاتھ کھولے گا۔ (مسند احمد، ترغیب صفحہ ۱۷۴)

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت میں ہے کہ جو تین آدمی پر بھی منتظم ذمہ دار ہو۔ اس کا دایاں ہاتھ بندھا ہوا ہوگا۔ اس کا انصاف ہی اسے چھڑائے گا۔ یا اس کا ظلم اسے اور کس دے گا۔ (ابن حبان، ترغیب صفحہ ۱۷۴)

فَائِدَہ: بڑے خوف اور ڈر کی بات ہے۔ جو شخص کسی معاملہ میں ذمہ دار ہو کر ذمہ داری ادا نہ کرے گا تو قیامت میں اس وقت تک چھٹکارا نہ پائے گا جب تک کہ وہ حقوق میں منصف ثابت نہ ہو جائے۔

## حق نہ ادا کرنے والا خوشبو بھی نہ پائے گا

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہماری امت میں سے جس کو کوئی بھی ذمہ داری دی گئی ہو اور اس نے اس کی اس طرح حفاظت نہیں کی جس طرح اپنے معاملہ کی۔ تو وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔ (ترغیب صفحہ ۱۷۵)

فَائِدَہ: یعنی جس کو کسی طرح کی بھی ذمہ داری اور ماتحتوں کا انتظام یا کوئی قومی کام سپرد ہوا اور اس نے کماحقہ، اس کو نہیں نبھایا۔ تغافل برتا۔ اپنے نفع کے پھیر میں رہا خواہ دوسرے کا نقصان ہو ایسا آدمی اس وعید کا حامل ہوگا۔

## جو اپنے ماتحتوں کی خیر خواہی نہ کرے

حضرت معقل بن یسار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو مسلمانوں کے امور کا ذمہ دار ہو۔ پھر ان کے لئے کوشش نہ کرے اور ان کی خیر خواہی نہ کرے تو ان کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(مسلم، ترغیب صفحہ ۱۷۶)

فَائِدَہ: یعنی ذمہ داری کے ادا کرنے میں سستی یا غفلت نہ برتے۔ اپنے ماتحتوں کو شر میں ڈال کر اپنا فائدہ نہ چاہے۔ ہمیشہ اس کے نفع کے لئے کوشش کرتا رہے۔

## ہر ذمہ دار سے ماتحتوں کا سوال

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو بھی ذمہ دار ہوگا اس سے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ ان کے حق کو ادا کیا یا ضائع کیا۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۱۰)

فَائِدَہ: خواہ ذمہ داری بڑی ہو یا چھوٹی۔ قوم کی ہو یا اہل کی۔ ہر ذمہ داری کے بارے میں مؤاخذہ ہوگا۔ اہل انتظام خواہ مدارس و مکاتب کے ہوں یا سیاسی و قومی ملی تنظیموں کے ہر ایک سے سوال ہوگا۔ کہ صرف نام اور

حکومت چلانے کے لئے تھے یا خدمت اور نفع پہنچانے کے لئے تھے۔

## امت کب تک بھلائی پر رہے گی؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی کہ جب بولے تو سچ بولے۔ فیصلہ کرے تو انصاف کے ساتھ۔ کوئی رحم طلب کرے تو رحم کرے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۱۹۹)

**فائدہ:** یعنی فیصلہ میں قرابت رشتہ داری یا اپنے نفع اور تعلق کا لحاظ نہ کرے۔ حق فیصلہ کرے۔ خواہ اس سے اپنا تعلق دنیاوی خراب ہوتا ہو۔ حق امور کے نافذ کرنے میں خدا کا حکم، اور یہ کہ حق والے کو حق مل جائے ملحوظ رکھے۔

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصاف ورعایت کا ایک واقعہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر میں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے۔ اور فرمایا میرے قریب آؤ میں گیا۔ میرا ہاتھ پکڑا اور ام سلمہ اور زینب کے گھر لائے۔ اندر گئے اور میری اجازت لائے میں داخل ہوا۔ اور پردہ تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا تمہارے پاس کھانا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پس تین روٹیاں لائی گئیں۔ اور صاف دسترخوان پر رکھ دی گئیں۔ پھر آپ نے پوچھا سالن نہیں ہے؟ انہوں نے کہا تھوڑا سرکہ ہے۔ آپ نے فرمایا لاؤ۔ چنانچہ لایا گیا۔ پھر آپ نے ایک روٹی اپنے سامنے رکھ لی اور ایک روٹی میرے سامنے اور ایک روٹی کو توڑ کر آدھی اپنے سامنے رکھی اور آدھی میرے سامنے رکھی۔

(مکارم الخرائطی صفحہ ۳۷)

**فائدہ:** آپ نے رعایت اور انصاف سے کام لیا۔

# اجتماعیت اور اتحاد

## اجتماعیت رحمت ہے

حضرت نعمان بن بشیر رَضِیَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اجتماع اور اتحاد رحمت ہے۔ اور افتراق اور اختلاف عذاب ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۲۰)

**فائدہ:** خیال رہے کہ یہاں جس اختلاف کی مذمت کی گئی ہے اس سے مراد علمی اختلاف نہیں ہے، کہ وہ تو رحمت ہے۔ مراد اس سے وہ اختلاف ہے، جو دین و خدا اور سنت سے ہٹ کر ہو۔

## جماعت سے علیحدگی خطرہ کا باعث

حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان انسان کا بھیڑیا ہے۔ جس طرح بھیڑیا علیحدہ بکری کو پکڑ لیتا ہے۔ خبردار تم تفرق اور اختلاف سے بچو۔ تمہارے اوپر اجتماعیت لازم ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۲۲)

## جماعت اور اجتماعیت خدا کی رسی ہے

حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر اتباع اور اجتماعیت جماعت لازم ہے۔ یہ خدا کی رسی ہے جسے خدا نے پکڑنے کا حکم دیا ہے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۲۲۵)

## جماعت سے علیحدگی جہنم کا سبب ہے

حضرت سعید بن جنادہ رَضِیَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے جماعت سے علیحدگی اختیار کی وہ منہ کے بل جہنم میں گرا۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۲۲۴)

**فائدہ:** اجتماعیت اور جماعت سے اسلام اور عقائد اسلام کی اجتماعیت مراد ہے۔ ماحول میں دین زہد تقویٰ پر عمل نہیں۔ اگر اپنے زہد تقویٰ اور دین بچانے کے لئے الگ ہو کر یکسوئی کے ساتھ عبادت میں منہمک ہے تو مذموم نہیں بلکہ محمود ہے۔

## جماعت پر خدا کی مدد ہے

حضرت عرفجہ رَضِیَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جماعت کے ساتھ خدا کی مدد ہے۔ اور اس کا مخالف شیطان کے ساتھ ہے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۰۱)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ جو کام جماعتی پیمانہ پر ہو۔ ملت اور مسلمانوں کی جماعت کا اس میں فائدہ ہو۔ کسی فرد یا کسی خاندان یا قبیلہ کے لئے خاص نہ ہو تو اس کام پر خدا کی مدد و نصرت ہوتی ہے۔ اور ایسے کام کا مخالف جس کا فائدہ ملت مسلمہ عام مسلمانوں کو ہو رہا ہو، شیطان ہے۔

## جماعت سے علیحدگی اسلام سے علیحدگی

حضرت ابوذر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو جماعت سے ایک بالشت بھی الگ ہوا۔ اس نے اسلام کی رسی کو اپنی گردن سے اتار پھینکا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۱)

جماعت کا مفہوم اوپر گزر چکا ہے کہ خدا تعالیٰ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے عقائد اور اسوۂ صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ و تابعین رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی کے وہ طریقے ہیں جسے جمہور امت نے قبول کیا ہے۔

## سواد اعظم کے پکڑنے کا حکم

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: سواد اعظم کی اتباع کرو۔ جو اس سے جدا ہوا جہنم میں گرا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰، ابن ماجہ)

سواد اعظم سے صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ تابعین رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی اور ان کے طریق پر چلنے والے مراد ہیں۔ اس سے مراد وہ اہل بدعت نہیں جنہوں نے دین میں بدعات کو داخل کر دیا، سنت میں تغافل برتا۔ صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ و تابعین رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی کے طریقے کو چھوڑ کر جس میں نفس اور دنیا کو فائدہ ہوا سے اختیار کیا۔ **"اللھم احفظنا"**

## جماعت میں برکت ہے

حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تین چیزوں میں برکت ہے۔

1. جماعت میں (یعنی اجتماعیت اور اتحاد کے ساتھ رہنے میں)
2. ثرید میں۔
3. سحری میں۔ (بیہقی فی الشعب صفحہ ۶۸)

**فَائِدَہ:** مراد اس سے امت مسلمہ سے جڑ کر رہنا ہے۔ ملی اور قومی دینی اجتماعی کام باہم مل کر رہنے کے بغیر نہیں انجام پا سکتے۔ مسلمانوں کی اجتماع میں جو قوت ہے انفرادیت میں نہیں۔ خیال رہے کہ اس سے مراد اہل ایمان کی جماعت ہے فساق و فجار آزاد لوگوں کی جماعت نہیں ہے کہ ان کی موافقت سے دین اور دیانت کا ہی خاتمہ ہو جائے گا۔

# لوگوں کے درمیان اصلاح اور اچھے تعلقات پیدا کرنا

## لوگوں کے درمیان اصلاح کا حکم قرآن

سورہ حجرات میں حکم خداوندی ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾

ترجمہ: ''مومن آپس میں بھائی ہیں لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان اصلاح کرادیا کرو اور خدا سے ڈرو''۔ یعنی اگر دو شخصوں یا دو جماعت کے درمیان تنازع اور اختلاف ہو جائے تو آپس میں صلح کرا دیا کرو۔ (القرطبی جلد ۱۶ صفحہ ۳۰۸)

باہم تنازع اور اختلاف کی صورت میں مصالحت اور آپس میں میل محبت کو قائم کرادینا دین و دنیا کے عظیم فائدوں کا باعث ہے۔ کہ اختلاف اور تنازع کا باقی رہنا عناد، کینہ، تحاسد اور بے شمار اخلاقی بگاڑ اور خرابیوں کا باعث ہوتا ہے۔ اور جس قدر طول کھینچتا ہے اسی قدر اپنی جڑیں مضبوط کرتا جاتا ہے اور تباہیوں کے دہانے پر لا کھڑا کرتا ہے۔ پھر صرف وہی شخص اس سے متاثر نہیں ہوتا بلکہ اس کے اہل تعلق اور اقرباء واحباب اور اہل محبت کو بھی اپنے لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ پھر اصلاح اور مصالحت و باہم مودت کے امکانات کم سے کم ہوتے جاتے ہیں۔ اسی لئے ابتداء ہی میں مصالحت اور مودت کی صورت اختیار کرائی جائے تاکہ ''یہ مونڈ دینے والی شئے'' باقی رہ کر برے پھل اور نتائج پیدا نہ کرے۔ پھر یہ شخصی اور انفرادی تنازع خاندان اور علاقائی تنازع کی شکل نہ اختیار کرے۔

## دو شخصوں کے درمیان اصلاح تمام نوافل سے افضل

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو روزہ، نماز صدقہ سے افضل ترین عمل نہ بتادوں؟ کہا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو شخصوں کے درمیان حسن تعلقات پیدا کرنا، کہ وہ دو شخصوں کے درمیان اختلاف اور فساد مونڈ دینے والا ہے۔

(مکارم طبرانی صفحہ ۳۲۸، ابوداؤد صفحہ ۶۷۳، ترمذی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۸۸)

ایک روایت میں ہے کہ وہ (اختلاف) مونڈ دینے والا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بال کو مونڈ دیتا ہے بلکہ میں کہتا ہوں وہ دین کو مونڈ دینے والا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز اور دو شخصوں کے درمیان اصلاح سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں۔ (مختصراً، الترغیب صفحہ ۴۸۹)

**فائدہ:** یعنی نوافل و مستحبات سے بڑھ کر یہ ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان اختلاف دور کر کے حسن تعلقات پیدا کر دے۔ کیونکہ اس سے بہت سے مفاد کا حصول اور برائیوں کا ازالہ ہوتا ہے۔

## خدا اور رسول کے لئے خوشنودی والے اعمال

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کو خدا اور رسول کے نزدیک خوشنودی والا عمل نہ بتا دوں؟ کہا ہاں آپ نے فرمایا لوگوں کے درمیان جب لڑائی اور فساد ہو جائے تو تم جوڑ پیدا کرو اور جو تم سے دور ہو تو تم اس کے قریب ہو جاؤ۔ یعنی تم بھی دوری اختیار نہ کرو کہ اس سے حقوق ضائع ہوں گے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۸۹)

## محبوب ترین صدقہ کیا ہے؟

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوایوب! میں تم کو ایسا صدقہ نہ بتا دوں جو خدا اور رسول کو محبوب ہے۔ لوگوں کے درمیان حسن تعلقات پیدا کرو جب ان میں بغض اور لڑائی ہو رہی ہو۔ (طبرانی، ترغیب صفحہ ۴۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ دو کے درمیان صلح کرا دینا افضل ترین صدقہ ہے۔
(بیہقی فی الشعب جلد ۷ صفحہ ۴۸۹، کنز العمال صفحہ ۵۸)

## اصلاحی کوشش میں ہر کلمہ پر غلام کی آزادی کا ثواب

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو دو آدمیوں کے درمیان صلح اور حسن تعلقات کے لئے سعی کرے گا اللہ پاک اس کے معاملہ کو درست فرمائے گا اور ہر کلمہ کے بدلے ایک غلام کی آزادی کا ثواب بخشے گا اور وہ شخص اپنے ماضی کے گناہ سے مغفور لوٹے گا۔ (الترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۸۹)

## نماز اور خیرات سے زیادہ ثواب

یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں نے سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں تم کو نماز روزے سے زیادہ ثواب کی چیز نہ بتا دوں؟ کہا ہاں۔ کہا دو شخصوں کے درمیان صلح کرا دینا اور دیکھو بغض عداوت سے بچو۔ یہ مونڈ دینے والا ہے۔ (موطا امام مالک)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ تمام روزے اور نماز سے عظیم ترین شئے دو آدمیوں کے درمیان اصلاح ہے۔ (کنز العمال جلد۳ صفحہ ۵۸)

**فَائِدَۃ:** ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ اگر دو شخصوں یا دو جماعتوں کے درمیان باہم کوئی تنازع اختلاف بغض عداوت ہو تو کے درمیان ربط جوڑ اور حسن تعلقات پیدا کر دینے کا بڑا ثواب ہے۔ نماز روزے سے بھی اہم ہے۔ اس وجہ سے کہ یہ اختلاف دین دنیا کے بہت بڑے بڑے نقصانات کا باعث ہوتا ہے قتل تک کی نوبت آ جاتی ہے۔ اس لئے شریعت نے اس کی بڑی تاکید کی ہے۔ اور اس کی جانب ترغیب دی ہے۔ لوگ آج کل عام طور پر اس قسم کے معاملہ میں نہیں پڑتے کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں کیا مطلب۔ وہ جانے ان کا کام جانے۔ بعض تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ اچھا ہے ان کی لڑائی میں ہمارا فائدہ ہے۔ وہ دراصل ان مکارم اخلاق کی ترویج اور اس کے عظیم ثواب اور ماحول کی پاکیزگی اور ان کے فوائد سے غافل ہیں۔ وہ صرف اپنے ذاتی فائدے کے حامل اور قائل ہیں۔ شریعت اسلامیہ کو ایسا مزاج پسند نہیں۔

اس وجہ سے کہ یہ بہت اہم اور ماحول کی اصلاح کے لئے ضروری ہے جھوٹ تک کی اجازت دی ہے۔

## اصلاح میں جھوٹ جھوٹ نہیں

حضرت ام کلثوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو دو شخصوں کے درمیان صلح کے لئے (جھوٹ) بولے وہ جھوٹا نہیں، یا تو خیر بولے گا یا خیر پہنچائے گا۔ (مسلم صفحہ ۳۲۵، ادب مفرد صفحہ ۳۸۵، مکارم الخرائطی)

ابن شہاب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ جھوٹ کی اجازت تین چیزوں میں ہے۔

1. دو شخصوں کی اصلاح کے بارے میں۔
2. شوہر کے لئے۔
3. بیوی کا شوہر سے موانست اور خوشگواری کے تعلقات کے سلسلے میں۔

**فَائِدَۃ:** مقصد یہ ہے کہ اصلاح چونکہ بہت اہم امور میں سے ہے۔ اس کے فوائد و نتائج بڑی اہمیتوں کے حامل ہیں اس لئے اگر اصلاح کے سلسلے میں کوئی بات خلاف واقعہ کی نوبت آ جائے تو گنہ گار نہ ہوگا۔ مثلاً ایک نے دوسرے کے بارے میں بے جا نامناسب کلمات کہے جس سے مزید لڑائی کا شعلہ بھڑک سکتا تھا۔ اس نے کہا نہیں ایسی بات تو نہیں بلکہ وہ تو یہ کہہ رہا تھا۔ وہ لوگ اچھے ہیں کسی نے تمہیں غلط خبر دے دی ہے وغیرہ وغیرہ۔

خیال رہے کہ آج کل کے دور میں یہ نادر ہے کہ کوئی اصلاح کی کوشش کرے بلکہ اختلاف اور تنازع کی صورت اور اس کے اسباب اختیار کرتے ہیں اور لڑائی کے برے نتائج سے خوش ہوتے ہیں اور اسے اپنا کمال تصور کرتے ہیں۔ خدا کی پناہ۔

# اہل تقویٰ اور نیکوں کی صحبت وہم نشینی

## حکم خداوندی

﴿یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والوتقویٰ اختیار کرو۔ اور صادقین (صالحین) کے ساتھ رہو۔''

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾

ترجمہ: ''آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھئے جو صبح وشام (ہمیشہ) اپنے رب کی عبادت اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں۔''

فائدہ: اللہ پاک نے اولاً تقویٰ اور پرہیزگاری کا حکم دیا۔ اور یہ تاکید کی کہ صالحین کی صحبت اختیار کرو۔ اور تقویٰ زہد آخرت کی رغبت ومعرفت محض علم سے نہیں حاصل ہوتیں بلکہ اہل تقویٰ اور نیکوں کی صحبت سے حاصل ہوتی ہیں۔ چونکہ یہ امور احوال ہیں اور احوال صاحب حال یعنی جو اس دولت کے حامل ہوں گے ان سے حاصل ہوں گے۔

﴿لَا دِیْنَ اِلَّا بِالصُّحْبَةِ﴾

ترجمہ: ''حقیقی دین کسی اہل دین کی صحبت ہی سے حاصل ہوسکتا ہے۔''

آج کل اہل تقویٰ واہل زہد کی صحبت سے بے رغبتی ہے اسی وجہ سے کامل اور حقیقی دین جو قلب وجگر میں پیوست ہو۔ بہت کم لوگوں کو نصیب ہے۔

اہل خیر کی صحبت کی اہمیت اور وقعت کی وجہ سے آپ ﷺ کو امت کی تعلیم کے لئے یہ حکم ہوتا ہے کہ مخلص بندوں کے پاس اور ان کی صحبت میں وقت گزارا کریں۔

جب رسول پاک ﷺ کو اس کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اہل ذکر صلاح تقویٰ کی صحبت اور ان کے ساتھ وقت گزارنے کا اہتمام کریں تو امت کو تو بدرجہ اولیٰ اس کی تاکید ہوگی۔

دین تقویٰ معرفت محبت کے حصول کا ذریعہ، محبت اور ربط وتعلق ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے رتبے بلند اسی صحبت کی وجہ سے تھے اور جو شریعت ومعرفت کمال صحبت نبی سے حاصل ہوئی دیگر حضرات اس کو عظیم ترین مجاہدہ اور ریاضت سے بھی حاصل نہیں کر سکتے۔

## کس کی ہم نشینی اختیار کرے؟

سفیان بن عیینہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا ارشاد ہے ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرو جن کی صورت دیکھ کر تمہیں خدا یاد آ جائے۔ جن کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کرے۔ جن کا عمل تمہیں آخرت کا شوق دلائے۔ (العلم والعلماء صفحہ ۱۹۴، ابن عبدالبر)

شعبی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کا قول ہے اہل علم کی ہم نشینی اختیار کرو۔ دیکھیں گے تو تعریف کریں گے۔ برائیاں ہوں گی تو درگزر سے کام لیں گے۔ غلطی کرو گے تو جھڑکی نہ دیں گے۔ بے عقلی کا کام کرو گے تو علم سکھائیں گے۔

(العلم والعلماء ۹۵)

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت ابورزین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے فرمایا میں تجھے ایسی چیز بتاؤں جس پر قدرت دارین کی خیر کا باعث ہو۔ اللہ کا ذکر کرنے والے کی مجلس اختیار کرو۔ اور جب تم تنہا ہوا کرو تو جس قدر بھی تم سے ہو سکے اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو حرکت دیتے رہو اور اللہ کے لئے دوستی کرو اور اسی کے لئے دشمنی کرو۔

(فضائل صدقات صفحہ ۱۱۴)

**فَائِدَہ:** احادیث میں اس کی تاکید ہے کہ نیک و صالح متقی پرہیزگار کی صحبت اور ہم نشینی اختیار کرے کہ جو آخرت کا ذکر کرنے والے اللہ کو یاد کرنے والے ہوں کہ ان کی صحبت سے دین کا مزاج ہو۔ اسی وجہ سے ارباب حدیث نے مجالس صلحاء پر استحباب کا باب قائم کیا ہے، چنانچہ مسلم میں ہے "استحباب مجالسة الصالحين"

(جلد صفحہ ۳۳۰)

جس سے مقصد یہ ہے کہ اہل صلاح وتقویٰ سے خصوصی ربط و تعلق رکھے اور ان کی مجلس میں اہتمام سے جایا کرے۔

## اہل ایمان کی صحبت اختیار کرے

حضرت ابوسعید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: مؤمن کے علاوہ کسی کی ہم نشینی اختیار مت کرو۔ اور پرہیزگار کے علاوہ کسی کو کھانا مت کھلاؤ۔

(ابوداؤد صفحہ ۶۶۴، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۶۵، داری، حاکم جلد ۴ صفحہ ۱۲۸)

## نیک ہم نشین کی مثال

حضرت ابوموسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا صالح ہم نشین کی مثال عطر فروش کی طرح ہے اگر وہ تم کو نہ بھی دے گا تب بھی اس کی خوشبو تم کو پہنچ کر رہے گی۔ اور برے ہم نشین کی مثال لوہار کی

بھٹی کی طرح ہے اگر اس کی چنگاری نہ بھی تم کو جلائے گی تب بھی اس کا دھواں تم کو ضرور لگے گا۔

(ابوداؤد صفحہ ۶۶۴، احسان صفحہ ۳۴۱، بخاری)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ اہل خیر اور نیک حضرات کے پاس بیٹھنے سے نیکی حاصل نہ کرے گا تب بھی نیکی کی خوشی اور اس کا اثر تو پا ہی لے گا۔

اسی وجہ سے تو آپ ان لوگوں کے درمیان جو اچھے لوگوں کے پاس اٹھتے بیٹھتے ہوں اور جو نیک لوگوں سے کوئی ربط و تعلق نہیں رکھتے دونوں کے دین میں اور دینی مزاج میں بہت فرق پائیں گے۔ خصوصاً اس دور میں جلیس صالح کی بڑی ضرورت ہے۔ بددینی کے فتنوں سے بچنے بچانے میں یہ حضرات دینی قلعہ ہیں۔

ہر زمانہ اور ہر عمر کا جلیس صالح وہ ہے جو حرام و ناجائز امور سے بچتا ہو۔ ماحول میں عام لوگوں کے اعتبار سے دیانت داری، تقویٰ، زہد، رغبت اور فکر آخرت میں زائد ہو۔ بس ایسوں کی صحبت لازم پکڑ لے۔ اس زمانہ میں جنید رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ شبلی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کو تلاش کرنا حماقت اور محرومی کا باعث ہے۔ ہمارے عہد حاضر کے یہی جنید رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ و شبلی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ ہیں۔

# اہل فسق و بدعت سے احتیاط کرنا

## حکم خداوندی

﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ﴾

تَرجَمَہ: ''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست مت بناؤ۔''

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ﴾

تَرجَمَہ: ''آپ ان لوگوں کی بات مت مانئے جن کے دل ہماری یاد سے غافل ہیں اور جو اپنی خواہش نفسانی کی اتباع کرتے ہیں۔''

فَائِدَہ: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ دشمنان اسلام و خدا اور جو فاسقین و فاجرین ہیں جن کے قلوب یاد خدا سے غافل اور بے پرواہ ہیں جن کی زندگی کا مطمح و مقصد محض ہوس رانی اور خواہشات نفسانی کی تکمیل اور دنیا کی ہوس ولذت ہے ہرگز ان سے تعلق و ربط نہ رکھیں۔ کہ صحبت کا اثر موثر ہوتا ہے اور تجربہ ہے نیکیوں کے مقابلہ میں برائیوں کا اثر جلدی سرایت کرتا ہے۔ اسی وجہ سے کافر مشرک فاسق و گناہ میں مبتلا شخص کی مصاحبت وہم نشینی سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے۔

آج بیشتر بداخلاقی اور گناہ جو ماحول میں رائج ہے اس میں مصاحبت کو بہت دخل ہے۔ دوسروں کے تلوث گناہ کو دیکھ کر خود بھی ملوث ہو جاتا ہے۔ چونکہ عموماً نفسانی گناہ میں حظ ہوتا ہے اس حظ سے وہ لذت اور چاشنی محسوس کرتا ہے اور اس کے انجام بد کی پرواہ نہیں کرتا۔ اسی وجہ سے شریعت نے گناہ ہی سے نہیں اسباب گناہ سے بھی روکا ہے اور یہ صحبت گناہ کا نہایت ہی قوی سبب ہے۔

## مشرکین کے ساتھ مل جل کر رہنا برا ہے

حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو مشرکین صنم پرستوں کے ساتھ بود و باش اختیار کرے اس کا ذمہ خدا سے بری ہے۔ (جامع صغیر صفحہ ۵۱، بیہقی فی الشعب جلد ۷ صفحہ ۴۳)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ کافر و فاسق سے ربط و محبت نہ رکھے۔ اس سے اس کے برے اوصاف اس میں بھی آنے لگیں گے۔ کہ صحبت و مودت کا بہت برا اثر ہوتا ہے۔ البتہ دنیاوی ضرورتوں میں بقدر ضرورت ملنے جلنے میں کوئی حرج نہیں۔

## آدمی اپنے ساتھی کے مسلک پر ہوتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. آدمی اپنے ساتھی کے دین پر ہوتا ہے۔ پس وہ دیکھ لے کہ کس کے ساتھ اس کا خلط ملط ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۷)

**فائدہ**: مطلب یہ ہے کہ جس کے ساتھ محبت اور تعلق ہوتا ہے اسی کی راہ اختیار کرتا ہے اس لئے آدمی کو چاہئے کہ جس کے ساتھ بود و باش کرتا ہے۔ اس کا طور طریق مزاج و مسلک دیکھ لے ایسا نہ ہو کہ اس کی بددینی سے یہ بددین ہو جائے۔

## غیروں کے اجتماع اور میلوں میں شریک نہ ہو

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کے دشمن یہود، نصاریٰ (وکفار) کے مذہبی اجتماع اور میلوں میں ہرگز شریک نہ ہو۔ ان سے بچو۔ کہ ان پر غضب خداوندی کا نزول ہوتا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم کو بھی نہ پہنچ جائے۔ اور ان میں خلط ملط ہرگز نہ کرو ورنہ ان کے عادات واطوار آجائیں گے۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۷ صفحہ ۴۳)

**فائدہ**: اس سے معلوم ہوا کہ خلاف شرع میلوں میں اور غیر مسلم کے مذہبی اجتماعات اور مجلسوں میں شریک ہونا درست نہیں۔ اسی طرح مذہبی تہواروں میں شریک ہونا، موافقت کرنا بھی درست نہیں، آج ہمارا معاشرہ خصوصاً شہری باشندے خدا اور رسول کو ناراض کر کے ان کو خوش کرنے کے لئے ان کے تہواروں میں شریک ہوتے ہیں تاکہ ان کے اور ہمارے درمیان محبتانہ رشتہ قائم اور باقی رہے۔ یہ ناجائز اور غضب الٰہی کا باعث ہے۔ ہاں ان سے معاشرہ اور تجارت وغیرہ کا ضروری ربط درست ہے۔

## اہل معصیت کی ہم نشینی نہ کرے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل قدر (تقدیر کا انکار کرنے والے جو مبتدع ہیں) ان کی ہم نشینی مت اختیار کرو اور ان کو نہ اپنے گھروں میں آنے دو۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ ۲۲)

**فائدہ**: خیال رہے کہ اہل فسق اور معصیت سے اجتناب اور ان کی صحبت سے بچنا اور ان سے عدم ربط و تعلق مشروع اور مطلوب ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ اہل معصیت اس سے متاثر ہو کر برائی چھوڑ دیں۔ دوم اس وجہ سے کہ ان کے برے اثرات ان میں نہ سرایت کریں۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری میں باب قائم کیا ہے "باب مایجوز من الھجر ان لمن عصی" اس سے مقصد یہ ہے کہ اہل معصیت سے ترک تعلق مشروع ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۹۷)

## مصاحب کا اثر آتا ہے

حضرت ابوموسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے نقل فرماتے ہیں کہ نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال مشک رکھنے والے اور بھٹی جلانے والے کی سی ہے اگر مشک خریدتا ہو (تو فبہا) ورنہ اس کی خوشبو سے ضرور معطر ہوگا۔ اور بھٹی جلانے والے یا تو (اس کی چنگاری سے) کپڑا جل جائے گا یا کم از کم اس کے دھوئیں سے ضرور دو چار ہوگا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۶، بخاری، صفحہ ۳۳۰، بیہقی جلد ۷ صفحہ ۴۲)

**فَائِدَۃ**: اس حدیث میں صالحین کی صحبت کا اثر خیر اور بروں کی صحبت کا اثر بد سمجھایا گیا ہے۔ اس کی شرح میں علامہ نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں کہ برے لوگ، اہل بدعت اور جو غیبت کرتے ہوں یا جن کا فسق و فجور عام ہو ان کی صحبت سے بچنے کا حکم ہے۔ اسی وجہ سے محدثین نے بروں کی صحبت اختیار نہ کرنے کے استحباب پر باب قائم کیا ہے۔ چنانچہ مسلم میں ہے "باب مجانبة قرناء السوء" (شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۳۰)

## اہل بدعت سے محبت و تعلق نہ رکھے

حضرت ابراہیم بن میسرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس نے کسی اہل بدعت کی تعظیم کی اس نے اسلام کو منہدم کرنے کی کوشش اور اعانت کی۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۱)

**فَائِدَۃ**: بدعتی کی تعظیم و توقیر گویا سنت کی توہین و تذلیل ہے۔ گو درست نہیں۔ نیز تعظیم محبت اور عقیدت کی علامت ہے حالانکہ اس سے اجتناب اور گریز کا حکم دیا گیا ہے تاکہ محبت اور خلط سے یہ برائیاں منتقل نہ ہو جائیں۔

**فَائِدَۃ**: خیال رہے کہ قرآن و حدیث میں اچھی صحبت اختیار کرنے کا حکم ہے جیسا کہ "كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ" اور "وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ" جیسی آیتوں سے معلوم ہو رہا ہے۔ اور بروں مثلاً فاسقین، مبتدعین، کافرین، مذہب سے آزاد لوگوں کی صحبت و ہم نشینی و مجالست سے روکا اور منع کیا گیا ہے جیسا کہ "وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ. وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا" جیسی آیتوں سے پتہ چلتا ہے۔ اس لئے کہ آدمی جس قسم کے لوگوں میں کثرت سے نشست و برخاست رکھا کرتا ہے اسی قسم کے آثار آدمی میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔ اسی بناء پر حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا وہ ارشاد ہے جو ابھی گزرا تیرے گھر میں متقیوں کے علاوہ کوئی داخل نہ ہو یعنی اس سے میل جول ہوگا تو ان کے اثرات پیدا ہوں گے۔ ماقبل صالح ہم نشین کی مثال گزری کہ مشک بیچنے والے کے پاس بیٹھنے والا خریدے گا تب بھی فائدہ اٹھائے گا نہ خریدے گا تب بھی خوشبو دماغ میں پہنچ جائے گی اور برے ساتھی کی مثال لوہار کی بھٹی کے پاس بیٹھنے والے کی طرح ہے کہ چنگاری اڑ کر لگی تو بدن کپڑے کو جلا دے گی اور یہ نہ ہوا تو بدبو اور دھوئیں سے گھٹن تو کہیں گیا ہی نہیں۔ اسی لئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے

فرمایا ہے کہ آدمی اپنے دوست کے مسلک اور روش پر ہوتا ہے پس اچھی طرح غور کرے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ پاس بیٹھنے کا اور صحبت کا اثر گو وہ ارادہ نہ کرے آدمی میں سرایت کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ آدمی اس کا مذہب اختیار کر لیتا ہے۔ کیا نہیں دیکھتے جو سیاسی ذہن رکھنے والے کے پاس بیٹھتا ہے وہ بھی سیاسی ہو جاتا ہے اور اسی سیاست کا مشغلہ اختیار کرتا ہے۔ جو ڈاکٹر، تاجر کے پاس بیٹھتا ہے خود اگر ڈاکٹر تاجر نہیں بن سکتا تو اپنی اولاد کو اس منزل کی رہنمائی کرتا ہے اور اسی جانب لے جاتا ہے۔ اسی لئے پاس بیٹھنے والوں کو دینی حالت پر غور کر لینا چاہئے کہ بددینوں کے پاس کثرت سے بیٹھنے سے بددینی پیدا ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ میں تجھے ایسی چیز بتاؤں جس سے اس چیز پر قدرت ہو جائے۔ جو دارین کی خیر کا سبب ہو۔ اللہ کا ذکر اختیار کرنے والے کی مجلس اختیار کرو اور جب تم تنہا ہوا کرو تو جس قدر بھی تم سے ہو سکے اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے حرکت دیتے رہا کرو۔ اور اللہ ہی کے لئے دوستی کرو اور اللہ ہی کے لئے دشمنی کرو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۷)

یعنی جس سے دوستی ہو یا دشمنی وہ اللہ ہی کے واسطے ہو۔ اپنے نفس کے واسطے نہ ہو۔ مصاحبت اور ہم نشینی کن لوگوں کی اختیار کرے چنانچہ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کی مصاحبت اختیار کرو اس میں پانچ چیزیں ہونی چاہئے:

❶ اول یہ کہ صاحب العقل ہو اس لئے کہ عقل والا صاحب راس المال ہے۔ بے وقوف کی مصاحبت میں کوئی فائدہ نہیں۔ اس کا مآل کار وحشت اور قطع رحمی ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے تو یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ احمق کی صورت کو دیکھنا بھی خطا ہے۔

❷ دوسری چیز یہ ہے کہ اس کے اخلاق اچھے ہوں۔ کہ جب آدمی کے اخلاق خراب ہوں گے تو وہ بسا اوقات عقل پر غالب آجاتے ہیں۔

❸ تیسری چیز یہ ہے کہ وہ فاسق نہ ہو۔ اس لئے کہ جو شخص اللہ جل شانہ سے بھی نہ ڈرتا ہو اس کی دوستی کا کوئی اعتبار نہیں۔ نہ معلوم کس جگہ مصیبت میں پھنسا دے۔

❹ چوتھی چیز یہ ہے کہ وہ بدعتی نہ ہو کہ اس کے تعلقات کی وجہ سے بدعت میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے اور اس کی نحوست کے متعدی ہو جانے کا خوف ہے۔ بدعتی اس کا مستحق ہے کہ اس سے اگر تعلقات ہوں تو منقطع کر لئے جائیں نہ یہ کہ تعلقات پیدا کئے جائیں۔

❺ پانچویں چیز یہ ہے کہ وہ دنیا کے کمانے پر حریص نہ ہو۔ کہ اس کی صحبت قاتل ہے۔ اس کے لئے کہ طبیعت

تشبہ اور اقتدا پر مجبور ہوتی ہے اور مخفی طور پر دوسرے کے اثرات لیا کرتی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ بھی دنیا کا حریص ہو جائے گا۔ اور دنیا کی حرص آخرت کے امور کو پیچھے ڈال دیتی ہے اور آخرت کے اعمال کو پامال کر دیتی ہے۔ کہ حریص دنیا میں وقت اور مال زیادہ لگاتا ہے۔ اور آخرت کے گھاٹے اور خسارے کی پرواہ نہیں کرتا۔

حضرت امام باقر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں مجھے میرے والد حضرت زین العابدین رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے وصیت فرمائی ہے کہ پانچ آدمیوں کے ساتھ نہ رہنا۔ ان سے بات بھی نہ کرنا۔ حتیٰ کہ راستہ چلتے ہوئے ان کے ساتھ راستہ بھی نہ چلنا۔

❶ ایک فاسق شخص کہ وہ تجھے ایک لقمہ سے بھی کم میں فروخت کر دے گا۔ میں نے پوچھا ایک لقمہ سے کم میں فروخت کا کیا مطلب؟ فرمایا ایک لقمہ کی امید پر وہ تجھے فروخت کر دے گا پھر اس کو وہ لقمہ بھی جس کی امید تھی مل کر نہ رہے گا (بلکہ محض امید پر فروخت کر دے گا)۔

❷ بخیل کے پاس نہ جائیو کہ وہ تجھ سے ایسے وقت میں تعلق توڑ دے گا جب تم اس کے سخت محتاج ہو گے۔

❸ جھوٹے کے پاس نہ جائیو کہ وہ سراب (دھوکے) کی طرح قریب کو دور اور دور کو قریب ظاہر کر دے گا۔

❹ احمق کے پاس کو نہ گزرنا کہ وہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا اور نقصان پہنچا دے گا۔

❺ قطع رحمی کرنے والے کے پاس نہ گزریو کہ میں نے اس پر قرآن پاک میں تین جگہ لعنت پائی ہے۔

(فضائل صدقات صفحہ ۱۱۵)

ان تمام تفصیلات سے معلوم ہوا کہ ہر آدمی صحبت اور ہم نشینی کے لائق نہیں ہوتا۔ ہاں البتہ ضرورت کی وجہ سے بقدر ضرورت تعلق رکھنا اس میں کوئی قباحت نہیں۔ یہ صحبت غیر موثر ہے ضرورت کی وجہ سے بنیا کے پاس جاتا ہے تو بنیا گیری کا ذہن نہیں ہوتا۔ ہاں اگر لائق صحبت آدمی نہ ملے جیسا کہ آج کے ماحول میں۔ تو پھر دو صورت اختیار کرے۔ ضروریات کی تکمیل کے علاوہ میں تنہائی اور وحدت اختیار کرے کہ سلامتی تنہائی میں ہے اور قرب قیامت کا حکم بھی یہی ہے کہ عزلت نشین ہو کر عبادت میں لگا رہے۔ دوسرا یہ کہ اس زمانہ اور ماحول اور علاقے میں جو سب سے نیک اور صالح نظر آئے اس سے تعلق رکھے اس کی صحبت و ہم نشینی اختیار کرے۔ اور ایسے لوگ کمی کے ساتھ ہر زمانہ میں ہوں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اور پچھلے زمانہ کے صالح و نیک لوگوں کی طرح لوگوں کو نہ ڈھونڈے کہ پھر ہمیشہ محروم رہے گا۔ کہ جس زمانہ میں یہ ہے اس زمانہ کے اصحاب خیر یہی لوگ ہیں۔

# مشتبہات سے بچنا

## مشتبہات سے بچے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حلال بالکل واضح ہے۔ اور حرام بھی بالکل واضح ہے۔ ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں۔ جس سے اکثر لوگ واقف نہیں۔ پس جو ان مشتبہات سے بچ گیا ہوا اپنے دین اور عزت کو بچا لے گیا۔ اور جو مشتبہات میں پڑ گیا۔ (یعنی اسے استعمال کرلیا) حرام میں واقع ہوگیا۔ جیسے چرواہا اگر بکریوں کو حد کے کنارے چرائے گا تو قریب ہے کہ بکریاں حد کے اندر (کھیت میں) چلی جائیں گی۔ ہاں ہر ایک ملک کی ایک حد ہے۔ اللہ پاک کی حد اللہ کے محارم ہیں۔ (بخاری صفحہ ۲۷۵، مسلم، ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۵)

**فائدہ**: مطلب یہ ہے کہ بہت سے امور ایسے ہیں جن کے بارے میں صاف اور واضح طور پر جائز یا ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ ہوسکتا ہے کہ ناجائز ہو۔ یا جائز و ناجائز دونوں کا احتمال ہو۔ یا ناجائز کی آمیزش جائز میں ہوگئی ہو۔ تو ایسے مشتبہ امور سے بچنا بھی اسلام کے اہم تعلیمات میں سے ہے۔ تاکہ یہ حرام تک نہ پہنچا دے۔ کیونکہ آدمی آہستہ آہستہ ہی برائی کے قریب ہوتا ہے۔ مشتبہ امور کو بے دریغ کرنے کی وجہ سے ناجائز امور کرنے کی ہمت ہو جائے گی۔ اسی لئے شریعت نے مستقبل کے خطرے سے بچنے کے لئے شروع ہی سے مشتبہ امور سے احتیاط اور بچنے کی تاکید کردی ہے۔

## شبہ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کھایا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ میں کھجور پایا تو آپ نے فرمایا اگر مجھے صدقہ کا خوف نہ ہوتا تو اسے کھالیتا۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۵۸، بخاری، مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۴۸، ریاض صفحہ ۲۷۷)

**فائدہ**: آپ نے صدقہ کے شبہ میں نہیں کھایا باوجودیکہ آپ کو ضرورت تھی۔ ضرورت کے موقعہ پر بھی آدمی مشتبہات سے بچ جائے کمال احتیاط ہے۔

## جس میں شک وشبہ ہو اسے چھوڑ دے

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات محفوظ رکھی ہے

کہ شبہ وشک والی بات کو چھوڑ دے اور جس میں شک وشبہ نہ ہو اسے اختیار کرے۔

(ترغیب جلد۲ صفحہ ۵۵۸، ترمذی، تیاض صفحہ ۲۷۸)

## متقی کب ہوسکتا ہے؟

حضرت عطیہ بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ اس وقت تک پرہیز گاروں میں شمار نہیں ہوسکتا جب تک کہ شبہ والی بات کو چھوڑ نہ دے یعنی گرفت اور مواخذہ سے بچتے ہوئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ واقعی شبہ صحیح ہو اور وہ غلط وممنوع ہو اور یہ اختیار کر کے جواب دہ ہو جائے۔

(ترمذی، ترغیب صفحہ ۵۵۹، ریاض الصالحین صفحہ ۲۷۹)

## دل میں کھٹک ہو تو چھوڑ دے

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اخلاق بھلائی ہے۔ گناہ وہ ہے جس کے بارے میں تمہیں تردد ہو اور دل میں کھٹکے۔ اور وہ لوگوں پر ظاہر ہونا پسند نہ کرو۔ (یعنی پتہ نہیں غلط ہے کہ صحیح، میرا نکلتا ہے یا نہیں۔ تو تردد والے مسئلہ میں نہ پڑے اطمینان والی صورت پر عمل کرے)۔

(مسلم، ریاض صفحہ ۲۷۷)

## شبہ والی چیز کو چھوڑنا تقویٰ ہے

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے کہ شبہ والی چیزوں سے رک جانا تقویٰ میں سے ہے۔ (ترغیب جلد۲ صفحہ ۵۵۸)

## نیکی اور برائی کی علامت

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جو حرام و حلال ہو اس کی تعلیم فرمائیے۔ آپ نے فرمایا نیکی وہ ہے جس میں تمہارا دل مطمئن ہو جائے۔ اور تمہارا نفس خاموش ہو جائے۔ گناہ وہ ہے جس میں تمہارے نفس کو سکون نہ ہو اور دل کو اطمینان نہ ہو۔ اگرچہ تم کو کوئی بددین حکم دے۔ (ترغیب جلد۲ صفحہ ۵۵۸)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ مؤمن کی شان اور اس کی علامت یہ ہے کہ برائی اس کے دل میں کھٹکتی ہے۔ اسے سکون نہیں ہوتا۔ اور بھلائی سے اس کا دل مطمئن اور منشرح رہتا ہے۔ لہٰذا جو بات دل سے سکون ختم کر دے۔ ہرگز اسے نہ کرے۔ خواہ کوئی اسے مشورہ اور حکم کیوں نہ دے۔ کہ اصل تو قلب ہے۔

## کس کا ایمان مکمل؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس میں تین باتیں ہوں اس نے ثواب کو واجب کرلیا اور ایمان کو مکمل کرلیا۔ ایسے اخلاق کہ لوگوں کے ساتھ باہمی زندگی گزارے۔ ایسا احتیاط جو اسے خدا کے حرام کردہ سے بچادے۔ ایسی برداشت جو اسے جاہل کی جہالت سے روک دے۔

(ترغیب جلد۲ صفحہ ۵۶۰)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ جب تک حرام اور مشتبہ امور سے احتیاط نہ کرے گا ایمان کامل کا حاصل کرنے والا نہ ہوگا۔ افسوس آج لوگ شبہ کی بات تو درکنار حرام سے بھی احتیاط نہیں کرتے۔ اور اپنے اوپر جہنم واجب کرتے ہیں۔

## حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشتبہ آمدنی سے احتیاط کا واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک غلام تھا جو انہیں آمدنی لاکر دیتا تھا۔ حضرت ابوبکر اس کی آمدنی استعمال کرتے تھے۔ ایک دن اس غلام نے کچھ (کھانے کا سامان لایا) حضرت ابوبکر نے اسے کھالیا۔ غلام نے کہا معلوم ہے کہاں سے آیا تھا۔ حضرت نے پوچھا کیسا تھا۔ اس نے کہا میں ایام جاہلیت میں جو کہانت کی باتیں بتاتا تھا۔ اور میں اپنی کہانت کو اچھا کرنے کے لئے خوب دھوکہ دیا کرتا تھا (یعنی جھوٹ بولتا تھا) وہ اسی کی آمدنی تھی جو اس نے (پچھلے) کہانت پر دیا تھا۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکر نے یہ سنا تو حلق میں انگلی ڈال کر جو کھایا تھا سب پیٹ سے نکال دیا۔ (بخاری، ترغیب جلد۲ صفحہ ۵۵۹)

**فائدہ:** اسی طرح غیب کی بات بتانے والے اور فال کھولنے والے کی آمدنی بھی درست نہیں۔

کہانت آئندہ ہونے والی چیزوں کو جھوٹا بیان کرنے کا نام ہے۔ ایام جاہلیت میں لوگ کہانت کا پیشہ کرتے تھے اور اس کی آمدنی کھاتے تھے۔ یہ آمدنی حرام ہوتی تھی۔ اسی کہانت کی بات بتانے پر جو ہدیہ ملا تھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معلوم ہوجانے کے بعد قے کرکے نکال دیا۔ آج کل تعویذ گنڈے والے بھی فال کھولتے ہیں وہ بھی اسی قسم کی حرکت ہے جو ناجائز ہے اور اس کی آمدنی ناجائز۔ غیب اور چھپی بات کا علم کسی کو نہیں ہے۔ یہ لوگ جھوٹ بیان کرکے عورتوں اور جاہلوں کو ٹھگتے ہیں۔ اس جھوٹ اور ٹھگ پر جو لیتے ہیں ناجائز ہے۔

# ہر مؤمن کو نفع پہنچانا اور اس کی بھلائی کا خواہش مند رہنا

## محبوب خدا کون؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مخلوق خدا کی عیال ہے۔مخلوق میں خدا کو سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کی عیال کو نفع پہنچائے، یعنی مخلوق کو نفع پہنچائے۔
(مکارم طبرانی صفحہ ۳۴۲)

## لوگوں میں بہتر

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔ (جامع صغیر صفحہ ۲۴۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہتر وہ ہے جس سے بھلائی کی امید ہو اور اس کی برائی سے لوگ مامون رہیں۔ (ابویعلی، جامع صغیر صفحہ ۲۵۰)

**فائدہ:** ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان کی شان اور اسلام کے بلند پایہ مکارم اخلاق میں یہ ہے کہ دوسروں کو ہر ممکن طرح سے نفع پہنچائے اور ایسا معاملہ اور طریقہ اختیار کرے کہ دوسرے بھائی کو نفع پہنچائے اسے ضرر اور نقصان پہنچانے کی صورت اختیار نہ کرے کہ جو دوسرے کو نقصان پہنچانے کی صورت اختیار کرتا ہے وہ ایسی حالت میں قدرت کی جانب سے گرفتار ہو جاتا ہے کہ اسے بھی نقصان پہنچتا ہے۔آج ہمارا حال اس حدیث کے بالکل خلاف ہو رہا ہے کہ ہم ہر ممکن طریقہ سے اپنے ہی کو فائدہ اور دوسرے کو نقصان پہنچانے کے پھیر میں رہتے ہیں۔اسی کو ذہانت اور چالاکی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ ناراضگی خدا اور جہنم کا باعث ہے۔ خدا ہی حفاظت فرمائے۔اسی لئے حدیث پاک میں ایسے لوگوں کو اہل خیر کہا گیا ہے۔اور اہل خیر دنیا میں بھی خیریت اور سعادت مندی کے ساتھ رہیں گے اور آخرت میں بھی۔

## دین خیر خواہی کا نام ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔اور اسے

تین مرتبہ فرمایا۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۱۴)

حضرت جریر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بیعت کی نماز قائم کرنے پر، زکوٰۃ ادا کرنے پر اور اس بات پر کہ ہم ہر مسلمان کے لئے بھلائی خیر خواہی چاہیں گے۔

(بخاری صفحہ۲۸۹، ترمذی جلد۲ صفحہ۱۴)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ کسی کے لئے خیر اور بھلائی چاہنا۔ اور اس کے لئے خیر کا طریقہ ہموار کرنا یہ دین ہے اور دین کا اہم ترین جز ہے۔

خیال رہے کہ دین صرف عبادت ذکر وظیفہ کا نام نہیں ہے۔ بلکہ دین یہ ہے کہ حق اللہ ادا کرتے ہوئے بندوں کے ساتھ بہتر معاملہ رکھا جائے۔ اذیت اور تکلیف نہ دی جائے۔ اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ عبادت تو کسی قدر کر لیتے ہیں۔ مگر لوگوں کے ساتھ معاملات اور برتاؤ میں اذیت وتکلیف وہ معاملہ کرتے ہیں۔ عموماً جو ماحول میں ضعیف وکمتر ہیں۔ اس کی تذلیل اور اس کے نقصان کے درپے ہوتے ہیں۔ سو یہ ایمان کی شان کے خلاف ہے۔

بہت سے لوگ ایسے مزاج کے ہوتے ہیں کہ ان کو صرف اپنے نفع سے مطلب ہوتا ہے، خواہ اس سے دوسروں کو نفع پہنچے یا نقصان اس سے کوئی مطلب نہیں۔

سو یہ بھی مذموم ہے۔ کمال یہ ہے کہ دوسروں کو نفع پہنچائے خواہ اپنا کچھ نقصان ہو تب بھی گوارا کرے۔ اگر یہ نہ ہو تو کم از کم اپنے نفع کے ساتھ دوسرے کو نقصان نہ پہنچائے۔ یہ انسانیت کا تقاضہ ہے۔

# باہمی تعاون

## ایک دوسرے سے ربط وتعاون

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن ایک دیوار کی طرح ہے۔ ایک دوسرے سے بندھے ہوتے ہیں۔ (جس طرح دیوار کی اینٹ ایک دوسرے سے جڑی ہوتی ہے اسی طرح مؤمن بھی ایک دوسرے سے جڑا ہوتا ہے) پھر آپ نے ایک ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی میں داخل کر کے بتایا۔ اسی درمیان کے آپ تشریف فرما تھے ایک سائل آیا یا کوئی ضرورت مند، وہ ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوگیا۔ (یعنی مانگنے لگا) آپ نے کہا سفارش کرو ثواب پاؤ گے۔ (بخاری صفحہ ۸۹۰)

## اہل ایمان آپس میں کس طرح؟

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن ایک دوسرے کے ساتھ شفقت کرنے والے، محبت کرنے والے اور خیال کرنے والے ہوتے ہیں، ایک جسم کے مانند کہ اگر ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو تمام جسم بے خوابی اور بخار میں شریک ہو جاتا ہے۔ (بخاری جلد ۹ صفحہ ۸۸۹)

**فائدہ:** اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس ایمان کے اتحاد اور بھائی چارگی کے تقاضے سے لازم ہے کہ آپ ہی ایک دوسرے کا تعاون کریں۔ ایک دوسرے کے کام آئیں۔ ایک دوسرے کی غمی اور خوشی میں شریک ہوں۔ اگر ایسی بات نہیں تو انسان کیا جانور سے بھی بدتر ہیں۔ وہ انسان ہی کیا جو دوسرے کے کام نہ آئے۔

# کھانا کھلانا

## قرآن میں کھانا کھلانے کی اہمیت وتاکید

﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾

ترجمہ: ”وہ اہل ایمان خدا سے محبت کی بنیاد پر یتیموں مسکینوں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔“

(سورۂ دھر)

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ﴾

ترجمہ: ”کس چیز نے تم کو جہنم میں پہنچایا، وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والے نہیں تھے اور نہ مسکین کو کھانا کھلاتے تھے۔“

لوگوں کو کھانا کھلانا خدائے پاک کے نزدیک بڑا ہی پسندیدہ محبوب عمل ہے۔ خدائے پاک نے اہل جنت کے اوصاف کو بیان کرتے ہوئے ان کا وصف یہ بیان کیا ہے کہ وہ مسکینوں کو یتیموں کو، اور (کافر) قیدیوں کو ان سے محبت وشفقت کی بنیاد پر کھانا کھلاتے ہیں۔

غیر مسلم قیدیوں کو بھی کھلانا بڑے ثواب کی بات ہے۔ سورۂ دھر میں قیدیوں کے کھلانے سے مراد بدر کے کافر قیدی ہیں جن کو حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کھلایا تھا۔ جب کافر کے کھلانے پر یہ ثواب ہے تو مؤمن کے کھلانے پر کس قدر ثواب ہوگا۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ذکر کیا ہے کہ اللہ نے قیدیوں کو کھانا کھلانے کا حکم بیان کیا ہے جو مشرک تھے تو پھر مسلمان بھائیوں کے کھانا کھلانے کا کیا حال (ثواب) ہوگا۔ کہ وہ قابل احترام اور اس کے زائد مستحق ہیں۔

(الدر المنثور جلد ۸ صفحہ ۳۷۱)

کھانا کھلانا اور اس میں توسع اور سخاوت کا مزاج اہل جنت کے اوصاف ہیں۔ کہ اللہ پاک نے اہل جنت کے اعمال میں اسے ذکر کیا ہے۔ اس کے برخلاف کھانا نہ کھلانا، اس میں بخل کرنا، باوجود ضرورت کے اس میں تنگی کرنا، یا کھلانے کا مزاج ہی نہ ہونا۔ یہ کافر اہل جہنم کے اوصاف ہیں۔ چنانچہ اس سوال کے جواب میں کہ کن اعمال نے تم کو جہنم میں پہنچایا۔ ”مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ“ اس کے جواب میں وہ نماز کا نہ پڑھنا۔ مسکینوں کو کھانا

نہ کھلانا باطل میں مشغول رہنا ذکر کریں گے۔ "لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ الخ"

اسی طرح سورۂ ماعون میں دین کا انکار اور جھٹلانے والوں کے اوصاف میں ہے۔ "وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ" کہ وہ اپنے آپ کو اور نہ دوسروں کو غریبوں کو کھانا کھلانے پر ابھارتے ہیں۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ اطعام طعام اہل ایمان اہل جنت کے اوصاف میں سے ہے۔ اس کے خلاف کھانا نہ کھلانے کا مزاج اہل جہنم کے اوصاف اور ان کی عادات میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل جنت کے اوصاف سے نوازے اور ہل جہنم کے اوصاف سے بچائے۔ آمین۔

## جنت میں جانے کے سہل اعمال

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ وہ اعمال بتا دیجئے جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کھانا کھلاؤ، سلام کو رائج کرو۔ رشتوں کو جوڑو، جب لوگ سو رہے ہوں تو رات میں نماز (تہجد) پڑھو۔ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(مسند احمد، ترغیب صفحہ ۶۲)

حضرت براء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک دیہات سے آنے والے نے سوال کیا کہ جنت والے اعمال ہمیں بتا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: غلام آزاد کرو۔ اس کی قوت نہ ہو تو بھوکوں کو کھلاؤ۔ پیاسوں کو پلاؤ۔

## جنت کا وارث کون؟

حضرت عبداللہ بن الحارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہمارے پاس یہ فرماتے ہوئے گزرے۔ لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔ سلام رائج کرو۔ جنت کے وارث بن جاؤ۔ (مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۲۰)

## جنت کس کے لئے واجب؟

حضرت مقدام بن شریح عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا ایسے اعمال بتا دیجئے جس سے جنت واجب ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا. لوگوں کو کھانا کھلانا۔ سلام کو رائج کرنا جنت کو واجب کر دیتا ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۲۰)

## جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے

حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو کسی مؤمن کو پیٹ بھر کھلائے۔ تو اللہ پاک جنت کے جس دروازے سے چاہے اسے داخل ہونے دے گا۔ وہ تمام لوگ جو اسی جیسے اعمال کے عامل ہوں گے ہر دروازے سے داخل ہوں گے۔ (طبرانی ترغیب صفحہ ۶۶۰)

## جنت کا شیش محل کس کے لئے؟

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جنت میں ایک ایسا محل ہے جس کا اندر باہر سے اور باہر اندر سے نظر آتا ہے۔ ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: یہ محل کس کے لئے ہے؟ آپ نے فرمایا یہ اس کے لئے ہے جس کا طرز کلام اچھا ہو۔ لوگوں کو کھانا کھلاتا ہو۔ اور جب لوگ سو رہے ہوں تو وہ نماز پڑھتا ہو۔ (طبرانی۔ ترغیب صفحہ ۶۴)

اسی طرح حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جنت کے ایسے بالا خانے ہیں جن کا اندر باہر سے اور باہر اندر سے نظر آئے۔ ان جیسوں کے لئے ہیں۔

## قیامت کی سختی سے محفوظ

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ جس نے اپنے بھائی کو ایک میٹھا لقمہ چکھایا۔ وہ قیامت کے دن کی سختی کو نہ چکھے گا۔ (کتاب البر صفحہ ۲۴۴)

**فَائِدَہ:** جب ایک لقمہ کا یہ ثواب ہے تو پورے کھانے کا کیا ثواب ہوگا۔

## لوگوں میں بہتر کون؟

حضرت حمزہ بن صہیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ میں نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں بہتر وہ ہے جو لوگوں کو کھانا کھلائے۔ (اسی وجہ سے میں لوگوں کو زیادہ سے زیادہ کھانا کھلاتا ہوں اور کھانے میں زائد خرچ ہوتا ہے)۔ (مکارم خرائطی صفحہ ۳۲۹)

## رحمت کے اسباب کیا ہیں؟

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا رحمت کے اسباب غریب مسلمانوں کو کھانا کھلانا ہے۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۶۴)

## قیامت کی سختی سے کون محفوظ؟

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو کسی مؤمن کو ایک لقمہ میٹھا کھلائے خدائے پاک اسے قیامت کی سختی سے محفوظ رکھے گا۔ (کنز العمال، کتاب البر ابن جوزی صفحہ ۲۴۴)

## کس کے لئے جہنم کے درمیان سات خندقیں حائل؟

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کو کھانا کھلایا یہاں تک کہ پیٹ بھر گیا اور پانی پلایا یہاں تک کہ سیراب ہوگیا۔ تو اللہ پاک اس کے لئے جہنم سے

دور سات خندقیں حائل فرمادیتے ہیں اور ہر خندق کی مسافت پانچ سو سال کے برابر ہوگی۔

(مکارم طبرانی صفحہ ۳۷۱، الترغیب صفحہ ۶۵)

## جنت کا پھل کون توڑے گا؟

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی مؤمن کو بھوک پر کھانا کھلائے خدائے پاک اسے جنت کا پھل کھلائے گا۔ جو کسی مؤمن کی پیاس بجھائے خدا اسے جنت کا خالص شراب پلائے گا۔ جو مؤمن کسی کپڑے کی ضرورت والے کو کپڑا پہنائے خدا اسے جنت کا جوڑا پہنائے گا۔ (الترغیب صفحہ ۶۶)

## خدا ملائکہ پر فخر فرماتے ہیں

حضرت جعفر عبدی اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدائے پاک ملائکہ سے ان لوگوں پر فخر فرماتے ہیں جو اس کے بندوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (الترغیب صفحہ ۶۸)

## کھانا کھلانے پر تین آدمی جنت کے مستحق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایک لقمہ کی وجہ سے یا ایک کھجور یا اس کے مثل جو کسی ضرورتمند کو نفع دے تین آدمی کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ ایک تو وہ جس نے کھلانے کا حکم دیا۔ دوسرا اس کی بیوی جس نے کھانا بنایا۔ تیسرے وہ خادم جس نے اس غریب کو کھلایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس اللہ کی حمد ستائش جس نے خادم (تک کو نوازا) بھولا نہیں۔ (الترغیب جلد ۲ صفحہ ۶۵)

## اسباب مغفرت کیا ہیں؟

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مغفرت کے اسباب میں سے اہل حاجت کو کھانا کھلانا بھی ہے۔ (مکارم طبرانی صفحہ ۳۷۰)

حضرت مقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے کہ مغفرت کے اسباب کھانا کھلانا اور سلام کرنا ہے۔

## عرش کے سایہ میں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اہل ضرورت کو کھانا کھلائے خدا اسے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ (مکارم صفحہ ۳۷۳)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ تین شخصوں کو خدائے پاک اس دن سائے میں رکھے گا جس دن کوئی سایہ اس کے سایہ کے علاوہ نہ ہوگا۔

❶ مشقت کے باوجود وضو کرنے والا (مثلاً سردی میں)

❷ اندھیرے میں مسجد جانے والا۔

❸ بھوکوں کو کھانا کھلانے والا۔ (الترغیب جلد۲ صفحہ ۶۸)

## جو کسی کو ایک لقمہ کھلائے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے کسی بھائی کو ایک میٹھا لقمہ کھلائے خدائے پاک اسے قیامت کے دن حشر کی سختی سے محفوظ رکھے گا۔ (مکارم طبرانی صفحہ ۳۷۳)

## فرشتوں کی دعائے رحمت کب تک؟

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگوں کے کھانے کے لئے) دستر خوان جب تک لگا رہتا ہے۔ فرشتوں کی جانب سے دعائے رحمت ہوتی رہتی ہے۔

(مکارم طبرانی صفحہ ۳۷۲)

**فَائِدَہ:** لوگوں کو کھانا کھلانا دستر خوان وسیع رکھنا یہ مکارم اخلاق میں سے ہے۔ یتیم مساکین مسافرین اور اہل علم وفضل اور دین کی خدمت کرنے والوں پر دستر خوان کا عام رکھنا یہ دنیا میں نیک نامی اور آخرت میں اس عظیم ثواب کا باعث ہے جس کا بیان گزرا۔ اہل علم اور دین کی خدمت کرنے والوں کو کھلانے کا زیادہ ثواب ہے۔ سات سو گنا تک ان پر خرچ کرنے کا ثواب ہوتا ہے۔ مبارک اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ان فضائل کے حامل ہیں۔ دین و دنیا کی دولت لوٹ رہے ہیں۔

# کسی کو کپڑا دینا یا پہنانا

## جنت کا سبز لباس

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی ضرورت مند کو کپڑا پہنایا تو خدائے پاک اسے جنت کا سبز جوڑا پہنائے گا۔ (کتاب البر صفحہ ۲۴۳، ابوداود، مکارم طبرانی صفحہ ۳۸۱)

## جنت کے جوڑے

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مؤمن کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلائے گا۔ خدائے پاک اسے جنت کا پھل کھلائے گا۔ جو مؤمن کسی کو پیاس کی حالت میں پانی پلائے گا خدائے پاک قیامت کے دن اسے خالص شراب پلائے گا۔ جو مؤمن کسی مؤمن کو ضرورت پر کپڑا پہنائے گا خدائے پاک اسے جنت کا جوڑا پہنائے گا۔ (ترمذی، ترغیب جلد ۲ صفحہ ۶۶)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا بہترین اعمال کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن کو خوش کرنا۔ بھوکے کو کھانا کھلانا۔ کسی کے ستر کو چھپانا (یعنی کپڑا پہنانا) یا اس کی کسی ضرورت کو پورا کرنا۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۱۶۷)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چادر لے کر آئی جس کے کنارے خوش نما بنے ہوئے تھے۔ عورت نے کہا میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے تاکہ آپ کو پہناؤں آپ اسے قبول فرمالیجئے۔ آپ کو ضرورت تھی آپ نے لے لی۔ آپ اس کا تہبند بنا کر تشریف لائے تو ایک دیہاتی نے کہا اے اللہ کے رسول یہ مجھے بخش دیجئے۔ چنانچہ آپ مجلس میں جب تک تشریف فرما رہے (اس میں ملبوس رہے) پھر واپس آئے اس تہبند کو تہہ کر آپ نے اسے حوالہ کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ آپ کسی سائل کو واپس نہیں کرتے اس نے کہا میں نے اسے پہننے کے لئے بھی نہیں مانگا بلکہ اس کے لئے مانگا کہ اس کا کفن بناؤں گا۔ (سبل الہدی والرشاد جلد ۷ صفحہ ۵۰)

## جب تک بدن پر کپڑا تب تک خدا کی حفاظت میں

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن صحابہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مجمع میں ایک نیا کرتہ منگا کر زیب تن فرمایا۔ گردن تک بھی ڈال نہیں پائے تھے کہ یہ دعا پڑھی:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ"

پھر کہا میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اسی طرح کیا۔ پھر فرمایا قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کوئی مسلمان بندہ جب کوئی نیا کپڑا پہنتا ہے پھر یہ دعا پڑھتا ہے۔ پھر اپنے پرانے کپڑے کی جانب رخ کرتا ہے اور کسی مسلمان کو پہنا دیتا ہے۔ یا کسی غریب مسکین کو دے دیتا ہے۔ اور یہ محض اللہ کے واسطے کرتا ہے (نام و شہرت کے لئے نہیں کرتا) تو اس وقت تک خدا کی حفاظت اور ضمان میں اور اس کی پناہ میں رہتا ہے جب تک کہ اس کے بدن پر ایک چیتھڑا بھی رہتا ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ۔ (مکارم طبرانی صفحہ ۳۱۸)

ایسا آدمی خدا کی حفاظت اور اس کی پناہ میں رہتا ہے۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ وہ اچانک حوادث و مصائب سے محفوظ رہے گا۔ جو حفظ و امان میں رہنا چاہتا ہے وہ کپڑا پہنایا کرے۔ اس کی برکت سے جانی حوادث سے محفوظ رہے گا۔

# راستے سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا

## تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا صدقہ ہے

حضرت ابو بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ انسان کے جسم میں ہڈیوں کے تین جوڑ ہیں۔ ہر جوڑ کے بدلہ اس پر ایک صدقہ ہے۔ حضرات صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے نبی کون اس کی وسعت رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا مسجد میں ناک لگی ہو تو اس کو (کھرچ کر) دفن کر دینا۔ راستہ کی تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو چاشت کی دو رکعت اس کی جانب سے کافی ہے۔ (ابوداؤد صفحہ ۷۱۱)

**فائدہ:** اس سے چاشت کی نماز کی اہمیت معلوم ہوئی کہ انسانی جوڑ کے صدقہ کا یہ متبادل ہے۔

حضرات ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستہ کی تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا صدقہ ہے۔ (ابوداؤد صفحہ ۷۱۱)

**فائدہ:** ایسی چیز جس سے راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہوتی ہو ہٹا دینا، دور کرنا صدقہ ہے۔

## ایک شخص کی مغفرت کا واقعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی کا انتقال ہو گیا۔ اس نے کوئی نیکی نہیں کی تھی۔ ہاں مگر اس نے راستہ سے کانٹے کی ٹہنی اٹھا کر پھینکی یا کوئی درخت تھا جسے کاٹ ڈالا اور اسے کنارے ڈال دیا۔ اللہ پاک نے اسے اس کے بدلے جنت میں داخل کر دیا۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۶۲، ابوداؤد صفحہ ۷۱۲)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہو کہ آدمی معمولی نیکی کو بھی معمولی نہ سمجھے اور اسے نہ چھوڑے۔ شاید کہ یہی اس کے لئے باعث نجات ہو جائے۔ بہت مرتبہ ایسا ہوا کہ آدمی کی بڑی بڑی نیکیاں رہ گئیں۔ اور معمولی نیکی جس کی اس کے نزدیک کوئی وقعت واہمیت نہ تھی مغفرت کا باعث بن گئی۔

## امت کے بہترین اعمال

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے اچھے اور برے اعمال مجھ پر پیش کیے گئے۔ تو میں نے اچھے اعمال میں سے راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا پایا ہے۔

**فائدہ:** یعنی یہ معمولی نیکی بھی اعمال فاضلہ میں اور بلند اعمال میں داخل ہے کہ ایک انسان تکلیف اور ضرر سے بچتا ہے اور اس سے کسی کو ضرر سے بچانے کی اہمیت معلوم ہوئی۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۶۲)

## نفع بخش عمل

حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کوئی عمل بتا دیجئے جس سے نفع ہو؟ آپ نے فرمایا مسلمانوں کے راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹایا کرو۔

(بیہقی فی الشعب جلد ۷ صفحہ ۵۱۲)

## جس کی نیکی قبول وہ جنت میں

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو شخص مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کرے اس کے لئے نیکی کی لکھی جاتی ہے اور جس کی نیکی قبول ہوگئی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۶۱۸)

**فائدہ:** یعنی مقبول نیکیوں کا صلہ جنت ہے۔ خدائے پاک ہماری نیکیوں کو قبول فرمائے۔

## نیکیاں زائد

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! مسلمانوں کے راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹاؤ۔ تمہاری نیکیاں زائد ہوں گی۔ (مکارم الخرائطی صفحہ ۵۱۶)

**فائدہ:** یعنی اس عمل کا ثواب ملے گا جس سے نیکیوں میں زیادتی ہوگی۔

## جنت کے مزے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک درخت تھا جو راستہ میں لوگوں کو تکلیف دیتا تھا۔ ایک شخص نے راستہ سے اکھاڑ کر الگ کر دیا۔ اس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس آدمی کو جنت میں اس درخت کے سایہ میں کروٹ لیتے دیکھا۔ (مسند احمد، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۶۲۱)

مسلم کی حدیث میں اس طرح ہے کہ میں نے ایک آدمی کو جنت میں کروٹ لیتے دیکھا۔ جس نے راستہ سے ایک تکلیف دہ درخت کو کاٹ دیا تھا۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۲۶۰)

**فائدہ:** دیکھئے معمولی نیکی پر کیسا عظیم ثواب پایا۔ اس لئے نیکی خواہ چھوٹی ہی ہو اس کی قدر کرے۔

## ایک پتھر کے ہٹانے پر بھی جنت

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص راستہ سے ایک پتھر بھی ہٹا دے۔ تو اسے ایک نیکی ملتی ہے اور جس کی نیکی ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(بیہقی فی الشعب جلد ۷ صفحہ ۵۱۶، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۶۱۹)

## ایک ہڈی کا اٹھانا بھی صدقہ ہے

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستہ سے ایک ہڈی کا اٹھانا بھی صدقہ ہے۔ (بیہقی جلد ۷ صفحہ ۵۱۶، مکارم الخرائطی صفحہ ۵۱۶)

## ایمان کی شاخیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کی ستر سے اوپر شاخیں ہیں۔ سب سے ادنیٰ (آخری) درجہ یہ ہے کہ راستہ سے تکلیف دہ چیزیں ہٹا دے اور سب سے اونچا درجہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ" ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۷، بخاری صفحہ ۱۰، مسلم)

**فَائِدَہ:** ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹا دینا اور دور کر دینا گو بظاہر معمولی کام ہے۔ مگر اس کا ثواب بہت ہے۔ اور اللہ کے نزدیک اس کی بڑی قیمت ہے۔ ٹھیک اسی طرح اس کے بالمقابل راستہ میں کسی ایسی صورت کا اختیار کرنا جس سے گزرنے والے کو تکلیف ہو، گزرنے میں پریشانی ہو۔ گناہ اور بے مروتی اور ظلم کی بات ہے۔ مثلاً راستہ پر پانی بہا دینا کہ کیچڑ پیدا ہو جائے۔ کوڑا کرکٹ ڈال دینا۔ غلاظت ڈال دینا۔ اسی طرح سائیکل موٹر یا گاڑی کھڑی کر دینا کہ گزرنے والے کو تکلیف اور پریشانی ہو درست نہیں۔ اسی طرح دیکھا گیا ہے کہ لوگ گلیوں میں عام راستوں میں دہلیز نکال دیتے ہیں دروازے کی سیڑھی بنا دیتے ہیں یہ بھی درست نہیں ظلم اور گناہ کی بات ہے۔ کہ غیر مملوک زمین کو اپنی ملک اور تصرف میں لانا ہے۔ اور عام لوگوں کے حق کو ضائع کرنا ہے۔ اسی طرح راستہ میں بچوں کو پاخانہ کرا دیتے ہیں جس سے گزرنے والوں کو سخت اذیت ہوتی ہے۔ اور وہ کچھ بھلا برا کہہ کر گزر جاتے ہیں۔ نہایت ہی قبیح فعل ہے لعنت کے امور میں سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے اور لعنت فرمائی ہے۔ آج کل راستوں پر عام طریقہ سے ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو گزرنے والوں کے لئے اذیت وکلفت کا باعث ہوتی ہیں۔ لوگ بد دینی، بے مروتی اور جہالت کی وجہ سے اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور لوگوں کی لعنت و خدائی گرفت میں گرفتار ہوتے ہیں۔

# اہل تعلق کی آمد پر خوشی کا اظہار

## آنے والے کو خوش آمدید کہے

حضرت ام ہانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن میں آپ ﷺ کے پاس آئی آپ غسل فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہ کپڑے سے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا ام ہانی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مرحبا اے ام ہانی (خوش آمدید اے ام ہانی)۔

(بخاری صفحہ۹۱۲، ترمذی جلد۲ صفحہ۱۲۰)

حضرت عکرمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بن ابی جہل کہتے ہیں کہ میں جب آپ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مرحبا اے "مہاجر سوار۔" (ترمذی جلد۲ صفحہ۱۰۲)

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس جب وفد قیس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مرحبا۔ (بخاری صفحہ۹۱۲)

حضرت ام ہانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں میں جب آپ ﷺ کی خدمت میں آتی تو آپ مرحبا فرماتے۔

**فَائِدَہ:** ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ اہل تعلق و محبت کے آنے پر خوشی و مسرت کا اظہار کرنا مسنون اور اخلاق فاضلہ میں سے ہے۔ ہماری زبان میں اس مرحبا کا ترجمہ خوش آمدید ہے۔

# سلام

## سلام اور قرآن

قرآن پاک میں ہے۔

﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا﴾ (سورہ نساء ۷۶)

ترجمہ: ''اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر طور پر سلام کرو یا اسے لوٹا دو۔''

(تفسیر ماجدی جلد اصفحہ ۲۷۷)

جصاص رازی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ''احکام القرآن'' میں کہا: اہل عرب ایک دوسرے کو حیاک اللہ (خدا تجھے زندہ رکھے) سے سلام کیا کرتے تھے۔ اسلام نے اسے السلام علیکم سے بدل دیا۔ حضرت ابوذر رَضِيَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے میں نے آپ ﷺ کو اسلام کے مطابق (آیت کے نازل ہونے کے بعد) سلام کیا اور کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

حسن بصری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کہتے ہیں سلام کرنا مستحب ہے اور جواب دینا واجب ہے۔ سلام کے جواب میں سلام تو بہرحال واجب ہے۔ اس کے بعد دو اختیار دیئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ جواب سلام، سلام سے بہتر ہو۔ مثلاً ''السلام علیکم'' کہے تو جواب ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ'' کہا جائے۔ اور ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہے تو ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہا جائے۔ اور مسلمان کو زیادتی کے ساتھ جواب دیا جائے۔ (احکام القرآن صفحہ ۳۰۹)

دنیا کی ہر مہذب قوم میں اس کا رواج ہے کہ جب آپس میں ملاقات کریں تو کوئی کلمہ آپس میں موانست اور اظہار محبت کے لئے کہتے ہیں لیکن موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوا کہ اسلامی سلام جتنا جامع ہے کوئی دوسرا ایسا جامع نہیں۔ کیونکہ اس میں صرف اظہار محبت ہی نہیں بلکہ ساتھ ساتھ ادائے حق محبت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ آپ کو تمام آفات اور آلام سے سلامت رکھیں۔ پھر دعا بھی عرب کے طرز پر صرف زندہ رہنے کی نہیں بلکہ حیات طیبہ کی دعا ہے۔ یعنی تمام آفات و آلام سے محفوظ رہنے کی۔ اس کے ساتھ اس کا بھی اظہار ہے کہ ہم تم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ ایک دوسرے کو کوئی نفع بغیر اس کے اذن کے نہیں پہنچ سکتا۔ اس معنی کے اعتبار سے یہ کلمہ ایک عبادت بھی ہے اور اپنے مسلمان بھائی کو خدا تعالیٰ کی یاد دلانے کا ذریعہ بھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی تحیہ ایک عالم گیر جامعیت رکھتا ہے۔

❶ اس میں اللہ تعالیٰ کا بھی ذکر ہے۔
❷ تذکیر بھی۔
❸ اپنے بھائی مسلمان سے اظہار تعلق و محبت بھی۔
❹ اس کے لئے بہترین دعا بھی۔
❺ اور اس سے یہ معاہدہ بھی کہ میرے ہاتھ اور زبان سے آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔
(معارف القرآن پارہ ۵ صفحہ ۱۵۳)

## سلام کو رائج کرنے کا حکم

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا۔ مریض کی عیادت کا، جنازہ کے ساتھ چلنے کا، چھینک کے جواب کا، مہمان کی خدمت کا، مظلوم کی مدد کا، سلام کو پھیلانے کا، قسم پوری کرنے کا۔ (بخاری صفحہ ۹۳۱)

**فائدہ**: حدیث پاک میں افشاء سلام کا ذکر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام لوگوں کے درمیان سلام کثرت سے رائج کرے، اسے پھیلائے، ہر ایک کو سلام کرے۔ خواہ متعارف ہو یا غیر متعارف، چھوٹا ہو یا بڑا، عامۃ الناس میں سے ہو یا خواص میں سے۔ صالح صاحب تقویٰ و زہد ہو یا نہیں۔ جب بھی ملاقات ہو سلام کرے اور سلام میں پہل کرے۔

## سلام اللہ کے ناموں میں سے ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سلام اللہ پاک کے ناموں میں سے ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے زمین پر رکھا ہے۔ پس آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔ (ادب مفرد صفحہ ۲۹۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلام اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اس کو آپس میں (سلام کر کے) رائج کرو۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۹)

**فائدہ**: مطلب یہ ہے کہ سلام اللہ کے ننانوے ناموں سے ایک ہے۔ اس کے معنی سلامتی اور حفاظت کے ہیں اس معنی کی رعایت سے دعا کے طور پر بندوں کے درمیان رائج کیا۔ لہٰذا اسے خوب پھیلاؤ۔

## سب سے پہلا سلام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ ان کی لمبائی ۶۰ ہاتھ تھی۔ جب پیدا کیا تو فرمایا جاؤ فرشتوں کی جماعت بیٹھی ہے ان کو سلام کرو۔ اور دیکھو وہ تمہیں سلام کا جواب کیا دیتے ہیں۔ پس وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔

پس انہوں نے کہا السلام علیکم تو انہوں نے جواب دیا السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ انہوں نے رحمۃ اللہ زیادہ کیا۔

(ادب مفرد بخاری صفحہ ۹۱۹، شرح السنۃ جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے پیدا کیا اور روح ڈالی تو حضرت آدم علیہ السلام کو چھینک آئی۔ تو الحمد للہ کہا اللہ کے حکم سے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یرحمك اللہ" اے آدم جاؤ فرشتوں کی مجلس میں۔ اور ان کو السلام علیکم کہو۔ انہوں نے السلام علیکم کہا تو ملائکہ نے جواب میں علیک السلام ورحمۃ اللہ کہا۔ پھر اپنے رب کی جانب لوٹے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا: تمہارے آپس کے درمیان کا سلام و جواب یہی ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۰)

## کلام و گفتگو سے قبل سلام

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گفتگو سے قبل سلام ہے۔

(ترمذی صفحہ ۹۸)

**فائدہ:** اسلامی شعائر اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ گفتگو اور ملاقات میں اولاً سلام کرے۔ بلا سلام کئے گفتگو نہ کرے۔

## سلام کی کثرت سے نیکیاں زائد

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اپنے گھروں میں کثرت سے نماز پڑھا کرو تمہارے گھروں میں بھلائیاں اچھائیاں زائد ہوں گی۔ میری امت میں جس سے ملاقات ہو سلام کیا کرو۔ تمہاری نیکیاں زائد ہوں گی۔ (بیہقی، جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۸۶)

## جنت کے اعمال

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! سلام رائج کرو، لوگوں کو کھانا کھلاؤ، رات کو نماز پڑھو، جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔ جنت میں سہولت و آرام کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ (ترمذی، ترغیب جلد ۲ صفحہ ۴۲۵)

حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی عبادت کرو، سلام کو پھیلاؤ، لوگوں کو کھانا کھلاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۲۴)

## جنت کس عمل سے واجب؟

حضرت ابوشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہمیں ایسے اعمال بتایئے جس سے جنت

واجب ہو جائے۔ آپ نے فرمایا خوش کلامی، سلام کو پھیلانا، لوگوں کو کھانا کھلانا۔ (ترغیب جلد۲ صفحہ۴۴۴)

**فَائِدَہ:** متعدد احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ اعمال جنت کے حصول کا باعث ہیں اگر کوئی کبائر سے محفوظ ہو۔ حق العبد اس کے ذمہ نہ ہو۔ فرائض اور احکام کی پابندی کرتا ہو تو یہ اعمال یقیناً جنت کو واجب کرنے والے ہیں۔

## مغفرت کے اسباب

حضرت جیدہ سے طبرانی کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مغفرت کے موجبات میں سے سلام کو رائج کرنا اور حسن کلام ہے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۴۲۶)

## سلام آپس کی محبت کا ذریعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں اس وقت تک نہیں داخل ہو سکتے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ۔ اور اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو۔ میں تم کو بتا دوں محبت کس چیز سے ہوگی۔ لوگوں نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے کہا آپس میں سلام رائج کرو۔ (ادب مفرد صفحہ ۲۹، ترمذی صفحہ ۹۸)

**فَائِدَہ:** سلام مصافحہ آپس میں محبت اور مودت کا ذریعہ ہے۔ تعلقات کی خوشگواری اور آپس کی بدگمانی سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

## سلام امت کی دعا اور تحیہ ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول پاک ﷺ سے سنا کہ اللہ عزوجل نے ''سلام'' کو ہماری امت کا تحیہ بنایا ہے۔ (مجمع الزوائد جلد۸ صفحہ ۲۹)

**فَائِدَہ:** یعنی آپس میں ایک دوسرے کو دعا دینے کا کلمہ بنایا ہے۔ جو خیریت و عافیت کی ترجمانی کرتا ہے۔

## ابتداء سلام کرنے والا تکبر سے محفوظ ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے محفوظ ہے۔ (بیہقی، مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۰)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ سلام میں پہل کرنے والا متکبر نہیں ہوسکتا۔ چونکہ وہ تو یہ چاہے گا کہ لوگ مجھے سلام کیا کریں۔ معلوم ہوا کہ سلام میں پہل تواضع کی علامت ہے جو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے۔

## سلام کو عام کرنا نجات اور سلامتی کا باعث ہے

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سلام عام کرو۔ (اسے پھیلاؤ) نجات

پاؤ گے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۲۵)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ سلام دعائیہ کلمہ ہے۔ ظاہر ہے سلامتی کی دعا سے یقیناً نجات ہوگی۔

## سلام بلندی مرتبہ کا باعث

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلام کو عام کرو، تاکہ بلند رہو۔
(مجمع جلد ۸ صفحہ ۳۰، طبرانی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۲۶)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ سلام کو خوب عام کرو اس سے خدا کے نزدیک تمہارا مرتبہ بلند رہے گا۔ کہ یہ خدا کے برگزیدہ بندوں کی عادات میں سے ہے۔ جو خدا کو محبوب و پسند ہیں۔ مزید نیک لوگوں کے درمیان تمہارا مرتبہ اخلاق کے اعتبار سے بلند رہے گا۔

## ایک دن میں بیس سلام کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک دن میں بیس مرتبہ سلام کیا خواہ جماعت کو یا تنہا لوگوں کو اور اسی دن اس کا انتقال ہوگیا تو اس پر جنت لازم ہے۔ (طبرانی، مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۳۰)

**فائدہ:** سلام کی کثرت کی فضیلت میں یہ حدیث بہت اہم اور قابل توجہ ہے کہ بیس سلام جس کے دن و رات میں ہوجائیں جنت اس کے لئے لازم ہے۔

بعض اعمال بہت سہل اور آسان اور اس کا ثواب بہت زائد ہے انہیں میں سے یہ بھی ہے۔ اسی وجہ سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سلام کی کثرت منقول ہے۔ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بازار اسی مقصد سلام کے لئے جاتے تھے۔ کہ سلام کا زیادہ موقعہ ملے اور زیادہ وہ اس کے دینی و دنیاوی فوائد کو حاصل کرسکیں۔

## سلام سے درجات بلند

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلام کو رائج کرو۔ تاکہ تمہارا درجہ بلند ہو۔ (ترغیب، مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۳۰)

**فائدہ:** سلام اخلاق حمیدہ عالیہ میں سے ہے۔ ابتداء کرنا تواضع و مسکنت کی علامت ہے۔ اور یہ دنیا و دین میں بلندی مرتبہ کی دلیل ہے۔

## آپس کے کیا حقوق ہیں؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔

❶ ان سے ملاقات ہوتو سلام کرو۔

❷ دعوت دے تو قبول کرو۔

❸ نصیحت چاہے تو نصیحت کرو۔

❹ چھینکنے پر "الحمد لله" کہے تو "یرحمك الله" کہو۔

❺ بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرو۔

❻ مرجائے تو اس کے جنازہ میں شریک ہو۔ (ترغیب جلد۲ صفحہ۴۲۶)

**فائدہ:** دیگر روایتوں میں اس سے زائد بھی حقوق بتائے گئے ہیں۔ تاہم سلام کرنا اسلام کے بلند پایہ مکارم اخلاق میں سے ہے جو خدائے پاک نے مسلمانوں کے درمیان محبت ومودت کے قائم رہنے کے لئے مشروع کیا ہے۔

## سلام میں پہل کرنے والا افضل

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو سلام میں پہلے کرے وہ لوگوں میں بہتر ہے۔ (ابوداؤد صفحہ ۷۰۶، ترمذی)

**فائدہ:** سلام میں پہل کرنے والا باعث فضیلت ہے۔ بعض لوگ انتظار میں رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ یہ خود سلام کرے۔ سو یہ فضیلت سے محرومی اور کبر کی علامت ہے۔

## سلام کا مسنون طریقہ

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملاقات کرے۔ تو اس طرح سلام کہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ (ابن سنی صفحہ ۲۰۰، ابوداؤد)

**فائدہ:** زندہ کو سلام کرنے کا مسنون اور متعارف طریقہ جس پر امت کا تعامل ہے انہیں الفاظ کے ساتھ ہے۔ گو سلام یا السلام علیکم سے بھی سلام ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ آہستہ سے سلام کرتے ہیں۔ تمام کلمے صحیح طور پر سنائی نہیں دیتے۔ یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے۔ سلام زور سے صاف لفظوں میں کرے۔

## سلام میں پہل کرنے والے کو دس نیکیاں زائد

غالب قطان کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں پر سلام کرے اسے دس نیکیاں ملیں گی۔ (ابن سنی صفحہ ۱۷۶)

**فائدہ:** سلام میں پہل کرنا زیادتی ثواب کا باعث ہے اور تواضع ومسکنت کی علامت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ سلام میں سبقت کی تھی۔ متکبرین جاہ ووقار والے ابتداء سلام کم کرتے ہیں وہ دوسروں کے سلام کا

انتظار کرتے ہیں۔ یہ اچھی بات نہیں۔

## سلام کا جواب نہ دینے پر وعید

حضرت عبدالرحمٰن بن شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سلام کا جواب نہ دے وہ میری امت میں سے نہیں۔ (ابن سنی صفحہ ۱۷)

**فائدہ:** خیال رہے کہ ابتداء سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب ہے۔ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب کے فرض ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ (حاشیہ ابن سنی)

اس سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ جو کسی ناراضگی اور شکایت یا باہمی اختلاف کی وجہ سے جواب نہیں دیتے یہ درست نہیں۔ یہ کبر اور فسق ہے۔

## خطوط و مرسلات میں تحریری سلام

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام تعزیت نامہ جوان کے صاحبزادے کی وفات پر لکھا تھا اس کی ابتداء آپ نے بسم اللہ کے بعد سلام سے اس طرح کی تھی۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ سَلَامٌ عَلَيْكَ فَاِنِّىْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَمَّا بَعْدُ" (الحدیث رواہ الحاکم حصن صفحہ)

**فائدہ:** نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی کسی کو خط یا مراسلہ لکھوایا تو اولاً سلام لکھوایا۔ پھر مقصد تحریر پیش کیا۔ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اسی طریقہ پر عمل کیا۔ امام بخاری نے ادب المفرد میں باب قائم کیا ہے۔ "كَيْفَ يَكْتُبُ صَدْرَ الْكِتَابِ" کہ خطوط و مراسلہ کی ابتداء کس طرح کرے۔ پھر حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ان روایتوں کو بیان کیا ہے جس میں خطوط و مراسلہ کی ابتدا بسم اللہ اور سلام سے ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ انہوں نے بیعت کے متعلق جب عبدالملک کو خط لکھا تو اس طرح لکھا۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لِعَبْدِ الْمَلِكِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ سَلَامٌ عَلَيْكَ" (ادب مفرد صفحہ ۳۲۷)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ کو خط لکھا تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد "سلام عليك امير المؤمنين ورحمة الله" لکھا۔ (ادب مفرد صفحہ ۳۲۷)

خیال رہے کہ حدیث پاک میں السلام قبل الکلام۔ ہر گفتگو اور بات سے قبل سلام سنت ہے۔ ظاہر ہے کہ تحریری مکاتب و مراسلہ بھی کلام ہے۔ لہٰذا اس کی ابتداء بھی سلام سے ہونی چاہئے۔ اسی پر حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور خیر القرون اور اس کے بعد کا تعامل ہے۔ اس لئے اہل اسلام کے لئے خطوط اور مراسلہ میں بسم

اللہ پھر سلام کا لکھنا صرف طریق مسنون ہی نہیں بلکہ اسلامی شعائر میں سے بھی ہے۔

## ۷۸۶ کا لکھنا خلاف سنت ہے

خیال رہے کہ خطوط اور مراسلہ میں ۷۸۶ لکھنے کا بہت عام رواج ہے۔ یہ بالکل غلط اور خلاف سنت و اسلاف ہے۔ اس کے لکھنے سے ہرگز سنت نہ ادا ہوگی نہ سنت کا ثواب ملے گا۔ احادیث و آثار سے جو طریقہ ثابت ہے وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سلام علیک یا السلام علیک ہے۔ یہی خیر القرون کا عمل رہا ہے۔ خیر القرون اور اس کے بعد ائمہ محققین میں سے کسی سے بھی یہ عدد لکھنا ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا اس طریقہ کو چھوڑنا اور ترک کر کے طریقہ سنت کو رائج کرنا لازم ہے۔ اور یہ عذر شرعاً معتبر نہیں کہ بسم اللہ کے لکھنے سے بے ادبی ہوتی ہے بچانا لازم ہے وہ ایسے کاغذوں کو محفوظ جگہ میں رکھ کر دفن کر دیا کریں یا جلا کر زمین میں چھپا دیا کریں۔ اس طرح بجائے السلام علیک کے محض سلام مسنون لکھنا یہ بھی بہتر نہیں اس سے سلام کا جو ثواب آیا ہے وہ نہیں ملتا۔ عوام ہی نہیں خواص بھی اس سے غافل ہیں۔ دراصل ماحول میں کوئی چیز رائج ہو جاتی ہے تو پھر اس کے خلاف جلدی ذہن نہیں جاتا۔ اور رواج شدہ امور کو مشروع سمجھا جانے لگتا ہے۔ خدائے پاک دین کا فہم اور علم پھر اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

## ہر اعلیٰ ادنیٰ کو سلام کرے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے۔ اور چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے۔ اور قلیل کثیر کو سلام کرے۔ (بخاری صفحہ ۹۲۱)

**فَائِدَہ:** مقصد یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کو سلام کرے۔ اعلیٰ ادنیٰ کو سلام کرے۔ تاکہ تواضع اور ربط محبت کی شکل پیدا ہو۔ بڑے مرتبہ والے چھوٹے کو سلام کریں گے تو چھوٹے بھی سلام کریں گے۔ غیروں کی طرح یہ طریقہ ہمارے یہاں نہیں کہ ادنیٰ اعلیٰ کو چھوٹے بڑے کو سلام کریں۔ بلکہ ہر مؤمن ایک دوسرے کو سلام کرنے میں سبقت کرے۔ اسی طرح خواہ متعارف ہو یا غیر متعارف سب کو سلام کرے۔

## سلام تین مرتبہ تک کرے

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے۔ اور گفتگو کرتے تو تین مرتبہ اس کو لوٹاتے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۳۲)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ آپ اجازت لیتے وقت سلام کرتے۔ پہلے دوسرے میں جواب نہ ملنے پر تیسری مرتبہ سلام کرتے اگر تیسرے کا جواب نہ دیا جاتا تو واپس ہو جاتے۔

## سونے والے کو سلام کس طرح کرے؟

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں (اپنے گھر) تشریف لاتے تو اس طرح سلام کرتے کہ سویا ہوا جاگتا نہیں اور جاگتا ہوا سن لیتا۔ (ادب مفرد صفحہ ۳۰۳)

**فائدہ:** یعنی آپ آہستہ سلام فرماتے تا کہ سوتا آدمی جاگ نہ جائے اور اس کی نیند میں خلل نہ پڑے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سونے والے شخص کی رعایت لازم ہے۔ کہ اس کی نینداس کے سبب سے نہ ٹوٹے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سوتے ہوئے کے قریب نہ زور سے گفتگو کرے۔ نہ کوئی ایسی حرکت کرے کہ اس کی نیند ٹوٹ جائے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ کسی سبب سے نیند ٹوٹ جاتی ہے تو دوبارہ نہیں آتی جو اس کے لئے پریشانی کی بات ہوتی ہے۔ اور کسی مؤمن کو اپنے فعل سے تکلیف و پریشانی میں ڈالنا درست نہیں۔

## بغیر سلام کے اجازت نہیں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اجازت چاہنے سے قبل سلام نہ کرے اسے اجازت نہ دو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۱، مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۳۲)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ کسی کے گھر یا مجلس وغیرہ میں آنے کی اجازت چاہے اور پہلے سلام نہ کرے تو اسے داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ اولاً سلام کرے پھر اجازت چاہے۔

## بغیر سلام کے آئے تو واپس کردے

صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے نہ اجازت لی نہ سلام کیا تو آپ نے ان سے فرمایا کہ واپس ہو جاؤ۔ اور کہو السلام علیکم، کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟ (ترمذی صفحہ ۱۰۰)

**فائدہ:** کسی کے گھر یا کمرہ وغیرہ میں جائے تو اولاً سلام کر کے اجازت لے لے۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اگر بغیر سلام کے داخل ہو جائے تو اسے واپس کردے اور سلام کے ساتھ داخل ہونے کی تاکید کرے۔ بعض لوگ واپس کرنے سے ناراض ہو جاتے ہیں اور اسے تشدد قرار دیتے ہیں۔ خیال رہے کہ آپ راہ اعتدال پر تھے متشدد نہ تھے۔ یہ تو طریقہ مسنون کی ترویج و مشق ہے۔

## بخیل کون ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرے۔ (ادب مفرد صفحہ ۲۹۹)

**فائدہ:** یعنی جو شخص سلام کا عادی نہیں۔ لوگوں کو سلام نہیں کرتا وہ بخیل ہے۔ اور بخل کی مذمت جو حدیث پاک

میں ہے اس کا مستحق ہے۔

## کسی کے سلام کا جواب کس طرح دے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ان سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام سلام کہتے ہیں۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: علیہ السلام و برکاتہ۔

(ترمذی جلد۲ صفحہ ۹۹، بخاری صفحہ ۹۲۴)

**فائدہ:** سلام کے جواب میں سلام کرنے والے کے مقابلہ میں دعائیہ کلمہ زائد کرنا افضل ہے۔

## کسی دوسرے کو سلام بھیجنا

حضرت غالب ابن قطان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ مجھے میرے والد نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ ان کے پاس جاؤ اور سلام پیش کرو۔ چنانچہ میں نے آپ کی خدمت میں والد کا سلام پیش کیا تو آپ نے فرمایا "عَلَیْکَ وَعَلٰی اَبِیْکَ السَّلَامُ" (نزل الابرار صفحہ ۳۵۰)

**فائدہ:** اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ غائب کو سلام بھیجنا مسنون مشروع ہے۔ اور جواب میں سلام لانے والے کو بھی شامل کرے اور اس طرح جواب دے وعلیک وعلیہ السلام۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹھی تھیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ اللہ تعالیٰ حضرت خدیجہ کو سلام کہہ رہے ہیں۔ (نسائی، نزل صفحہ ۳۵۰)

**فائدہ:** سبحان اللہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کیا عظیم مرتبہ تھا کہ خدا کی جانب سے سلام پیش کیا جا رہا ہے۔ کسی کو سلام بھیجنا خدائے تعالیٰ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مبارک فعل ہے۔

## مجلس میں آتے اور اٹھتے وقت سلام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی مجلس میں آئے تو سلام کرے پس اگر بیٹھ گیا۔ پھر ختم مجلس سے پہلے اسے اٹھنے کی ضرورت پیش آئے تو سلام کرے۔ (پھر اٹھے)۔

(ادب مفرد صفحہ ۲۹۸)

**فائدہ:** مطلب یہ کہ پہلا سلام کافی نہیں بلکہ اٹھتے وقت پھر سلام کرے۔ مگر خیال رہے کہ اگر تقریر یا ذکر وغیرہ میں لوگ مشغول ہوں تو سلام نہ کرے۔

## سلام کا ثواب

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی! جو شخص بھی

مجلس سے گزرتا ہے۔اور اہل مجلس کو سلام کرتا ہے۔تو اس کا درجہ بلند ہوتا ہے دس نیکیاں لکھی جاتیں ہیں۔
(مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۳۱)

## سلام کا ثواب کم اور زائد

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا السلام علیکم۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اور فرمایا دس نیکیاں۔ پھر ایک شخص آیا اور اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اور فرمایا بیس نیکیاں۔ پھر ایک شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیس نیکیاں۔

اسی طرح سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جس نے السلام علیکم کہا وہ دس نیکیاں۔اور جس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا وہ بیس نیکیاں اور جس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا وہ تیس نیکیاں پائے گا۔ایک روایت میں پچاس نیکیوں کا ذکر ہے۔(مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۳۱)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ سلام کے الفاظ کی کمی زیادتی سے ثواب میں کمی زیادتی ہوتی ہے۔

## تھوڑا وقفہ ہو تب بھی سلام کرے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے۔ اگر درخت کی آڑ آجائے یا کوئی دیوار حائل ہو جائے اور پھر سے سامنا ہو جائے تو سلام کرے۔(مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۹، ابوداود صفحہ ۷۰۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ساتھ چلتے اور درخت حائل ہو جاتا، جس کی وجہ سے دونوں جانب بٹ جاتے کوئی دائیں کوئی بائیں پھر جب باہم ملتے تو ایک دوسرے کو سلام کرتے۔(ترغیب صفحہ ۴۲۸، ادب مفرد صفحہ ۲۹۸)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ سلام کو تھوڑا وقفہ بھی ہوا ہو تو سلام کرے۔ ہمارے ماحول میں رائج ہے کہ سلام کو تھوڑا وقفہ ہوا اور پھر ملاقات ہو جائے تو سلام نہیں کیا جاتا سوچا جاتا ہے کہ ابھی تو کیا ہی ہے۔سو اس روایت اور تعامل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے معلوم ہوا کہ اگر بہت معمولی وقفہ بھی ہوا اور سلام کیا ہو پھر سلام کرے۔کہ یہ دعا ہے جس قدر زیادہ ہو بہتر اور باعث ثواب ہے۔

## سلام میں زائد الفاظ کہاں تک استعمال کرے

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا السلام علیکم۔آپ نے جواب دیا اور فرمایا دس نیکیاں۔ پھر ایک شخص آیا اور اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔آپ

نے جواب دیا اور فرمایا بیس نیکیاں۔ پھر ایک شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے جواب دیا وہ بیٹھ گئے پھر فرمایا تیس نیکیاں۔ معاذ بن انس کی روایت میں ہے کہ پھر ایک شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔ آپ نے فرمایا چالیس نیکیاں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۹، ابوداود جلد۲ صفحہ ۷۰۶، ترغیب جلد۲ صفحہ ۴۲۹)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ سلام میں مغفرتہ تک زائد کیا جاسکتا ہے۔ متعدد احادیث شریفہ سے یہ بات ثابت ہے۔ اگرچہ مغفرتہ والی حدیث ضعیف ہے۔ محدث ابوداود نے لکھا ہے کہ فضائل میں معتبر ہے۔ لہٰذا اس کلمہ تک اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ اس کے بعد رضوانہ کی روایت میں بھی اضافہ کا ثبوت ہے۔ چنانچہ علامہ نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ابن سنی کی عمل الیوم واللیلہ کے حوالہ سے یہ روایت بیان کی ہے:

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اپنے اصحاب کی بکریاں چرارہا تھا۔ اس نے آپ کو السلام علیکم یا رسول اللہ کہا۔ آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ ورضوانہ۔ (الاذکار صفحہ ۲۰۹)

اسی طرح حافظ ابن حجر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے فتح الباری میں بیہقی کی شعب الایمان کے حوالہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ زید ابن ارقم رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں ہمیں جب نبی پاک ﷺ سلام فرماتے تو ہم لوگ جواب میں یہ کہتے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔

ان روایتوں کے ذکر کرنے کے بعد حافظ ابن حجر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں کہ ان احادیث ضعیفہ کے انضمام سے قوت پیدا ہوجائے گی اور برکاتہ سے زائد کی گنجائش (یعنی مغفرتہ تک) نکل آئے گی۔ اوجز المسالک شرح موطأ امام مالک میں بھی اس مغفرتہ کی زیادتی کو جائز قرار دیا ہے۔ گوسنت (جس پر آپ نے دوام اختیار کیا ہے) معروف روایتوں میں (یعنی برکاتہ تک ہے) ادب مفرد میں امام بخاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے منتہی السلام کا باب قائم کیا ہے کہ سلام کی انتہا کہاں تک ہے۔ پھر حضرت خارجہ ابن زید ثابت کے اس اثر کو پیش کیا ہے۔ وہ خط میں سلام اس طرح لکھتے ہیں۔ السلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ وطیب صلوتہ اس سے امام بخاری یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ برکاتہ پر اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ (صفحہ ۲۹۶)

اس طرح امام بخاری نے ادب المفرد میں حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا کے ایک اثر کو نقل کرتے ہوئے برکاتہ پر زیادتی کو ثابت کیا ہے۔ کہ سالم ان کے غلام بیان کرتے ہیں میں نے ان کو ایک مرتبہ اس طرح سلام کیا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تو انہوں نے جواب میں کہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وطیب صلواتہ۔

(ادب مفرد صفحہ ۳۰۰)

ان تمام احادیث وآثار کا خلاصہ یہ ہے کہ برکاتہ پر زیادتی کی گنجائش ہے۔ مگر اس کے خلاف حضرت ابن

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ برکاتہ منتہی سلام ہے۔ اس کے بعد زیادتی کی اجازت نہیں۔ چنانچہ حافظ ہی نے فتح الباری میں نقل کیا ہے۔ جو بیہقی کی شعب الایمان کے حوالہ سے ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں آتے ہوئے اس طرح سلام کیا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: برکاتہ تک بس۔ یہیں تک کافی ہے۔ (فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۶)

اس روایت کا اعتبار کرتے ہوئے فقہاء احناف نے برکاتہ تک اجازت دی ہے۔ چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں۔

اوراسی طرح ہندیہ میں بھی ہے "لا ينبغي ان يزاد على البركات" (جلد ۵ صفحہ ۳۲۵)

مگر احادیث و آثار صحابہ کے پیش نظر برکاتہ کے بعد مغفرتہ کی اجازت ملتی ہے۔ خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں عملاً اس کا ثبوت ہے۔ ممکن ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے منع کرنے کا مقصد اس کا مسنون جس پر آپ کا عمل رہا ہو اس کا اختیار کرنا ہو۔ اور اپنے عمل میں مغفرتہ وغیرہ کا اضافہ حد جواز کو اختیار کرنے کے اعتبار سے ہو۔

## متعارف اور واقفین ہی کو سلام کرنا قیامت کی علامت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ لوگ جاننے اور پہچاننے والے کو سلام نہ کریں۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۳۲)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ قیامت کے قریب سلام خاص لوگوں کے لئے ہو جائے گا۔

(ادب مفرد صفحہ ۳۰۸)

**فائدہ:** ہر اہل ایمان کا آپس میں سلام کرنا حق ہے خواہ ایک دوسرے کو پہچانے یا نہ پہچانے۔ صرف متعارف اور واقفین کو سلام کرنا مذموم اور ناپسندیدہ عادت ہے۔ جو قیامت کی علامت ہے۔ چنانچہ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ جس سے تعارف ہوتا ہے صرف اسی کو سلام کرتے ہیں۔

## ہر ایک مؤمن کو سلام کرے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آکر پوچھا اسلام کے اچھے پسندیدہ اعمال کیا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو کھانا کھلاؤ، اور سلام کرو خواہ متعارف ہو یا غیر متعارف ہو۔

(بخاری صفحہ ۹۲۱، ادب مفرد ۳۹۲)

## مشترک مجلس میں بھی سلام کرے

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی مجلس سے گزرے جس میں

مسلمان اور یہود ملے بیٹھے تھے۔ تو آپ نے سلام کیا۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۹۹، بخاری صفحہ۹۲۴)

**فائدہ**: یعنی ایسی مجلس میں بھی سلام کرے جس میں غیر مسلم وغیرہ بھی ہوں۔ کہ مسلمان مراد ہوں گے اور وہی جواب بھی دیں گے۔ یعنی نیت اہل اسلام کے سلام کی کرے۔ اور جواب بھی مسلمانوں کو ہی دینا چاہئے۔

## عورتیں رشتہ دار اور محرم کو سلام کریں

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی آپ غسل فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہ پردہ کرا رہی تھیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ (مسلم، نزل الابرار صفحہ۳۵۱)

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام فرمایا۔ (مشکوٰۃ صفحہ۳۹۹، مسند احمد)

**فائدہ**: خیال رہے کہ اپنی والدہ بہن چچی پھوپھی اور محارم رشتہ داروں کو سلام کرنے کی اجازت ہے قریبی رشتہ داروں میں چچا کی لڑکی۔ یا ماموں پھوپھی کی جوان لڑکی کو سلام کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اسی طرح اجنبی عورتوں کو بھی سلام کرنا درست نہیں۔ (حاشیہ بخاری جلد۲ صفحہ۹۲۳)

بوڑھی عورتوں کو جب اتہام وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو تو سلام کی اجازت ہے۔ اجنبی عورتوں کو اگر سلام کوئی کر دے تو جواب واجب نہیں ہے۔ اگر جواب دینا چاہے تو دل میں جواب دے سکتی ہے۔ آواز سے جواب دینا درست نہیں۔ (شامی جلد۶ صفحہ۳۶۹)

## عورتیں اجنبی مردوں کو سلام نہ کریں

حضرت واثلہ ابن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد عورتوں کو سلام کریں۔ (جب کہ اجنبیہ نہ ہو فتنہ کا خوف نہ ہو)۔

اور عورتیں مردوں کو (جب کہ اجنبی ہوں یا فتنہ واتہام کا اندیشہ ہو) سلام نہ کریں۔ (ابن سنی صفحہ۲۱۶)

**فائدہ**: عورتیں صرف اپنے محارم اور رشتہ داروں کو جب کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو سلام کر سکتی ہیں۔ کہ ان کی آواز عورت ہے۔ اسی وجہ سے اذان اقامت ان سے ممنوع ہے۔ لہٰذا اجنبی مردوں کو اور غیر محرم رشتہ داروں کو سلام نہ کرے۔ (فتح الباری صفحہ۳۴)

## گھر میں داخل ہونے کے وقت سلام کرے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہو کہ شیطان نہ تو اس کے کھانے میں شریک ہو، نہ اس کے ساتھ سونے میں اور نہ اس کے ساتھ رات گزارنے

میں تو جب گھر میں داخل ہو تو سلام کرے اور کھانا کھائے تو اللہ کا نام لے۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۳۸)

**فائدہ:** جس شئے پر اور جس کام پر اللہ کا نام لیا جاتا ہے شیطان اور اس کے تصرف سے وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ جب گھر میں داخل ہونے کے وقت اللہ کا نام لے لیا جائے گا تو شیطان اس کے ساتھ گھر میں داخل نہ ہوگا۔

## سلام شیطان سے حفاظت کا باعث

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے گھروں میں داخل ہو تو اہل خانہ کو سلام کرو۔ جب تم سلام کرو گے تو شیطان تمہارے گھر میں داخل نہ ہوگا۔

(مکارم للخرائطی جلد ۲ صفحہ ۸۱۶)

## سلام گھر میں خیر و برکت کا باعث

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آٹھ سال تک آپ کی خدمت کی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے انس وضو کو مکمل طور پر ادا کرو۔ عمر میں زیادتی ہوگی۔ امت کے افراد میں سے جس سے ملاقات ہو (خواہ پہچان ہو یا نہ ہو) سلام کرو۔ نیکیاں زائد ہوں گی۔ اور جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو اہل خانہ پر سلام کرو گھر کی بھلائی میں اضافہ ہوگا۔ (طبرانی جلد ۲ صفحہ ۲۰، الخرائطی صفحہ ۸۱۷)

**فائدہ:** یہ تین نصیحتیں بڑی گرانقدر ہیں۔ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام برکت اور خیر کا باعث ہے۔ جو اپنے گھر کو خیر و برکت سے بھرا دیکھنا چاہتے ہیں وہ سلام کی عادت ڈالیں۔ خود بھی کریں بچوں کو بھی عادت ڈالیں۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے بیٹے جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کرو۔ تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے برکت کا باعث ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۹۹، بیہقی فی الشعب)

## گھر سے نکلتے وقت بھی سلام کرے

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم گھر میں داخل ہو تو سلام کرو۔ اور جب تم گھر سے نکلو تو سلام کے ساتھ رخصت ہو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۹)

**فائدہ:** جس طرح گھر میں داخل ہوتے وقت سلام مسنون ہے اسی طرح گھر سے نکلتے وقت بھی سلام مسنون ہے۔

## کون خدا کی حفاظت میں؟

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی خدائے پاک کی ضمانت و ذمہ داری میں ہوں گے۔ زندہ رہے تو خدا کی حفاظت میں رہیں گے۔ موت آئی تو جنت میں داخل ہوں گے۔

❶ جو گھر میں داخل ہو تو سلام کرتا ہوا داخل ہو۔ یہ خدا کی ضمانت اور حفاظت میں ہے۔

❷ مسجد سے (عبادت کر کے) نکلنے والا خدا کی ضمانت وحفاظت میں۔

❸ جو خدا کے راستہ میں نکلے وہ خدا کی ضمانت اور حفاظت میں۔ (ادب مفرد صفحہ ۳۲۰)

**فَائِدَہ:** ہر مسلمان کو خدا کی ضمانت اور حفاظت کی ضرورت ہے۔ کون اس کا انکار کر سکتا ہے۔ بہت ہلکے اعمال اور ثواب اس قدر اہم ہے۔ خیال رہے کہ گھر میں داخل ہوتے ہوئے سلام کی بڑی تاکید ہے۔ اور دینی و دنیاوی برکات وفوائد ہیں۔

## بچوں کو بھی سلام کرنا مسنون

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے سلام کیا۔ (بخاری صفحہ ۹۲۳، مسلم)

**فَائِدَہ:** آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بچوں کو بڑی محبت سے سلام فرماتے۔ جس سے آپ کے اخلاق کا پتہ چلتا ہے۔ نیز بچوں کو سلام کرنے کا مقصد اس کی تعلیم ہے کہ وہ سلام کے عادی ہوں۔ اس وجہ سے امام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے باب "التسليم على الصبيان" قائم کر کے اشارہ کیا ہے کہ بچوں کو سلام کرنا مسنون ہے۔ علامہ نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بھی اس کا استحباب نقل کیا ہے۔ حافظ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اس امرد مراہق کو جس سے فتنہ کا اندیشہ ہو مثلاً خوب رو ہو تو ممنوع قرار دیا ہے۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۹۸۸)

## چھوٹا بڑے کو سلام کرے

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ اور چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے۔ اور قلیل کثیر کو سلام کرے۔

**فَائِدَہ:** مقصد یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کو سلام کرے۔ تاہم ادب اور شرافت کا تقاضہ یہ ہے کہ چھوٹے پر بڑوں کا اکرام ہے۔ لہٰذا اولاً چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ابتداء سلام چھوٹے ہی کے ذمہ ہے۔ بلکہ بڑا بھی چھوٹے کو سلام کرے تاکہ بچوں کی تعلیم اور عادت ہو۔

## غیروں کو سلام میں پہل نہ کرے

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کو سلام میں تم پہل نہ کرو۔ (مشکوۃ صفحہ ۳۹۸)

**فَائِدَہ:** جب اہل کتاب کو سلام میں پہل کرنے کی ممانعت ہے تو مشرکین اور بت پرستوں کی بدرجہ اولیٰ

ہوگی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ سلام میں پہل اکرام واحترام کی علامت ہے اور یہ اس کے مستحق نہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ وہ سلام کریں تو جواب دیا جاسکتا ہے مگر علیہم السلام نہ کہا جائے بلکہ "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ" کہا جائے گا۔

## مجلس میں ایک شخص کا جواب کافی ہے

حضرت حسن بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے پوچھا گیا کہ لوگ گھر میں آنے کی اجازت چاہتے ہیں ہمیں کیا ایک کی اجازت سب کے لئے کافی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ایک کی اجازت کافی ہے۔ پھر پوچھا لوگ گزرتے ہیں اور ان میں سے ایک سلام کرتا ہے کیا جماعت کی جانب سے کافی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا گیا قوم کا ایک فرد جواب دیتا ہے کیا یہ سب کی طرف سے کافی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۳۵)

**فَائِدَة:** مطلب یہ ہے کہ جماعت کے ایک شخص کا اجازت میں سلام کرنا۔ جواب دینے میں کافی ہے۔ پوری جماعت کی ضرورت نہیں کہ ہر ہر شخص سلام کرے اور یا ہر ہر شخص جواب دے۔

## تنہا شخص جماعت کو سلام کرے

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ شادی سے واپس آتے ہوئے آپ کی ملاقات ایک جماعت سے ہوئی جس میں عورتیں بچے اور غلام وغیرہ تھے تو آپ نے ان سب کو سلام کیا۔ (ابن سنی صفحہ ۱۸۹، بخاری، مسلم)

مطلب یہ ہے کہ فرد جماعت کو سلام کرے۔ اسی لئے امام بخاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی اور دیگر محدثین نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے فرمان مبارک قلیل کثیر کو سلام کرے پر باب قائم کیا ہے۔ **"سلام القليل على الكثير"** باوجودیکہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ افضل الخلائق سید الانام والمرسلین تھے ہر موقعہ پر خواہ کسی طبقہ کے لوگ ہوں سلام میں سبقت کرتے تھے۔ افسوس کہ بسا اوقات ماحول اور عرف میں بڑوں کو دیکھا جاتا ہے وہ سلام میں سبقت کے بجائے دوسرے کے سلام کرنے کو شرف کا باعث سمجھتے ہیں۔ خصوصاً دینی و دنیاوی عہدے والوں کو سلام میں سبقت کرنا ایک عار جیسا محسوس ہوتا ہے۔ جو شرعاً مذموم ہے۔

## مقررین اور خطیبوں کا تقریر اور خطبہ سے پہلے سلام

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب منبر پر تشریف لاتے تو لوگوں کی طرف رخ فرماتے اور ان کو سلام فرماتے۔ (طبرانی، عمدۃ القاری جلد ۵ صفحہ ۲۲۰)

حضرت شعبی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے مرسلاً بیان کیا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب جمعہ کے دن منبر پر تشریف لاتے تو لوگوں کی طرف رخ فرماتے۔ اور السلام علیکم فرماتے ۔ (پھر خطبہ دیتے) اسی طرح حضرت ابوبکر اور عمر

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے۔

ابونفرہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب منبر پر تشریف لاتے تو لوگوں کو سلام فرماتے۔ عمر بن مہاجر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی جب منبر پر تشریف لاتے تو لوگوں کو سلام فرماتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۴)

**فَائِدَہ**: اس سے معلوم ہوا کہ تقریر اور خطبہ سے قبل سلام مشروع ہے۔ بعض حضرات اس پر نکیر کرتے ہیں سو یہ درست نہیں ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ البتہ احناف کے نزدیک خطبہ سے قبل سلام کرنا۔ خطبہ کی سنتوں میں سے نہیں ہے کہ اس کا فقہی سنت ہونے کے اعتبار سے اہتمام کیا جائے گا۔ (بحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۱۵۸)

طحطاوی علی المراقی میں حدادی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اور مشائخ احناف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی ایک جماعت کا قول لکھا ہے کہ خطیب سلام کرے۔

علامہ شامی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بھی جوہرہ کے حوالہ سے لابأس کہہ کر اجازت دیتے ہوئے کراہت جو ترک کا مفہوم تھا نفی کی ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۱۵۰)

خیال رہے کہ گو اس باب کی یہ احادیث ضعیف ہیں۔ مگر ان احادیث سے مشروعیت ہی نہیں استحباب بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ابن ہمام رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی فتح القدیر کے حوالہ سے ہے۔ ضعیف سے استحباب ثابت ہو جاتا ہے۔

لہٰذا خطبہ عیدین و جمعہ اور اسی طرح خطاب و تقریر سے پہلے آتے ہوئے بیٹھتے ہوئے سلام کرنا مشروع ہے اس پر رد اور نکیر درست نہیں۔

## پیشاب کرنے والے کو سلام نہ کرے

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ایک شخص نے پیشاب کرنے کی حالت میں سلام کیا تو آپ نے جواب نہیں دیا۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰۱)

**فَائِدَہ**: پیشاب یا پاخانہ کرتے ہوئے کسی شخص کو سلام کرنا منع ہے۔ اور جواب دینا بھی منع ہے۔ اسی طرح ان مقامات پر سلام کرنا منع ہے۔

1. درس یا سبق کی مجلس میں۔
2. نماز پڑھتے ہوئے شخص کو۔
3. جو شخص ذکر و تلاوت کلام پاک میں مشغول ہو۔
4. کھانے والے شخص کو۔

۵ علمی تکرار اور بحث و مباحثہ کرتے ہوئے حضرات کو۔ (شامی جلد ۶ صفحہ ۴۱۵)

## علیک السلام کہنا ممنوع ہے

حضرت جابر بن سلیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ میں آپ کی خدمت میں آیا اور علیک السلام کہا۔ تو آپ نے فرمایا علیک السلام مت کہو۔ (یہ مردوں کا سلام ہے) بلکہ السلام علیکم کہو۔ (ترمذی صفحہ ۱۰۱)

**فَائِدَة:** مردوں کو جن الفاظ کے ساتھ سلام کرتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ زندوں کو سلام کرنا منع ہے۔ مردوں کا سلام علیک السلام ہے۔ خیال رہے کہ اہل جنت کا آپس میں سلام علیکم بغیر الف لام کے ہوگا۔

## غیر مسلم کو سلام نہ کرے

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ یہود نصاریٰ کو اولاً سلام نہ کرو۔ (مشکوۃ صفحہ ۳۹۸)

**فَائِدَة:** اگر کسی خطرے کا اندیشہ ہو یا کوئی ضرورت ہو تو مجبوراً سلام کیا جا سکتا ہے۔ محض خوش کرنے کے لئے کہنا مذموم ہے۔

## شرابی وغیرہ کو سلام نہ کرے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ شراب پینے والوں کو سلام مت کرو۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۲۵)

## جوا کھیلنے والے کو سلام نہ کرے

حضرت علی بن عبداللہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے تھے کہ جو شطرنج کھیلتا ہو اسے سلام نہ کرو کہ وہ جوا ہے۔

حضرت حسن بصری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کا قول ہے کہ تمہارے درمیان فاسق قابل احترام نہیں (یعنی سلام جو باعث اکرام ہے اس کے لائق نہیں)۔ (ادب مفرد صفحہ ۳۰۰)

**فَائِدَة:** جس کا فسق ظاہر ہو یا لوگوں کو گالیاں دیتا ہو یا لغو امور کا مشغلہ رکھتا ہو تو ایسے لوگوں کو سلام نہ کرے۔ (شامی جلد ۶ صفحہ ۴۱۵)

## ہاتھ یا انگلی کے اشارہ سے سلام کرنا ممنوع ہے

حضرت عمرو بن شعیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو ہمارے غیر کی مشابہت اختیار کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ اور یہود و نصاریٰ کی مشابہت مت اختیار کرو۔ اہل یہود کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے۔ اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارہ سے ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۹۹)

**فَائِدَة:** خیال رہے کہ اہل سلام کو غیروں کے طور طریق اور تہذیب اور مخصوص علامات اور عادتوں کے اختیار

سے آپ نے نہایت تاکید سے منع فرمایا ہے مگر افسوس کہ آج لوگ اسی میں مبتلا ہیں۔ اسلام خود ایک مستقل جامع مذہب ہے، اس کی اپنی تہذیب ہے۔ تو غیروں کی تہذیب اختیار کرنے کی کیا ضرورت؟ ہاتھ یا سر کے اشارہ سے سلام کرنا ممنوع ہے، بلکہ سلام سلام کے الفاظ کے ساتھ بلا اشارہ ہے۔

## سلام کے چند آداب ومسائل

❶ سلام کرنا سنت ہے۔ اور سلام کرنے والے کا جواب دینا واجب ہے۔ (شامی جلد۶ صفحہ۴۱۵)

❷ سلام اس طرح کرے کہ جس کو سلام کررہا ہے وہ سن لے۔

❸ اگر اس نے سلام کیا اور اس نے نہیں سنا تو جواب واجب نہیں۔

❹ جواب دینے والا بھی اسی طرح جواب دے کہ سلام کرنے والا سن لے۔

❺ اگر کسی کے سلام کے جواب میں وعلیکم کہا تو جواب ہوگیا۔ (شامی)

❻ خطوط اور مراسلہ میں جو سلام لکھا جاتا ہے اس کا جواب بھی واجب ہے۔ خواہ زبانی دے یا خط کے اوپر ہی لکھ دے۔

❼ سلام کا جواب اسی وقت واجب ہے جس وقت سلام کیا جائے۔ (شامی صفحہ۴۱۵)

❽ کوئی شخص دوسرے کا سلام پہنچائے تو اولاً سلام پہنچانے والے کو جواب دے۔ پھر اس غائب کو سلام کا جواب دے۔ مثلاً اس طرح وعلیک وعلیہ السلام۔ (الشامی صفحہ۴۱۵)

❾ افضل اور اولیٰ یہ ہے کہ سلام اور جواب برکاتہ تک کرے۔ یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(ہندیہ جلد۵ صفحہ۳۲۵)

❿ اگر ملاقات ہونے پر ہر ایک نے ایک ساتھ سلام کیا۔ تو ہندیہ میں لکھا ہے ہر ایک جواب دے۔

(ہندیہ جلد۵ صفحہ۳۲۵)

⓫ ہر آنے والے پر سلام ہے۔ (ہندیہ جلد۵ صفحہ۳۲۵)

⓬ اگر کسی کا نام لے کر سلام کیا تو اسی پر جواب واجب ہے۔ اور دوسرے نے جواب دیا تو جواب ادا نہ ہوگا۔ اور اس پر جواب واجب رہے گا۔ مثلاً کسی نے السلام علیکم یا خالد کہا تو خالد پر ہی جواب واجب ہوگا۔

(ہندیہ صفحہ۳۲۵)

⓭ اگر گھر میں کوئی آدمی نہ ہو تب بھی سلام کرے۔ اور اس طرح سلام کرے۔ "**السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین**" (شامی صفحہ۴۱۳)

⓮ غیر مسلم کو سلام کرے تو اس طرح کہے۔ "**السلام علی من اتبع الھدیٰ**" (شامی صفحہ۴۱۲)

⑮ اگر مجلس میں مرد عورت دونوں ہوں تو سلام کرے اور مرد کی نیت کرے۔ ادب یہ ہے کہ پیچھے سے آنے والا آگے چلنے والے کو سلام کرے۔

⑯ سلام کرنے میں واحد صیغہ ادا کرنے کے بجائے جمع کا صیغہ افضل ہے۔ (ہندیہ صفحہ ۳۲۵)

⑰ اگر کسی نے کسی کے واسطے سے سلام بھیجا ہے تو اسے سلام پہنچانا واجب ہے۔ کہ یہ ادائے امانت ہے۔

⑱ تحریری سلام کا جواب جو خطوط یا مراسلہ میں ہوتا ہے۔ عموماً لوگ پڑھ لیتے ہیں۔ اس کا جواب نہیں دیتے نہ تحریراً نہ زبان سے۔ یہ غفلت عام ہے، سمجھتے ہی نہیں کہ اس کا جواب دینا ہے۔ خیال رہے کہ اس کا جواب خواہ تحریراً ہی خط میں یا خط کے جواب میں زبان سے دینا واجب ہے۔

## ان حالتوں میں سلام مکروہ ہے

① نماز پڑھنے والے کو سلام کرنا درست نہیں۔

② قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے شخص کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ اگر کوئی سلام کرے تو مختار یہ ہے کہ اس کا جواب دینا واجب ہے۔ (شامی صفحہ ۴۱۵، ہندیہ جلد ۵ صفحہ ۳۲۵)

③ جو شخص ذکر و وظیفہ میں مشغول ہو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح وعظ و تقریر میں مشغول شخص کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

④ تکرار، علمی مذاکرہ کے وقت سلام کرنا مکروہ ہے۔ (ہندیہ صفحہ ۳۲۶)

⑤ درس کی حالت میں جب طلبہ استاد کے پاس پڑھ رہے ہوں تو سلام کرنا مکروہ ہے۔

⑥ جمعہ اور عیدین کے خطبہ کے وقت سلام کرنا مکروہ ہے۔ (ہندیہ صفحہ ۳۲۶)

⑦ خطبہ سننے والے یا حدیث پاک یا تقریر سننے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

⑧ قاضی حاکم جو فیصلہ کرنے بیٹھا ہو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

⑨ جو شخص اذان دے رہا ہو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

⑩ اقامت کہنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

⑪ پیشاب پاخانہ کرتے ہوئے شخص کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ (ہندیہ)

① ایسا فاسق و فاجر شخص جس کا گناہ واضح اور کھلا ہوا عام ہو۔ اس کو ابتداء سلام نہ کرے۔

② اجنبی عورت کو سلام نہ کرے۔ اگر کوئی سلام کرے تو عورت اس سلام کا جواب نہ دے۔

③ عورت کسی اجنبی مرد کو سلام نہ کرے۔

④ اگر بوڑھی عمر دراز عورت ہو تو سلام کر سکتی ہیں۔ اور اس کا جواب بھی دیا جا سکتا ہے۔ (ہندیہ صفحہ ۳۲۷)

۵ رشتہ دار جوان لڑکیوں کو سلام نہ کرے۔

۶ جھوٹ کے عادی شخص کو سلام نہ کرے۔

۷ مسخرہ۔ دل آزار، مذاق اور واہیات کے عادی کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ (ہندیہ صفحہ ۳۲۶)

۸ لغویات کے عادی کو جو لغو اور واہی امور بکتا رہتا ہو سلام کرنا مکروہ ہے۔

۹ جو شخص گالم گلوچ کا عادی ہو۔ اس کی زبان پر گالی رہتی ہو تو ایسوں کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

۱۰ جو شخص نگاہ کی حفاظت نہ کرتا ہو۔ بازار سڑکوں پر بیٹھا بد نگاہی کرتا ہو۔ ایسے مقام پر بھی جاتا ہو جہاں بدنگاہی سے اپنے آپ کو مخلوط کرے تو ایسے لوگوں کو بھی سلام کرنا مکروہ ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۸)

۱۱ مبتدع بدعتی کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ ہاں کسی مصلحت یا دفع ضرر و فساد کے لئے درست ہے۔

۱۲ سائل، مانگنے والا سلام کرے تو اس کا جواب دینا واجب نہیں۔ (ہندیہ جلد ۵ صفحہ ۳۲۵)

# مصافحہ

## مصافحہ کی فضیلت

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ پر یہ حق ہو جاتا ہے کہ ان کی دعاؤں کو سنے اور دونوں ہاتھوں کے الگ ہونے سے پہلے ان کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ (بیہقی فی الشعب جلد۲ صفحہ۴۷۲)

حضرت براء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص زوال سے پہلے چار رکعت پڑھے گا گویا اس نے شب قدر میں نماز پڑھی۔ اور مسلمان جب مصافحہ کرتے ہیں تو ان کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ (بیہقی فی الشعب جلد۶ صفحہ۴۷۴)

## مصافحہ سے گناہ جھڑ جاتے ہیں

حضرت حذیفہ بن الیمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ایک مؤمن جب دوسرے مؤمن سے سلام کرتا ہے۔ مصافحہ کرتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے پتے پت جھڑ میں جھڑ جاتے ہیں۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۴۳۳)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ملاقات حضرت حذیفہ سے ہوئی۔ آپ نے مصافحہ کا ارادہ کیا (وہ ہٹ گئے) اور کہا میں حالت جنابت میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان جب اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے پتے (گری کے موسم میں) جھڑ جاتے ہیں۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۴۳۳)

حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب دو مسلمان ملاقات کرتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں پھر خدا کی حمد کرتے ہیں اور اللہ سے استغفار کرتے ہیں تو اللہ ان کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ (بیہقی فی الشعب صفحہ۴۷۴)

## جو مسرت اور بشاشت سے مصافحہ کرتا ہے

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ جب دو مسلمان ایک دوسرے سے ملتے اور مصافحہ کرتے ہیں

تو ستر مغفرت ان کے درمیان تقسیم ہوتی ہے۔۶۹ اس کے لئے جو بشاشت اور مسکراتے چہرے سے ملتا ہے۔
(مکارم الخرائطی صفحہ ۸۲۰)

## سلام کے بعد مصافحہ بھی کرے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سلام مکمل اس وقت ہوگا کہ جب تم اپنے بھائی سے مصافحہ بھی کرو۔ (ادب مفرد صفحہ ۹۶۸)

مطلب یہ ہے کہ موقع ہو تو سلام کے بعد مصافحہ بھی کرو۔ نیز چونکہ مصافحہ سلام کا نتیجہ ہے۔ اس لئے اولاً سلام پھر مصافحہ ہو۔

## بچوں سے بھی مصافحہ ہو

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ادب المفرد میں مصافحہ الصبیان کا باب قائم کر کے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث پیش کی کہ وہ تمام لوگوں سے مصافحہ کر رہے تھے۔ (ادب مفرد صفحہ ۲۸۶)

**فائدہ:** ان میں سلمہ بن وردان بھی تھے جو چھوٹے تھے۔

## مصافحہ سے پہلے سلام ہو

حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مصافحہ نہ فرماتے جب تک کہ سلام نہ فرما لیتے۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۳۶)

خیال رہے کہ مصافحہ سلام کا نتیجہ ہے۔ اس لئے مصافحہ کے بعد سلام یا صرف مصافحہ ہو سلام نہ ہو یہ خلاف شرع خلاف سنت ہے۔ بسا اوقات بھیڑ اور ازدحام کے موقعہ پر لوگ مصافحہ کرتے ہیں اور سلام نہیں کرتے۔ یہ خلاف سنت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مصافحہ بلا سلام منقول نہیں۔

## مصافحہ سلام کا اتمام ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں عیادت مریض کا اتمام یہ ہے کہ اس پر ہاتھ رکھے اور اس کا حال پوچھے۔ اور سلام کا اتمام یہ ہے کہ مصافحہ کرے۔
(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰۲، بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۴۷۲، ادب مفرد)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلام کی تکمیل مصافحہ سے ہوتی ہے۔ (ترمذی صفحہ ۱۰۲، ترغیب صفحہ ۴۳۴)

## مصافحہ سے دل صاف ہوتا ہے

حضرت عطا خراسانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصافحہ کرو اس سے کینہ کدورت

نکلتا ہے۔ اور آپس میں ہدیہ لیا دیا کرو۔ محبت ہوگی اور عداوت ختم ہوگی۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۳۴)

## فرشتے بھی انسانوں سے مصافحہ کرتے ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے سوار حجاج سے مصافحہ کرتے ہیں اور پیدل والوں سے معانقہ کرتے ہیں۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۳ صفحہ ۴۷۳)

## مصافحہ اور معانقہ کب کرے؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ملاقات ہو تو مصافحہ کرو۔ اور جب سفر سے آؤ تو معانقہ کرو۔ (طبرانی، ترغیب صفحہ ۴۳۳)

## مصافحہ سے محبت بڑھتی ہے

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مصافحہ سے محبت زائد ہوتی ہے۔ (مکارم الخرائطی)

## ملاقات کے وقت مصافحہ اور گفتگو سے سو رحمتیں نازل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان جب ملاقات کرتا ہے اور مصافحہ کرتا ہے اور ایک دوسرے سے (حال چال) پوچھتا ہے۔ تو اللہ پاک ان دونوں کے درمیان سو رحمتیں نازل کرتا ہے۔ (مختصراً ترغیب صفحہ ۴۳۳)

## پہل کرنے والوں پر نوے رحمتیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان ملاقات کرتے ہیں۔ اور اپنے ساتھی کو ایک دوسرا سلام کرتا ہے۔ تو ان میں سب سے زیادہ اللہ کو وہ محبوب ہے جو اپنے ساتھی سے مسکرا کر مل رہا ہو۔ پھر جب وہ دونوں مصافحہ کرتے ہیں تو ان پر سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ پہل کرنے والے پر ۹۰ اور دوسرے پر ۱۰ رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ (مجمع جلد ۸ صفحہ ۳۷، مکارم الخرائطی صفحہ ۸۲۰، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۳۳)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ سلام اور مصافحہ میں پہل اور پیش قدمی کرنے والا زیادہ ثواب پاتا ہے۔ افسوس کہ آج ہم لوگ اس سے غافل ہیں۔ دوسری جانب سے انتظار رہتا ہے۔ کہ وہ کرے گا تو ہم کریں گے۔ بسا اوقات اس کی وجہ عجب اور کبر خفی ہوتا ہے۔ خدائے پاک اس سے حفاظت فرمائے۔ (آمین)

## ہاتھ الگ ہو جانے سے پہلے مغفرت ہو جاتی ہے

حضرت براء سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے قبل ان کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (ترمذی صفحہ ۱۰۲، ترغیب صفحہ ۴۳۲)

**فَائِدَہ:** اس معمولی عمل پر جو بہت ہی آسان ہے کس قدر عظیم ثواب ہے۔

## مصافحہ کے لئے ہاتھ میں خوشبو ملنا

حضرت ثابت بنانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہر روز صبح مصافحہ کی خاطر اپنے ہاتھوں میں خوشبودار تیل ملتے تھے۔ (ادب مفرد صفحہ ۲۹۹)

**فَائِدَہ:** آنے والوں اور مصافحہ کرنے والوں کے اکرام میں ایسا کرتے تھے۔

## رخصت کے وقت بھی مصافحہ مسنون ہے

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب کسی کو رخصت فرماتے۔ تو اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے۔ اور اس وقت نہ چھوڑتے جب تک کہ وہ رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ہاتھ کو خود نہ چھوڑتا، اور آپ فرماتے تمہارا دین، تمہاری امانتیں اور اواخر اعمال سب اللہ کے حوالے ہے۔ (ترمذی، الاذکار صفحہ ۲۵۲)

**فَائِدَہ:** اس سے معلوم ہوا کہ جانے اور رخصت کے وقت بھی مصافحہ مسنون ہے جیسا کہ آمد اور ابتداء ملاقات میں مصافحہ سنت ہے۔

خیال رہے کہ ہر نماز کے بعد یا عصر کی نماز کے بعد جو بعض علاقوں اور لوگوں میں یہ طریقہ رائج ہے یہ بدعت ہے۔ یہ نہ تو حدیث پاک سے ثابت ہے اور نہ صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ و تابعین رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی سے ثابت ہے۔

## عیدین یا نمازوں کے بعد مصافحہ

خیال رہے کہ مصافحہ ملاقات کے وقت مسنون ہے۔ اس کا وقت وقت ملاقات ہے۔ کسی بھی نماز کے بعد خواہ بقرعید ہی سہی مصافحہ مسنون نہیں ہے۔ بلکہ بدعت و مکروہ ہے۔ نماز کے بعد مجلس میں بیٹھے بیٹھے مصافحہ کا رواج ہے۔ نہ سنت سے ثابت ہے۔ نہ خیر القرون میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔ نہ کسی حدیث و آثار سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ اس لئے محققین علماء امت نے اس کی تردید کی ہے۔ ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں۔ "صرح بعض علمائنا انها مكروهة وحينئذ انها من البدع المدمومة" (حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں۔ "آنکہ بعضے مردم مصافحہ می کنند بعد از جمعہ جزئیست بدعت است۔" (اشعۃ اللمعات)

طیبی شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں:

"يكره المصافحة بعد الصلوٰة على كل حال لانها من سنن الروافض وهٰكذا الحكم في المعانقة"

بتائیے علامہ طیبی اسے رافضیوں کی عادت قرار دے رہے ہیں۔ علامہ شامی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے اسے مکروہ لکھا ہے۔

"قد صرح بعض علمائنا وغیرهم بکراهة المصافحة المعتادة عقیب الصلوٰة"

اسی طرح دوسری کتابوں میں مثلاً خلاصۃ الفتاوی۔ فتاویٰ ابراہیم شاہی۔ مجالس الابرار، مدخل، فتاویٰ ابن حجر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ وغیرہ میں بھی اسے مکروہ لکھا ہے۔ لہٰذا عیدین کے بعد مصافحہ اور معانقہ اور عصر کے بعد مصافحہ بدعت ومکروہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دینا لازم ہے۔ کیونکہ رسم اور بدعت پر باقی رہنا ضلالت اور گمراہی ہے، کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا فرمان مبارک ہے ہر بدعت گمراہی ہے۔

# والدین کے ساتھ حسن سلوک احسان وبھلائی کا برتاؤ

## خدا کے نزدیک محبوب ترین اعمال

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے محبوب ترین عمل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے پوچھا اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۸۲)

## والدین کی خدمت حج عمرہ و جہاد کے برابر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں مگر وسعت نہیں پاتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے والدین میں سے کوئی ہے؟ انہوں نے کہا والدہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے ساتھ حسن سلوک اور بھلائی کو خدا کے سامنے پیش کرو۔ جب تم ایسا کرو گے تو حج، عمرہ، اور جہاد کرنے والے ہوں گے۔ (ابویعلی، ترغیب صفحہ ۳۱۵)

**فائدہ:** جہاد پر والدین کی خدمت اور اطاعت کو فوقیت متعدد روایتوں میں ہے۔ اسی طرح حج نفل کے مقابلہ میں والدین کی خدمت اور ان کی خبر گیری نفل حج و عمرہ کا ثواب رکھتا ہے۔ کتنی بڑی فضیلت کی بات ہے۔ عوام تو عوام خواص کا طبقہ بھی والدین کی خدمت اور اس کی اہمیت کو گم کر بیٹھا ہے۔

## جنت ماں کے پیر تلے ہے

حضرت جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا۔ میں جہاد کا ارادہ کر رہا ہوں۔ آپ سے مشورہ لینے آیا ہوں۔ آپ نے معلوم کیا تمہاری ماں ہے؟ کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر ان کی خدمت کرو (اور جہاد میں مت جاؤ) جنت اس کے پیر تلے ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۱، بیہقی فی الشعب، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۱۶)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ تواضع اور مسکنت اور خدمت و اعانت کی وجہ سے جنت کے حقدار ہو جاؤ گے۔

## جہاد جیسی عبادت پر والدین کی خدمت مقدم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابی آئے اور جہاد میں جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے پوچھا والدین ہیں۔ کہا ہاں؟ آپ نے فرمایا انہیں میں جہاد کرو۔ یعنی خدمت کرو۔ (بخاری صفحہ ۸۸۳، مسلم صفحہ ۳۱۳)

## والدین اگر جہاد سے روکیں تو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اس کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا جو جہاد میں جانا چاہتا تھا اور وہ اسے روک رہی تھی۔ آپ نے اس سے فرمایا: والدین کے پاس رہو جو ثواب چاہتے ہو اسی میں پاؤ گے۔ (کتاب البر صفحہ ۵۰)

## ہجرت پر بھی خدمت والدین مقدم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میں ہجرت پر آپ سے بیعت کرتا ہوں اور اپنے والدین کو روتا چھوڑ آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا لوٹ جاؤ ان کو مناؤ جیسا کہ تم نے ان کو رلایا۔

**فائدہ**: والدین اگر خدمت کے محتاج ہیں۔ اور جہاد و ہجرت سے ان کو تکلیف و مشقت ہو تو ان کی خدمت و اطاعت مقدم ہوگی۔

## والدین کی خدمت واطاعت سے عمر میں برکت اور زیادتی

حضرت سہل بن معاذ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے والدین کی خدمت کی مبارک ہو اسے، خدائے پاک اس کی عمر میں زیادتی فرمائے گا۔ (ادب مفرد صفحہ ۲۰، بیہقی جلد ۶ صفحہ ۱۸۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ پاک اس کی عمر کو زائد کرے۔ اس کے رزق میں اضافہ فرمائے۔ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ اور رشتہ داروں پر احسان کرے۔ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۲۲۹)

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے آدم کی اولاد! اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اور رشتہ داروں کی رعایت کرو۔ تمہارے لئے سہولتیں ہوں گی۔ تمہاری عمر میں زیادتی ہوگی۔ اپنے رب کی اطاعت کرو، عقل مند کہلاؤ گے۔ ان کی نافرمانی مت کرو کہ جاہل کہلاؤ۔ (کتاب البر صفحہ ۵۳)

**فائدہ:** متعدد روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی خدمت اور خوش سلوکی سے عمر میں برکت وزیادتی ہوتی ہے۔ عام صلہ رحمی کی یہ خاصیت ہے جیسا کہ حسن سلوک کے باب میں تفصیل سے آرہی ہے تو والدین کے ساتھ بدرجہ اولیٰ یہ بات ہوگی۔ نیز اس میں ان کی دلی دعاؤں کو بھی خاص کر دخل ہے۔ اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ادب مفرد میں والدین کی خدمت زیادتی عمر کا باعث ہونے پر باب قائم کیا ہے۔

## موت میں تاخیر کچھ زندگی مل گئی

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتے ہیں کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف لائے اور ہم لوگ صفہ مدینہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا میں نے گزشتہ رات عجیب خواب دیکھا۔ ہماری امت کے ایک شخص کے پاس ملک الموت آئے کہ اس کی روح قبض کریں۔ والدین کے حسن سلوک نے ملک الموت کو آکر روک دیا۔ ملک الموت نے اسے چھوڑ دیا۔ ( کچھ مہلت دے دی)۔ (عمدۃ القاری بسند حسن جلد۲۲ صفحہ۹۲)

## جنت کا دروازہ کس کے لئے کھلا اور کس کے لئے بند؟

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مبارک نقل کرتے ہیں کہ جنت میں بیچ کا دروازہ والدین کی خدمت گاروں کے لئے کھلا ہوا ہے۔ پس جو ان دونوں کی خدمت کرے گا اس کے لئے کھول دیا جائے گا۔ اور جو نافرمان ہے اس کے لئے بند ہے۔ (جامع کبیر، کتاب البر صفحہ۷۹)

## اعلیٰ علیین میں کون؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے والدین کا فرمانبردار خدا کا مطیع وفرمانبردار ہے۔ جو میرے ساتھ اعلیٰ علیین میں ہوگا۔

**فائدہ:** یعنی اگر فرائض واجبات کی ادائیگی کے ساتھ والدین کی خدمت واطاعت کرے گا تو جنت کے بلند بالا رتبے کو پائے گا۔ (کتاب البر صفحہ۷۹)

## جنت کے دروازے کس کے لئے کھل جاتے ہیں؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح اس حال میں کرتا ہے کہ وہ والدین کے سلسلے میں خدا کا مطیع وفرمانبردار ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اگر ایک کی (خدمت کی اور خوش کیا) تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔ (مختصراً مشکوۃ صفحہ۴۲۱)

## جو والدین کی خدمت سے جنت نہ پاسکا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی ناک خاک آلود ہو جائے

جنہوں نے اپنے ماں باپ کو یا کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا اور وہ جنت میں داخل نہ ہو سکا۔ (مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۸)

**فائدہ:** بڑھاپے اور آخر عمر میں والدین کو خدمت اور مال کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ اور اس عمر میں طبیعت میں تحمل اور سنجیدگی کا مادہ بھی کم ہو جاتا ہے۔ ادھر اولاد بھی صاحب اہل وعیال ہو جاتی ہے۔ ایسے موقعہ پر خدمت اور ان کا خوش کرنا ان کی ضرورتوں کی رعایت رکھنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں بہت کم لوگ خدمت اور خوش کر پاتے ہیں حدیث پاک میں اس کی تاکید ہے کہ ایسا قیمتی موقعہ پایا اور خدمت وخوش رکھ کر جنت نہ پا سکا تو وہ بڑے گھاٹے میں رہا۔ خدمت کر کے خوش رکھتا تو جنت پالیتا۔

## خدا کی رضا اور خوشنودی کس میں؟

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا والد کی خوشی خدا کی خوشی ہے اور والد کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۹)

**فائدہ:** خیال رہے کہ یہ ناراضگی اس وقت معتبر ہے جب کہ شریعت کے دائرے میں ہو اگر والد کے حق کی واجب امور میں کوتاہی ہی ہو۔ مثلاً ادب اکرام احسان وغیرہ کے نہ ہونے سے یا ضرورت پر اس کی خدمت و رعایت نہ ہوتی ہو۔ تب تو ان کی ناراضگی سے خدا کی ناراضگی ہوتی ہے۔ لیکن اگر وہ خلاف شرع امور نہ کرنے پر ناراض ہوں مثلاً ٹی وی نہ لانے پر، رسم ورواج کے مطابق شادی نہ کرنے پر یا اسکول میں نہ پڑھنے پر یا، شرع کی رعایت میں وہ ناراض ہوتے ہوں تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

## والدین کی خدمت سے رزق کی زیادتی اور برکت

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اس بات کو پسند کرتا ہو کہ خدا اس کی عمر میں زیادتی کرے اور اس کے رزق میں اضافہ فرمائے تو وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ (مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۱۷۸، بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۱۸۵، مجمع جلد ۸ صفحہ ۱۳۶)

**فائدہ:** والدین کی خدمت اور اطاعت سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔ اور کسب میں پریشان حال نظر نہیں آتا۔ چنانچہ تجربہ یہ ہے جو لوگ اپنی زندگی میں والدین کو تکلیف واذیت پہنچاتے ہیں وہ آخرت کی سزا کے علاوہ دنیا میں پریشان حال زندگی سے دوچار ہوتے ہیں۔

## والدین کی جانب دیکھنا بھی باعث ثواب ہے

عبداللہ بن عون رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بیان کرتے ہیں کہ والدین کی جانب دیکھنا بھی عبادت ہے۔ (کتاب البر صفحہ ۶۲)

## والدین کو دیکھنا حج مبرور کا ثواب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو صالح اولاد محبت کی نظر سے اپنے والدین کو دیکھے تو اسے ہر نگاہ پر ایک مقبول حج کا ثواب ملتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا اگر دن میں سو مرتبہ دیکھے تو؟ فرمایا ہاں تب بھی۔ اللہ بڑا ہے اور بڑا پاکیزہ ہے۔ (یعنی ہر مرتبہ دیکھنے کا ثواب حج مقبول کا ملے گا)۔ حتی کہ سو مرتبہ دیکھے گا تو سو حج کا ثواب پائے گا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۱، مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۱۶۳)

**فائدہ:** ان روایتوں سے والدین کی درجہ اہمیت کا پتہ چلتا ہے کہ عظمت و محبت کی نگاہ سے دیکھنا بھی حج مبرور جیسی عظیم ثواب کا باعث ہے۔ اسی طرح کعبہ اور قرآن پاک کا بھی محض دیکھنا ثواب کا باعث ہے۔

(بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۱۸۶)

## والدین باعث جنت و جہنم ہیں

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صاحب نے پوچھا۔ والدین کے کیا حقوق ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ تمہارے جنت و جہنم ہیں۔ (ابن ماجہ صفحہ ۴۲۱)

**فائدہ:** یعنی ان کی رضا اور خوشی باعث جنت اور ناراضگی باعث جہنم ہے۔

## والدین کو ناراض کرنے کی سزا اسی دنیا میں

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدائے پاک تمام گناہ جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔ ہاں مگر والدین کی نافرمانی اور ناراضگی کی سزا اسی دنیا میں اسے مرنے سے قبل مل جاتی ہے۔

(حاکم جلد ۴ صفحہ ۱۵۶)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام حقوق کو معاف فرما دیتے ہیں مگر والدین کی نافرمانی اور ان کے حق واجب کی کوتاہی کی سزا مرنے سے قبل اسی دنیا میں دے دیتے ہیں۔ بڑے خوف کی بات ہے۔ تجربہ ہے یہ سزا اسی دنیا میں مل جاتی ہے۔ یا تو امن و سکون و عافیت کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ یا مال میں برکت نہیں ہوتی۔ گھریلو زندگی سے پریشانی رہتی ہے۔ اکثر بیشتر تو ایسا ہوتا ہے کہ اس کی اولاد بھی اس کی نافرمان ہو جاتی ہے۔ ضرورت اور بڑھاپے پر خدمت اور رعایت تو دور کی بات پریشان اور ظلم کرتی ہے۔ بسا اوقات تو اس کے گھر سے اسے باہر نکال دیتی ہے۔ اسی کے مال و جائداد پر قابض ہو کر اسے بھوکوں مارتی ہے۔ خدا کی پناہ مگر پھر بھی ہوش اور سبق و عبرت نہیں۔

## والدین کے ساتھ ہنسنا ہنسانا جہاد سے افضل

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارا چار پائی پر سونے کے درمیان والدین کے ساتھ خوش طبعی کرنا ہنسنا ہنسانا تمہارا راہِ خدا میں تلوار سے جہاد کرنے سے بھی افضل ہے۔

(بیہقی جلد ۶ صفحہ ۱۷۹، درمنثور جلد ۴ صفحہ ۱۷۳)

**فائدہ:** اس حدیث پاک میں والدین کے ساتھ خوش طبعی کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ عموماً سوتے وقت کچھ موقعہ ملتا ہے۔ اس وقت کچھ خوش طبعی ہنسانے اور ہنسنے والی بات ہو جائے۔ تو یہ جہاد سے افضل ہے۔ ظاہر ہے یہ ہنسی و خوش طبعی اس وقت ہوگی جب کہ دونوں کے درمیان خوشگوار تعلقات ہوں گے۔ آج کے اس دور میں کدورت اور بدظنیوں کے انبار ہوتے ہیں تو اس کا کہاں موقعہ مل سکتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ان کا دل خوش کرنا جہاد عظیم ہے۔ دیکھئے کس قدر معمولی عمل اور کتنا بڑا ثواب۔

## والدین کی خدمت کی وجہ سے جنت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سوئی تو اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ پھر ایک قرآن شریف پڑھنے والے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا گیا حارثہ بن نعمان ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی ایسی ہوتی ہے۔ وہ اپنی والدہ کا بڑا خدمت گزار تھا۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۱۸۳، مشکوٰۃ، حاکم جلد ۴ صفحہ ۱۵۱)

**فائدہ:** ماں کی خدمت کی وجہ سے جنت ملی اور اس کی بشارت دنیا ہی میں نبی کی زبانی مل گئی۔

## اعمال صالحہ کے ساتھ والدین کی نافرمانی نہ ہو تو

عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں "لا الہ الا اللّٰہ وانك رسول اللّٰہ" کی شہادت دیتا ہوں۔ پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہوں۔ اپنے مال کی زکوٰۃ نکالتا ہوں۔ ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ان اعمال پر تمہاری موت ہوئی تو قیامت کے دن تم انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گے آپ نے انگلی سے اشارہ کیا ہاں یہ کہ والدین کی نافرمانی نہ کی ہو تب! (مجمع الزوائد صفحہ ۱۴۷)

## والدین کا نافرمان ملعون ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ملعون ہے جو والدین کا نافرمان (اور اسے ناخوش رکھنے والا ہے)۔ (کتاب البر صفحہ ۱۰۱)

**فائدہ:** یعنی جو والدین کے حق شرعی کو پامال کر کے انہیں ناراض رکھتا ہے۔

## تکلیف پہنچے تب بھی اطاعت وخدمت واجب

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو صبح اس حال میں کرتا ہے کہ اس کے والدین خوش رہتے ہیں تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور جو شام اس حال میں کرتا ہے کہ اس کے والدین اس سے ناخوش ہوتے ہیں تو اس کے لئے دوزخ کے دروازے کھل جاتے ہیں اگر ایک کو خوش کیا تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔ پوچھا گیا: اگر وہ دونوں ظلم کریں تب بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ دونوں ظلم کریں تب بھی، ظلم کریں تب بھی۔ (دارقطنی، مشکوۃ صفحہ ۴۲۱، کتاب البر صفحہ ۹۶)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ اگر والدین کی جانب سے کوئی تکلیف دہ ناانصافی کا معاملہ پیش آئے تب بھی ان سے بدکلامی، اور تکلیف دہ بات نہ کہے۔ بلکہ درگزر کرے اور اس حالت میں بھی ان کی خدمت، رعایت، حسن سلوک واجب ہے۔ عموماً والدین سے گھریلو معاملہ میں، بیوی وغیرہ کے سلسلے میں کوئی تکلیف دہ بات پیش آجاتی ہے تو ان سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ اور ان سے حسن سلوک روک لیتے ہیں۔ اور ان کی ناراضگی کی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ سو حدیث پاک میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ خواہ کیسا ہی معاملہ کریں برداشت اور درگزر کرتے ہوئے ان کی خدمت ورعایت کریں تاکہ ان کی ناراضگی سے اس وعید میں داخل نہ ہوں۔

## مغفرت نہیں ہوگی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا والدین کے ساتھ قطع تعلق رکھنے والے سے کہا جاتا ہے چاہے جو عمل کرو میں تمہاری مغفرت نہیں کروں گا۔ اور خدمت گار خوش رکھنے والے سے کہا جاتا ہے۔ جو عمل چاہے کرو تمہاری مغفرت کروں گا۔ (کنز العمال، کتاب البر صفحہ ۱۰۲)

## خلاف شرع میں والدین کی اطاعت نہیں

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ والدین کے ساتھ نیکی کا کیا مطلب ہے فرمایا کہ ان پر اپنا مال خرچ کرو۔ اور جس میں گناہ اور جو خلاف شرع نہ ہو۔ اس میں ان کی فرمانبرداری کرو۔ (کتاب البر صفحہ ۹۰)

**فائدہ:** خیال رہے کہ والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تاکید وہاں ہے جہاں خالق کی نافرمانی نہ ہوتی ہو۔ خلاف شرع امور میں ان کی رعایت اور موافقت نہیں اسی لئے امام بخاری نے ادب مفرد میں باب قائم کیا ہے۔ "باب یبر والدیہ مالم یکن معصیۃ" اس سے اس بات کی وضاحت مقصود ہے کہ خلاف شرع گناہ میں ان کی اطاعت نہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔ "لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق" مخلوق اور بندوں کی بات وہاں نہیں مانی جائے گی جہاں خدا کی نافرمانی ہوتی ہو۔ لہٰذا شرک کفر بدعت کے سلسلے میں اسی طرح خلاف

شرع شادی کا حکم دیں۔ نقد تلک کا حکم دیں۔ مزار پر بدعت کا حکم دیں۔ عرس اور مزار پر جانے کا حکم دیں۔ سودی معاملہ کا حکم دیں۔ بینک کی ملازمت کو کہیں۔ حج پر شادی کو ترجیح دینے کو کہیں وغیرہ تو ان جیسے امور میں ان کی اطاعت نہ کی جائے گی۔ اوران کی ناراضگی کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔

## والدین کی خدمت گناہوں کا کفارہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہا کہ مجھ سے کسی بڑے گناہ کا صدور ہو گیا ہے۔ کیا میری توبہ ہو سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تمہاری والدہ زندہ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا خالہ ہے؟ کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا ان کے ساتھ نیکی کرو۔

(ترمذی، ترغیب صفحہ ۳۲۲، مشکوۃ صفحہ ۴۲۰)

**فائدہ:** اگر سائل کی والدہ ہوتیں تو آپ انہیں کی خدمت وطاعت کا حکم دیتے۔ نہ ہونے پر خالہ کی خدمت کا حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ والدہ کے ساتھ حسن سلوک اور خدمت گناہوں کی معافی کا باعث ہے۔

## والدین کافر ومشرک ہوں تب بھی بھلائی اور خدمت کا حکم

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ عہد نبوت میں میری والدہ کفر کی حالت میں میرے پاس (مدینہ منورہ) آئیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا کہ وہ میرے پاس آئیں ہیں۔ کیا میں ان کے ساتھ احسان اور اس کی (ماں) خدمت کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں ان کی خدمت کرو۔

(بخاری، مسلم، ترغیب صفحہ ۳۲۲)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ والدین کافر ہوں تب بھی ان کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی ہر طرح بقدر ضرورت وخوشی ہر قسم کی خدمت کی جا سکتی ہے اور کی جائے۔ ہاں کفر وشرک کے سلسلہ میں ان کی کوئی بات نہیں مانی جائے گی۔ چنانچہ حکم خداوندی ہے۔ ”وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ الخ فَلَا تُطِعْهُمَا“ اگر وہ کافر بنانے کی کوشش کریں تو ہرگز ان کی اطاعت نہ کریں۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں ”باب صلة الوالد المشرك“ قائم کر کے اسی حدیث سے اس کی وضاحت کی ہے کہ والدین گو کافر صحیح ان کی خدمت واعانت اور نصرت واجب ہے۔ (صفحہ ۸۸۴)

## ماں کا حق باپ پر مقدم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آنے والے نے پوچھا اے اللہ کے رسول حسن خدمت اور سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا والدہ۔ پھر پوچھا۔

آپ نے فرمایا والدہ۔ پھر پوچھا تو آپ نے فرمایا ماں۔ پھر چوتھی مرتبہ پوچھا تو آپ نے فرمایا باپ۔

(بخاری جلد۲ صفحہ ۳۸۳، مسلم)

حضرت کعب بن علقمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اللہ تعالیٰ سے نصیحت چاہی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ماں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اس لئے کہ حمل کی تکلیف کو برداشت کیا۔ پھر پوچھا کہ پھر کس کے ساتھ۔ فرمایا والد کے ساتھ۔ (کتاب البر صفحہ ۷۲)

حسن بصری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ ماں کا حق خدمت دو تہائی اور والد کا ایک تہائی ہے۔

(بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۱۸۷)

بہز نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول پاک ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول میں سب سے زیادہ نیکی بھلائی کس کے ساتھ کروں؟ آپ نے فرمایا ماں کے ساتھ اسی طرح تین مرتبہ کے جواب میں آپ نے ماں فرمایا۔ پھر اس کے بعد آپ نے فرمایا: باپ پھر اسی قدر قریبی رشتہ دار۔

(بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۱۸۰)

محمد بن منکدر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مرفوعاً یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ تم کو ماں باپ دونوں نماز کی حالت میں بلائیں۔ تو تم ماں کی پکار کا جواب دو والد کا نہ دو۔ (اس وجہ سے کہ ماں زیادہ ضرورت مند ہوتی ہے اور اس کا مرتبہ خدمت میں زیادہ ہے)۔ (طبرانی کتاب البر صفحہ ۶۴)

**فَائِدَہ:** ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ ماں کی خدمت اور رعایت کا حق والد کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔ ظاہر ہے کہ ماں نے پرورش میں اور خدمت میں زیادہ مشقت اٹھائی ہے۔

## مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہونے کا اندیشہ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا: ایک نئی عمر کا نیک جوان ہے (مرنے کا وقت ہے)۔ جب اسے کلمہ "لا الہ الا اللّٰہ" پڑھنے کو کہا جاتا ہے تو نہیں پڑھ سکتا۔ آپ نے پوچھا وہ نماز پڑھتا تھا۔ کہا ہاں۔ آپ ﷺ اٹھے۔ ہم لوگ بھی اٹھے۔ اور اس جوان کے پاس آئے۔ آپ نے اسے تلقین فرماتے ہوئے کہا "لا الہ الا اللّٰہ" کہو۔ اس نے کہا میں بول ہی نہیں سکتا اور اس نے والدہ کو ناراض کر رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا اس کی والدہ زندہ ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو بلاؤ۔ پس بلایا تو وہ آئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ تمہارا بیٹا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا بتاؤ اگر آگ بھڑکائی جائے اور تم سے کہا جائے اگر تم سفارش کرو تو میں اسے چھوڑ دوں ورنہ آگ میں جلا دوں۔ تو تم اس کی سفارش کرو گی (کہ تمہارے سامنے آگ میں نہ جل سکے) اس نے کہا ہاں

اے اللہ کے رسول! میں شفاعت کروں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اللہ کو گواہ بناؤ اور مجھے گواہ بناؤ۔ کہ میں اس (لڑکے) سے راضی ہوں۔ چنانچہ اس نے کہا اے اللہ میں آپ کو آپ کے رسول کو گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس جوان سے کہا اے نوجوان کہو "**لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ**" پس اس نے کہہ دیا۔ فرمایا رسول پاک ﷺ نے شکر اللہ کا میری وجہ سے یہ جہنم سے بچ گیا۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۶ صفحہ ۱۹۷، مسند احمد، ترغیب صفحہ ۳۳۲)

**فَائِدَہ:** کس قدر خوف کی بات ہے کہ والدین کی ناراضگی سوء خاتمہ کا باعث ہے۔ یہ واقعہ بڑی عبرت اور سبق کا ہے۔ آج کی دنیا اسی حالت سے گزر رہی ہے۔ کتنوں نے اپنے والدین کو ناراض کر رکھا ہے اور کوئی خوف نہیں۔

## والدین کی اطاعت بہر صورت

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں اپنے والدین کی نافرمانی نہ کروں خواہ وہ مجھے اس بات کا حکم دیں کہ میں اپنے اہل وعیال سے الگ ہو جاؤں۔

(مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۳۸، مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۲۱۸)

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے والدین کی نافرمانی مت کرو۔ اگرچہ وہ حکم دیں کہ ساری دنیا چھوڑ دو۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا اپنے والدین کی اطاعت کرو۔ اگرچہ وہ حکم دیں کہ اپنی دنیا چھوڑ دو تو تم دنیا چھوڑ دو۔ (کتاب البر صفحہ ۴۷)

**فَائِدَہ:** خیال رہے کہ والدین کی اطاعت صرف وہاں ممنوع ہے جہاں خدا کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔ شریعت کی مخالفت ہوتی ہو۔ جہاں شریعت کی مخالفت نہ ہوتی ہو وہ امر مباح ہو تو ان کی اطاعت واجب ہوتی ہے۔ اول تو والدین اگر سمجھ دار ہوں گے۔ شریعت کی رعایت کرنے والے ہوں گے تو ایسی چیز کا حکم ہی نہ دیں گے جس میں انکار ضرور ہوتا ہو۔ تاہم وہ ایسی چیز کا حکم دیں گے جو خلاف شرع نہ ہو مثلاً دنیا کے کسی کام سے منع کریں۔ مال وغیرہ کے کمانے کی کسی صورت سے منع کریں یا ان کو خدمت کی ضرورت ہو۔ اس لئے وہ کسب وغیرہ کے مشاغل سے منع کریں۔ اور اس میں کسی کی حق تلفی نہ ہوتی ہو تو اطاعت واجب ہے۔

تاہم کمال اطاعت اور فرمانبرداری یہ ہے کہ خلاف شرع اور فرض واجب کے علاوہ تمام امور میں ان کی اطاعت اور خوشی کو اولین درجہ حاصل ہو۔

## والدین سے قطع تعلق کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکتا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی

مسافت سے آتی ہے اور جنت کی خوشبو احسان کر کے جتلانے والا، اور (والدین سے) قطع تعلق کرنے والا اور شراب کا عادی نہیں پا سکتا۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۳۲۷)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ چار آدمیوں کو نہ جنت میں داخل کرے اور نہ ان کو اپنی نعمتوں کا مزہ چکھائے۔ شرابی، سود خور، ناحق یتیم کا مال کھانے والا۔ والدین سے قطع تعلق رکھنے والا۔ (الترغیب صفحہ ۳۲۸)

## خدا کی لعنت کس پر؟

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا خدا کی لعنت اس پر جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے۔ خدا کی لعنت اس پر جو زمین کی حدوں کو پامال کرے۔ خدا کی لعنت اس پر جو اپنے والدین کو برا بھلا کہے۔ (ابن حبان، ترغیب صفحہ ۳۲۹)

**فَائِدَۃ**: عموماً مخالفت اور باہمی اختلافات کی نوبت میں برا بھلا کہہ دیتا ہے۔ سو یہ بھی ناجائز حرام اور قابل لعنت ہے۔ کوئی عمل نفع بخش نہیں۔

حضرت ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تین چیزوں کے ساتھ کوئی عمل مفید نہیں۔ ① شرک ② والدین کی نافرمانی ③ میدان جنگ سے فرار۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۳۲۸)

## والدین کو ناراض رکھنا اور قطع تعلق گناہ کبیرہ ہے

حضرت عبداللہ بن انیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اکبر الکبائر گناہوں میں سے خدا کے ساتھ شرک، والدین کی نافرمانی اور جھوٹی قسم ہے۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۱۳۱، کتاب البر صفحہ ۹۲)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے نزدیک کبائر کا ذکر کیا گیا یا پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا خدا کے ساتھ شرک، انسان کا قتل اور والدین کی نافرمانی۔ (بخاری صفحہ ۸۸۴، مسلم)

**فَائِدَۃ**: متعدد روایتوں میں اس کا اکبر الکبائر گناہوں میں ہونا ذکر کیا گیا ہے اور شرک کے بعد اسے بیان کیا گیا ہے۔ جس سے یہ صاف واضح ہے کہ والدین کو ناخوش کرنا بڑا جرم ہے اور بلا توبہ خوشی کے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

## والدین کا نافرمان جنت میں داخل نہیں ہو سکتا

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا والدین کا نافرمان اور شرابی جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ (دارمی جلد۲ صفحہ ۱۱۲، مسند احمد جلد۲ صفحہ ۲۰۱)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مرفوع روایت میں ہے کہ والدین کا نافرمان جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔

(کتاب البر صفحہ ۹۴)

## خدا کی نظر نہیں

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں کی جانب قیامت کے دن خدائے پاک نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں گے۔ جن میں سے ایک والدین کا نافرمان بھی ہے۔

(کتاب البر صفحہ ۹۴)

## اگر والدین بیوی کو چھوڑنے کا حکم دیں تو

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میری ایک بیوی تھی۔ میرے والد (حضرت عمر) کو وہ ناپسند تھی۔ انہوں نے کہا اسے طلاق دو۔ میں نے نہیں دی۔ حضرت عمر (والد) نے آپ ﷺ کو مطلع کیا۔ آپ نے فرمایا (اسے طلاق دے دو) والد کی بات مانو۔ (ابوداود، ابن ماجہ، ترمذی جلد ا صفحہ ۲۲۶)

ترمذی میں یہ ہے کہ میں اسے پسند کرتا تھا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ ناپسند تھی۔ (صفحہ ۲۲۶)

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا پھر میں نے اسے (والد کے کہنے سے) طلاق دے دی۔ (صفحہ ۱۵۱)

**فائدہ:** حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس عورت سے ایذاء پہنچتی تھی۔ اگر کسی شخص کے والدین کو اس سے ایذاء پہنچتی ہو۔ مثلاً والدین کو ہمیشہ طعن وتشنیع کرتی ہو، زبان دراز ہو۔ بیٹے اور والدین کے درمیان نزاع پیدا کرتی ہو اور والدین اس سے بیوی کو طلاق دینے کو کہیں تو ایسی صورت میں اس شخص کے ذمہ طلاق دینا واجب ہے۔ لیکن اگر والدین کو اس کی بیوی سے کوئی واقعی تکلیف نہیں بلکہ والدین خواہ مخواہ اس کو طلاق دینے کو کہہ رہے ہوں تو ایسی صورت میں والدین کے حکم پر عمل ضروری نہیں بلکہ اس صورت میں طلاق دینا عورت پر ایک طرح کا ظلم کرنا ہے۔ طلاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی بری چیز ہے۔ فقط مجبوری میں جائز رکھی گئی ہے۔ (درس ترمذی جلد ۳ صفحہ ۵۰۴)

## والدین پر خرچ کرنا اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ (مجلس پاک سے) ایک ایسے شخص کا گزر ہوا جو دبلا پتلا تھا۔ اس پر حاضرین مجلس نے کہا: کاش یہ جسم راہ خدا (جہاد) میں (دبلا) ہوا ہوتا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: شاید وہ اپنے بوڑھے والدین کے لئے محنت (کماتا اور خرچ) کرتا ہو جس کی وجہ سے دبلا ہوا ہو۔ تو پھر یہ اللہ کے راستہ میں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا شاید وہ چھوٹے بچوں کے لئے محنت کرتا ہو۔ تو یہ (محنت اور خرچ) اللہ کے راستہ میں

ہے۔ شاید وہ اپنی جان کے لئے محنت کرتا ہوتا کہ لوگوں کا محتاج نہ رہے۔ تو یہ فی سبیل اللہ (راہ خدا) ہے۔

(درمنثور جلد ا صفحہ ۱۷۳، از بیہقی)

**فائدہ:** اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ صرف جہاد کے لئے یا جہاد میں خرچ کرنا فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ بلکہ دیگر راہوں میں محنت اور خرچ کرنا بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے۔ چنانچہ اپنے والدین کے لئے کمانا محنت کرنا۔ ان کے لئے مشقت برداشت کرنا تا کہ ان کی ضرورتیں پوری ہوں۔ فی سبیل اللہ محنت اور خرچ کرنے کا ثواب رکھتا ہے۔ اسی طرح اپنی آل اولاد کے لئے یا اپنی ذات کے لئے کمانا اور شریعت کے مطابق خرچ کرنا یہ بھی فی سبیل اللہ راہ خدا میں خرچ کرنا ہے کہ اللہ پاک نے اس کا حکم دیا ہے اور اس کی تاکید کی ہے۔

## والدین پر خرچ کرنا افضل ترین خرچ ہے

حضرت مورق عجلی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جانتے ہو اللہ کے راستے میں بہترین خرچ کونسا ہے؟ لوگوں نے کہا خدا کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ فرمایا والدین پر خرچ کرنا افضل ترین خرچ ہے۔

(کتاب البر صفحہ ۶۱)

## جو آج والدین کی خدمت کرے گا کل اس کی اولاد اس کی خدمت کرے گی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کی عورتوں سے پاکیزہ رہو، تمہاری عورتیں پاکیزہ رہیں گی۔ اپنے والدین کی خدمت واطاعت کرو، تمہاری اولاد تمہاری خدمت کرے گی۔ تمہارا بھائی تمہارے پاس معذرت کرتے ہوئے آئے تو اسے قبول کرو۔ خواہ حق ہو یا باطل اگر تم ایسا نہ کرو گے تو حوض (کوثر) پر تم نہ آسکو گے۔ (الترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

**فائدہ:** واقعی تجربہ ہے جن لوگوں نے اپنے والدین کا اکرام کیا، ان کے ساتھ احسان و بھلائی سے پیش آئے۔ آج ان کی اولاد ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کر رہی ہے۔ اور ان کی خدمت کر رہی ہے۔ اس کے برخلاف جنہوں نے اپنے ماں باپ کو ستایا، ان کا حق پامال کیا، ان کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا۔ آج ان کے لڑکے اور ان کی اولاد ان کے ساتھ برا اور تکلیف دہ معاملہ کر رہے ہیں۔

## والدین کی خدمت دنیا کے حوادث ومصائب کے دفاع کا باعث

بخاری میں (حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی) روایت ہے کہ تین آدمی سفر کر رہے تھے کہ بارش نے روک لیا اور ایک غار میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ ادھر غار کے منہ پر پہاڑ کا ایک بڑا چٹان آکر گرا اور غار کا منہ بند ہو گیا۔ تو ایک نے دوسرے سے کہا اپنا وہ عمل جو خالص اللہ کے لئے کیا ہو، اس کے وسیلہ سے دعا کرو شاید اللہ اس

کی برکت سے یہ حل کر دے۔ تو ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ میرے دو بوڑھے والدین تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ جب میں شام کو آتا تو بکریوں کا دودھ دوہتا اور اپنے بچوں سے پہلے اپنے والدین کو پلاتا ایک دن میں تاخیر سے آیا تو دونوں سو گئے تھے۔ میں نے دودھ نکالا جیسا کہ نکالتا تھا۔ اور ان سے پہلے بچوں کو پلانا بھی اچھا معلوم نہیں ہوا۔ اور بچے میرے پیر کے پاس بھوک کے چمٹتے رہے۔ اسی طرح میرا ان کا سلسلہ رہا یہاں تک کہ صبح نمودار ہوگئی اے اللہ اگر آپ کو معلوم ہے کہ میں نے آپ کی رضا کے لئے یہ خدمت کی تو آپ غار کا منہ کھول دیجئے کہ آسمان نظر آنے لگے۔ بس اللہ نے کھول دیا یہاں تک کہ انہوں نے آسمان دیکھ لیا۔ (بخاری و مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۵۳، مختصراً من الترغیب صفحہ ۳۲۰)

**فائدہ:** والدین کی خدمت کی برکت سے دنیا کی مصیبت دفع ہوگئی اور غار کے منہ سے بڑا چٹان جس نے غار کا منہ بند کر رکھا تھا کھل گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت قبولیت دعا اور دفع مصائب کا باعث ہے۔ علامہ نووی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ والدین کی رعایت بیوی بچوں کے مقابلہ میں ہوگی اور جب والدین کی رعایت بیوی بچوں کے مقابلہ میں ہوگی تو جو والدین محتاج اور ضرورت مند ہوں تو بیوی بچوں کے مقابلہ میں ان کی رعایت مقدم ہوگی۔

## والدین کی بددعا کا عجیب خوفناک واقعہ

عوام بن حوشب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مقام پر ٹھہرا اس محلے کے بغل میں ایک قبرستان تھا۔ جب عصر کے بعد کا وقت ہوا تو ایک قبر پھٹی۔ اس سے ایک آدمی نکلا۔ اس کا سر تو گدھے کی طرح اور پورا جسم انسان کی طرح تھا۔ اور گدھے کی طرح تین مرتبہ چیخا۔ پھر قبر میں چلا گیا۔ ادھر ایک بوڑھی عورت کو دیکھا جو بال یا اون کات رہی تھی۔ ایک عورت نے کہا اس بوڑھی عورت کو دیکھتے ہو۔ میں نے کہا ہاں کیا بات ہے۔ اس نے کہا یہ اس کی ماں ہے۔ میں نے پوچھا قصہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ شخص شرابی تھا جب شراب پی کر شام کو آتا تو اس کی ماں کہتی اے بیٹا خدا سے ڈر۔ کب تک شراب پیتے رہو گے۔ تو وہ اس کے جواب میں کہتا تو اس طرح چیختا جس طرح گدھا چیختا ہے۔ اس عورت نے بتایا کہ وہ (کسی دن) عصر کے بعد مر گیا۔ اس کے بعد سے ہر دن اس کی قبر پھٹ جاتی ہے اور تین مرتبہ گدھے کی طرح چیختا ہے پھر قبر میں گھس جاتا ہے۔ (الترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۳۲)

**فائدہ:** خلاصہ یہ ہے کہ وہ اپنی ماں کو گدھی اور گدھے کی طرح چیخنے والی کہتا تھا۔ جس کی سزا میں وہ قبر میں گدھا ہو گیا اور گدھے کی طرح چیخنے لگا۔ بعض واقعہ میں ہے اس کی ماں نے اس پر کہا تو مجھے گدھی کہتا ہے خدا تجھے ہی گدھا بنا دے۔ اس کی پاداش میں اس کا یہ برا حشر ہوا۔ خدا کی پناہ کیسا دل دہلانے والا واقعہ ہے۔ خدائے پاک اسے سننے والوں کے لئے باعث عبرت بنائے۔ خیال رہے کہ اس واقعہ کو متعدد محققین اصحاب حدیث نے

ذکر کیا ہے۔ چنانچہ محدث منذری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی الترغیب میں۔ ابن جوزی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے کتاب البر میں متعدد طرق اور مختلف راویوں سے نقل کیا ہے۔ اسی طرح محدث الاصبہانی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بھی ذکر کیا ہے۔ محدث ابوالعباس الاصم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اس روایت کو حفاظ کے ایک جم غفیر میں املاء کرایا۔ کسی نے بھی اس پر نکیر نہیں کی۔

## باوجود زہد عبادت کے والدین کی بددعا کا اثر

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت میں ہے کہ جریج ایک عابد زاہد شخص تھا۔ ایک خانقاہ میں رہتا تھا۔ خانقاہ کے نیچے ایک گائے چرانے والا بھی رہتا تھا۔ گاؤں کی ایک عورت اس چرواہے کے پاس آتی تھی۔ ایک دن جریج کی ماں آئی اور پکارا ''اے جریج'' اور یہ نماز میں تھے (نفل نماز میں) اس نے نماز پڑھتے ہوئے دل میں سوچا ماں یا نماز۔ (ماں کو دیکھوں یا نماز کو دیکھوں۔ یعنی جواب دوں یا نماز ہی میں مشغول رہوں) پس اس نے نماز کو ترجیح دی۔ ماں نے دوبارہ پکارا۔ اس نے پھر دل میں یہی سوچا۔ ماں کو دیکھوں یا نماز کو چنانچہ نماز کو ترجیح دی (اور ماں کی پکار کا جواب نہیں دیا) جب اس نے جواب نہیں دیا۔ تو ماں نے کہا اے جریج جب تک تو فاحشہ کا منہ نہ دیکھے تب تک تجھے موت نہ آئے۔ یہ کہہ کر اس کی ماں چلی گئی (اور یہ نماز ہی میں مشغول رہے)۔

(ادھر یہ ہوا کہ) وہ عورت بادشاہ کے پاس لائی گئی کہ اس نے ایک بچہ جن دیا تھا (حالانکہ وہ غیر شادی شدہ تھی) بادشاہ نے پوچھا کس کا ہے؟ اس نے کہا جریج سے۔ اس نے کہا وہی خانقاہ والا؟ کہا ہاں۔ اس نے حکم دیا: اس کی خانقاہ گرا دو، اسے پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ کدال سے گرا دی گئی اور گردن میں رسی باندھ کر اسے لایا گیا۔ چلتے ہوئے فاحشہ عورتوں نے ان کی طرف دیکھا جریج مسکرائے۔ بادشاہ نے پوچھا اس کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے۔ ان عورتوں نے کہا بچہ اسی راہب کا ہے۔ جریج نے پوچھا وہ بچہ کہاں ہے۔ کہا کہ اس عورت کی گود میں ہے۔ اس نے بچہ کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا تمہارا باپ کون ہے۔ اس بچہ نے (جو ابھی نومولود تھا) جواب دیا گائے کا چرانے والا'' بادشاہ نے جب یہ ماجرا دیکھا کہ راہب کو غلط متہم کیا گیا ہے اور اس کی پاک دامنی کو دودھ پیتے بچے نے ظاہر کیا۔ جو جریج کے لئے کرامت ثابت ہوئی۔ کہا کہ تمہارا صومعہ سونے سے بنا دوں۔ عابد نے کہا نہیں۔ پھر کہا چاندی سے۔ اس نے کہا نہیں۔ پوچھا کہ آخر کیسا بنا دوں۔ عابد نے کہا جیسا تھا ویسا ہی بنا دو۔ (یعنی مٹی کا)۔ پھر اس نے پوچھا تم (فاحشہ عورتوں کو دیکھ کر) مسکرائے کیوں۔ اس نے کہا ایک واقعہ یاد آ گیا (کہ میری ماں نے جو کہا تھا فاحشہ عورتوں کا منہ دیکھو گے وہ آج پورا ہوا) کہ میری ماں نے بد دعا دی تھی۔ پھر والدہ کا قصہ سنایا۔ (ادب مفرد صفحہ ۴۴، مسلم صفحہ ۳۱۳)

**فَائِدَۃ:** اس سے معلوم ہوا کہ والدین کی بددعا لگ جاتی ہے۔ گو اس کا اثر آخرت میں نہ ہو، تاہم دنیا کی

پریشانی تو لاحق ہو ہی جاتی ہے۔ علامہ نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا ہے کہ یہ نفل نماز میں تھے۔ والدہ کی پکار پر ان کو جواب دینا لازم تھا۔ ان کو چاہئے تھا کہ نماز کو مختصر کر کے جواب دے دیتے۔ نفل نماز پر والدین کو فوقیت حاصل ہے۔ (مسلم صفحہ۳۱۴)

ظاہر ہے کہ والدہ نے کسی ضرورت سے پکارا تھا اور یہ نفل نماز میں تھے ان کو توڑ کر جواب دینا تھا۔ جس کی بنا پر ماں نے بددعا دی اور بددعا کا یہ اثر ہوا۔

اس سے معلوم ہوا کہ والدین کی بددعا سے بچے ان کو ناراض نہ کرے۔ خدانخواستہ اگر کسی غلط فہمی کی بنیاد پر بددعا دے دیں اور بددعا لگ جائے تو دنیا کی پریشانی اور مصیبت تو ضرور پیش آئے گی مگر آخرت میں اس کا اثر نہ ہوگا۔ لیکن اگر ناحق ستایا۔ برا بھلا کہا تو دنیا اور آخرت دونوں کی تباہی و پریشانی ہوگی۔

## وفات کے بعد والدین کا مطیع وفرمانبردار کیسے ہو؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک مر جائے اور وہ شخص (زندگی میں) نافرمان تھا۔ تو اگر وہ ان کے لئے ہمیشہ دعائے مغفرت کرتا رہے گا اور دعائیں کرتا رہے گا تو وہ شخص (اس کی وجہ سے) فرمانبرداروں میں شمار ہو جائے گا۔ (مشکوٰۃ صفحہ۴۲۱)

**فائدہ:** کیسا سنہرا موقع دیا گیا ہے کہ اگر زندگی میں کسی وجہ سے خدمت اور حسن سلوک کر کے خوش نہ کر سکا۔ تو اس کی تلافی مرنے کے بعد دعا و استغفار سے ہو سکتی ہے۔ ان کے لئے ایصال ثواب عبادت اور صدقہ خیرات کے ذریعہ کرتا رہے۔

اللہ کا کس قدر فضل و احسان ہے کہ زندگی میں نہ کر سکا تو موت کے بعد اسے موقعہ دیا۔ اس سے زیادہ کون محروم ہوگا کہ وہ موت کے بعد بھی دعا و استغفار و ایصال ثواب کے ذریعہ اسے راضی کر کے فرمانبرداروں میں شامل نہ ہو سکا۔

## والدین کے ایصال ثواب کی دعا

علامہ عینی نے شرح بخاری میں ایک حدیث نقل کی ہے جو شخص ایک مرتبہ یہ دعا پڑھے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ رَبِّ الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. لِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَلَهُ الْعَظْمَةُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. هُوَ الْمَلِكُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعٰلَمِيْنَ. وَلَهُ

النُّوْرُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ"

اس کے بعد یہ دعا کرے کہ یا اللہ اس کا ثواب میرے والدین کو پہنچادے اس نے والدین کا حق ادا کر دیا۔
(فضائل صدقات صفحہ ۲۰۶)

## والدین کی جانب سے صدقہ

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ان کی والدہ کا انتقال ان کے غائبانہ حالت میں ہوگیا تھا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا میں ان کی جانب سے صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ تو انہوں نے فرمایا آپ گواہ رہنا میں نے باغیچہ ان کے لئے صدقہ کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میرے والد انتقال کر گئے ہیں اور کوئی وصیت نہیں کی۔ کیا میں ان کی جانب سے کوئی صدقہ کروں تو ان کو پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۴۴، کتاب البر صفحہ ۳۴)

**فائدہ:** والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ حسن سلوک کا طریقہ یہ ہے کہ ان کی جانب سے کوئی صدقہ جاریہ کر دے تا کہ اس کا ثواب پہنچتا رہے۔ اگر کوئی صدقہ جاریہ نہ کر سکے تو مختلف اوقات میں ان کی جانب سے ثواب کے لئے صدقہ خیرات کرتا رہے یا تلاوت وعبادت کا ثواب ان کو پہنچاتا رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میری والدہ کا اچانک انتقال ہوگیا۔ میرا خیال ہے کہ اس کو اگر بولنے کا موقعہ ملتا تو صدقہ کرتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں تو ثواب ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ (اس کو ثواب ملے گا)۔ (مسلم جلد ۶ صفحہ ۳۴۴، مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۲)

**فائدہ:** صدقہ خیرات کا ثواب ملتا ہے۔ والدین نے اولاد کی پرورش میں ہزاروں نہیں لاکھوں روپیہ صرف کیا ہوگا۔ پیدائش سے لے کر جوانی تک کے اخراجات کی نہایت حسن وخوبی کے ساتھ ذمہ داری نبھائی۔ اس میں کوئی معمولی خرچ نہیں ہوتا۔ آج وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اگر تھوڑی سی رقم ان کے ایصال ثواب کے لئے نکال لیا کریں تو کون سا نقصان ہوگا۔ لہٰذا یہ معمول بنالیں کہ وقتاً فوقتاً ان کے لئے کچھ رقم صدقہ خیرات کر دیا کریں۔ مثلاً کسی کو کھانا کھلا دیا۔ موقعہ بموقعہ کسی کو کپڑا پہنا دیا، مسجد میں قرآن دے دیا، مدرسہ میں کتابیں ہبہ کر دیں، اس کے ثواب میں والدین کی نیت کر لی۔ اسی طرح نفل نمازیں پڑھیں اور اس کا ثواب بخش دیا۔ قرآن پڑھا اور اس کا ثواب بخش دیا بہتر یہ ہے کہ یومیہ معمول بنالے۔ مثلاً مغرب کے بعد چھ رکعت نفل اوابین پڑھ لیا کرے اور اس کا ثواب بخش دیا کرے۔ ہر ماہ جمعہ کو۔ یا ماہ مبارک میں ان کے نام سے کچھ صدقہ خیرات کا معمول بنالیا کرے۔ اس طرح گرانی اور بوجھ بھی نہ ہوگا اور والدین کے حق میں بہترین سلوک بھی ہوگا برزخ

میں ان کی روح کو آرام ملے گا اور خوشی کا باعث ہوگا۔ جب یہ اپنے والدین کے لئے کریں گے تو ان کی اولاد بھی ان کے حق میں کیا کرے گی۔

خیال رہے کہ دوسروں کو ثواب بخشنے سے اپنے ثواب میں کمی نہیں ہوتی۔ خدائے پاک اپنے فضل سے ان کو بھی ثواب عطاء فرما دیتے ہیں۔ اللہ پاک کی بندوں کے ساتھ کتنی رعایت ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ جو کچھ تلاوت کلام پاک درود وظائف پڑھے اس کا ثواب پوری امت کو عام مؤمنین مؤمنات کو یا اپنے اقرباء رشتہ داروں کو یا اکابرین اولیاء اللہ کو بخش دیا کریں۔ ان کی روح بھی خوش ہوگی اور ان کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔

## قرض ادا کرنے سے فرمانبرداروں میں شامل

حضرت امام اوزاعی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جس نے زندگی میں اپنے ماں باپ کو ستایا پھر ان کی طرف سے جو ذمہ میں قرض تھا ادا کر دیا۔ اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی۔ ان کی رعایت کرتے ہوئے کسی کو گالی نہ دی۔ تو اس کو حسن سلوک کرنے والوں میں لکھ دیا جائے گا۔ اور جس نے زندگی میں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا اور (ان کے مرنے کے بعد) جو ذمہ میں قرضہ تھا ادا نہ کیا اور نہ ان کے لئے استغفار کیا اور گالی وغیرہ کا کام کیا۔ تو والدین کو ستانے والوں میں لکھ دیا جائے گا۔ (الدر المنثور جلد ۴ صفحہ ۱۷۴)

**فَائِدَۃ:** دیکھئے والدین کا قرضہ ادا کرنے کی کتنی اہمیت اور فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے زندگی کا نافرمان موت کے بعد کا، فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرضہ کے سبب آدمی جنت جانے سے روک دیا جاتا ہے۔ جب ان کا قرضہ ادا کر دیا جائے گا تو ان کے لئے جنت جانے کی اجازت مل جائے گی۔ ظاہر ہے کہ ان کے لئے کتنی خوشی ومسرت کی بات ہوگی۔ اولاد کا وہ عمل جو والدین کے لئے جنت کی اجازت کا سبب بن جائے یقیناً اس سے زیادہ ان کے حق میں نفع کی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔

## والدین کی جانب سے حج بدل وعمرہ کا ثواب

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو اپنے والدین کی جانب سے حج کرے یا ان کے قرضہ کو ادا کرے وہ قیامت کے دن ابرار کی جماعت کے ساتھ اٹھے گا۔

(مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۴۶)

”ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو یہ ان کے لئے حج بدل ہو سکتا ہے۔ ان کی روح کو آسمان میں اس کی خوشخبری دی جاتی ہے اور یہ شخص اللہ کے نزدیک فرمانبرداروں میں شمار ہوتا

ہے۔اگرچہ پہلے سے نافرمان ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اپنے والدین میں سے کسی کی طرف سے حج کرے تو ان کے لئے ایک حج کا ثواب ہوتا ہے اور حج کرنے والے کے لئے نو حجوں کا ثواب ہے۔(فضائل صدقات صفحہ ۲۰۶)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے والد یا والدہ کی جانب سے حج کیا، حج کا ثواب ان کو بھی اور ان کے والدین کو بھی ملے گا۔(مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۲۸۵)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ والدین کی جانب سے حج کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا۔ یہ ثواب سے محروم نہ رہیں گے۔اسی طرح ہر نیکی اور بھلائی کا حکم ہے۔ دوسروں کو ثواب بخشنے سے یا دوسروں کے لئے کرنے سے اپنے ثواب میں کمی نہیں ہوتی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا اور وہ حج نہیں کر سکے۔آپ نے فرمایا اچھا بتاؤ اگر تمہارے والد پر قرضہ ہو اور تم ان کی جانب سے ادا کرو گے تو ادا ہوگا کہ نہیں؟ اس نے کہا ہاں۔اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھی تو ذمہ ہی ہے اس کی جانب سے تم ادا کر دو۔(مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۲۸۵)

**فَائِدَہ:** متعدد صحابہ سے منقول ہے کہ ان کے والدین کے ذمہ حج تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کر کے انہوں نے ان کی جانب سے حج کر دیا۔

خیال رہے کہ اگر والدین یا ان میں سے کسی ایک پر استطاعت کی وجہ سے حج فرض ہو چکا تھا اور وہ اپنی صحت یا کسی سستی یا دینی اہمیت نہ ہونے کی وجہ سے وہ حج کے فریضے کو ادا نہ کر سکے تو استطاعت مالی کی صورت میں ان کی اولاد پر لازم ہے کہ ان کی جانب سے حج بدل ادا کر دیں یا دوسروں سے کرا دیں تاکہ برزخ اور ہجرت میں وہ اس فریضہ کی سخت گرفت سے محفوظ رہیں۔

اگر انہوں نے وصیت کر دی ہے تب تو وصیت کے فقہی امور کا لحاظ کرتے ہوئے ان کی جانب سے حج کرنا واجب ہے۔اگر وصیت نہ کی ہو تب بھی والد کا ایک اخلاقی فریضہ ہے کہ جن کی دنیا ان سے بحکم الٰہی بنی ہے وہ ان کی آخرت بننے کا سبب بنیں۔

## والدین کی موت کے بعد حسن سلوک کی صورت

حضرت ابو سعید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ قبیلہ بنی سلمہ کا ایک شخص آیا اور پوچھا کہ اے اللہ کے رسول کیا کوئی ایسی نیکی ہے جو والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ان کے لئے دعا و استغفار کرنا، ان کے عہد کو پورا کرنا، ان

کے رشتہ داروں واقارب سے حسن سلوک کرنا۔ ان کے احباب دوستوں کے ساتھ بھلائی کرنا۔

(مشکوٰۃ صفحہ۴۲۰، ابوداؤد، ابن ماجہ)

**فائدہ:** اس حدیث پاک میں بتایا گیا ہے کہ والدین کی موت اور دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی ان کے حق میں حسن سلوک اور بھلائی کی جاسکتی ہے۔ اگر ان کی حیات میں خدمت وطاعت بھلائی اچھائی کسی وجہ سے نہ کر سکا۔ تو اس کا موقعہ ختم نہیں ہوا ہے بلکہ وہ موت کے بعد بھی اس کی تلافی کر کے ان کے ساتھ بھلائی کرنے والا اور مطیع وفرمانبردار ہوسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے سائل کے جواب میں پانچ ایسے امور ارشاد فرمائے جن کا ذکر کرنا ان کی وفات کے بعد حسن سلوک میں شامل ہوگا۔

❶ ان کے لئے دعا رحمت کی جائے۔

❷ مغفرت اور نجات کی دعا کی جائے۔

❸ ان کے عہد، وصیت کو نافذ کیا جائے یا جو وہ کہہ کر اور تمنا کر کے گئے ان کو پورا کیا جائے۔ مثلاً کہہ گئے فلاں کو فلاں سامان دے دینا۔ یا فلاں کو فلاں کام کرنے کو کہہ دینا۔ یا اولاد میں کسی کو حافظ یا عالم بنانے کو کہہ گئے۔ یا شادی کے متعلق کہہ گئے۔ تو ان کا پورا کرنا حسن سلوک میں داخل ہے۔ البتہ مال وجائداد کی جو وصیت کی ہو وہ کسی عالم سے پوچھ کر عمل کیا جائے۔

❹ ماں باپ کے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ حسب ضرورت مدد کرنا۔ بیماری و دکھی کا خیال رکھنا وغیرہ۔

❺ والدین کے احباب ملنے جلنے والوں کے ساتھ اکرام واحترام کا برتاؤ کرنا۔ ان سے حسن تعلقات رکھنا۔ وقت ضرورت ان کے کام آنا۔

آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد ان کی سہیلیوں کا بڑا خیال رکھتے۔ ادب مفرد میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ ایک سفر کے موقعہ پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ملاقات ایک اعرابی سے ہوئی جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوستوں میں سے تھا، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک سواری کا گدھا اور اپنا عمامہ اتار کر ہدیہ دے دیا۔ اس پر رفقاء نے کہا کہ ان کو تو دو درہم بھی دینا کافی تھا۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا میں نے اپنے والد کا لحاظ کیا۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے والد کی دوستی کا خیال رکھنا اس کو مت کاٹنا۔ ورنہ اللہ تیرا نور بجھا دے گا۔ (مسلم جلد۲ صفحہ۳۱۴، ادب مفرد صفحہ۲۶)

دراصل ان چیزوں سے ان کی روحوں کو خوشی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ان امور کی رعایت کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت ابوبردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں مدینہ آیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف

لائے۔ اور کہا جانتے ہو میں کیوں آپ کے پاس آیا۔ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا میں نے حضور پاک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو اس بات کو پسند کرتا ہو کہ اپنے والدین کے ساتھ جو قبر میں جا چکے ہوں حسن سلوک اور بھلائی کرے تو ان کے بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ حضرت عبداللہ کے والد اور ان کے والد کے درمیان محبتانہ تعلقات تھے۔ (اسی نسبت سے میں نے چاہا) تمہارے ساتھ حسن سلوک کروں۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۲۳)

**فائدہ:** متعدد احادیث میں آیا ہے کہ والدین کی وفات کے بعد ان کے اقارب و دوست احباب کے ساتھ حسن سلوک کرنا گویا اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے۔ لہٰذا جس کے والدین وفات پا چکے ہوں اور وہ حسن سلوک کی فضیلت و ثواب کو حاصل کرنا چاہتے ہوں تو ان کے بعد ان کے اقارب اور دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

## وفات کے بعد ان کے احباب و متعلقین کے ساتھ حسن سلوک

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور پاک ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ والد کے ساتھ حسن سلوک کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اس کے چلے جانے کے بعد اس کے احباب و اہل محبت و تعلق سے حسن سلوک کرے۔

(مسلم صفحہ ۳۱۹، مشکوۃ صفحہ ۴۱۴)

ابن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکہ کے راستہ میں تھے۔ ایک بدو جاتا ہوا ملا۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سلام کیا اور اسے اپنی سواری دے دی اور سر پر جو عمامہ تھا وہ بھی دے دیا۔ ابن دینار نے کہا: خدا بھلا کرے یہ تو بدو تھا اس سے کم پر بھی راضی ہو جاتا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ان کے والد ہمارے والد کے دوستوں میں تھے۔ اور میں نے نبی پاک ﷺ سے سنا ہے کہ بہترین حسن سلوک یہ ہے کہ باپ کے دوستوں کے ساتھ احسان کرے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۲۳)

## والدین کے حق میں دعا کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا آدمی جب مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے (یعنی ثواب کا دروازہ بند ہو جاتا ہے) مگر تین چیزوں کا اسے نفع (ثواب) پہنچتا رہتا ہے۔ (مسلم صفحہ ۴۱، ادب مفرد صفحہ ۲۵)

1. ایسا صدقہ و خیرات جس کے نفع کا سلسلہ چلتا رہتا ہو۔ جیسے مسجد مدرسہ وغیرہ بنا دیا۔
2. علم کا سلسلہ قائم کر دیا جس کا نفع لوگوں کو بعد میں ہوتا رہا۔ مثلاً کتابیں لکھ دیں۔ ہمیشہ درس و تدریس کا سلسلہ رکھا۔ عالم حافظ بنا دیا وغیرہ۔

❹ اولاد کی دعا۔ مرنے کے بعد اس کی اولاد اس کے حق میں رحمت مغفرت رفع درجات کی دعا جو مانگے گی اس کا والدین کو آخرت میں فائدہ پہنچے گا۔ اولاد کی دعاؤں سے والدین کو برزخ میں بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ تخفیف یا رفع عذاب اور مغفرت کا ذریعہ ہو جاتا ہے۔ ان کی دعاؤں سے درجات بلند ہوتے ہیں۔ اولاد کا حق ہے کہ وہ والدین کے حق میں دعائیں کیا کریں۔ کہ ان کے دینی و دنیاوی عظیم احسانات ہیں۔ خدا کے بعد انہی کی کرم فرمائی اور احسانات سے وہ زندگی کے قابل ہوئے۔

## والدین کے لئے مغفرت کی دعا

حضرت ابو کامل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے والدین کے ساتھ ان کی زندگی میں اور ان کے مرنے کے بعد بھلائی کی خدائے پاک کا حق ہے کہ اسے قیامت کے دن خوش رکھے گا۔ ہم نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول مرنے کے بعد ان کے ساتھ نیکی کیسے ہوگی۔ آپ نے فرمایا اپنے والدین کے لئے استغفار کرے اور کسی کے والدین کو برا بھلا نہ کہے کہ وہ اس کے والدین کو برا کہے۔ (کتاب البر صفحہ ۱۳۲)

**فَائِدَہ:** وفات کے بعد ان کے لئے دعاء و استغفار کرنا حسن سلوک میں داخل ہے۔ جس طرح دنیا میں خدمت جسمانی یا مالی سے ان کو فائدہ پہنچتا تھا اسی طرح مرنے کے بعد دعاء استغفار اور صدقاتِ، خیرات و ایصال ثواب سے فائدہ پہنچتا ہے۔

## دعاء مغفرت کی وجہ سے والدین کے درجات بلند

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک صالح بندے کا درجہ جنت میں بلند فرما دیتے ہیں۔ وہ عرض کرتا ہے اے رب یہ درجہ کیسے بلند ہوا (کہ میرا کوئی عمل تو ایسا نہ تھا)۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تمہاری اولاد نے تمہارے لئے جو مغفرت کی دعا کی اس کی وجہ سے۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۰۶، ادب مفرد صفحہ ۲۵)

**فَائِدَہ:** معلوم ہوا کہ موت کے بعد مغفرت کی دعا ان کے حق میں عظیم سلوک ہے۔ دعائے مغفرت سے ان کے گزشتہ گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔ ان کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ اولاد کا یہ عمل ان کے حق میں کس قدر خوشی کا باعث ہوتا ہوگا۔ مردوں کے لئے زندوں کی جانب سے یہ "ہدیہ" ہے جس کا فائدہ ان کو پہنچتا ہے۔ اسی وجہ سے دنیا میں نافرمان اولاد موت کے بعد مغفرت کی دعا سے فرمانبرداروں میں شامل ہو جاتی ہیں۔

## والدہ کے بعد خالہ کا درجہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالہ بمنزلہ ماں کے ہے۔ (بخاری، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہا میں نے بڑا گناہ کیا ہے۔ کیا توبہ کی گنجائش ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہاری ماں ہے۔ کہا نہیں، پھر فرمایا خالہ ہے۔ کہا ہاں، فرمایا پھر ان کے ساتھ بھلائی کرو۔ (مشکوۃ صفحہ ۴۲۰، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۲، ترغیب صفحہ ۳۲۲)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ والدہ کی وفات کے بعد خالہ سے حسن سلوک کرنا گویا ماں سے حسن سلوک کرنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کے بعد خالہ کا درجہ قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے تربیت و پرورش میں ماں کے نہ ہونے کی صورت میں خالہ کا اعتبار ہوگا۔ خالہ کا حق دادی اور بہن سے پہلے ہے۔ کہ وہ اپنی بہن کی اولاد کو ماں کی طرح دیکھتی اور سمجھتی ہے اور ماں جیسی شفقت کا برتاؤ کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ والدہ کی وفات کے بعد خالہ کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے۔ اور ماں کی طرح اس کے ساتھ برتاؤ کرنا چاہئے کہ خالہ کی خدمت بھی گناہ کی معافی کا باعث ہے۔

## والدین کی وفات کے بعد قبر کی زیارت

محمد بن النعمان رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرفوعاً روایت بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے والدین کی قبر کی یا ان میں سے کسی ایک کی ہر جمعہ کو ایک مرتبہ زیارت کرتا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اسے فرمانبرداروں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (الجامع الصغیر صفحہ ۱۷۸، مجمع الزوائد صفحہ ۶۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی زیارت جمعہ کے دن کرے گا اور سورہ یٰسین پڑھے گا۔ اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ (جامع الصغیر للسیوطی بسند ضعیف جلد ۲ صفحہ ۵۲۸)

## جمعہ کے دن زیارت کا ایک واقعہ

ایک نیک عورت کا قصہ ”روض“ میں لکھا ہے جس کو ”باہیہ“ کہتے تھے، بڑی کثرت سے عبادت کرنے والی تھی۔ جب اس کا انتقال ہونے لگا تو اس نے اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے وہ ذات جو میرا توشہ اور میرا ذخیرہ ہے، اسی پر میرا زندگی اور موت میں بھروسہ ہے۔ مجھے مرتے وقت رسوا نہ کیجیو اور قبر میں مجھے وحشت میں نہ رکھیو۔ جب وہ انتقال کر گئی تو اس کے لڑکے نے یہ اہتمام شروع کر دیا کہ ہر جمعہ کو وہ ماں کی قبر پر جاتا اور قرآن شریف پڑھ کر اس کو ثواب بخشتا اور اس کے لئے اور سب قبرستان والوں کے لئے دعا کرتا۔ ایک دن اس لڑکے نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اماں تمہارا حال کیا ہے۔ ماں نے جواب دیا موت کی سختی بڑی چیز ہے۔ میں اللہ کی رحمت سے قبر میں بڑی راحت سے ہوں۔ ریحان میرے نیچے بچھی ہوئی ہے۔ ریشم کے تکیہ لگے ہوئے ہیں قیامت تک یہی برتاؤ میرے ساتھ رہے گا۔ بیٹے نے پوچھا کوئی خدمت میرے لائق ہو تو کہو۔ اس نے کہا تو ہر جمعہ کے میرے پاس آکر جو قرآن پڑھتا ہے، اس کو نہ چھوڑنا۔ جب تو آتا ہے تو سارے قبرستان

والے خوش ہو کر مجھے خوش خبری دینے آتے ہیں کہ تیرا بیٹا آ گیا۔ مجھے بھی تیرے آنے کی بڑی خوشی ہوتی ہے اور ان سب کو بھی بہت خوشی ہوتی ہے۔ وہ لڑکا کہتا ہے میں اسی طرح ہر جمعہ کو اہتمام سے جاتا تھا۔ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت بڑا مجمع مردوں اور عورتوں کا میرے پاس آیا۔ میں نے پوچھا تم لوگ کون ہو۔ کیوں آئے ہو۔ وہ کہنے لگے ہم فلاں قبرستان کے آدمی ہیں ہم تمہارے شکریہ ادا کرنے آئے ہیں۔ تم ہر جمعہ کو ہمارے پاس آتے ہو اور ہمارے لئے دعائے مغفرت کرتے ہو۔ اس سے ہم کو بڑی خوشی ہوتی ہے اس کو جاری رکھنا۔ اس کے بعد سے میں نے بھی اور بھی زیادہ اہتمام اس کا شروع کر دیا۔ (فضائل صدقات صفحہ ۹۹)

# اولاد کے ساتھ حسن سلوک

## شریعت کے مطابق اولاد پر خرچ کرنا صدقہ ہے

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا صدقہ ہے۔ (بخاری صفحہ ۸۰۵، مسلم، ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا وہ دینار جو راہ خدا میں خرچ ہو، وہ دینار جو غلام پر خرچ ہو، وہ دینار جس کا تم خیرات کردو اور وہ دینار جو اپنے اہل پر خرچ کرو۔ سو اس میں سے زیادہ افضل وہ ہے جو اہل وعیال پر خرچ کرو۔ (مسلم صفحہ ۳۲۲)

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم اپنے آپ کو کھلاؤ۔ صدقہ ہے۔ جو تم اپنی اولاد کو کھلاؤ صدقہ ہے۔ جو اپنی بیوی کو کھلاؤ صدقہ ہے۔ جو اپنے خادم کو کھلاؤ صدقہ ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۱۲۲)

## اولاً اہل وعیال پر خرچ کرنا افضل ہے

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. آدمی کا افضل ترین مال وہ ہے جو اہل وعیال پر خرچ ہو۔ (مختصراً مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۲۲)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ اہل وعیال اور بیوی بچوں پر جو آدمی خرچ کرتا ہے اس کا بھی ثواب ملتا ہے۔ بشرطیکہ یہ خرچ شریعت کے مطابق ہو۔ اور اس میں اسراف اور تجاوز "عن الحد" نہ ہو۔ لہٰذا خلاف شرع لباس و معیشت پر خرچ کرے تو ثواب نہیں بلکہ گناہ ملے گا۔ مثلاً ٹی وی پر خرچ، بے پردگی اور فیشن والے امور پر خرچ وغیرہ۔

## اہل عیال مقدم

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اول (خرچ) اپنے اوپر سے شروع کرو۔ اس سے فاضل ہو تو اہل وعیال پر خرچ کرو۔ پھر اس سے فاضل ہو جائے تو اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرو۔ پھر رشتہ داروں سے فاضل ہو تو اس طرح (اہل ایمان پر) خرچ کرو۔ اپنے سامنے سے پیچھے سے، بائیں

سے، دائیں سے۔ (مسلم جلد ا صفحہ ۳۲۲)

**فَائِدَہ:** اس حدیث پاک میں مصرف کی ترتیب بیان کی گئی ہے۔ کہ اولاً اپنی ذات پر اس قدر خرچ کرے کہ صحت باقی رہے۔ ضروریات پوری ہوں۔ اس کے بعد اہل وعیال بیوی بچوں پر خرچ ہو۔ اس کے بعد اہل قرابت پر پھر عام مؤمنین پر۔ خیال رہے کہ اپنے اہل وعیال پر خرچ سے مراد ضروری اخراجات ہیں۔ عیش پرستی اور فراوانی کا خرچ مراد نہیں اس صورت میں تو کبھی بھی اہل ثروت کے لئے دوسروں کا نمبر نہ آئے گا۔ چونکہ عیاشانہ زندگی کا خرچہ لامحدود ہے۔

ادھر مال میں ہر ایک کا حق ہے۔ ایسے مالدار جن کا اپنا ہی تعیشانہ خرچ پورا نہیں ہوتا۔ اپنے عیش میں لگے رہتے ہیں۔ آپ نے ان کے متعلق "هَالِكُوْنَ" ہلاک ہونے والا فرمایا ہے۔ تاوقتیکہ وہ فراخدلی سے راہ خدا میں خرچ نہ کریں۔

## اہل وعیال پر مشفقانہ برتاؤ

حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میری امت سے قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا اس کی (بظاہر) کوئی ایسی نیکی نہ ہوگی جس سے جنت کی امید ہو سکے۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اسے جنت میں داخل کر دو یہ اپنے اہل وعیال پر بڑا مہربان تھا۔ (کتاب البر صفحہ ۱۴۵)

## تین بیٹیوں کی پرورش پر جنت واجب

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس کی تین بیٹیاں ہوں۔ وہ ان کو ادب سکھائے۔ ان پر شفیقانہ برتاؤ کرے۔ ان کی ذمہ داری ادا کرے تو یقیناً اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔ پوچھا گیا اللہ کے رسول اور دو بیٹیاں ہوں تو۔ آپ نے فرمایا تب بھی۔ (مجمع جلد ۸ صفحہ ۵۸، کتاب البر صفحہ ۱۴۶)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس کی تین بیٹیاں ہوں۔ وہ ان کی تکلیف خوشیوں اور پریشانیوں کو (پرورش اور تربیت میں) برداشت کرے تو اللہ پاک اپنے فضل سے اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ کسی نے پوچھا دو ہوں تب۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا دو ہوں تب بھی۔ پھر کسی نے کہا اگر ایک ہو۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ایک ہو تب بھی۔ (یعنی پرورش پر جنت)۔ (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۲۳۵)

حضرت عوف بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان پر خرچ کرے۔ (یعنی پرورش پر) یہاں تک کہ بالغ ہو جائیں (قابل نکاح ہو کر نکاح ہو جائے) یا انتقال ہو جائے۔ تو یہ اس کے لئے جہنم سے حجاب کا باعث ہوں گی۔ (یعنی جہنم جانے سے روک دیں گی)۔

(مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۵۷)

**فَائِدَہ:** احادیث میں جس تاکید اور اہمیت کے ساتھ لڑکیوں کی پرورش پر ثواب ہے۔ لڑکوں پر نہیں۔ اس لئے لڑکوں کی تربیت بوجھ نہیں بنتی کہ اس کا نفع والدین کو عود کر کے آئے گا اور لڑکی دوسرے کے گھر چلی جائے گی۔ لڑکوں سے مستقبل میں امیدیں وابستہ ہوتی ہیں لڑکیوں سے نہیں۔

## بیٹی پر بیٹے کو ترجیح نہ دے

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس کی بیٹی ہو۔ اس نے نہ اسے تکلیف دی۔ نہ اس کو نیچا سمجھا اور نہ بیٹے کو اس کے مقابلہ میں ترجیح اور فوقیت دی۔ خدائے پاک اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (ابوداؤد، حاکم، البر صفحہ ۱۴۸)

**فَائِدَہ:** عموماً لوگ بیٹی کی پیدائش پر رنجیدہ ہوتے ہیں۔ لڑکوں کے مقابلہ میں اسے کمتر سمجھتے ہیں۔ مال وغیرہ اور دیگر آرام راحت کے امور میں بیٹے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ڈانٹ ڈپٹ بھی بیٹی کو زائد کرتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا دوسرے کے گھر چلی جائے گی۔ شادی بیاہ کی پریشانی کی وجہ سے اسے بارگراں سمجھتے ہیں۔ سو یہ چیزیں نہایت قبیح اور مذموم ہیں۔ اس کے مقابل میں جس نے ان بیٹیوں کے ساتھ مکرمانہ برتاؤ۔ بیٹے کو فوقیت نہ دی تو اس کا صلہ اس کو جنت میں ملے گا۔ اولاد خواہ بیٹا ہو یا بیٹی خدا کی نعمت ہے۔ اپنی جانب سے تفریق درست نہیں آج کے اس دور میں تو بیٹے کے مقابلے میں بیٹی زیادہ مطیع فرمانبردار اور والدین کے ساتھ محبت کرنے والی ہوتی ہے۔ ذرا سی تکلیف سن کر متاثر ہو جاتی ہے۔ بخلاف بیٹوں کے کہ وہ آزاد پھرتے رہتے ہیں۔

## لڑکی کے باعث برکت ہے

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جب بچی پیدا ہوتی ہے تو اللہ پاک ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں جو ان کے لئے برکت لے کر اترتے ہیں۔

ابن شریط رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ جب آدمی کی لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ پاک ملائکہ کو بھیجتے ہیں د گھر والوں کو سلامتی (مبارک بادی) پیش کرتے ہیں۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۵۶)

**فَائِدَہ:** عموماً بچیوں کی ولادت پر لوگ ناخوشی اور تکدر کا اظہار کرتے ہیں سو یہ غلط مذموم ہے۔ بچی کی پیدائش باعث برکت ہے۔

## بیٹیوں کی پرورش پر جنت میں آپ کی معیت

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس کی تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں

ہوں۔ وہ ان کی پرورش کرے۔ تو وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ پھر آپ نے چاروں انگلیوں سے اشارہ کیا۔ یعنی جس طرح انگلیاں متصل ہیں اسی طرح وہ میرے بغل میں ہوں گے۔ ان کے اور میرے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہوگا۔ (مجمع الزوائد جلد۸ صفحہ ۱۵۷، مسند احمد جلد۳ صفحہ ۱۵۶)

حضرت ابوالمحبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دو بیٹی، یا دو بہنوں، یا دو خالاؤں، یا پھوپھیوں یا دو دادیوں کی خبر گیری اور ان کی کفالت کی وہ میرے ساتھ جنت میں اس طرح ہوں گے۔ جس طرح یہ دو انگلیاں۔ اور آپ نے شہادت اور بیچ کی انگلیوں کو ملا کر دکھلایا۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۱۵۸)

**فَائِدَہ:** آج کے ماحول میں بیٹیوں کا مسئلہ بڑا پیچیدہ بن گیا ہے۔ جہیز کے جٹانے پھر شادی کرنے میں اچھی خاصی پریشانی ہو جاتی ہے۔ لوگوں کی جائیداد۔ معاشی پونجی کا صفایا ہو جاتا ہے۔ اس سے ماحول میں بیٹی کی پیدائش پھر اس کی پرورش اور تربیت ایک اہم مسئلہ ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی پرورش اور تربیت سے دنیاوی فائدہ نہیں پہنچتا ہے کہ دوسرے کے گھر چلی جاتی ہے۔ اس لئے شریعت نے اس کی پرورش اور حسن تربیت پر اہم ترین ثواب جنت دیا ہے۔

## بیٹی جہنم سے روک اور حجاب کا باعث

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو خدا نے بیٹی دے کر آزمایا۔ اس نے اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ یہ اس کے لئے جہنم سے روک کا باعث ہوگی۔

(بخاری صفحہ ۱۹۰، مسلم جلد۲ صفحہ ۳۳۰)

**فَائِدَہ:** عموماً بیٹی میں خرچہ ہی خرچہ ہے۔ لوگ اس سے ایک قسم کی گرانی محسوس کرتے ہیں۔ بسا اوقات طعنہ بھی دیتے ہیں۔ اس لئے شریعت نے حسن برتاؤ کی تاکید کی ہے اور فضیلت بیان کی ہے۔

## وہ عورت جو پہلے لڑکی جنے باعث برکت ہے

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ عورت کے لئے باعث برکت یہ ہے کہ وہ پہلے لڑکی جنے۔ یعنی اس سے لڑکی پیدا ہو۔ (الجامع لاحکام القرآن جلد۱۶ صفحہ ۴۷)

**فَائِدَہ:** بچوں کے اقسام بیان کرنے میں حق تعالیٰ نے پہلے لڑکیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ لڑکوں کا ذکر بعد میں کیا ہے۔ اس آیت کے اشارہ سے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جس عورت کے بطن سے پہلے لڑکی پیدا ہو وہ مبارک ہوتی ہے۔ (معارف القرآن پارہ ۲۵ صفحہ ۵۴)

**فَائِدَہ:** اس پر فتن دور میں لڑکی کی پیدائش پر عورت کو منحوس اور اچھا نہیں سمجھا جاتا ہے۔ خدا کی پناہ۔ قرآن و

حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے لڑکی پیدا ہونا باعث برکت ہے۔ اور ہم اسے برا اور منحوس سمجھیں۔ وجہ یہ ہے کہ شادی بیاہ کے فتنہ نے ہمارے ماحول میں لڑکی کی اہمیت کھودی ہے۔ خدا کی پناہ۔ بعض علاقے میں سنا گیا ہے کہ لڑکی کی پیدائش پر بیوی کو طلاق دے دی۔ اللہ ہی بچائے گا۔ اس بے چاری کا کیا قصور ہوا۔ دراصل وہ خدا کی اس تقسیم پر رد کر رہا ہے۔ کسی اہل معرفت کا یہ شعر ہے ؎

مَنْ لَمْ يَرْضَ بِقَضَائِيْ
فَلْيَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِيْ

''جو میری تقسیم و تقدیر پر راضی نہیں وہ میرے علاوہ کوئی دوسرا رب تلاش کرے۔''

ظاہر ہے کہ کوئی دوسرا رب ہے ہی نہیں۔ بندے کی شان ہے کہ وہ خدا کی تقسیم پر راضی رہے۔

## بہنوں کے ساتھ حسن سلوک اور تربیت کی فضیلت

حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں۔ یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں۔ اس نے اس کی پرورش کی اور بہترین سلوک کیا تو یہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ادب مفرد صفحہ ۳۶، ابوداؤد، ترمذی)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں ہوں۔ اس نے ان کے بارے میں خدا سے خوف کیا۔ ان کی نگرانی کی۔ (یعنی ان بہنوں یا بیٹیوں کو اچھی طرح خوش رکھتے ہوئے کفالت کی) تو وہ میرے ساتھ اس طرح جنت میں ہوگا۔ (یعنی میرے ساتھ جیسے انگلی کے بغل انگلی)۔ (مکارم الخرائطی جلد۲ صفحہ ۶۴۵)

**فَائِدَۃ:** آج کل اپنی اولاد بیوی بچوں کی پرورش ہی مشکل ہے تو بہنوں اور خالاؤں کو کون پوچھتا ہے۔ تاہم ایسے لوگ جو والد کے ضعیف اور کمزور ہونے کی وجہ سے یا انتقال کی وجہ سے ان بہنوں کا جس کا کوئی سہارا اور دیکھ بھال کرنے والا نہ ہو۔ وہ ان کی کفالت اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں ایسوں کی جزاء جنت ہے۔

## مطلقہ بیٹی پر خرچ کرنے کی فضیلت

حضرت سراقہ بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں تم کو بہترین صدقہ نہ بتا دوں۔ یہ تیری ز نا لڑکی ہے جو لوٹ کر تیرے پاس ہی آگئی ہو۔ اس کے لئے تیرے سوا کوئی کمانے والا نہ ہو۔

(ادب مفرد صفحہ ۳۷)

**فَائِدَۃ:** لوٹ کر آنے کا مطلب یہ ہے شوہر نے طلاق دے دی۔ جس کی وجہ سے وہ تمہارے ذمہ ہوگئی۔ تو

اس پر والدین کا خرچ کرنا۔ اس کی ضرورتوں کی رعایت اور خبر گیری بہترین افضل ترین صدقہ ہے۔ اس میں پانچ رخ کے اعتبار سے ثواب ہے۔

1. صدقہ کا۔
2. مصیبت زدہ کی امداد کا۔
3. صلہ رحمی کا۔
4. اولاد کی خبر گیری کا۔
5. غمزدہ کی دلداری کا۔

## اولاد کی پرورش کی وجہ سے بیوہ رہنے کی فضیلت

حضرت عوف بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ راوی کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: میں اور وہ عورت جس کا چہرہ مرجھایا ہوا ہو۔ بے رونق گال ہو۔ جو شوہر کی موت کی وجہ سے بیوہ ہوگئی ہو۔ اور بچوں کی پرورش کی وجہ سے صبر کر کے بیٹھی رہی۔ جنت میں اس طرح ساتھ ہوں گے۔ جس طرح یہ دو انگلیاں۔

(ادب مفرد صفحہ ۵۴، مکارم الخرائطی)

**فَائِدَة:** مطلب یہ ہے کہ ایسی عورت جس نے محض یتیم اولاد کی خاطر اپنی آرام و آسائش چھوڑ دی۔ اپنے جذبات کا گلا گھونٹا فکر رنج اور بوجھ تربیت وصرفہ کی وجہ سے چہرہ پھیکا پڑ گیا۔ مرجھا گیا۔ خوب صورتی چلی گئی۔ ایسی صابرہ عورت کا درجہ یہ ہوگا کہ وہ آپ کے ساتھ ہوگی۔ اللہ اکبر کتنا بڑا مرتبہ ہے۔ اگر ایسی عورت فرائض واجبات کی پابندی کرے۔ زبان اور اخلاق درست رکھے تو جنت کے ابتداءً داخل ہونے اور بلند پایہ رتبہ پانے میں مردوں سے بھی آگے ہو جائے گی۔

## جنت جانے میں آپ ﷺ سے بھی کون آگے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں جنت کا دروازہ سب سے پہلے میں کھولوں گا۔ مگر اس عورت کو دیکھوں گا جو مجھ سے بھی آگے ہونے میں بیتاب ہوگی میں کہوں گا تو کون ہے اور اس جلد بازی کا کیا مطلب ہے؟ وہ کہے گی میں وہ عورت ہوں کہ یتیموں کی پرورش کی خاطر میں نے دوسرے سے شادی نہیں کی۔ ویسے ہی بیٹھی رہی۔ (ابویعلی اسنادہ حسن، ادب مفرد مترجم صفحہ ۹۴)

**فَائِدَة:** شوہر کے طلاق یا وفات کی صورت میں عورت بیوہ ہوگئی اور چھوٹا بچہ ہے۔ محض اس کی تربیت اور دیکھ بھال کی وجہ سے اس نے شادی نہ کر کے جوانی اور صحت کو قربان کر دیا تو ایسی عورت کی یہ فضیلت ہے۔ مگر خیال

رہے کہ اگر عورت کی عمر نئی ہے۔ اقرباء اعزاء میں کوئی پرورش اور دیکھ بھال کرنے والا نہ ہوتو شادی کر لینا بہتر ہے تاکہ فتنہ وغیرہ سے محفوظ رہے۔ یا جب بچے بالغ اور اپنے پیر پر کھڑے ہو جائیں تو شادی کر لینی چاہئے۔ عورتوں کو بلا شوہر کے رہنا فتنوں اور مصائب کا سبب ہے۔ اس لئے بیوہ عورت کی نکاح کے بڑی تاکید اور فضیلت ہے۔

# رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک واخلاق کا حکم

## اہل قرابت پر صدقہ وخیرات کا دگنا ثواب

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غریب مسکین پر صدقہ کا دگنا ثواب ہے۔ ایک خیرات کا دوسرا رشتہ داری کی رعایت کا۔ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۴۲)

حضرت عامر ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا اپنے قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرنا دگنا ثواب رکھتا ہے، صدقہ کا اور رشتہ داری کی رعایت کا۔ (مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۲۱۴)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک باندی آزاد کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے آزاد کرنے کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تمہیں جزائے خیر دے۔ اگر تم اپنے ماموں کو دے دیتیں تو زیادہ ثواب پاتیں۔ (بخاری، مسلم صفحہ ۳۲۲)

**فائدہ:** خیال رہے کہ عام لوگوں کے مقابلہ میں رشتہ داروں پر صدقہ خیرات ہدایا تحائف کا زیادہ ثواب ہے۔ رشتہ داروں کی رعایت عام لوگوں کے مقابلہ میں افضل اور دگنے ثواب کا باعث ہے۔

## جو رشتہ دار مخالفت اور عناد رکھے اس پر خرچ کا ثواب

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ خیرات میں سب سے بہترین صدقہ خیرات وہ ہے جو تم مخالفت اور عناد رکھنے والے رشتہ دار پر خرچ کرو۔

(مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۴۱۶، کتاب البر صفحہ ۱۷۵)

**فائدہ:** اس کا زیادہ ثواب اس وجہ سے ہے کہ نفس انکار کرتا ہے اور نفس پر بہت گراں گزرتا ہے کہ اس کو دوں جو ہماری مخالفت کرتا ہے۔ ایسا صدقہ خالص اللہ کے لئے ہوتا ہے۔

## بری موت سے بچنے کا ذریعہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جسے یہ پسند ہو کہ عمر اس کی بڑھ جائے، رزق وسیع ہو جائے،

بری موت سے بچ جائے، وہ خدا سے تقویٰ اختیار کرے۔ رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرے۔

(ترغیب جلد۳ صفحہ۳۳۵)

عمر بڑھنے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خدائے پاک نے اس کی عمر کے اضافہ کو اس کار خیر سے متعلق رکھا ہو۔ یا اس میں برکت ہو جائے۔ یعنی وقت میں برکت ہو جائے۔

بری موت سے بچنے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔

❶ ایکسیڈنٹ جیسے حادثہ کی موت یا

❷ موت کے وقت شیطانی جال اور اس کے فتنہ سے محفوظ رہنا مراد ہو بہر صورت یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ جو حسن سلوک کے لئے مرغوب ہے۔

## برکت رزق کا ذریعہ

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو یہ چاہتا ہو کہ اس کا رزق وسیع کر دیا جائے اور اس کے بعد اس کے نشانات قدم میں تاخیر کی جائے۔ وہ رشتہ داروں کے ساتھ رعایت اور احسان کا معاملہ کرے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۸۸۵، ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی دوسری روایت میں ہے انساب کو سیکھو۔ یعنی اپنے رشتوں کو معلوم کرو تا کہ ان رشتہ داروں کی تم رعایت کرسکو۔ اس لئے کہ صلہ رحمی کرنا اہل خاندان والوں سے محبت کرنا ہے، جو مال کو بڑھانے والا، نشانات قدم کو مؤخر کرنے والا ہے۔ (ترغیب صفحہ۳۳۵، ادب مفرد صفحہ۳۵)

**فَائِدَہ:** رزق کی برکت اور وسعت کا خاص کر اس دور میں کون طالب نہیں۔ جسے برکت رزق کی طلب ہو وہ حسن سلوک شروع کردے۔ نشانات قدم کی تاخیر کا مطلب یہ بھی ہے کہ موت میں تاخیر یعنی عمر میں برکت ہو جائے۔ اور یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ اولاد میں برکت ہو۔ جس کا سلسلہ دیر تک چلتا رہتا ہے۔ یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ اس کا ذکر خیر انتقال کے بعد مدتوں باقی رہتا ہے احسان وسلوک خیر کی وجہ سے لوگوں میں ان کا حسن ذکر چلتا رہتا ہے۔ واللہ اعلم۔

## رشتہ داروں کی رعایت اور حسن سلوک زیادتی عمر کا باعث

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر میں اضافہ ہو۔ رزق میں وسعت ہو۔ بری موت سے حفاظت ہو۔ وہ خدا سے ڈرے۔ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ (ترغیب صفحہ۳۳۵)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: صدقہ اور رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی

واحسان کے برتاؤ سے خدا عمر میں اضافہ فرماتا ہے۔ بری موت سے محفوظ رکھتا ہے۔ رنج اور مصائب سے بچاتا ہے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۲۳۵)

رشتہ داروں کی رعایت، ان کے ساتھ احسان و بھلائی کے برتاؤ کی حدیث پاک میں بڑی فضیلت اور ترغیب وتاکید آئی ہے اور اس کے خلاف پر سخت ترین وعید آئی ہے۔ اللہ کے نزدیک یہ اس قدر اہم ترین اور مقبول ترین عمل ہے کہ اس کی وجہ سے عمر میں اضافہ اور اس میں برکت کردی جاتی ہے۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج ہمارا ماحول رشتہ داروں کے ساتھ توڑ کا ہے۔ غیروں اور اجانب کے ساتھ تو ہم رعایت کرتے ہیں۔ ان سے تعلقات بڑھاتے ہیں مگر رشتہ داروں سے نفرت اور عناد رکھتے ہیں۔ بڑے گھاٹے کی بات ہے۔

حسن سلوک اور صلہ رحمی میں زیادتی عمر اور وسعت رزق کو بہت دخل ہے۔ اسی وجہ سے امام بخاری نے باب قائم کیا ہے۔ "**من بسط له فی الرزق بصلة الرحم**" (صفحہ ۸۸۵)

اسی طرح دیگر محدثین نے بھی یہ باب قائم کر کے اس کو واضح کیا ہے کہ اس سے رزق میں زیادتی ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا گیا ہے جو شخص ایک بات کا ذمہ لے لے اس کے لئے چار باتوں کا ذمہ لیتا ہوں یعنی جو شخص صلہ رحمی کرے۔

1. اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔
2. اعزہ اس سے محبت کرتے ہیں۔
3. رزق میں اس کی وسعت ہوتی ہے۔
4. اور جنت میں داخل ہوتا ہے۔ (فضائل صدقات جلد ۱ صفحہ ۲۰۳)

## چھ چیزوں پر جنت کی ضمانت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم چھ چیزوں کی ذمہ داری لے لو۔ میں تمہارے لئے جنت کی ضمانت لیتا ہوں۔

1. گفتگو کرو تو جھوٹ نہ بولو۔
2. وعدہ کرو تو وعدہ خلافی نہ کرو۔
3. امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کرو۔
4. اپنی نگاہ کی حفاظت کرو۔

⑤ اپنے ناموس کی حفاظت کرو۔

⑥ رشتہ داروں کے ساتھ احسان وسلوک کرو۔ (کتاب البر صفحہ ۱۶۲، مجمع الزوائد صفحہ ۳۰۴)

## گھر کی آبادی اور خوش حالی

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنا، اچھے اخلاق کا اختیار کرنا، پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ گھروں کو آباد اور خوش حال رکھتا ہے اور عمر کو بڑھاتا ہے۔

(مجمع صفحہ ۵۳، کتاب البر صفحہ ۱۵۵، الخرائطی فی المکارم صفحہ ۵۱)

## جنت کو قریب کرنے والے اعمال

حضرت ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سے ایک بدو نے پوچھا مجھے جنت کو قریب کرنے والے اور جہنم کو دور کرنے والے اعمال بتا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی عبادت کرو۔ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ ادا کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو۔ (کتاب البر صفحہ ۱۶۲)

## باوجود گناہ کے مال اولاد میں زیادتی کس عمل سے؟

ابوسلمہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا سب سے جلدی جزاء صلہ رحمی کا ملتا ہے۔ یہاں تک کہ گھر والے اگرچہ گناہ گار ہوتے ہیں لیکن جب وہ لوگوں کے ساتھ احسان و بھلائی کرتے ہیں تو ان کے مال اور اولاد میں زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ (مکارم الخرائطی صفحہ ۲۶۴)

**فَائِدَة:** سبحان اللہ۔ کس قدر مؤثر اور نفع بخش ہے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا کہ گناہ جو رزق کو تنگ کرتا ہے۔ باجود اس کے مال اولاد میں زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ خدا کو کس قدر محبوب ہے یہ عمل۔

## رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی کے دس فوائد

فقیہ ابواللیث رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں صلہ رحمی (رشتہ داروں کے ساتھ احسان و بھلائی) میں دس فوائد ہیں۔

① اول یہ کہ اس میں اللہ جل شانہ عم نوالہٗ کی رضا و خوشنودی ہے۔ اللہ پاک کا حکم صلہ رحمی کا ہے۔

② دوسرے رشتہ داروں پر مسرت پیدا کرنا ہے اور حضور پاک کا ارشاد ہے کہ افضل ترین عمل مؤمن کو خوش کرنا ہے۔

③ تیسرے اسی سے رشتے کو بھی بہت مسرت ہوتی ہے۔

۴ چوتھے مسلمانوں کی طرف سے اس شخص کی مدح اور تعریف ہوتی ہے۔
۵ پانچویں شیطان علیہ اللعنۃ کو اس سے بڑا رنج وغم ہوتا ہے۔
۶ چھٹے اس کی وجہ سے عمر میں زیادتی ہوتی ہے۔
۷ ساتویں رزق میں برکت ہوتی ہے۔
۸ آٹھویں مردوں کو اس سے مسرت ہوتی ہے۔ باپ دادا کا جب انتقال ہوگیا ان کو جب اس کی خبر ہوتی ہے تو ان کو بڑی خوشی ہوتی ہے۔
۹ نویں آپس کے تعلقات میں اس سے قوت ہوتی ہے۔ جب تم کسی کی مدد کرو گے اس پر احسان کرو گے تمہاری ضرورت اور مشقت کے وقت وہ دل سے تمہاری اعانت کرنے کا خواہش مند ہوگا۔
۱۰ دسویں مرنے کے بعد تمہیں ثواب ملتا رہے گا۔ جس کی بھی تم مدد کرو گے، تمہارے مرنے کے بعد وہ ہمیشہ تمہیں یاد کر کے دعائے خیر کرتا رہے گا۔ (فضائل صدقات صفحہ ۲۰۳)

## مال میں زیادتی کس عمل سے؟

حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا تین باتیں بالکل حق اور پکی ہیں۔
۱ جس شخص پر ظلم کیا جائے اور وہ چشم پوشی کرے اس کی عزت بڑھتی ہے۔
۲ جو شخص مال کی زیادتی کے لئے سوال کرے اس کے مال میں کمی ہوتی ہے۔
۳ جو شخص عطا اور صلہ رحمی کا دروازہ کھول دے اس کے مال میں کثرت ہوتی ہے۔ (فضائل صدقات صفحہ ۲۰۳)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں جو خدا سے خوف کرے گا۔ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرے گا۔ اس کی عمر میں برکت ہوگی اور مال میں فراوانی ہوگی۔ رشتہ داروں میں وہ محبوب ہوگا۔

## تین لوگوں سے آسان حساب

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تین لوگوں کا حساب اللہ پاک سہولت و آسانی سے لے گا۔ اور انہیں محض اپنے کرم سے جنت میں داخل کرے گا۔ پوچھا گیا وہ کون ہیں؟ اے خدا کے رسول آپ پر ہمارے ماں باپ قربان۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
۱ جو تم کو محروم رکھے تم اس کو دو۔
۲ جو تم سے رشتہ توڑے تم اس سے جوڑ رکھو۔

❸ جوتم پر ظلم کرے تم اسے معاف کردو۔ جب تم یہ کروگے تو خدا تم کو جنت میں داخل کردے گا۔

(ترغیب صفحہ ۳۴۴، حاکم)

## اولین وآخرین کے بہترین اخلاق

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اولین وآخرین کے بہترین اخلاق نہ بتاؤں۔ میں نے کہا ضرور ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا جو تمہیں اپنی طرف سے محروم رکھے اسے دیا کرو۔ جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کرو۔ جو تم سے رشتہ توڑے تم اس سے جوڑو۔

(ترغیب صفحہ ۳۴۴)

## افضل ترین صدقہ

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی کا بہترین صدقہ وہ ہے جو ایسے رشتہ داروں پر کرے جو اس سے عناد رکھیں۔ (ترغیب صفحہ ۳۴۱)

**فَائِدَہ**: مطلب یہ ہے کہ ایسا رشتہ دار جس سے نہ بنتی ہو۔ اس سے کسی حالت میں اختلاف اور جھگڑا ہو تو اس کو دینے میں افضل ترین صدقہ ہے۔

## رشتوں کے جوڑ سے اللہ کا جوڑ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن رحم (رشتہ داری) اعلان کرے گا جس نے مجھے جوڑ کے رکھا خدا اسے جوڑے جس نے مجھے توڑ کے رکھا۔ خدا اس سے توڑ رکھے۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۱۵۱)

## جنت کی خوشبو بھی نہیں

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت سے آتی ہے۔ مگر والدین سے قطع رحم و تعلق رکھنے والا اور رشتوں کو توڑنے والا اس کی خوشبو نہیں پا سکتا۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۴۹)

## رشتوں کا تعلق عرش پر معلق ہے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "رحم" رشتوں کا تعلق عرش پر معلق ہے اور اس کا کہنا ہے جو مجھے جوڑے رکھے خدا اسے جوڑے، جو مجھ سے توڑ رکھے خدا اسے توڑے۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۹)

## خدا کی رحمت سے دور کب؟

حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جب لوگ علو ظاہر کریں اور دلوں میں بغض رکھیں۔ اور قطع رحمی کرنے لگیں۔ تو اللہ جل شانہٗ اس وقت ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیتے ہیں اور اندھا بہرا کر دیتے ہیں۔ (درمنثور رفضائل صدقات صفحہ ۱۹۶)

## آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی عذاب

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی گناہ ایسا نہیں کہ آخرت میں ذخیرہ ہونے کے علاوہ دنیا میں بھی اس کی سزا جلد مل جاتی ہے۔ وہ ظلم اور رشتوں کو توڑنا ہے۔

**فائدہ:** یعنی ظلم کسی کو تنگ کرنے اور ستانے کی سزا اور رشتوں کو توڑنے کی سزا اس دنیا میں مل جاتی ہے۔

## سب سے جلدی کس کا ثواب؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلائیوں میں سب سے جلدی ثواب حسن سلوک کا ملتا ہے۔ اور مؤاخذہ اور گرفت سب سے جلدی ظلم کا ہوتا ہے۔ (ترغیب صفحہ ۳۴۳، ابن ماجہ)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ رشتہ داری میں احسان و بھلائی کا ثواب جلد اسی دنیا میں بھی مل جاتا ہے۔ اور ظلم کی سزا آخرت کے علاوہ اسی دنیا میں بھی مل جاتی ہے۔

## کس پر خدا کی رحمت نہیں اترتی؟

معجم طبرانی کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس قوم پر فرشتے رحمت لے کر نہیں اترتے جس میں رشتوں کو توڑنے والا ہوتا ہے۔ (ترغیب صفحہ ۳۴۵)

## کوئی عمل قبول نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسانوں کے اعمال شب جمعہ کو پیش کئے جاتے ہیں۔ پس رشتہ توڑنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔ (ادب مفرد صفحہ ۴۲)

**فائدہ:** شب جمعہ میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ کس قدر خوف اور ڈر کی بات ہے کہ رشتہ توڑنے کی وجہ سے اعمال مردود ہو جاتے ہیں۔

## آسمان کے دروازے کس کے لئے بند؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ صبح کی نماز کے بعد ایک مجمع میں تشریف فرما تھے۔ فرمانے لگے۔ میں تم لوگوں کو قسم دیتا ہوں کہ اگر اس مجمع میں کوئی شخص قطع رحمی کرنے والا ہو تو چلا جائے۔ ہم لوگ اللہ جل

شانہ سے ایک دعا کرنا چاہتے ہیں اور آسمان کے دروازے قطع رحمی کرنے والے کے لئے بند ہو جاتے ہیں۔ یعنی اس کی دعا آسمان پر نہیں جاتی۔ اس سے پہلے ہی دروازہ بند کرلیا جاتا ہے اور جب اس کے ساتھ ہماری دعا ہوگی تو دروازہ بند ہو جانے کی وجہ سے قبولیت سے رہ جائے گی۔ (فضائل صدقات صفحہ ۲۱۸)

## رشتہ توڑنے والوں پر قرآن میں لعنت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جو شخص قرابت (رشتہ داری) کو توڑنے والا ہو۔ اس سے میل جول پیدا نہ کیجئیو۔ میں نے قرآن پاک میں دو جگہ ان لوگوں پر لعنت پائی ہے۔ (فضائل صدقات صفحہ ۱۹۵)

## رشتوں کا توڑ قیامت کی علامت

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تین امور قیامت کی علامتوں میں سے ہیں۔

1. پڑوسی کا تکلیف دہ ہونا۔
2. رشتوں میں ربط و جوڑ کا نہ ہونا۔
3. جہاد کا منقطع ہو جانا۔ (احکام القرآن صفحہ ۲۷۷)

**فَائِدَہ:** آج کل رشتوں کا توڑ بہت عام ہے ذرا ذرا سی دنیاوی بات پر رشتوں کو توڑ دیتے ہیں۔ جو بہت بڑا گناہ اور ملعون کام ہے۔ خدا کی رحمت اور فضل سے دور کرنے والا ہے۔

رشتہ کے توڑنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی آمد و رفت نہ رکھے۔ شادی بیاہ، رنج و غم میں نہ جائے اور نہ شریک ہو۔ عیادت نہ کرے۔ ضرورت کے موقعہ پر اعانت نہ کرے۔ اس سے مطلب نہ رکھے۔ خیریت وغیرہ نہ معلوم کرے۔ نہ اس کے خوش کرنے کے اسباب اختیار کرے۔

دیکھئے آج یہ تینوں علامتیں پائی جا رہی ہیں جو آپ نے فرمائی ہیں۔ ملکی جہاد تو ہے لیکن اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد بالکل ختم ہے۔

# پڑوسیوں کے ساتھ حسن برتاؤ

## پڑوسیوں کے حقوق اوران کی رعایت قرآن پاک میں

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى. الخ﴾

**ترجمہ:** ”اورتم اللہ کی عبادت اختیار کرو۔ اوراس کے ساتھ کسی چیز کوشریک مت کرواور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو۔ اور اہل قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غرباء کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی۔ اور ہم مجلس کے ساتھ بھی۔ اور راہ گیر کے ساتھ بھی۔ اور غلاموں کے ساتھ بھی۔ یقیناً خدا ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھے اور شیخی کی باتیں کریں۔“ (سورہ نساء)

**فائدہ:** آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اولاً اپنا حق بیان کیا کہ توحید، ایک خدا کو ماننا اسی کی عبادت کرنا اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا۔ اسلام کی بنیاد اور اساس ہے۔ پھر انسانی حقوق کو بیان کیا۔ جس میں اولاً والدین کے حق کو ذکر کیا۔ جس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے بعد اگر کسی کا احسان ہے۔ اور آدمی اس کے احسان پر مجبور ہے کہ اسے خدائے پاک کے احسان کی طرح مستغنی نہیں ہوسکتا تو والدین ہیں۔

اس کے بعد آدمی جس ماحول میں اور کنبہ میں رہتا ہے اس کے احسان سے وابستہ ہوتا ہے۔ چنانچہ تیسرے نمبر پر تمام رشتہ داروں کے ساتھ حسن وسلوک کی تاکید فرمائی۔ پھر اس کے بعد گھر کے بغل کا پڑوسی جس سے قرب وجوار کی وجہ سے مسائل وابستہ ہوتے ہیں۔ بیاہ شادی اور دیگر گھریلو ضرورت میں بغل میں ہونے کی وجہ سے بسا اوقات ان کی اعانت وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس لئے چوتھے نمبر پر پڑوسی کے حقوق کو بیان کیا اور اس کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی۔ قرآن پاک نے اس مقام پر دو لفظوں کو ذکر کیا ہے ”جار ذی القربی“ اس سے مراد وہ پڑوسی ہے جو مکان کے متصل میں رہتا ہے اور ”جار جنب“ سے مراد وہ پڑوسی ہے جو مکان سے کچھ فاصلہ پر رہتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ”جاری ذی القربی“ سے وہ شخص مراد ہے جو پڑوسی بھی ہے اور رشتہ دار بھی۔ اس طرح اس میں دو حق جمع ہو گئے اور ”جار جنب“ سے مراد وہ شخص ہے جو صرف پڑوسی

ہے، رشتہ دار نہیں۔ اس لئے اس کا درجہ پہلے سے موخر رکھا گیا ہے۔

بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ "جاردی القربی" وہ پڑوسی ہے جو اسلامی برادری میں داخل اور مسلمان ہے۔ اور "حار الجنب" سے مراد غیر مسلم پڑوسی ہے۔ اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ پڑوسی خواہ قریب ہو یا بعید رشتہ دار ہو یا غیر۔ مسلم ہو یا غیر مسلم بہر حال اس کا حق ہے۔ بقدر استطاعت کے اس کی امداد و اعانت اور خبر گیری لازم ہے۔ (معارف القرآن صفحہ ۶۳)

ابوبکر رازی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے احکام القرآن میں بیان کیا کہ ایک حدیث میں ہے کہ پڑوسی تین قسم کے ہیں۔

1. ایک وہ جس کے تین حقوق ہیں۔ پڑوسی بھی ہے، رشتہ دار بھی ہے اور مسلمان بھی ہے۔
2. ایک وہ پڑوسی ہے جس کے دو حقوق ہیں۔ یہ وہ ہے جو پڑوسی ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمان بھی ہے۔
3. ایک وہ ہے جس کا صرف ایک ہی حق ہے۔ وہ یہ ہے جو غیر مسلم ہے۔ (احکام القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۷۶)

معلوم ہوا کہ غیر مسلم پڑوسی کا بھی حق ہے کہ اس کی رعایت کی جائے۔ اسے تکلیف نہ دی جائے۔ تو مسلمان پڑوسی کا پھر کتنا حق ہوگا۔ لیکن آپ کو معلوم ہوگا کہ آج اس دور میں ایک پڑوسی دوسرے کے حق میں اذیت اور تکلیف کا باعث ہے۔

# پڑوسیوں کا اکرام

## ایمان والا اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔ (بخاری صفحہ ۸۸۹، مسلم ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۵۲)

سہولت نہ پہنچا سکے تو تکلیف اور اذیت تو ہرگز نہ پہنچائے۔ یہ صرف مسلمان کے ساتھ خاص ہی نہیں بلکہ عام انسانوں کا حق ہے۔ البتہ ایمان کی بنیاد پر اور پھر پڑوسی ہو تو اس کے حق میں اور زیادہ تاکید ہو جاتی ہے کہ اسے کسی طرح تکلیف اور اذیت نہ پہنچائے۔ مگر افسوس کہ آج کل ماحول اس کے برعکس ہے۔ قریب والوں سے شکایت دور والوں سے راحت۔

## جس کے ضرر سے پڑوسی نہ بچے وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جنت میں نہیں داخل ہو سکتا جس کے ضرر سے پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (مسلم، ترغیب صفحہ ۳۵۲)

## مؤمن نہیں ہو سکتا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کے ضرر سے نہ محفوظ رہے اور نہ اس کے شر سے مامون ہو کر رات گزارے۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۵۳)

## جنت میں جانے کا مستحق ہی نہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن وہ ہے جس سے لوگ مامون رہیں۔ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں۔ مہاجر وہ ہے جس نے گناہ کو چھوڑ دیا۔ قسم خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کوئی بندہ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (ابو یعلی، ترغیب صفحہ ۳۵۳)

## جس نے پڑوسی کو تکلیف دی اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے پڑوسی کو تکلیف دی اس

نے مجھے تکلیف دی۔ اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے خدا کو اذیت پہنچائی۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۵۴)

## جس نے پڑوسی سے لڑائی کی اس نے خدا سے لڑائی کی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جس نے پڑوسی سے لڑائی کی اس نے مجھ سے لڑائی کی۔ اور جس نے مجھ سے لڑائی کی اس نے خدا سے لڑائی کی۔ (ابوشیخ، ترغیب صفحہ ۳۵۴)

**فائدہ:** پڑوسی سے لڑائی خدا سے لڑائی ہے کیونکہ وہ خدا کے بندے اور اس کے پیدا کردہ ہیں۔ اسے کیا حق کہ اللہ کے بندے کو تکلیف دے۔

## قیامت کے دن سب سے پہلے پڑوسیوں کا مقدمہ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے دو پڑوسیوں کا مقدمہ پیش ہوگا۔ (مسند احمد، ترغیب صفحہ ۳۵۵)

**فائدہ:** اللہ کے نزدیک پڑوسیوں کا مسئلہ کس قدر اہم ہے کہ پہلے اسی کا حساب ہوگا۔

## باوجود نماز، روزہ اور صدقہ کی کثرت کے جہنم میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ فلاں عورت نماز، خیرات اور روزہ بکثرت کرتی ہے۔ ہاں مگر اپنی زبان سے پڑوسی کو تکلیف دیتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ جہنم میں ہو گی۔ پھر اس نے کہا اے اللہ کے رسول فلاں عورت روزہ نماز کم کرتی ہے۔ اور (تھوڑا بہت) پنیر کے ٹکڑے صدقہ کر دیتی ہے اور پڑوسی کو تکلیف نہیں پہنچاتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ جنت میں جائے گی۔

(مسند احمد، حاکم، بزار، ترغیب صفحہ ۳۵۶)

**فائدہ:** متعدد احادیث میں ایسی عورت کو باوجود روزہ نماز کے اہل جہنم میں سے کہا گیا ہے۔ پڑوسی کو تکلیف پہنچانا خدا کے غیظ وغضب کی بات ہے۔ کہ اس کا برا اثر عبادت پر غالب آجاتا ہے۔ عموماً آج کل کے ماحول میں پڑوسی کو تکلیف دینا عام بات ہے۔ اگر پڑوسی غریب یا اجنبی ہے علاقائی نہیں ہے تو پھر کمزور سمجھ کر بچے بچیاں تک پریشان کرتے ہیں۔ کس قدر انجام بد کا باعث ہے

## ایمان والا اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کرے

ابوشریح کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص خدا اور آخرت پر ایمان لائے۔ وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کرے۔ (ادب مفرد، ابن ماجہ، مکارم صفحہ ۳۸۸)

**فائدہ:** یہ ایمان کی علامت ہے کہ لوگوں کے ساتھ خوش اسلوبی کا معاملہ کرے اور پڑوسی اس کا زیادہ مستحق ہے

کہ مابین اچھے تعلقات رہیں۔

## مؤمن ہے تو اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو خدا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔ (بخاری ومسلم صفحہ ۸۸۹، ابوداود، مکارم صفحہ ۳۹۱)

## پڑوسی کا احترام والد کے احترام کی طرح

حضرت سعید ابن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک پڑوسی کا دوسرے پر ایسا ہی احترام ہے جیسے والد کا۔ (جامع صغیر، مکارم ابن ابی الدنیا)

## وہ جس کا پڑوسی بھوکا ہو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مؤمن نہیں جس کا تو پیٹ بھرا ہوا ہو اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔ (کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۵۷، مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۲۲۹)

**فائدہ:** آج اس دور میں عام طور پر پڑوسیوں کے ساتھ تکلیف دہ معاملہ کیا جاتا ہے۔ ذرا ذرا سی بات میں لڑائی جھگڑا اور گالم گلوچ کی صورت اختیار کر لی جاتی ہے۔ بلاوجہ ودلیل کے کسی نقصان پر بدگمانی اختیار کر لی جاتی ہے۔ اگر پڑوسی غریب یا غیر علاقائی ہو یا ماحولاً کمزور ہو تو پھر ظلم وتوہین کا کیا کہنا۔ ہر طرح اس پر فوقیت ظاہر کی جاتی ہے۔ اسے نیچا سمجھ کر اس کے ساتھ تکلیف دہ معاملہ کیا جاتا ہے۔ آج قیامت کی یہ علامت پائی جاتی ہے۔

## گھر میں فراوانی اور عمر میں زیادتی کب؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں گھر کی آبادی اور عمر کی زیادتی کا سبب ہیں۔ پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ، رشتوں کا جوڑ اور اچھے اخلاق۔ (مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۲۲۶)

**فائدہ:** پڑوسیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کا کیا ہی اچھا انجام ہے۔ دوسروں کا دل خوش کرنے سے خدائے پاک کی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اور خدائے پاک کی خوشی ان چیزوں کا ذریعہ بنتی ہے۔

## پڑوسی کے لئے شوربا زائد رکھنا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! جب تم شوربہ پکاؤ تو پانی زیادہ ڈالو تاکہ پڑوسی کے لئے بھی گنجائش ہو جائے۔ (ادب مفرد صفحہ ۲۷، مکارم الخرائطی جلد ۱ صفحہ ۲۳۱)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب تم میں سے کوئی (سالن کی) ہانڈی چڑھائے تو شوربا زائد رکھے کہ اپنے پڑوسی کو دے سکے۔ (کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۵۰)

## اچھا پڑوسی خوش قسمتی کی بات ہے

ابن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی خوش نصیبی میں سے یہ ہے کہ اس کا کشادہ گھر ہو اچھا پڑوسی ہو اور اچھی سواری ہو۔

(ادب مفرد صفحہ ۴۷، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۶۳، احکام الخرائطی صفحہ ۲۴۰)

**فائدہ:** واقعی اچھے پڑوسی سے بڑی راحت ملتی ہے ضرورت اور وقت پر اس کی اعانت سے بڑی سہولت ملتی ہے۔ مثلاً ضرورت پڑ گئی تو بازار بھیج کر سامان منگوا لیا۔ کھانے پینے روز مرہ کے کسی سامان کی ضرورت ہوئی تو منگوا لیا۔ آمد و رفت اور حسن تعلقات و گفتگو سے دل بہل گیا۔ غرض معاشرتی ماحول میں اس سے بڑی آسانیاں ملتی ہیں۔ اس لئے اچھے پڑوسی کی تلاش کا حکم ہے۔

## پڑوسی کی رعایت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے پڑوسی کو اس بات سے نہ روکے کہ وہ اس کی دیوار میں کوئی کیل لگائے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۶۹، مکارم الخرائطی صفحہ ۲۴۹)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ کسی معمولی ضرورت سے اس کی دیوار میں جو اس کی طرف ہے۔ کیل وغیرہ لگائے تو اسے منع نہ کرے کہ یہ بد اخلاقی ہے اور مروت کے خلاف ہے کیل سے اس کا کیا نقصان ہو گا۔ اور ادھر اس کا فائدہ ہو جائے گا۔

## بدبختی کی باتیں

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں۔ ① برا پڑوسی ② بری عورت ③ پریشان کن سواری ④ اور تنگ گھر۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۶۳)

## جس پڑوسی کی وجہ سے لوگ دروازہ بند رکھیں

حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ جس پڑوسی سے مال کے خوف کی وجہ سے دروازہ بند رکھے۔ وہ مؤمن نہیں۔ (کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۵۷)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ دروازہ کھلا رکھنے کی صورت میں پڑوس کی جانب سے تکلیف پہنچنے کا خطرہ ہو۔ مثلاً مال یا کوئی گھریلو سہولت دیکھ لے تو پریشان کرے۔ کوئی چیز دیکھ لے تو مانگنے لگ جائے اور نہ دینے پر اذیت پہنچائے۔ مرغا، مرغی، بکرا، بکری، گھر میں گھس کر پریشان کرے اور کچھ کہے تو لڑائی مول لے۔ گھر کھلا دیکھ کر سامان چرا لے ان وجوہات کی وجہ سے اگر کسی پڑوسی کی وجہ سے دروازہ بند رکھے تو وہ پڑوسی ایمان سے خالی ہے

چونکہ مؤمن وہ ہے جو کسی اذیت کا باعث نہ بنے۔

## پڑوسی کا بچہ گھر آئے تو

حضور پاک ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے عائشہ اگر پڑوسی کا بچہ تمہارے گھر آ جائے تو اس کے ہاتھ میں کچھ دے دو یہ آپس کی محبت کا سبب ہے۔

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ پڑوسی کا کوئی چھوٹا بچہ آ جائے تو اسے بسکٹ وغیرہ یا کھانے پینے کی چیزیں اس کے ہاتھ میں دے دے۔ اس سے اس کے والدین پر اثر ہوگا اور حسن تعلقات کا سبب بنے گا۔ خاص کر کے اگر اس کے چھوٹے بچے کھا رہے ہوں یا ان کے ہاتھ میں کچھ مٹھائی وغیرہ ہو اور پڑوسی کا بچہ اسی وقت آ جائے۔ تو ضرور اسے دے وے ایسا نہ کرے کہ اسے بھگا دے اور گھر سے نکال دے۔ بڑی بے مروتی کی بات ہے۔ اگر بڑوں سے کوئی اختلاف ہو تو بچوں کے ساتھ ایسی بداخلاقی نہ کرے۔

## پڑوسی کے معمولی ہدیہ کو بھی حقیر نہ سمجھے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے عورتوں کو خطاب فرماتے ہوئے کہا اے مسلمان عورتو! اپنے پڑوسی کے ہدیہ حقیر نہ سمجھو خواہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔ (ادب مفرد صفحہ ۴۹)

**فائدہ:** عموماً عورتوں میں یہ بات ہوتی ہے کہ کسی کے معمولی ہدیہ کو حقیر اور اہانت کی نگاہ سے دیکھ کر واپس کر دیتی ہیں۔ جس سے بیچاری غریب پڑوسن کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر خلوص محبت کی بنیاد پر کوئی کچھ دے تو اسے واپس نہ کرے کہ دل شکنی کی بات ہے۔

## اپنی دیوار پر پڑوسی کو لکڑی، ڈاٹ رکھنے سے منع نہ کرے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی مؤمن بھائی اس بات سے نہ روکے کہ اس کی دیوار پر کوئی لکڑی رکھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب تمہارا پڑوسی تمہاری دیوار پر کوئی ڈاٹ (بیم یا ستون) رکھنا چاہے تو اسے نہ روکو۔

(بیہقی کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۶۱)

**فائدہ:** عام طور پر ہمارے ماحول میں یہ رائج ہے کہ کوئی اپنی دیوار سے کسی دوسرے کو فائدہ اٹھانے نہیں دیتا۔ ہر شخص اپنی دیوار بناتا ہے۔ اگر کوئی کسی کی دیوار پر چھت یا ستون رکھنا چاہتا ہے تو اسے روک دیا جاتا ہے۔ ظاہر یہ اخلاق اور مروت کے خلاف ہے کہ اس سے غریب پڑوسی کا فائدہ ہو جاتا ہے۔ اور کسی کو کسی سے فائدہ پہنچ جائے تو بڑی سعادت کی بات ہے۔

## ایک پڑوسی کا دوسرے پڑوسی پر کیا حق ہے؟

حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ان کے دادا نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میرے پڑوسی کا مجھ پر کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

1. اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو۔
2. اگر انتقال ہو جائے تو اس کے جنازے کے پیچھے چلو۔
3. اگر قرض چاہے تو اسے قرض دو۔
4. اگر اسے کپڑے کی ضرورت ہو تو اسے کپڑے کی سہولت دو۔
5. اگر اسے خوشی ہو تو مبارک باد دو۔
6. اگر مصیبت وحوادث پہنچے تو اس کی تعزیت کرو۔

اس طرح اس کے مکان پر اپنا مکان بلند نہ کرو کہ ہوا کی آمدورفت رک جائے۔ اپنی ہانڈی سے اسے تکلیف مت پہنچاؤ ہاں مگر یہ کہ اس کے برتن میں ڈال دو۔ (یعنی اچھی چیز کی خوشبو سے وہ للچائے نہیں اسے بھی دے دو تاکہ اسے ناداری پر افسوس نہ ہو)۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۶، مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۶۵، کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۱۸۵)

**فائدہ:** پڑوسی کے حقوق کے سلسلے میں یہ حدیث بہت جامع ہے۔ اس حدیث پاک میں بہت سے اہم حقوق کی وضاحت کی گئی ہے۔ اور بنیادی حقوق کو ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی روشنی میں چاہئے کہ ہم موازنہ کریں کہ ہم سے یہ حقوق ادا ہو رہے ہیں یا نہیں۔

## جہاد میں شرکت کی اجازت نہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ کے لئے نکلے تو فرمایا جو پڑوسی کو تکلیف دینے والا ہو وہ میرے ساتھ آج شریک نہ ہو۔ ایک شخص نے کہا میں نے پڑوسی کی دیوار پر پیشاب کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ساتھ آج مت آؤ۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۷۰)

**فائدہ:** آپ نے تاکیداً شرکت جہاد سے روکا تاکہ لوگوں کو اس کی اہمیت معلوم ہو کہ ماحول میں پڑوسی کی تکلیف اہم چیز ہے۔

## پڑوسیوں کے ساتھ رعایت کی تاکید

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پڑوسیوں کے متعلق حضرت جبرائیل علیہ السلام (اس کثرت سے) ہمیں نصیحت کرتے رہے کہ ہم نے گمان کیا کہ ان کو وارث بنا دیا جائے گا۔

(بخاری صفحہ ۸۸۹، مسلم، ابوداود، ابن ماجہ)

## غیر مسلم پڑوسی کی بھی رعایت

حضرت عبداللہ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں ایک بکری ذبح کی گئی تو اپنے غلام سے بار بار کہنے لگے: اپنے یہودی پڑوسی کو ہدیہ بھیجا؟ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ اس کی تاکید کرتے رہے کہ ہمیں گمان ہونے لگا کہ وہ وارث بنادیں گے۔ (ادب مفرد صفحہ ۴۴)

**فائدہ:** خیال رہے کہ پڑوسی کے لئے نہ ایمان شرط ہے نہ صلاح تقویٰ۔ ہر ملک مزاج کے لوگ داخل ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ پڑوسی میں مسلمان، کافر، عابد، فاسق، دوست دشمن علاقائی غیر علاقائی، نفع پہنچانے والا، نقصان پہنچانے والا، قریب دور سب شامل ہیں۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۲)

## قیامت کی علامت

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ فرمایا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ آدمی اپنے پڑوسی کو، بھائی کو، باپ کو قتل نہ کرڈالے۔ (ادب مفرد صفحہ ۴۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی علامتوں میں سے پڑوسی کا برا ہونا ہے۔ (احکام القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۷۷)

## پڑوسی کی حد

حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا اے اللہ کے رسول! میں نے فلاں محلے میں قیام کیا ہے اور جو پڑوسی سب سے زیادہ قریب ہے وہی مجھے سخت تکلیف دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا وہ مسجد آئے اور اس کے دروازے پر کھڑے ہوکر زور سے اعلان کرنے لگے۔ خبردار چالیس گھر تک پڑوسی ہے۔ اور کوئی جنت میں داخل نہیں ہوسکتا جس کا پڑوسی اس سے پریشان ہو۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۵۴)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ پڑوسی کی حد چالیس مکان ہے۔ اس طرح ایک چھوٹا سا محلّہ آپس میں ہر ایک دوسرے کا پڑوسی ہے۔ ہر ایک پر ایک دوسرے کی رعایت ضروری ہے ضرر و تکلیف سے بچانا لازم ہے۔

## پڑوسی کا حق کم لوگ ادا کر پاتے ہیں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا پڑوسی کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا قرض مانگے تو اسے قرض دو۔ مدد چاہے تو اس کی مدد کرو۔ ضرورت مند ہو تو اس کی اعانت کرو۔

مریض ہو تو عیادت کرو۔ پھر آپ نے آخر میں فرمایا سمجھتے ہو جو میں کہہ رہا ہوں۔ بہت ہی کم لوگ ہیں جو پڑوسی کے حق کی رعایت کرتے ہیں۔ خدا رحم کرے۔

**فَائِدَہ:** آج حقیقت یہ ہے کہ پڑوسی کے حقوق کو ادا نہیں کیا جاتا ہے اسے پامال کیا جاتا ہے۔ غریب کمزور ہو تو اسے ستایا جاتا ہے۔

## صالح اور نیک پڑوسی کی برکت

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللہ پاک مسلمان صالح پڑوسی کی وجہ سے سو گھروں کی مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۳٦۳)

**فَائِدَہ:** صالح پڑوسی کی کیسی عجیب و عظیم برکت ہے کہ اس کے صالح اور نیک ہونے کی طفیل سو گھروں کے مصائب دفع ہوتے ہیں۔ اس خوبی اور برکت کا لحاظ کرتے ہوئے اچھے اور صالح پڑوسی کو آدمی جگہ دے۔ اس کے ساتھ سہولت اور رعایت کا معاملہ کرے۔ ایسا شخص محلے میں نہ ہو تو اسے جگہ دے تاکہ نیکی کی برکت سے محلے کو فائدہ پہنچے۔ افسوس لوگ کیسے بد بخت ہوتے جارہے ہیں کہ نیک اور صالح پڑوسی کو تکلیف دیتے ہیں۔ اور شریر فاسق پڑوسی کی رعایت کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج برکت اٹھ چکی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس محلے میں نیک اور صالح عالم، اور بزرگ شخص ہو وہ محلّہ بڑا ہی مبارک ہے۔ کہ اس کے وجود اور سکونت و قیام کو خیر کے آنے اور شر و فتنہ کے دفع ہونے کا سبب سمجھ کر ان کا اکرام کرے۔

## برے پڑوسی سے پناہ مانگے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یہ دعا فرماتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ جَارِ السُّوْءِ فِیْ دَارِ الْمُقَامَةِ"

**تَرْجَمَہ:** "اے اللہ! میں گھر کے برے پڑوسی سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔"

(ابن حبان، ترغیب صفحہ ۳۵۵)

**فَائِدَہ:** یعنی محلے اور سکونت کے پڑوسی سے برخلاف سفر کے پڑوسی سے کہ اس سے اتنی اذیت اور پریشانی نہیں ہوتی۔ کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے ساتھ ہوتا ہے۔

# تمام مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کا حکم

## تمام مخلوق خدا کی عیال

حضرت انس اور عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام مخلوق خدا کی عیال ہے۔ پس خدا کے نزدیک پسندیدہ وہ ہے جو اس کی عیال کے ساتھ بہترین برتاؤ کرے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۱)

**فَائِدَۃ:** مخلوق کے اندر مسلمان، کافر، انسان، حیوان سب ہی داخل ہیں۔ ہر مخلوق کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرنا اسلام کی تعلیم ہے اور اللہ جل شانہ کو محبوب ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ قریش نے مسلمانوں کو بہت اذیت پہنچائی بہت نقصانات دیئے۔ آپ ان لوگوں پر بد دعا فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بد دعا دینے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں۔ میں لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تم اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک ایک دوسرے کے ساتھ رحم کا برتاؤ نہ کرو۔ صحابہ نے عرض کیا ہم میں سے ہر شخص رحم تو کرتا ہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ رحم نہیں ہے جو اپنے ہی ساتھ ہو۔ بلکہ رحم وہ ہے جو عام ہو۔ (فضائل صدقات صفحہ ۲۱۴)

خیال رہے مذہب اسلام کی تعلیم ہے کہ خدا کی ہر مخلوق کے ساتھ خواہ وہ کافر ہو یا کوئی بھی حیوان ہو اس کے ساتھ رحم، رعایت کا معاملہ کیا جائے۔ اس کو پریشان نہ کیا جائے۔ اس پر ظلم تشدد اور سختی نہ کی جائے۔ ناحق مارا نہ جائے۔ بھوکا، پریشان حال ہو تو اس کا خیال کیا جائے۔

ہر مخلوق کے ساتھ بھلائی اور اچھائی کا برتاؤ کرنے والا خدا کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہے یا چونکہ سب خدا کی عیال ہے۔ جس طرح آدمی کی عیال پر کوئی شفقت و رحمت کا معاملہ کرے تو اسے خوشی اور اس شخص سے اسے محبت ہو جاتی ہے اسی طرح خدا کی مخلوق خدا کی عیال ہے اس کے ساتھ محبت و شفقت کرنے والا خدا کو محبوب ہوگا۔

## غیروں کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کی اجازت

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس زمانہ میں قریش سے معاہدہ ہو رہا تھا (یعنی صلح حدیبیہ) اس وقت میری والدہ جو مشرکہ اور کافرہ تھیں۔ میرے پاس آئیں (مکہ سے مدینہ منورہ) میں نے آپ

ﷺ سے معلوم کیا۔ میری والدہ اعانت کے سلسلہ میں میرے پاس آئیں میں ان کی مدد واعانت کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ان کی اعانت کرو۔ (بخاری صفحہ ۸۸۴، مشکوٰۃ)

**فائدہ:** حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بیوی تھیں اور اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ تھیں۔ باپ اور بیٹی اسلام سے مشرف ہوگئے تھے۔ مگر یہ کافرہ رہ گئی تھیں۔ اسی وجہ سے مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے مدینہ شوہر اور بیٹی کے ساتھ نہ آسکی تھیں۔ یہ اپنی بیٹی حضرت اسماء کے پاس مدد کے لئے آئی تھیں۔ اس کے مشرک ہونے کی وجہ سے حضرت اسماء کو پس وپیش ہوا کہ مدد کروں یا نہ کروں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری میں باب "صلة الوالد المشرك" اور "باب صلة الاخ المشرك" قائم کر کے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کافر کے ساتھ بھی صلہ رحمی اور حسن سلوک کا برتاؤ کیا جائے گا۔ (صفحہ ۸۸۴)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے الجامع لاحکام القرآن میں بیان کیا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اسی واقعہ پر قرآن پاک کی یہ آیت اتری:

﴿لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ. الخ﴾

**ترجمہ:** "کہ اللہ پاک نے ان کافروں کے ساتھ حسن برتاؤ یا بھلائی کرنے سے منع نہیں کیا جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں قتال نہیں کیا اور نہ تم کو اپنے گھروں سے نکالا" (جلد ۱۷ صفحہ ۵۷)

حدیث اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اس آیت قرآنیہ سے معلوم ہوا کہ کافر اور مشرک کے ساتھ بھی حسن سلوک کیا جائے گا اور اس میں بھی ثواب ہے۔

لہٰذا جن حضرات کے یہاں غیر مسلم کام کرتے ہیں۔ یا ان کے کافر سے دنیاوی روابط وضوابط ہیں۔ دنیاوی فوائد کی وجہ سے تعلق اور آمد و رفت یا تجارتی تعلقات ہوں تو وہ ان کو ہدایا تحائف کھانے وغیرہ کی دعوت یا ضرورت پر جانی و مالی نصرت کریں تو یہ درست اور شرعاً اس کی اجازت ہے۔ اسی طرح کافر پڑوسی ہو تو اس کے احسان و بھلائی باعث ثواب ہے۔

خیال رہے کہ اسلام جب جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے تو انسان خواہ کافر سہی ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم کیوں نہیں دے گا۔ اسی قسم کے اخلاقی برتاؤ سے تو غیروں نے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا ہے۔ ہاں وہ جب ہمارے ساتھ قتال کریں۔ مذہب کی وجہ سے ظلم وتشدد کا برتاؤ کریں تو پھر ان کے ساتھ مذہبی عناد کی وجہ سے حسن سلوک اور احسان واعانت روک لیا جائے گا۔ یہ بھی صرف انہیں لوگوں سے جو ایسا کریں گے۔ تمام جماعت اور افراد سے نہیں جیسا کہ سورہ ممتحنہ کی آیت "لَا يَنْهٰىكُمُ الخ" بتا رہی ہے۔

چنانچہ معارف القرآن میں ہے اس آیت میں ایسے کفار جنہوں نے مسلمانوں سے مقابلہ نہیں کیا اور ان

کے گھروں سے نکالنے میں بھی کوئی حصہ نہیں لیا ان کے ساتھ احسان کے معاملے اور اچھے سلوک اور عدل و انصاف کرنے کی ہدایات دی گئی ہے۔عدل و انصاف تو ہر کافر کے ساتھ ضروری ہے جس میں کافر ذمی مصالح اور کافر حربی و دشمن سب برابر ہیں۔ بلکہ اسلام میں تو عدل و انصاف جانوروں کے ساتھ بھی واجب ہے کہ ان کی طاقت سے زیادہ باران پر نہ ڈالے۔اوران کے چارے اور آرام کی نگہداشت رکھے۔اس آیت میں اصل مقصود بر واحسان کرنے کی ہدایت ہے۔(پارہ ۲۸،صفحہ ۷۸)

فقہاء کرام نے بھی اس توسیع کو بیان کیا ہے علامہ شامی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں کہ امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ''سیر کبیر'' میں ذکر کیا ہے۔کوئی حرج نہیں، حربی کافر یا ذمیوں کے ساتھ احسان کیا جائے۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ خصوصاً اہل تقویٰ اور اہل علم وفضل کے ساتھ احسان اور بھلائی بہت زیادہ اور صدقہ جاریہ کے طور پر ثواب ہے کہ اس کی عبادت، عملی خدمت کا ثواب یہ پاتا رہے گا۔

## حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے کافر مہمان کا واقعہ

امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ ایک مجوسی حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔اور آپ کا مہمان بننے کی درخواست کی۔آپ نے فرمایا: اگر تو مسلمان ہو جائے تو میں تیری مہمانی قبول کرتا ہوں۔ وہ مجوسی چلا گیا۔ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ ابراہیم تم ایک رات کا کھانا تبدیلی مذہب بغیر نہ کھلا سکے۔ ہم ستر برس سے اس کے کفر کے باوجود اس کو کھانا دے رہے ہیں ایک وقت کا کھانا کھلا دیتے تو کیا مضائقہ تھا۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام فوراً اس کی تلاش میں دوڑے وہ مل گیا۔ اس کو اپنے ساتھ واپس لائے اور اس کو کھانا کھلایا۔ اس مجوسی نے پوچھا کیا بات پیش آئی کہ تم خود مجھے تلاش کرنے نکلے۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے وحی کا قصہ سنا دیا۔ وہ مجوسی کہنے لگا اس کا میرے ساتھ یہ معاملہ ہے تو مجھے اسلام کی تعلیم دیجئے۔اور اسی وقت مسلمان ہو گیا۔(احیاء العلوم فضائل صدقات صفحہ ۲۱۲)

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں ان میں کوئی گنجائش نہیں (یعنی سب کے لئے ہے) والدین کے ساتھ احسان کرنا خواہ مسلمان ہوں یا کافر۔ امانت کا خیال کرنا ادا کر دینا خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی۔ وعدہ عہد و پیمان کا پورا کرنا خواہ مسلم کے ساتھ ہو یا کافر کے ساتھ۔

(جامع صغیر صفحہ ۲۰۹)

**فَائِدَہ:** خلاصہ یہ نکلا کہ مذہب اسلام کی بلند پایہ مکارم میں سے یہ ہے کہ غیروں کے ساتھ بھی حسن سلوک اور مکارم اخلاق احسان و اعانت کا معاملہ رکھے، علامہ شامی لکھتے ہیں۔ "**صلة الرحم محمودة فى كل دين والاهداء الى الغير من مكارم الاحلاق**" (صفحہ ۳۵۲)

## مکہ کے کافروں کی مدد

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ قریش (کفار مکہ) کو سخت قحط کا سامنا پڑا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی گٹھلیاں ابوسفیان کو بھیجیں کہ وہ اپنی قوم کے درمیان تقسیم کر دیں۔ جب سفیان کو یہ پہنچا تو اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حسن سلوک ہی تو ہے۔ (مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۲۵۸)

**فائدہ:** یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسن اخلاق کے بلند معیار پر ہیں کہ جنہوں نے آپ کو نکالا۔ تکلیفیں پہنچائیں۔ ضرورت کے موقعہ پر آپ نے خوب فراوانی کے ساتھ امداد کی۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ میں جب قحط پڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ سو دینار (سونے کی اشرفیاں) مکہ مکرمہ بھیجے اور فرمایا کہ اسے ابوسفیان اور صفوان کو دے دینا۔ وہ فقراء مکہ اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دیں۔ (جلد ۲ صفحہ ۳۵۳)

اللہ اکبر مخالفوں اور دشمنوں اور غیروں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا یہ حال تھا۔ کہ قریب پانچ لاکھ کی رقم آپ نے قحط کے موقعہ پر ان کو بھیجی! اس سے معلوم ہوا کہ قحط و فساد وغیرہ کے موقعہ پر کافروں کی مدد و اعانت باعث ثواب ہے۔

یہ ہے مذہب اسلام کی بلند پایہ تعلیم پاکیزہ اخلاق کہ دشمنوں اور مخالفین مذہب کے ساتھ بھی امداد و نصرت کا حکم ہے۔ آج یہ بلند پایہ اخلاق اپنوں کے لئے اور غیروں کے لئے چھوٹ چکے ہیں۔ جس سے مذہب کی ترقی رک گئی ہے۔ ہماری بداخلاقی ہمارے مذہب کو بدنام اور متاثر کر رہی ہے۔

# جانوروں کے ساتھ بھی اچھے برتاؤ کا حکم

## پانی پلا دینے سے مغفرت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ بیان کیا کہ دو شخص سفر کر رہے تھے۔ ان کو سخت پیاس لگی۔ ایک کنواں دیکھا۔ اس میں اتر گئے اور پانی پی لیا۔ جب باہر نکلے تو ایک کتے کو دیکھا جو پیاس کی وجہ سے زبان نکالے ہانپ رہا تھا اور زمین کی تری چاٹ رہا تھا۔ اس نے سمجھ لیا کہ اسے بھی پیاس لگ رہی ہے جس طرح مجھے پیاس لگی تھی۔ چنانچہ وہ کنویں میں اترا اور اپنے (چمڑے کے) موزہ میں پانی بھر اپھر میں نے منہ سے پکڑا اور کتے کو پلایا۔ خدا کو یہ پسند آگیا اس کی مغفرت فرما دی۔

(بخاری صفحہ ۸۸۸، ادب مفرد ۱۷۶، مسند احمد)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ جانوروں کے ساتھ بھی رحمت و شفقت کا برتاؤ کرے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری میں ”باب رحمة الناس والبهائم“ قائم کر کے اس بات کی تاکید کی ہے کہ جس طرح انسانوں پر رحم کا حکم ہے اسی طرح جانوروں پر بھی رحم کا حکم ہے۔ یہ درست نہیں کہ اس کو بے تحاشا مارے اور کھانے پینے میں تکلیف دے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران سفر ایک منزل پر قیام کیا۔ ایک شخص نے پرندہ کا انڈا (گھونسلہ سے) اٹھالیا۔ جب وہ چڑیا آئی تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے چاروں طرف پھڑ پھڑانے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس نے انڈے کو اٹھا کر اسے پریشان کیا؟ ایک شخص نے کہا میں نے۔ آپ نے اس پر رحم کھاتے ہوئے فرمایا اس کے انڈے رکھ ڈالو۔ (ادب مفرد صفحہ ۱۷۶)

**فائدہ:** عموماً بچے شرارت اور کھیل میں پرندوں کے انڈے اٹھا لیتے ہیں۔ اس طرح گھر وغیرہ کے جھاڑنے میں بھی انڈے ضائع کر دیتے ہیں۔ جس سے جانور پریشان ہوتے ہیں، یہ درست نہیں البتہ سانپ کے انڈوں کو ضائع کرنا درست ہے۔

## بلا وجہ جانوروں کو مارنا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ناحق کسی چڑیے کو

مارے۔ قیامت کے دن اس کے متعلق اس سے مؤاخذہ ہوگا۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۷ صفحہ ۴۸۳)

حضرت شرید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے جس نے بلا وجہ پرندے کو مارا (مثلاً کھانے کا ارادہ نہ تھا۔ کھیل یا نشانہ کے طور پر ایسا کیا) تو وہ قیامت کے دن فریاد کرے گا اے پروردگار اس نے مجھے بلاوجہ مارا تھا۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۷ صفحہ ۴۸۳)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص ایک چڑیا کو بھی بغیر حق کے ذبح کرے گا۔ قیامت کے دن اس سے مطالبہ ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اس کا کیا حق ہے۔ حضور نے فرمایا ذبح کر کے اس کو کھایا جائے۔ یہ نہیں کہ ویسے ہی ذبح کر کے اس کو پھینک دیا جائے۔ (فضائل صدقات صفحہ ۲۱۵)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ جو جانور غیر موذی ہو اسے بلاوجہ مارنا اور تنگ کرنا ناجائز وحرام ہے۔ اسی طرح نہ کھائے جانے والے جانوروں کا مارنا اور شکار کرنا ممنوع ہے۔ کہ ناحق جان لینا ہے۔

## ذبح کے وقت راحت کا خیال

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک نے ہر چیز میں اچھائی کو مقرر کر رکھا ہے۔ تم جب جانوروں کو ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو۔ چھری کو تیز کرلیا کرو۔ ذبیحہ کو راحت پہنچاؤ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جانوروں کے ذبح کے وقت چھری کو تیز کرلیا جائے اور اسے جانور سے چھپایا جائے (تاکہ اسے دیکھ کر احساس نہ ہو) جب ذبح کرو تو بہتر طریقہ اختیار کرو۔ (بیہقی فی الشعب صفحہ ۱۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منع فرماتے تھے کہ جانوروں کو ذبح کرتے وقت چھری کو اس کے سامنے تیز کیا جائے۔

**فائدہ:** عموماً لوگ کم تیز چھری سے جانوروں کو ذبح کرنے لگ جاتے ہیں۔ جس سے ذبح میں دیر لگتی ہے کھال دیر سے کٹنے کی وجہ سے جانوروں کو شدید تکلیف ہوتی ہے۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اس طرح یہ بھی منع کیا ہے کہ اس کے سامنے چھری تیز کرے۔ کہ اسے احساس ہو جائے اور خوف زدہ ہو جائے۔ اس کا خیال رکھے حتی الامکان جانوروں کو بھی اذیت نہ دے۔ ہماری شریعت نے انسان تو انسان جانوروں کے ساتھ بھی تکلیف دہ معاملہ سے منع کیا ہے۔ اب رہا ذبح کے متعلق سو خدائے پاک نے اسی لئے ان کو پیدا کیا ہے۔ وہ ان کا مقصد پیدائش ہے۔

## ذبیحہ کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ذبیحہ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو، شفقت و رحمت کا معاملہ کرے گا خدائے پاک قیامت میں اس پر رحم فرمائے گا۔ (ادب مفرد صفحہ ۱۲۰)

**فائدہ:** ذبیحہ کے ساتھ شفقت کا مفہوم یہ ہے کہ ذبح کے لئے اسے بے دردی کے ساتھ کھینچ کر نہ لائے۔ اسے ہاتھ پیر سے دھکے نہ دے۔ بلکہ اسے پیار محبت کے ساتھ لائے۔ اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرے، چمکارے۔ بھدی چھری سے ذبح نہ کرے۔

## جانوروں کے کیا حقوق ہیں؟

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چڑیا یا اس سے کسی بڑے جانوروں کو ناحق مارنے سے منع فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اس کو مارنے کا مؤاخذہ ہوگا۔ پوچھا گیا کہ اس کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اسے ذبح کرے۔ سر کاٹ کر یونہی نہ پھینکے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۹)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ جانوروں کو کھانے ہی کے مقصد سے ذبح کرے۔ شکار یا ذبح کر کے یونہی نہ پھینک ڈالے۔ کہ یہ ناجائز ہے۔ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ شارح مشکوٰۃ کے حوالہ سے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ جو جانور نہیں کھائے جاتے ان کا مارنا حرام ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۹)

## جانوروں کا نشانہ بنانا ممنوع ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے کہ جانداروں کو نشانہ کے لئے مارا جائے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۷)

**فائدہ:** بعض بے رحم لوگ جانوروں کو پرندوں کو باندھ کر نشانہ کرتے ہیں اور مشق کرتے ہیں۔ اس کی سخت ممانعت ہے۔ اس طرح بے دردی سے مارنا حرام ہے۔ غیر ذی روح سے بھی مشق کیا جا سکتا ہے۔ ہاں البتہ شکار کرنا درست ہے۔ کہ یہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طریق ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام شکار کرتے تھے۔ کھائے جانے والے جانوروں کا مقصد پیدائش بھی یہی ہے۔

## جانوروں کا پورا دودھ نہ نکالا جائے

حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ والی اونٹنی دی۔ میں نے اس کا دودھ نکالا تو خوب طاقت لگا کر سب نکالنے لگا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا مت کرو۔ جس کی وجہ (بچے) سے دودھ ہوا ہے اس کے لئے کچھ چھوڑ دو۔

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ جانوروں کا پورا دودھ کھینچ کر نہ نکالا جائے کہ اس کا بچہ کیا پئے گا۔ اس کا بھی تو حق ہے۔ اسی بچہ کی وجہ سے تو دودھ ہوا ہے۔ لہٰذا اس کے پینے کے لئے بھی چھوڑ دیا جائے۔

## تکلیف دینے یا بھوکا مارنے پر عذاب

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عورت کو عذاب اس وجہ سے دیا جا رہا ہے کہ اس نے ایک بلی پالی تھی۔ نہ تو اسے باندھ کر رکھنے کی صورت میں کھانا دیا۔ نہ اسے آزاد چھوڑا کہ چل پھر کر زمین سے کھالیتی۔ (مسلم صفحہ ۳۲۸، ادب مفرد صفحہ ۱۲۰)

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ ایک قول میں یہ عورت مسلمان تھی۔ باوجود مسلمان ہونے کے بلی کی وجہ سے عذاب دی گئی۔ (صفحہ ۲۳۷)

خیال رہے کہ جانور پالے یا باندھ کر رکھے تو اس کے کھانے پینے کا انتظام واجب ہے۔ اگر اس نے واجب میں کوتاہی کی۔ اس کو گھاس چارہ وغیرہ نہ دیا۔ اور بھوکے رکھا تو اس کا گناہ اس کے مالکوں پر ہوگا۔ عموماً لوگ اس کا خیال نہیں کرتے۔ بسا اوقات جانور پال لیتے ہیں اور ان کو بھوکا مارتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ جانور سے فائدہ ہو یا نہ ہو بہر صورت قبضہ میں رکھنے کی وجہ سے اس کا حق ادا کرنا واجب ہے۔ اسی طرح بیمار وغیرہ ہو جائے تو علاج کے ذریعہ آرام پہنچانا بھی واجب ہے۔

## جانور کے چہرے پر نہ مارے

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ جانوروں کے منہ پر مارا جائے۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۰۶)

**فائدہ:** دیکھا گیا ہے کہ بکری وغیرہ کوئی چیز کھالیتی ہے تو لوگ اس کے منہ پر مارتے ہیں۔ یہ منع ہے اس بیچاری کو کیا خبر کہ مجھے کیوں مارا جا رہا ہے۔ جانور مکلّف نہیں وہ جس طرح چاہے جہاں جو مل جائے اس کو کھانا جائز ہے۔ لوگ مکلف ہیں اس بات کے کہ وہ اس سے بچا کر اور محفوظ رکھیں۔ کہ وہ منہ نہ ڈال سکے۔

## کسی چڑیے پر رحم کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن رحم کا مستحق

حضرت سعید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ خدائے پاک ایک چڑیے پر رحم کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن اپنے مؤمن بندے کے ساتھ رحم کا معاملہ فرمائے گا۔ (مطالب عالیہ صفحہ ۴۹)

ابوعمر الشیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ایک صحابی نے بیان کیا کہ ہم لوگ سفر میں تھے کسی نے چڑیے کا بچہ پکڑ لیا۔ پس چڑیا اس کے کجاوہ میں آنے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا بچہ واپس کیا جائے۔ اور فرمایا

خدائے پاک اپنے بندہ پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، جتنا کہ یہ چڑیا اپنے بچہ پر۔ (مطالب عالیہ جلد۴ صفحہ ۲۹)

**فَائِدَہ:** کتنی بڑی فضیلت کی بات ہے کہ ایک معصوم چھوٹے سے جانور پر رحم کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن رحمت خداوندی کا مستحق ہوگا۔ تو انسان پر رحم وکرم کی کتنی فضیلت ہوگی۔

## جانوروں کی خدمت پر بھی ثواب

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ حضرات صحابہ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے پوچھا اے اللہ کے رسول! کیا ان چوپایوں میں بھی ثواب ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جواب دیا ہاں ہر ذی روح جاندار میں ثواب ہے۔ (مسلم صفحہ ۲۳۷، بخاری صفحہ ۸۸۹)

**فَائِدَہ:** مطلب یہ ہے کہ کسی بھی ذی روح کو راحت پہنچانا اسے کھانا پینا دینا۔ گرمی ٹھنڈک میں اس کی رعایت کرنا، بیماری پر اس کی خدمت کرنا ثواب کا کام ہے۔ علامہ نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ ہر جاندار کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا کھانا پینا دینا باعث ثواب ہے۔ (جلد۲ صفحہ ۲۳۷)

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ کھاتے وقت کتا بلی وغیرہ آ جائے تو اسے ڈنڈے سے مارنے دوڑتے ہیں بڑے ظلم کی بات ہے۔ اسے کچھ دے دے۔ یا باقی ماندہ اس کے سامنے ڈال دے۔ خدائے پاک رزاق نے اس کے رزق کو آپ ہی کے واسطے سے مقدر کر رکھا ہے۔ اس کا دھیان رکھیں تو مار پیٹ کی نوبت نہ آئے گی۔ ہاں نہ دینا ہو۔ ضرر کا اندیشہ ہو تو اسے بلا مارے ہانک دے۔ بلا وجہ مارنا گناہ ہے۔ خیال رہے کہ جانوروں کے ساتھ حسن برتاؤ سے آدمی مرتبہ ولایت کو پہنچ جاتا ہے۔ ابراہیم بن سعد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کہتے ہیں میں نے صالح بن کیسان رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کو ان کے گھر میں دیکھا وہ اپنی بلی کو کھلانے کے لئے روٹی توڑ رہے تھے۔ اور اپنے کبوتروں کے لئے روٹی چور رہے تھے۔ عدی بن حاتم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو مشہور صحابی ہیں چیونٹیوں کے لئے روٹی باریک کرتے تھے۔ (بیہقی فی الشعب جلد۷ صفحہ ۴۸۳)

## بلاضرورت جانوروں پر سوار نہ رہے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا خبردار جانوروں کی پیٹھ کو کرسی بنانے سے بچو۔ (بیہقی فی الشعب جلد۷ صفحہ ۴۸۵)

مطلب یہ ہے کہ اگر رک کر بات کرنے کی ضرورت ہو تو جانور کی پیٹھ سے اتر جائے۔ بلا ضرورت اس پر سوار نہ ہو۔ اگر سواری سے فارغ ہو جائے تو زین وغیرہ اتار دے تاکہ راحت محسوس کرے۔ خدائے پاک نے جانوروں کی پیٹھ کو ضرورت کی وجہ سے مسخر کیا ہے۔ لہٰذا بلا ضرورت انہیں تعب میں ڈالنا درست نہیں۔

## کن جانوروں کو نہ مارے؟

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جانوروں کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔ ① چیونٹی۔ ② شہد کی مکھی۔ ③ ہدہد اور ④ گوریا۔

(مجمع صفحہ ۴۴، ترغیب صفحہ ۶۲۸، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۷۱۴، ابن ماجہ صفحہ ۶۳۲)

## مینڈک کو مارنا منع ہے

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طبیب نے مینڈک سے دوا بنانے کے بارے میں معلوم کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مارنے سے منع فرمایا۔

(ابوداؤد صفحہ ۷۱۴، ترغیب صفحہ ۶۲۹)

**فائدہ:** خیال رہے کہ ویسے تو ان تمام جانوروں کو جو نقصان اور ضرر نہ پہنچاتے ہوں اور ان کا گوشت نہ کھایا جاتا ہو، ان کو مارنا منع ہے۔ اور جو جانور نقصان پہنچاتے ہوں ان کا مارنا درست ہے۔ مگر ان پانچ جانوروں کو جن کا ذکر اوپر کیا گیا خصوصیت کے ساتھ منع کیا گیا۔ اور اس کے منع کرنے میں حکمت اور مصلحت ہے۔ جسے علامہ قرطبی مشہور مفسر قرآن نے "الجامع لا حکام القرآن" میں بیان کیا ہے۔

**گوریا:** پہلا وہ پرندہ ہے جس نے روزہ رکھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً مروی ہے۔ نیز یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی رہنمائی اسی نے کی تھی۔

جس کا واقعہ یہ ہے کہ جب شام سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر کے لئے مکہ آئے چونکہ بیت اللہ کا مقام مٹ چکا تھا تو اسی گوریا نے راستہ بتایا اور بادل بھی گوریا کے ساتھ چلا۔ اس نے خانہ کعبہ کی مقدار بتائی۔ اور کہا کہ میرے سایہ کے برابر بیت اللہ کی مقدار ہے۔

اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوریا کے مارنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس نے خانہ کعبہ کا راستہ بتایا تھا۔

**مینڈک:** اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تھا پانی پہنچایا تھا۔ اور یہ کہ خدا کے دشمن فرعون اور قبطیوں کو اسی نے خوب پریشان کیا۔ اور یہ کہ اس کا ٹرٹرانہ تسبیح ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ مینڈک کو قتل مت کرو کہ اس کا ٹرٹرانہ تسبیح ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سب جانوروں میں سب سے زیادہ تسبیح پڑھنے والا جانور مینڈک ہے۔ (قرطبی جلد ۷ صفحہ ۲۵۹)

**ہدہد:** اس وجہ کہ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعریف کی۔ اور ان کو ان کے لشکریوں کو حسن ترتیب سے

ظلم سے بچایا۔ اور سلیمان علیہ السلام کو پانی کے مقام کی رہنمائی کرتا جس سے وضو اور نماز میں سہولت ہوتی۔ اور بلقیس کی رہنمائی کی (جس کے نتیجہ میں ایمان لاکر زوجیت سلیمان میں داخل ہوئی)۔ (قرطبی جلد ۱۳ صفحہ ۸۲)

**شہد کی مکھی:** خدائے پاک نے اس کی جانب الہام کیا۔ الہام جس کی تعبیر یہاں وحی سے کی گئی ہے۔ ایک نعمت اور فضیلت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر قسم کی مکھیوں مچھروں اور کیڑوں مکوڑوں کو اہل جہنم پر مسلط کر کے عذاب دیا جائے گا مگر شہد کی مکھی کو ان پر مسلط نہیں کیا جائے گا۔ (القرطبی)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامع صغیر میں ذکر کیا ہے کہ تمام مکھی مچھر جہنم میں ہوں گے سوائے شہد کی مکھی۔ (صفحہ ۲۶۵، مجمع صفحہ ۴۴)

شہد کی مکھی چونکہ انسان کے لئے نفع بخش ہے۔ اور اس سے نکلنے والی شئے کو خدائے پاک نے باعث شفا بنایا ہے۔ اس لئے اس کے مارنے سے آپ نے منع فرمایا ہے۔

## موذی جانوروں کو مارنا جائز ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کسی جاندار کو مارنے سے مگر یہ وہ اذیت دے۔ (مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۴۵)

مطلب یہ ہے کہ جو جانور اذیت پہنچائے اس کو مارنا قتل کرنا درست ہے۔ جیسے سانپ بچھو کو تو بہر صورت مارنے کی اجازت ہے۔ اسے دیکھ کر چھوڑ دینا درست نہیں۔ کہ کسی دوسرے کو وہ اذیت پہنچا دے گا۔

## کن جانوروں کو مارنے کا حکم یا اجازت ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا۔ اور فرماتے تھے سانپ کو اور کتوں کو قتل کر دو۔ اور دو نشان والے سانپ اور دم کٹے سانپ کو قتل کرو۔ جو نگاہ کو اچک لیتا ہے۔ حمل کو ساقط کر دیتا ہے۔ (مسلم صفحہ ۲۳۴)

یہ دونوں زہریلے سانپ ہیں۔ دم کٹا سانپ بڑا زہریلا ہوتا ہے۔ چنانچہ ناگ دم کٹا ہوتا ہے جس کے کاٹنے سے انسان مر جاتا ہے۔ ایسے سانپوں کو مارنے کا فوری حکم ہے۔ کیونکہ اگر یہ زندہ رہے گا تو نہ معلوم موقع پا کر کسی کو ڈس لے گا اور ہلاک کر دے گا۔

## نہ مارنے پر وعید

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سانپ کو مار دو اور جو حملے کے خوف سے نہ مارے وہ ہم میں سے نہیں۔ (مجمع صفحہ ۴۹)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سانپ کو مارے گا اسے سات نیکیاں اور جو گرگٹ کو مارے گا اسے ایک نیکی ملے گی۔ اور جو سانپ کو مارے ڈر کے نہ مارے وہ ہم میں سے نہیں۔ (مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۴۸)

**فائدہ:** سانپ کو مارنے کا حکم ہے چونکہ یہ موذی اور مہلک جانور ہے گرگٹ کو آپ نے مارنے کا حکم دیا چونکہ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تھا تو پھونک رہا تھا۔

بعض احادیث میں ہے کہ گھر میں رہنے والے سانپ کو نہ مارے۔ اس سے مراد مدینہ منورہ کے گھروں کے سانپ ہیں۔ چونکہ بعض جن ایمان لے آئے تھے جو بشکل سانپ گھروں میں رہتے تھے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں بیان کیا ہے کہ بعض علماء کی رائے ہے کہ تمام گھروں کے سانپوں کا یہی حکم ہے۔ خیال رہے کہ اس سے مراد مہلک اور ڈسنے والا اژدھا نہیں ہے۔ یہ گھر میں نظر آ جائے تو بہر صورت اس کے مارنے کا حکم ہے۔ جن حضرات نے تمام علاقے کے گھروں میں رہنے والے سانپ کو مارنے سے منع کیا ہے۔ انہوں نے یہ کہا کہ ان کو اگر مارے تو انذار یعنی متنبہ کر دے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں اس کا یہ طریقہ ذکر کیا ہے کہ نکلنے والے سانپ سے یہ کہے۔ میں تم کو بالقسم وہ عہد یاد دلاتا ہوں جو تم سے حضرت سلیمان ابوداؤد علیہ السلام نے لیا ہے تم ہمیں اذیت نہ دو اور تم ظاہر نہ ہوا کرو۔ تین مرتبہ کہے پھر اگر نکلے تو مارے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین مرتبہ ان کو مطلع کر دو۔ پھر نکلے تو مار دو کہ وہ شیطان ہے۔ (شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۳۴)

## ہر قسم کے سانپ کو مارے

حضرت ابراہیم بن جریر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر سانپ کو مارو۔ جو حملہ کے خوف سے چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (طبرانی، سبل الہدیٰ جلد ۹ صفحہ ۸۱)

حضرت سراء بنت نبہاں رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر سانپ کو مارو چھوٹا، بڑا، کالا، سفید جو اسے قتل کرے گا اس کے لئے جہنم سے چھٹکارے کا باعث ہوگا اور جسے سانپ مار دے وہ شہید ہو گیا۔ (مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۴۵)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کے سانپ کو مارے۔ خواہ زہریلا ہو یا نہ ہو۔ جیسے عموماً سفید سانپ۔ اس لئے مشہور ہے کہ جتنا کالا اتنا ہی زہریلا۔ اس حدیث میں ہر سانپ کو مارنے کا حکم عام ہے۔ اگر زہریلا نہ ہو تب بھی موحش ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ نیز سب کو کہاں معلوم ہے کہ کون ڈسنے والا ہے کون نہیں۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ سانپ کو مارنا جہنم سے چھٹکارے کا باعث اس وجہ سے ہے کہ سانپ نے ابلیس کا

تعاون کیا تھا حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالنے میں۔ اسی وجہ سے سانپ کو مارنا گویا کافر کو قتل کرنا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر اور اس کا قاتل دونوں جہنم میں جمع نہیں ہوں گے۔

(الجامع لاحکام القرآن جلد اصفحہ ۳۲۵)

## بچھو کو بھی مار ڈالے

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً مروی ہے کہ تمام سانپ اور بچھو کو ہر حال میں قتل کرو۔

(سبل جلد ۹ صفحہ ۸۲)

**فائدہ:** یعنی خواہ کاٹے یا نہ کاٹے بہر صورت مار ڈالو۔ اگر تم کو نہیں ڈس سکا تو دوسرے کو تو ڈس سکتا ہے۔ اس لئے ضرر سے پہلے مار ڈالو۔

## ایک کی وجہ سے سب کو نہ مارے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں میں سے کسی نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا۔ انہوں نے حکم دیا کہ چیونٹی کی جگہ کو جلا دیا جائے۔ اللہ پاک نے ان کی جانب وحی بھیجی کہ کاٹا ایک چیونٹی نے اور تم نے اس کی پوری جماعت کو جلا دیا۔ جو تسبیح کرتی تھی۔

(ابن ماجہ صفحہ ۲۳۲، بخاری، ترغیب، جلد ۳ صفحہ ۶۲۸، مسلم صفحہ ۲۳۶)

ایک روایت میں ہے کہ ایک چیونٹی (جس نے کاٹا تھا) کو مار ڈالتے۔

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ ایک کی وجہ سے پوری جماعت کا مارنا جائز نہیں۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ نبی سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اس کے تحت انہوں نے ایک واقعہ بھی لکھا ہے۔

(جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۳)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ اگر چیونٹی کاٹے تو اس کا مارنا جائز ہے۔ ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جو چیونٹی تم کو کاٹے اس کو قتل کر ڈالو۔ (جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۳)

بے قصور کو سزا دینا درست نہیں۔ جو جانور ستائے یا جس سے اذیت حاصل ہو صرف اسی کو مارا جا سکتا ہے۔ غصہ کی وجہ سے اس کی جنس کے دیگر افراد کو سزا نہیں دی جا سکتی۔ خیال رہے کہ جب ایک معمولی چھوٹے سے جانور کے بارے میں یہ حکم ہے تو پھر انسان جو اشرف المخلوقات ہے اور ذی روح اور معزز و مشرف ہے۔ اس کی جماعت کو ایک فرد جرم کرے مثلاً قتل وغیرہ کرے تو دوسرے تمام افراد کو اس کی سزا میں سزا دینا یا مؤاخذہ کرنا ناجائز و حرام کیوں نہ ہوگا۔

چنانچہ آج کل یہ ملعون طریقہ چل گیا ہے کہ قوم کا ایک فرد جرم کرتا ہے تو پوری قوم کے افراد کو کہ یہ بھی اسی

گروہ کے ہیں سزا دینے لگتے ہیں جو قطعاً حرام ہے۔

اسی وجہ سے کسی ناگہانی واقعہ پیش آنے پر اسٹرائک کرنا، جگہ جام کرنا، احتجاج عام کرنا، راہ گیروں کو پریشان کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ خدا اس ظالمانہ حرکت سے حفاظت فرمائے۔ آمین

(اے اللہ اسے قبول فرما اور اپنی رضا و آخرت کا ذخیرہ بنا)

تمت بالخیر

# مآخذ اور مراجع

اس کی تالیف وترتیب میں احادیث، تفسیر وسیر وغیرہ کی کتابوں کا ایک وسیع ذخیرہ پیش نظر رہا ہے۔ تاہم جو اہم اور بنیادی مآخذ اور مراجع کے حوالے ہیں۔ ان کی فہرست مختصراً پیش خدمت ہے۔


(۱) بخاری
(۲) مسلم
(۳) ابوداؤد
(۴) ترمذی
(۵) نسائی
(۶) ابوداؤد
(۷) طحاوی
(۸) سنن کبریٰ للبیہقی
(۹) شعب الایمان للبیہقی
(۱۰) آداب بیہقی
(۱۱) سبل الہدیٰ والارشاد
(۱۲) ادب مفرد
(۱۳) مجمع الزوائد
(۱۴) جامع صغیر للسیوطی
(۱۵) ابن حبان
(۱۶) مسند بزار
(۱۷) مطالب عالیہ
(۱۸) الترغیب والترہیب
(۱۹) مسند احمد
(۲۰) مشکوٰۃ المصابیح
(۲۱) مصابیح السنۃ
(۲۲) مستدرک حاکم
(۲۳) فیض القدیر للمناوی
(۲۴) کنز العمال
(۲۵) مصنف ابن ابی شیبہ
(۲۶) مصنف عبدالرزاق
(۲۷) دارمی
(۲۸) دار قطنی
(۲۹) مکارم طبرانی
(۳۰) مکارم ابن ابی الدنیا
(۳۱) مکارم الخرائطی
(۳۲) اخلاق النبی ابوالشیخ
(۳۳) رسائل ابن ابی الدنیا
(۳۴) کتاب البر ابن جوزی
(۳۵) ابن سنی
(۳۶) نزل الابرار
(۳۷) مسند فردوس
(۳۸) ریاض الصالحین
(۳۹) جامع بیان العلم
(۴۰) طبقات ابن سعد

(۴۱) احیاء العلوم
(۴۲) زاد المعاد
(۴۳) اشعۃ اللمعات
(۴۴) اتحاف السادۃ
(۴۵) فتح الباری
(۴۶) عمدۃ القاری
(۴۷) مرقات المفاتیح
(۴۸) جمع الوسائل
(۴۹) نسیم الریاض
(۵۰) طیبی
(۵۱) الاذکار
(۵۲) الجامع لاحکام القرآن
(۵۳) تفسیر مظہری
(۵۴) روح المعانی
(۵۵) الدر المنثور
(۵۶) تفسیر ماجدی
(۵۷) معارف القرآن
(۵۸) تفسیر کبیر
(۵۹) معارف السنن
(۶۰) شرح شفاء
(۶۱) مقدمہ ابن صلاح
(۶۲) درس ترمذی
(۶۳) فضائل صدقات
(۶۴) مظاہر حق
(۶۵) سیرۃ النبی ﷺ
(۶۶) اسوۃ الصالحین
(۶۷) سیرۃ مصطفیٰ ﷺ
(۶۸) وصیۃ الاخلاص
(۶۹) کیمیائے سعادت
(۷۰) الفتاویٰ الشامیہ
(۷۱) ہندیہ
(۷۲) البحر الرائق

# جامع دعا

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور، دعائیں تو آپ نے بہت سی بتادی ہیں اور ساری یاد رہتی نہیں کوئی ایسی مختصر دعا بتادیجیے، جو سب دعاؤں کو شامل ہو جائے۔ اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا تعلیم فرمائی۔ (ترمذی)

أَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔

(ترمذی شریف)